مقالاتِ حجۃ الاسلام

مجموعہ تالیفات

سیدنا الامام الکبیر حضرت مولانا محمد قاسم النانوتوی قدس سرہ

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(0322-6180738, 061-4519240)

مقالاتِ
حُجّۃ الاسلام
جلد 12

مجموعہ تالیفات

سیدنا الامام الکبیر آیۃ من آیات اللہ قاسم العلوم والخیرات

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۲۴۸ھ تا ۱۲۹۷ھ

بانی دار العلوم دیوبند

مرتب

قاری محمد اسحاق

(مدیر ماہنامہ "محاسن اسلام" ملتان)

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ

چوک فوارہ ملتان 0322-6180738

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مقالاتِ حجۃ الاسلام

جلد 12

تاریخ اشاعت..............ذوالقعدہ ۱۴۴۱ھ

ناشر..........ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت.........سلامت پنجاب پرنٹنگ پریس، ملتان

بائنڈنگ..........ابوذر بک بائنڈنگ.....ملتان

انتباہ

اس کتاب کی کاپی رائٹ کے جملہ حقوق محفوظ ہیں

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

اِدارَۂ تالیفاتِ اَشرَفِیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان

ادارہ اسلامیات.........انارکلی.........لاہور
مکتبہ سید احمد شہید.......اردو بازار......لاہور
مکتبہ رحمانیہ........اُردو بازار .... لاہور
اسلامی کتاب گھر......خیابانِ سرسید......راولپنڈی
اسلامک بک کمپنی......امین پور بازار......فیصل آباد
مکتبہ رشیدیہ......سرکی روڈ......کوئٹہ
مکتبۃ الشیخ...... بہادر آباد......کراچی
والی کتاب گھر...گوجرانوالہ...مکتبہ علمیہ...اکوڑہ خٹک

دارالاشاعت.......اُردو بازار..........کراچی
قرآن محل......کمیٹی چوک......راولپنڈی
مکتبہ دارالاخلاص....قصہ خوانی بازار......پشاور
مکتبہ اسلامیہ......امین پور بازار......فیصل آباد
ممتاز کتب خانہ......قصہ خوانی بازار......پشاور
مکتبہ ماجدیہ......سرکی روڈ......کوئٹہ
مکتبہ عمر فاروق......شاہ فیصل کالونی......کراچی
مکتبہ نعمانیہ...گوجرانوالہ...اسلامی کتاب گھر...ایبٹ آباد

الامام محمد قاسم النانوتوی ریسرچ لائبریری مردان: 0341-9164891

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K 119-121- HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTERE BOLTON BLI 3NE. (U.K.)

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اِجمالی فہرست

1	فرائد قاسمیہ	5
2	عکس فرائد قاسمیہ	231
3	فتویٰ... متعلق دینی تعلیم پر اُجرت	491

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اللّٰهُمَّ
بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

فرائدِ قاسمیہ

قاسم العلوم والمعارف

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ

کے غیر مطبوعہ مضامین کا ایک نادر مجموعہ

جمع کردہ

حضرت مولانا حافظ سید عبدالغنی پھلاودی رحمۃ اللہ علیہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ وتعارف

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

فرائدِ قاسمیہ کا یہ نسخہ قطب الوقت حضرت مولانا حافظ حاجی سید عبدالغنی صاحب پھلاوَدی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ کا ایک نادر قلمی نسخہ ہے۔ مولانا حافظ سید عبدالغنی پھلاوَدی رحمۃ اللہ علیہ ایک جامع کمالات اور اعلیٰ صفات کے بزرگ تھے۔ ان کے حالات میں ایک مستقل کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ اِس وقت میں ان کے مختصر حالات پیش کررہا ہوں تا کہ فرائد قاسمیہ کی اہمیت سامنے آجائے۔

حضرت مولانا حافظ سید عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ پھلاوَدہ تحصیل موانہ ضلع میرٹھ کے باشندے تھے۔ آپ کا خاندان ساداتِ رضویہ کا ایک مشہور ومعروف خاندان ہے۔ آپ کی پیدائش ۳؍ ذی قعدہ ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۹؍ اگست ۱۸۵۲ء بروز جمعہ ہوئی۔ آپ کا تاریخی نام محمد عبیدالغنی تھا۔ مولانا حافظ سید عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم کن اساتذہ سے حاصل کی اس کی پوری تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔ قاسم العلوم والمعارف حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی آپ کا علمی ورُوحانی تعلق تھا۔ جس زمانے میں حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام میرٹھ میں تھا، غالبًا حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُسی زمانے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

حاصل کی ہوگی۔ آپ نے کس سنہ میں اور کتنے عرصے تک تعلیم پائی اس کا پتا نہ چل سکا۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے خطوط آپ کے نام ہیں جن سے آپ کے اور حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و رُوحانی روابط کا پتا چلتا ہے۔ مولانا حافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ اُردو اور فارسی کے ایک بہترین اور بلند پایہ ادیب و شاعر تھے حافظ تخلص کرتے تھے آپ کی نثر و نظم کے دو مجموعے کتب خانہ پھلاؤدہ میں موجود ہیں جو شائع نہیں ہو سکے۔ ان میں علاوہ ادبی خوبیوں کے تاریخی سرمایہ بھی موجود ہے۔ آپ نے اپنی تمام عمر تکمیل سلوک، تزکیہ نفس اور تعلیم و تدوین علومِ دینیہ میں گزاری۔ آخر عمر میں بصارت جاتی رہی تھی مگر تمام علوم و فنون متداولہ مستحضر تھے۔

حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید رأس الاذکیاء حضرت مولانا سید احمد حسن محدّث امروہی رحمۃ اللہ علیہ خورجہ، دہلی وغیرہ میں تعلیم دینے کے بعد ۱۲۹۶ھ (۱۸۷۹ء) میں مدرسہ شاہی مراد آباد کے سب سے پہلے صدر المدرسین ہوئے۔ جب ۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ (۱۸۸۰ء) میں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن صدیقی مفسر امروہی رحمۃ اللہ علیہ، جنہوں نے ترمذی شریف مسجد چھتہ دیوبند میں حضرت نانوتوی رحمہ اللہ سے پڑھی تھی اور جو دارالعلوم دیوبند کے فرزندانِ قدیم میں سے تھے، مدرسہ شاہی مراد آباد چلے گئے اور وہاں حضرت امروہی رحمہ اللہ کے حلقۂ درس میں شامل ہو گئے تھے۔

۱۳۰۱ ہجری (۱۸۸۴ء) میں مولانا حافظ عبدالرحمٰن صاحب امروہی رحمہ اللہ کو مدرسہ شاہی سے سندِ فراغ ملی۔ غالباً حضرت حافظ سید عبدالغنی رحمہ اللہ کو بھی اسی سنہ میں مدرسہ شاہی سے سندِ فراغت ملی ہے۔ جب ۱۳۰۳ھ (۱۸۸۶ء) میں مدرسہ شاہی سے ترکِ تعلق کر کے حضرت امروہی رحمہ اللہ نے اپنے وطن امروہہ میں مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد قائم کیا تو مولانا حافظ عبدالرحمٰن صاحب صدیقی اور مولانا حافظ سید عبدالغنی پھلاؤدی رحمہ اللہ دونوں اس مدرسہ کے مدرس ہوئے کئی سال اس مدرسے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

امروہہ میں حضرت پھلاوُدی نے درس دیا۔ حافظ صاحب پھلاوُدی کے قیامِ امروہہ کے زمانے میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا مکہ معظمہ سے آیا ہوا ایک مکتوب گرامی پھلاوُدہ میں موجود ہے، جو مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ کے پتے پر حضرت حافظ صاحب پھلاوُدی رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجا گیا ہے۔ اس مکتوب میں حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ نے اس مدرسہ اسلامیہ کے حق میں دُعائے خیر تحریر فرمائی ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا امروہی رحمہ اللہ سے حضرت پھلاوُدی رحمہ اللہ کا جو تعلق تھا اس کا پورا پورا علم اُن خطوط سے ہوتا ہے جو دونوں بزرگوں نے مولانا پھلاوُدی رحمہ اللہ کو تحریر فرمائے ہیں۔ نیز اُس مجموعہ نظم ونثر سے بھی ہوتا ہے جو حضرت حافظ صاحب پھلاوُدی کے ذہن وفکر کا بہترین نتیجہ ہے اور اَدبی نقطۂ نگاہ سے ایک عظیم سرمایہ ہے۔

حضرت مولانا امروہی رحمہ اللہ کے مرسلہ مکتوبات بنام حضرت حافظ صاحب پھلاوُدی بڑی تعداد میں ہیں جن میں سو (۱۰۰) سے زائد پوسٹ کارڈ ہیں اور کچھ کم پچاس لفافے ہیں۔ یہ خطوط حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانۂ حیات کے آخری حصہ سے لے کر حضرت مولانا امروہی رحمہ اللہ کی وفات تک کے ہیں۔ یہ مجموعہ بھی ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں ۱۲۹۳ھ (۱۸۷۶ء) سے لے کر حضرت امروہی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے قریبی زمانے تک کے خطوط میں امروہہ، مرادآباد، دیوبند، گنگوہ وغیرہ کے بزرگوں کا ذکر ہے اور اُس زمانے کے اہم واقعات کا تذکرہ ملتا ہے۔ یہ خطوط بھی اگر شائع ہو جائیں تو معلومات کی بہت سی راہیں کھلیں گی۔ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت نانوتوی رحمہ اللہ اور حضرت امروہی رحمہ اللہ سے محبت کا وہ مقام حاصل تھا جسے عشق کہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں دو چار باتیں عرض کرتا ہوں: حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے مطبع مجتبائی کے حمائل کی تصحیح کی تھی۔ حافظ صاحب اِسی حمائل سے تلاوت قرآن کرتے تھے اور اس

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے غلاف پر اپنے قلم سے ان کا یہ شعر لکھا ہوا ہے:

کرد تصحیح حضرت قاسم این حمائل کہ حرزِ جانِ من است

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی تمام مطبوعات کا ذخیرہ اُن کے کتب خانے میں موجود ہے، جن میں وہ ایڈیشن بھی ہیں جن کا وجود بہت کم کتب خانوں میں پایا جاتا ہے۔ حضرت پھلاودی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فکر رہتی تھی کہ حضرت کی وہ تحریریں جو طبع نہیں ہوئیں ان کو جمع کر لیں۔ آبِ حیات مصنفہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ میں سے چند اوراق کتابت وطباعت کے وقت دقیق مضمون پر مشتمل ہونے کی بناء پر اس زمانے کے بعض بزرگوں کے مشورے سے نکال دیئے گئے تھے۔

حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ کو ان اوراقِ مستخرجہ کے حاصل کرنے کی مدتوں جستجو اور فکر رہی۔ وہ اپنے ایک مکتوب میں بھی جو حضرت امروہی رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہے خاص طور پر ان اوراقِ مستخرجہ کا ذکر کرتے ہیں۔

آپ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہر چھوٹی اور بڑی غیر مطبوعہ تحریر کو نہایت ہی کوشش اور تلاش سے حاصل کر کے جمع کرتے رہے اور اس مجموعے کا نام ''فرائدِ قاسمیہ'' رکھا۔ یہ فرائدِ قاسمیہ درحقیقت علمی جواہرات کا ایک بیش بہا ذخیرہ ہے۔ اس میں وہ تحریریں ہیں جو حضرت کی مطبوعہ تصنیفات وتالیفات کے علاوہ ہیں، اور میرے علم میں ان میں کی کوئی تحریر بھی ایسی نہیں ہے جو اَب تک کہیں شائع ہوئی ہو۔ مجھے خیال ہوا تھا کہ اس مجموعہ فرائدِ قاسمیہ کی کوئی تحریر شاید مکتوبات قاسم العلوم میں ہو لیکن جب مراجعت کی گئی تو اس میں بھی کوئی تحریر اس مجموعہ کی نہیں تھی۔

حضرت امروہی رحمہ اللہ سے مولانا پھلاودی رحمہ اللہ کو جیسا کہ لکھ چکا ہوں بڑا گہرا تعلق تھا اور حضرت امروہی رحمہ اللہ بھی اُن کو اپنے گھر کے ایک فرد کی طرح سمجھتے تھے۔ حضرت امروہی رحمہ اللہ کے خطوط سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ حضرت پھلاودی رحمہ اللہ سے اس طرح مراسلت کرتے ہیں جس طرح ایک دوست دوسرے دوست

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے۔ اور اپنے تمام حالات، مدرسہ سے متعلق ہوں یا گھر سے، ان کو لکھ دیتے ہیں، جس سے انتہائی بے تکلفی اور تعلقِ قلبی کا اندازہ ہوتا ہے۔ خود حضرت پھلاوَدی رحمہ اللہ کے خطوط جو حضرت امروہی رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہیں اُن میں بھی اَدب واحترام کے ساتھ ساتھ بے تکلفانہ اندازِ بیان ہے۔ حضرت امروہی رحمۃ اللہ علیہ پھلاوَدہ جاتے تھے تو حضرت پھلاوَدی رحمہ اللہ باغ باغ ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت امروہی رحمہ اللہ براہِ میرٹھ دیو بند پہنچے اور بغیر پھلاوَدہ تشریف لے جائے ہوئے امروہہ واپس ہو گئے۔ اس کی خبر حضرت پھلاوَدی رحمہ اللہ کو ہوئی تو ایک شعر ان کی زبانِ قلم پر آیا جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے۔

تو بہ دیو بند رسیدۂ دلِ ما نہ رخت کشیدۂ

حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ سے بھی حضرت پھلاوَدی رحمہ اللہ کا عقیدت و اِرادت کا تعلق تھا۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے بھی بہت سے مکاتیب آپ کے نام ہیں۔ آپ نے ایک مشترکہ قصیدہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی شان میں لکھا ہے جس کا قافیہ، یکساں، گلستاں وغیرہ ہے اور ردیف، دونوں ہے۔

حضرت شیخ الہند اور حضرت مولانا حکیم محمد صدیق قاسمی مراد آبادی وغیرہما نے بھی ان دونوں حضرات کی شان میں اس زمین میں قصائد کہے ہیں۔

مولانا پھلاوَدی رحمہ اللہ کو خلافت واجازت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے ملی تھی۔

اب میں "فرائدِ قاسمیہ" پر تھوڑی سی روشنی اور ڈالنا چاہتا ہوں۔ اِس نسخے کے متعلق پہلے ورق پر حضرت حافظ صاحب پھلاوَدی رحمہ اللہ نے اِس طرح تحریر فرمایا ہے:

"فرائدِ قاسمیہ کہ فقیر عبد الغنی آں را بہ ہزار عرق ریزی فراہم آوردہ"

اس کتاب کے آخر میں دو (۲) مختصر علمی رسالے بزبانِ عربی ہیں جن میں ایک اثبات جزو لا یتجزّیٰ سے متعلق ہے اور دوسرے کا نام کلمة الله هي العليا ہے۔

چوں کہ یہ دونوں رسالے دقیق مضامین پر مشتمل ہیں اس لئے یہ مناسب سمجھا گیا کہ فی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

الحال ان دونوں رسالوں کے علاوہ کل ذخیرے کو جو ۲۴۶ صفحات ﴿جہاں بھی متن کتاب کے صفحوں کے نمبر آئے ہیں اُن میں ہر جگہ ایک عدد کا اضافہ کر لیا جائے﴾ پر مشتمل ہے عکس لے کر شائع کرا دیا جائے۔ شروع سے لے کر صفحہ ۱۴۶ ر تک اُردو زبان کی نادر تحریرات ہیں اس کے بعد بہ استثنائے چند اوراق فارسی زبان کی نادر تحریرات ہیں۔ پھر آخر میں آٹھ سوال مذہب امامیہ کے علماء کے سامنے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے پیش فرمائے ہیں جن میں پہلا سوال فارسی میں اور باقی اُردو میں ہیں۔ سب سے پہلی تحریر شرک کی حقیقت کے بارے میں ایک سوال کا جواب ہے۔ اس کے بعد دوسری تحریر ایہام کی بحث میں ہے۔

صفحہ ۲۱ سے لے کر صفحہ ۴۱ تک تعلیم فلسفیات کا بیان ہے کہ مباح ہے یا حرام؟ صفحہ ۴۱ سے ۶۳ تک رفع تعارض بین الحدیث والقرآن کا بیان ہے۔ صفحہ ۶۴ سے لے کر ۹۲ تک فرقِ مراتب تقویٰ وعلم وعمل ومعنیٰ حدیث فضل العَالِم الخ کا بیان ہے، اور یہ تحریر ایک مکتوب ہے جو حکیم ضیاء الدین صاحب رام پوری رحمہ اللہ کے نام ہے۔

صفحہ ۹۲ سے لے کر صفحہ ۹۶ تک عمل بظاہر الحدیث کا بیان ہے۔ یہ مکتوب مولانا نصر اللہ خان کے نام ہے۔ صفحہ ۹۶ سے ۱۰۳ تک پادریوں کے اعتراض کا جواب ہے جو تعدد نکاح کے بارے میں تھا۔ صفحہ ۱۰۳ ر سے ۱۲۲ ر تک تحقیق مالِ حرام کا بیان ہے۔

صفحہ ۱۲۲ ر سے ۱۴۶ ر تک ایک مکتوب در مبحث امکان وامتناع نظیر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ مکتوب قاضی محمد اسمٰعیل منگلوری کے نام ہے۔

صفحہ ۱۴۶ سے صفحہ ۱۵۳ تک قرأۃ فاتحہ خلف الامام کی بحث ہے۔

صفحہ ۱۵۳ سے ۱۵۶ تک ایک خط مولانا فخر الحسن گنگوہی رحمہ اللہ کے نام ہے جس میں تحقیق کلّی متکرر النوع کا ذکر ہے۔

صفحہ ۱۵۶ سے ۱۶۰ تک واسطہ فی العروض کے موضوع پر ایک مکتوب ہے۔ یہ مکتوب بھی مولانا فخر الحسن گنگوہی رحمہ اللہ کے نام ہے اور اس کے آخر میں یہ تحریر ہے:

''ایں چند سطور رقم زدہ ام پس از ملاحظہ، ایں نامہ یا نقل ایں نامہ بخدمت مولوی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

احمد حسن صاحب (امروہی) نیز ضرور باید فرستاد“۔

صفحہ ۱۶۰ سے لے کر ۱۶۳ تک تحقیق مختصر در بیان حدیث متشابہ ہے اور یہ مکتوب گرامی حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امروہی رحمہ اللہ کے نام ہے۔

صفحہ ۱۶۳ سے لے کر ۱۶۸ تک تاکید وتر در رمضان بہ جماعت وسنیت بست (۲۰) رکعت در تراویح کا بیان ہے۔ یہ مکتوب منشی حمید الدین صاحب بیخود سنبھلی رحمہ اللہ کے نام ہے اس مکتوب کے آخر میں یہ تحریر ہے:

”در مصابیح التراویح از تحریر ہمچو خیالات فارغ شدہ ام“

صفحہ ۱۶۸ سے لے کر ۱۷۱ تک سَرقہ وغصب کے درمیان فرق کا بیان ہے۔ یہ مکتوب بھی حضرت مولانا احمد حسن محدّث امروہی رحمہ اللہ کے نام ہے۔

صفحہ ۱۷۱ سے لے کر ۱۷۸ تک جواب اعتراض اہلِ تشیع ہے۔

صفحہ ۱۷۸ سے لے کر ۱۸۳ تک ایک شعر کا مطلب ہے اور یہ تحریر ایک مکتوب کی شکل میں مولانا منصور علی خان مراد آبادی رحمہ اللہ کے نام ہے۔

صفحہ ۱۸۳ تا ۱۹۱ اشاراتِ اجمالیہ در مبحث امکان نظیر کا بیان ہے۔

صفحہ ۱۹۱ تا ۱۹۴ تتمہ تقریرِ هل نجازی اِلّا الکفور ہے۔

صفحہ ۱۹۴ تا ۱۹۶ ایک مکتوب گرامی ہے جس کے مکتوب الیہ کا پتا نہ چل سکا۔

صفحہ ۱۹۶ سے ۱۹۸ تک مولانا عبد العزیز امرد کے نام ایک مکتوب ہے۔

صفحہ ۱۹۹ تا ۲۰۶ نکاتِ چند از علومِ قاسمیہ (تفاسیر بعض آیات میں)۔

صفحہ ۲۰۷ تا ۲۱۳ چند سوالات کے جوابات ہیں۔ صفحہ ۲۱۴ سے لے کر تا ختم کتاب ان سوالات کے جوابات ہیں جو علماء مذہب امامیہ اِثناء عشریہ امروہہ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کئے تھے۔

حافظ صاحب پھلاودی رحمہ اللہ نے وفات سے قبل ایک وصیت نامہ فارسی زبان میں لکھا تھا جس کا ترجمہ منشی امجد علی معظر پھلاودی رحمہ اللہ نے کیا تھا اور اس

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کو مع ترجمہ شائع بھی کر دیا گیا ہے۔ یہ وصیت نامہ ایک وعظ ہے جو علاوہ اعزاء کے تمام مسلمانوں کے لئے مفید ہے۔ اس میں اپنی مملوکہ کتب کا، خصوصاً تصانیف و تحریرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ و حضرت مولانا سید احمد حسن محدّث امروہی رحمہ اللہ کا تذکرہ کیا ہے۔

وفات

حضرت مولانا حافظ عبدالغنی پھلاوَدی رحمہ اللہ نے بتاریخ ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۱ راگست ۱۹۳۲ء بروز چہار شنبہ وفات پائی۔ سنہ ہجری کے لحاظ سے آپ کی عمر تقریباً ۸۴ سال ہوئی۔

اولاد

آپ کے ایک صاحبزادے محترم سید محمد قاسم تھے۔ ان کا تاریخی نام خورشید حسنین تھا۔ یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ اپنے صاحبزادے کا نام مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کے نام پر رکھا تو ساتھ ہی ساتھ اس کا لحاظ بھی رکھا کہ تاریخی نام بھی تقریباً اسی طرح کا ہو جو مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کا تھا۔ مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کا تاریخی نام خورشید حسین تھا نون بڑھا کر خورشید حسنین اپنے صاحبزادے کا نام رکھا جو مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کی وفات (۱۲۹۸ھ) کے ایک سال بعد ۱۲۹۸ھ (۱۸۸۱ء) میں پیدا ہوئے تھے۔

ان ہی صاحبزادہ گرامی سید محمد قاسم صاحب کے صاحبزادے مولانا حکیم سید عبدالمغنی زید مجدہم ہیں۔ انہوں نے اپنے جدِ اُمجد رحمہ اللہ کی بہت کچھ صحبت اُٹھائی ہے اور ان کی خدمت کی ہے۔ آپ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے بیعت ہیں۔

مولانا سید عبدالمغنی سے میری ملاقات

میں حضرت پھلاوَدی رحمہ اللہ سے ملاقات نہ کر سکا تھا۔ ان کی وفات سے ایک دو سال قبل ان کی خدمت میں ایک عریضہ روانہ کیا تھا۔ اس کے جواب میں اُنہوں

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

نے اپنی سخت علالت اور ثقلِ سماعت اور معدومی بصارت کا ذکر کیا تھا۔

میں اپنی طالب علمی کے زمانے سے یہ سنتا رہا کہ حضرت پھلاوَدی رحمہ اللہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ میں مدرس رہے ہیں اور ان کو مقاماتِ حریری کے کئی مقامات زبانی یاد تھے۔ تقسیم ہند کے کچھ دنوں بعد میں پہلی مرتبہ پھلاوَدہ گیا تو مولانا پھلاوَدی رحمہ اللہ کے صاحبزادے محترم سید محمد قاسم صاحب اور پوتے مکرمی مولانا سید عبدالمغنی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ غالباً ایک دو دِن رہنا ہوا۔ مولانا عبدالمغنی صاحب نے اپنی عنایات سے بہت کچھ نوازا اور حضرت پھلاوَدی رحمہ اللہ کے کتب خانے کی سیر بھی کرائی اور ان کے کچھ حالات و واقعات بھی سنائے۔ اُن کا اکابر دیوبند خصوصاً حضرت نانوتوی رحمہ اللہ اور حضرت امروہی رحمہ اللہ سے جو رَبط تھا اس کا ذکر بھی خصوصیت سے کیا۔ اس کے بعد بھی میں کئی مرتبہ پھلاوَدہ حاضر ہوا۔ ایک مرتبہ تقریباً ایک ہفتہ رہنا ہوا اور بہت سے نوادر کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ فرائدِ قاسمیہ کو بھی یاد پڑتا ہے کہ عربی کے دو (۲) رسالے چھوڑ کر اُس وقت دیکھ لیا تھا۔

مولانا حافظ عبدالمغنی صاحب رحمہ اللہ کے کتب خانے میں حضرت قاسم العلوم والمعارف رحمۃ اللہ علیہ کا غیر مطبوعہ کلام بھی موجود ہے جو عربی، فارسی اور اُردو تینوں زبانوں میں ہے۔ عرصہ ہوا احقر نے ایک مقالہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری پر لکھا تھا اور اس میں اس غیر مطبوعہ کلام کو درج کیا تھا۔

یہ مقالہ رسالہ دارالعلوم دیوبند میں شائع ہوا تھا۔

مولانا عبدالمغنی صاحب نے بتایا کہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کا ایک اور مجموعہ بھی اس مجموعے کے علاوہ تھا جو کتب خانے میں موجود تھا اور اب نہیں ہے۔

چونکہ یہ نادر مجموعۂ تحریرات و مضامین ذی استعداد اہلِ علم کے استفادے کے لئے شائع کیا جا رہا ہے، اس لئے فارسی زبان کے مضامین کے ترجمے کی فی الحال ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ بعد میں اگر کوئی صاحب اس کا ترجمہ کرنا چاہیں اور اُن کو علومِ قاسمیہ سے مناسبت بھی ہو تو وہ ترجمہ کر سکتے ہیں۔ اس وقت تو ان مضامین کا شائع ہونا ہی بسا غنیمت ہے۔ اِس نسخۂ خطیہ میں اکثر جگہ یائے معروف کی جگہ یائے مجہول اور

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

یائے مجہول کی جگہ یائے معروف ہے۔قدیم طرزِ کتابت کے مطابق ہر جگہ گول تا (ۃ) لکھی گئی ہے۔اکثر جگہ حروف کو مِلا کر لکھا گیا ہے۔

بعض جگہ ش کے تین نقطوں کی جگہ اُلٹا واؤ تحریر کیا گیا ہے۔گ کا ایک مرکز لگایا گیا ہے۔ناظرین اس کا خیال رکھیں۔بعض جگہ کچھ غلطیاں بھی ہیں جن کی نشان دہی آخر میں کردی جائے گی۔البتہ تمام غلطیوں کا استیعاب نہیں ہوسکا۔چونکہ خود یہ کتاب خوش خط اور کافی حد تک صحیح ہے۔اس لئے کسی کاتب سے کتابت کرا کے شائع کرنے کے مقابلے میں سہولت اسی میں نظر آئی کہ اس کا عکس لے کر شائع کرایا جائے۔

اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ حضرت قاسم العلوم والمعارف کے مختصر سوانح حیات اوراس مجموعے میں جن حضرات کے نام مکاتیب ہیں،اُن کے مختصر حالات لکھوں:

قاسم العلوم والمعارف حضرت مولانا محمد قاسم،شیخ اسد علی صدیقی نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے باکمال صاحبزادے تھے۔۱۲۴۸ھ (۱۸۳۲ء) میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں پائی،پھر دہلی جاکر مولانا مملوک علی نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں علاوہ حدیث کے تمام کتبِ درسیہ پڑھیں۔حضرت مولانا مملوک علی رحمۃ اللہ علیہ ایک جید عالم اور قدیم دہلی کالج کے صدر مدرس تھے۔جو رئیس المتکلمین مولانا رشید الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔مولانا رشید الدین صاحب،حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اور شاہ رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا شاہ عبدالغنی فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے خانقاہ مظہریہ دہلی میں دورۂ حدیث پڑھا۔حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک درسِ حدیث تھے۔آپ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔سلوک کے تمام منازل طے کر کے ان ہی سے خلافت واجازت حاصل کی۔جہادِ حُریت ۱۸۵۷ء میں آپ نے بھی حضرت حاجی امداد اللہ کی قیادت میں عملی حصہ لیا اور شاملی کے میدان میں مجاہدین کی صف میں شریک رہے۔حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے امن حاصل ہوجانے کے بعد مدارس کے قیام کی طرف توجہ فرمائی۔میرٹھ میں مطبع مجتبائی اور مطبع ہاشمی میں تصحیح کا کام بھی انجام دیتے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

رہے اور درسِ حدیث و تفسیر اور دیگر علوم کی تعلیم بھی دیتے رہے آپ کے تلامذہ کی تعداد اگرچہ کم ہے لیکن استعداد کی بلند پائیگی کے لحاظ سے وہ سب ممتاز ہیں۔

آپ کے چند مشہور تلامذہ یہ ہیں: (۱) حضرت مولانا سید احمد حسن امروہی رحمہ اللہ (۲) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدّث دیوبندی رحمہ اللہ (۳) حضرت مولانا فخر الحسن گنگوہی رحمہ اللہ (۴) نواب قاضی محی الدین فاروقی مرادآبادی رحمہ اللہ (۵) مولانا منصور علی خاں مرادآبادر رحمہ اللہ (۶) مولانا حافظ عبدالرحمٰن صاحب صدیقی امروہی رحمہ اللہ (۷) حضرت مولانا حافظ سید عبدالغنی پھلاوَدی رحمہ اللہ (۸) مولانا عبدالعلی فریدی قاسمی رحمہ اللہ (۹) مولانا محمد مراد فریدی فاروقی مظفرنگری رحمہ اللہ (۱۰) مولانا حکیم رحیم اللہ صاحب بجنوری رحمہ اللہ۔

حضرت مولانا نانوتوی کے مریدین میں صرف ایک خلیفہ کا مجھے علم ہوا ہے اور وہ مولانا حکیم صدیق ﴿ تاریخ دارالعلوم دیوبند مرتبہ سید محبوب رضوی مرحوم سے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے ایک اور خلیفہ مولانا محمد مراد فریدی کا علم ہوا ﴾ قاسمی مرادآبادی رحمہ اللہ ہیں جو بعد کو حضرت حاجی صاحب کے خلیفہ بھی ہوئے اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے بھی۔۔۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی بہت سی تصانیف ہیں جو شائع ہو چکی ہیں اور مشہور و معروف ہیں۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ محمد احمد تھے جو مدتوں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم رہے اور آج کل حضرت مولانا حافظ محمد احمد رحمہ اللہ کے صاحبزادے حضرت مولانا قاری محمد طیب دامت برکاتہم دارالعلوم دیوبند کے مہتمم ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ کے حالات میں مولانا محمد یعقوب صاحب رحمہ اللہ نانوتوی نے ایک مختصر مگر جامع رسالہ لکھا تھا۔ پھر اس کے بعد مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم نے سوانح قاسمی بڑی تفصیل سے کئی جلدوں میں لکھی۔ نزہۃ الخواطر، تذکرہ علمائے ہند اور دیگر کتبِ تاریخ و تذکرہ میں بھی آپ کا ذکرِ خیر اختصاراً یا کچھ تفصیل سے ملتا ہے۔

حضرت مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کا وصال ۴۔ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۴ر اپریل ۱۸۸۰ء کو دیوبند میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

عجیب اتفاق ہے کہ شمسی حساب سے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے وصال سے ٹھیک سو سال بعد مئی ۱۹۸۰ء میں فرائدِ قاسمیہ کا یہ نسخہ خطیہ شائع ہو رہا ہے۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مکتوب الیہم کے مختصر حالات

حضرت مولانا سید احمد حسن محدث اَمروہی رحمہ اللہ

حضرت مولانا احمد حسن محدّث امروہی رحمہ اللہ ۱۲۶۷ھ میں ساداتِ رضویہ کے ایک مشہور گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اِبتدائی تعلیم امروہہ کے اساتذہ سے حاصل کرنے کے بعد حضرت نانوتوی رحمہ اللہ سے میرٹھ میں کتبِ درسیہ پڑھیں پھر مدرسہ دیو بند سے بھی تعلیمی ربط قائم ہوا۔ تحریر و تقریر اور اندازِ تعلیم و تدریس میں اپنے اُستاذ مکرم کے بہت مشابہ ہونے کی وجہ سے تصویرِ قاسم اور قاسمِ ثانی کہلاتے تھے۔ چنانچہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے آپ کی وفات کے غم میں جو اشعار لکھے ہیں ان میں آخری مصرع جو مادہ تاریخ وفات بھی ہے یہ ہے ؏

حک ہوئی تصویرِ قاسم صفحۂ دنیا سے لو

آپ نے ۱۳۳۰ھ (۱۹۱۲ء) میں ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور جامع مسجد امروہہ کے صحن میں جانبِ جنوب دفن ہوئے۔

مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ آپ کی بہترین علمی یادگار ہے۔ آپ کے اکلوتے صاحبزادے مولانا سید محمد عرف مولانا بنّے میاں تھے جن کا ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ میں وصال ہوا ہے۔ ان کے کئی صاحبزادے ہیں۔

حضرت مولانا امروہی رحمہ اللہ کے خطوط کا مجموعہ جو پھلاودہ سے حاصل ہوا ہے اور جو بنام مولانا حافظ عبد الغنی صاحب پھلاؤدی رحمہ اللہ ہے اس کے شائع کرنے کا بھی اِرادہ ہے۔ مولانا کی ایک کتاب ''تحذیر الناس'' کے اعتراضات کے جواب میں ہے اور پھلاؤدہ کے کتب خانے سے مجھے مطالعہ کے لئے ملی ہے جو قلمی اور غیر مطبوعہ ہے۔ عرصہ ہوا احقر نے رسالہ دار العلوم دیو بند میں حضرت محدّث امروہی رحمہ اللہ پر نو قسطوں میں ایک مقالہ لکھ کر شائع کیا تھا۔ ضرورت ہے کہ حضرت کی مفصل سوانح

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

حیات شائع کی جائے۔ افاداتِ احمدیہ کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ پھلاودہ میں موجود ہے۔ یہ کتاب اُس تحریری مناظرے پر مشتمل ہے جو حضرت امروہی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد حسن اسرائیلی سنبھلی رحمہ اللہ کے درمیان ہوا تھا۔ ایک کتاب افاداتِ احمدیہ نام کی شائع ہو چکی ہے جو چند علمی و تحقیقی مضامین پر مشتمل ہے اور جس کو آپ کے صاحبزادے مولانا سید محمد رضوی مرحوم نے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ کی تصحیح کے ساتھ شائع کرایا تھا اب یہ کتاب نایاب ہے۔ اس کے علاوہ کثیر تعداد میں فتاویٰ ہیں جو اَبھی تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہو سکے ہیں۔

اپنے اُستاذ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک سفرِ حج میں مولانا احمد حسن صاحب امروہوی رحمۃ اللہ علیہ شریکِ سفر تھے وہاں استاذ الاستاذ مولانا شاہ عبدالغنی مجددی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ دارالہجرہ سے سندِ حدیث حاصل کی۔ حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مہاجی رحمۃ اللہ علیہ سے مکہ معظمہ میں بیعت ہوئے اوران سے خلافت واجازت حاصل ہوئی۔

حضرت مولانا فخرالحسن گنگوہی ابنِ عبدالرحمٰن گنگوہی رحمہما اللہ

ان کے حالات زیادہ معلوم نہ ہو سکے۔ نزہۃ الخواطر جلد ہشتم میں آپ کا ذکر خیر بھی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حکیم محمود خاں دہلوی رحمہ اللہ سے طب پڑھی تھی، نزہۃ الخواطر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کے شاگرد ہی نہیں تھے بلکہ سفر وحضر کے رفیق بھی تھے۔ سنن ابی داؤد پر آپ کا ایک عمدہ حاشیہ ہے جس کا نام تعلیق المحمود ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ کے کتب درسیہ پر حواشی ہیں۔

آخر میں آپ کانپور چلے گئے تھے۔ وہاں مطب کرتے تھے اور کان پور ہی میں ۱۳۱۵ھ (۱۸۹۷ء) میں آپ کا وصال ہوا۔

قاضی محمد اسمٰعیل منگلوری رحمہ اللہ

آپ حضرت شیخ محمد محدث تھانوی رحمہ اللہ کے ارشد خلفاء میں سے تھے۔ آپ کے صاحبزادے قاضی عبدالغنی منگلوری رحمہ اللہ تھے جو آپ کے بعد جانشین ہوئے۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہندوستان کے دو مشہور و معروف با کمال شاعر اصغر گونڈوی اور جگر مراد آبادی، قاضی عبدالغنی منگلوری رحمہ اللہ کے مُرید تھے۔ قاضی محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ اور قاضی عبدالغنی رحمہ اللہ اپنے وطن منگلور ضلع سہار نپور میں مدفون ہیں۔

منشی حمید الدین بیخود سنبھلی رحمہ اللہ

آپ ایک اچھے ادیب شاعر تھے، بیخود تخلص فرماتے تھے۔ آپ کو مولانا نانوتوی رحمہ اللہ سے بڑا ربط و تعلق تھا اور سفر و حضر کے ساتھی تھے۔ آپ کے کئی صاجبزادے تھے اُن میں حکیم ظہور الدین عیش سنبھلی دارالعلوم دیو بند کے فاضل اور افادات شرح مقاماتِ حریری کے مؤلف تھے۔

مولانا منصور علی خاں مراد آبادی رحمہ اللہ

آپ کے حالات بھی زیادہ معلوم نہ ہو سکے۔ اتنا معلوم ہے کہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ اور مذہب منصور نام کی آپ کی ایک تصنیف ہے جو چَھپ چکی ہے۔ ﴿فتح المبین اور معیار الادویہ بھی آپ کی تصانیف ہیں۔﴾ مدرسہ عباسیہ بچھرایوں ضلع مراد آباد میں آپ مدرس رہے۔ آپ کے صاجبزادے حکیم مقصود علی خاں تھے جو حیدر آباد دَکن کے افسر الاطباء اور دارالعلوم دیو بند کے رُکن مجلسِ شوریٰ تھے۔ مولانا منصور علی خان نے مکہ معظمہ میں ۱۳۳۰ھ میں انتقال کیا۔

حضرت حاجی محمد عابد صاحب دیو بندی رحمہ اللہ

حاجی محمد عابد صاحب جن کو عُرفِ عام میں حاجی محمد عابد حسین بھی کہا جاتا ہے دیو بند کے ساداتِ رضویہ سے تعلق رکھتے تھے ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۴ء) میں پیدا ہوئے۔ بڑے با اخلاق اور درویشانہ مزاج کے بزرگ تھے۔ تذکرۃ العابدین سے معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ اسلامیہ دیو بند کے قیام کا الہام والقاء آپ کے قلب میں ہوا جبکہ آپ مسجد چھتہ میں چلّہ نشین تھے۔ آپ دارالعلوم دیو بند کے مجوزین اور مہتممین میں ایک

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ممتاز فرد تھے۔ آپ ایک مشہور عامل بھی تھے۔ آپ نے ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ کو ۸۱ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ کی معرفت ایک مکتوب حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کو موصول ہوا ہے جو اس مجموعے میں شامل ہے مگر مکتوب الیہ کا نام درج نہیں۔

حکیم ضیاء الدین انصاری رامپوری رحمہ اللہ

آپ رامپوری منہیاران ضلع سہارنپور کے باشندے تھے اور ایوّبی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ حافظ محمد ضامن شہید رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے۔ ان کی شہادت کے بعد ایک کتاب اُن کے حالات میں لکھی جس کا نام مونسِ مہجوراں ہے۔

مدرسہ صولتیہ کے کتب خانے میں یہ کتاب حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کے ذخیرۂ کتب میں رکھی ہوئی ہے۔ احقر نے اس کا خلاصہ رسالہ تذکرہ دیوبند میں ایک مقالے کی شکل میں شائع کرادیا ہے۔

آپ مجلسِ شوریٰ دیوبند کے ایک رُکن تھے۔ حضرت حافظ ضامن شہید رحمہ اللہ کے بعد حضرت حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ کی طرف رجوع کیا اور ان سے خلافت حاصل کی۔ مزید حالات اور سنہ وفات کا علم نہ ہوسکا۔ ۱۳۱۳ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

مولانا نصر اللہ خاں صاحب

صفحہ ۹۲ تا صفحہ ۹۶ کا مکتوب مولانا نصر اللہ خاں صاحب کے نام ہے۔ متعین طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ مولانا نصر اللہ خاں خویشگی خورجوی مصنف تاریخِ دکن ہوں۔ انہوں نے ۱۲۹۹ھ میں انتقال کیا۔

مولانا عبدالعزیز اَمروہوی رحمہ اللہ

آپ مولانا احمد حسن مراد آبادی رحمہ اللہ تلمیذ مولانا فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ کے شاگردِ رشید تھے۔ مدینہ منورہ میں رہ کر حضرت مولانا شاہ عبدالغنی مجدّدی دہلوی رحمہ اللہ مہاجر سے علمِ حدیث پڑھا۔ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ سے ایک علمی مسئلہ میں

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

تحریری مناظرہ ہوا تھا جو مناظرۂ عجیبہ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ آپ حضرت مولانا سید امانت علی چشتی اَمروہی رحمہ اللہ کے مرید تھے ۱۳۰۴ھ میں انتقال ہوا۔

معاونین ومحسنین

محترم المقام مولانا سید عبدالمغنی صاحب پھلاوَدی نبیرۂ قطب الوقت حضرت پھلاوَدی رحمہ اللہ سب سے پہلے شکریے کے مستحق ہیں جنھوں نے اَزراہِ کرام فرائدِ قاسمیہ کا نسخہ طباعت کے لئے میرے سپرد کیا۔ وہ اس نسخے کو دیگر مخطوطات کی طرح مولانا پھلاوَدی رحمہ اللہ کی حیات کے اُس زمانے سے جبکہ وہ آنکھوں سے معذور ہوگئے تھے نہایت حفاظت کے ساتھ رکھے ہوئے تھے مولانا پھلاوَدی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے مولانا عبدالمغنی صاحب زید مجدہم ہی سے اس نسخے کی حفاظت کرائی اور محض اپنے فضل وکرم سے مولانا کو یہ توفیق دی کہ انہوں نے اپنے جدِ امجد کی کتابوں، خطوط، مضامین اور تحریرات کو حرزِ دل وجاں بنائے رکھا۔ ایک کچے مکان میں یہ تمام اہم کتابیں نوادر اور تبرکات مدتوں سے موجود ہیں۔ تقریباً ۹۰ سال کے عرصے میں کتنی سخت بارشیں ہوئی ہوں گی اور کتنے مکانات گرے ہوں گے، جس کی وجہ سے کتنی دستاویزات اور کاغذات ضائع ہوئے ہوں گے لیکن اس کو اللہ کی رحمت اور حضرت مولانا پھلاوَدی رحمہ اللہ کی کرامت کہئے کہ آپ کی تمام کتابیں اور کاغذات خصوصاً فرائدِ قاسمیہ کا یہ نسخہ کچے مکان کی کچی چھت کے نیچے بھی محفوظ رہا۔

میں مولانا حافظ محمد یامین صاحب میرٹھی کا بھی شکرگزار ہوں کہ اُنہوں نے مولانا کو اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں مزید توجہ دلائی۔

میاں مولوی محب الحق قاسمی دربھنگوی سلمہٗ نے بھی اس کتاب کے حصول کے سلسلے میں میرے ہمراہ میرٹھ اور پھر پھلاوَدہ پہنچ کر اس کتاب کو اور اس کے ساتھ تنویر النبراس اور مکتوبات حضرت محدّث امروہی رحمہ اللہ کو حفاظت کے ساتھ امروہہ لانے، ان کے مضامین سے آگاہ کرنے میں اور پھر اس کتاب کی ترتیب میں میری بہت مدد کی۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مولوی حافظ محمد یوسف امروہی سلمہٗ نے اس کتاب کا مقدمہ اِملاءً لکھا اور فہرست مضامین کے لکھوانے اور تیار کرنے میں میری کافی مدد کی۔

میاں ڈاکٹر نثار احمد فاروقی سلمہ نے اس کتاب کا پہلا عکس اپنے اہتمام سے تیار کرایا۔اور اس کی جانچ کی۔میاں افضال الرحمٰن فاروقی بچھرایونی اور شیخ عبدالرحیم صاحب ناگپوری نے بھی اس کتاب کے عکس کی جانچ کی اور اَوراق پر نمبر ڈالے۔

اس کتاب کے دوسرے عکس اور طباعت کی تکمیل کے سلسلے میں حکیم محمد احمد خاں صاحب مالک جیّد برقی پریس دہلی نے پورا پورا اِنتظام فرمایا۔مکرمی محمد یٰسین صاحب ابن حاجی محمد نسیم بٹن والے نے بھی اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں مجھے بڑی سہولت بہم پہنچائی۔قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری داماد شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ، مولانا محمد راشد صاحب بجنوری اور میاں اَنیس احمد فاروقی سلمہٗ نے بھی اس کتاب کی تدوین وتکمیل میں مجھے کافی مدد دی۔

عزیزم میاں ظلِ عباس عباسی کے اہتمام میں یہ نسخہ جیّد برقی پریس دہلی میں شائع ہوا۔

میرے احباب میں ماسٹر حاجی علاء الدین صاحب بھی قابلِ صد شکریہ ہیں جنہوں نے میری آنکھوں کی معذوری کے عالم میں میری رفاقت اور نصرت فرمائی اور کئی مرتبہ اس سلسلے میں دہلی کے سفر میں میرے ہمراہ رہے۔میں ان سب معاونین کے حق میں دُعائے خیر کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔آمین!

نسیم احمد فریدی امروہی

۲۹۔جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ ۱۶۔اپریل ۱۹۸۰ء (چہارشنبہ)

محلہ جھنڈا شہید۔امروہہ (ضلع مرادآباد)

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شرک کی حقیقت

سوال: علماء دین متین محمدی و ورثاء علم مبین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماویں کہ حقیقت اُس شرک کی کیا ہے جس کے سبب مشرک ایسا نجس ہو جاتا ہے کہ اُس کا ذبیحہ درست نہیں ہوتا اور اُس کا نکاح مسلم سے نہیں ہوسکتا اور وہ شرک ایسا اَمر ہو کہ مختص بہ مشرکین ہو اہل کتاب میں نہ پایا جاوے اس واسطے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے اور کتابیہ سے نکاح مسلم کا بھی درست ہے حالانکہ وہ اُمور شرکیہ جو عام اہل اسلام میں مشہود ہیں اُن میں اہل کتاب اور مشرکین شریک ہیں جیسے مشرکین کا قول ہے: ''اَلْمَلاَئِکَۃُ اللّٰہِ '' ایسا ہی اہل کتاب کا قول ہے **عزیر ابن اللّٰہ و مسیح ابن اللّٰہ** ۔مشرکین اِلٰہ کا اطلاق غیر اِلٰہ پر کرتے ہیں **اجعل الا لهة الها واحد** اہل کتاب بھی ایسا ہی کرتے ہیں **انت قلت للناس اتخذوانی وامی الهین من دون اللّٰہ** بانکہ دونوں فرقہ اپنے معبودوں کو مستقل فی التاثیر اور غایت معظم نہیں جانتے صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال كان المشركون يقولون لبيک لا شريک لک قال فيقول رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم ويلكم قد قد فيقولون الا شريک هو لک تملكه وما ملک الحديث ولئن سئلتهم من خلق السمٰوات والارض ليقولن خلقهن العزيز العليم الاية ۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور سجدہ غیر اللہ کو بھی دونوں فریق کرتے ہیں عبادۃً کرتے ہوں یا تعظیماً مگروہ کہتے ہیں کہ ہم تعظیماً وتحیۃً کرتے ہیں اور ظاہر بھی ہے کہ اُن کا سجدہ سجدہ عبادت نہ ہو اس لئے کہ اُن کے عقیدہ میں غیر اللہ غایت معظم نہیں ہے۔

پس یہ قصد غایت تعظیم نہ ہوگا کلام مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے تفسیر عزیزی مین یہ مفہوم ہوتا ہے کہ سجدہ غایت تعظیم اور تذلل ہے لائق ہے کہ غایت تعظیم کو ہو پس اگر غایت تعظیم ہو تو سجدہ عبادت ہے والا سجدہ تحیہ بالجملہ وہ حقیقت شرک مطلوب البیان ہے کہ جس سے مشرک اور کتابی ممتاز ہو جاوے اور فقط مقر لسانی ہونا اہل کتاب کا نہ مشرکین کا امتیاز کے لئے کافی نہیں معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ اہل اسلام میں سے جو عقائد شرکیہ رکھتے ہیں باوجود اِقرار لسانی کے حکم شرک اُن پر لگایا جاتا ہے علاوہ اس کے مدار کار عقیدہ پر ہے نہ اِقرار زبانی پر بینوا توجروا۔

جواب: لفظ مشرک مثل لفظ تصور دو معنوں میں باصطلاح اہل شرع مستعمل ہوتا ہے جن میں سے ایک معنی دوسرے معنوں سے عام ہے اور دوسرے معنی خاص غرض جیسے اصطلاح منطق میں تصور کے دو معنے ہیں ایک عام ایک خاص ایسے ہی اصطلاح شرع میں شرک کبھی تو مقابل موحد بولا جاتا ہے اور یہ معنی عام ہیں اور کبھی اس معنی کے ساتھ مفہوم **الذی لم یؤ ت الکتاب** کی قید بڑھا کر اُس عام کو خاص کر لیتے ہیں اور مشرک بمعنی ثانی اہل کتاب کے مقابل میں استعمال کرتے ہیں اور اس اعتبار سے یہ تفریق ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ درست ہے مشرک کا نہیں کتابیہ سے نکاح درست ہے۔ مشرک سے درست نہیں چونکہ وجہ تخصیص مذکور کے اس بیان سے اُسی طرح ظاہر ہے جیسے تصور کے تخصیص کی وجہ بمقابل تصدیق یعنی جیسا وہاں تصور بمعنی مقابل تصدیق کا بہ نسبت تصدیق کے تصور ہونا ظاہر تھا کیونکہ حصول صورت وہاں اظہر ہے ایسے ہی یہاں آثار شرک مشرکین بمعنی ثانی میں بہ نسبت اہل کتاب کے ظاہر و اظہر تھے اس لئے بیان وجہ کی طرف توجہ کچھ ضروری معلوم نہیں ہوتی ہاں اس

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بات کا بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تفریق حکم ذبیحہ و نکاح بطور معلوم کیوں کی گئی ہر چند ہم سے نابکاروں کا فہم اس بات میں معتبر نہیں خدا کی باتیں خدا ہی جانے یا اُس کا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مگر بقدر فہم نارسا معروض ہے اوّل تو خیال فرمایئے کہ اہل کتاب تو مثل اہل اسلام موافق تورات شریف علی العموم خدا ہی کے نام پر ذبح کیا کرتے تھے اور اگر کسی نے شاذ و نادر کسی غیر کی نیت سے ذبح بھی کیا تو بوجہ ندرت ایسے ہی قابل اعتبار و لحاظ نہ تھا جیسے شیخ سدو وغیرہ کی نیت سے یہاں اہل اسلام بعض مقامات میں شاذ و نادر ذبح کرتے ہیں اور اس وجہ سے ذبیحہ اہل اسلام میں تامل نہیں کیا جاتا دوسری یہ کہ ایمان ایک کلی مشکک ہے جس کے لئے مدارج کثیرہ ہیں جس میں سے وہ مرتبہ جس سے نجات عن الخلو د فی النار شروع ہو جاتی ہے وہ تو اہل اسلام ہی کے ساتھ مخصوص ہے اس صورت میں مراتب بالائی تو کیونکر اُن کے ساتھ مخصوص نہ ہوگی پر مراتب سافلہ اور اقوام میں بھی موجود ہیں غرض نجات عن الخلو د اور چیز ہے اور ایمان اور چیز ہے موافق اشارہ۔ آیت **لا تنفع نفسا ایمانها** قیامت کو ایمان تو کفار میں بھی ہوگا پر نجات عن الخلو د نہ ہوگی بالجملہ مراتب سافلہ ایمان میں سے جونسا مرتبہ اہل کتاب میں پایا جاتا ہے بایں وجہ کہ وہ ایک کتاب خداوندی پر تو اِیمان رکھتے ہیں اُس مرتبہ ایمان سے عمدہ تھا جو مشرکین میں ہوتا ہے۔

اور اگر فرض کرو اُن میں ایمان بالکل نہیں ہوتا تو اور بھی مدعا سہل ہو گیا بہر حال اُن میں بوئے ایمان زیادہ تھی اس لئے قابلیت اتحاد و اختلاط بھی اُن میں بہ نسبت مشرکین زیادہ نکلی ادھر دیکھا تو سرمایہ حلت اصل میں تقرب الی اللہ ہے جس میں اب تک وہ شریک ہیں اگرچہ بوجہ اُمور خارجہ وقت ارتداد اُس اصل پر نظر نہیں کی جاتی چنانچہ وجہ ثالث سے اِن شاء اللہ تعالیٰ واضح ہوا جاتا ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ تورات و اِنجیل میں بشارات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مندرج نہیں مگر یہ بات کہ آپ مصداق ان بشارات کے ہو سکتے ہیں یا نہیں بعد ملاقات متواتر و جلسہ ہائے طویلہ و اختلاطات کثیرہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

متصور ہے اس لئے اس قدر اختلاط روا رکھا گیا کہ کتابیہ سے نکاح جائز ہوتا کہ بعد استماع اوصاف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تطبیق اُن بشارات کی اُن کو سہل ہو جائے ادھر زوجیت کی محکومیت اور اُس کا متاثر ہونا ظاہر و باہر ہے مگر چونکہ درصورت معکوسہ دوسرا اندیشہ تھا مرد کتابی سے نکاح کرنے کے زن مسلمہ کو اجازت نہ ہوئی علیٰ ہذا القیاس اُن کی کہانی کہلانی میں ایک نوع اختلاط کی امید تھی جس سے مقصود معلوم کی اُمید گو نظر نہ آتی تھی البتہ مسلمان ہو کر مرتد ہونے میں وہ اُمید منقطع ہو جاتی ہے بعد وضوح منقبت اسلام و اہل اسلام و مشاہدہ و استماع احوال سنیہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی شخص مرتد ہوگا تو باعث اُس کا بجز تعنت و عناد اور کچھ نہ ہوگا اس صورت میں وہ اختلاط جو موجب کشف راز اور باعث وضوح حقیقت الحال سمجھا گیا تھا اس بات میں بیکار نظر آیا ہاں اُلٹا اہل اسلام کو ان کی صحبت سے گمراہ ہو جانے کا اندیشہ تھا اس لئے اس پر بھی نظر نہیں کی جاتی کہ علت حلت بدستور ہے غرض حسب قاعدہ مقررہ جس کی طرف آیت **قل فیھما اثم کبیر و منافع للناس و اثمھما اکبر من نفعھما** مشیر ہے۔ان احکام میں غلبہ علل منافع و مضار پر نظر ہے۔ واللہ اعلم

جواب: یہ ایک سوال نہیں بقدر الفاظ مندرجہ استفتا سوالات سمجھئے مگر چونکہ الفاظ باعتبار اغراض و احکام متحد معلوم ہوتی ہیں اس لئے باعتبار اغراض و احکام سوالات مسطورہ کو تعداد اصلی سے کم میں لا کر عرض جواب کی طرف بنام خدا متوجہ ہوتا ہوں پر بطور تمہید اوّل یہ گذارش ہے کہ استعمال الفاظ موضوعہ کبھی اپنے معنی حقیقیہ میں ہوتا ہے کبھی معانی مجازیہ میں پھر معانی حقیقیہ میں اگر استعمال کئے جائیں تو اُس کے پھر دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ سواء معنی مراد اُن الفاظ کے لئے اور کوئی معنے ہی نہ ہوں ایک یہ کہ اور معنی بھی ہوں درصورتیکہ ایک لفظ کے کئی معنے ہوں اور ان معانی میں سے کوئی معنی مخالف مقاصد شرع ہوں تو ایسے لفظوں کا اصل سے استعمال کرنا ہی ناجائز ہے اسی پر کچھ موقوف نہیں کہ معنی مخالف مقاصد شرعیہ مراد ہوں تو استعمال ممنوع ہے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں تو نہیں سنداس دعویٰ کی کلام اللہ میں موجود ہے فرماتے ہیں یاایھا الذین امنوا لا تقولوا راعنا وقولواانظرنا دیکھئے راعنا گو عربی میں انظرنا کے مرادف یا متقارب المعنے ہے لیکن یہودیوں کی اصطلاح میں یا عبرانی زبان میں دشنام تھی تو اہل ایمان کو منع فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لفظ سے خطاب مت کیا کرو بلکہ راعنا کی جاانظرنا کہا کرو دیکھئے غیر زبان کے معنی پر ایسے مواقع میں جب نظر ہے تو زبان کے معانی کثیرہ کا کیونکر لحاظ نہ ہوگا دیکھئے اسماء اور اعلام مشتقہ میں ایک وضع جدید ہوتی ہے اور بایں ہمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضع قدیم اور سابق کا لحاظ کیا اور عبداللہ اور عبدالرحمٰن کو احب الاسماء فرمایا اور ملک الاملاک کو ابغض الاسماء علیٰ ہذاالقیاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس زمانہ کے لوگوں کے ایسے ناموں کی تغیر اور تبدیل فرمائی جن کے معانی اصلیہ کا لحاظ موہم کفروشرک یا بداخلاقی یا بزرگی و بڑائی کا ہونا تھا یا بدشگنی کا موہم ہوتا تھا چنانچہ ماہران حدیث شریف پر واضح ہے الغرض ایہام مذکور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی نظر ہے جیسے خدائے تعالیٰ نے لحاظ فرمایا اور سبب باعتبار معانی الفاظ مشترکہ میں یہ حکم ہے تو وہ لفظ جس کے معنی واحد ہوں پر مخالف مقاصد شرعیہ ہوں ایسے لفظ کا کسی معنی صحیحہ میں مجازاً استعمال کرنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا وجہ اُس کی یہ ہے کہ الفاظ کثیرۃ المعانی الموضوعہ کے سب معانی باہم اجنبی اور متباین ہوتے ہیں ایک کو دوسرے سے کچھ علاقہ نہیں ہوتا اگر علاقہ ہوتا ہے تو اتحاد لفظ کا علاقہ ہوتا ہے اور معانی مجازی اور حقیقی میں علاوہ اتحاد لفظ کوئی اور علاقہ بھی ہوتا ہے جس پر مدار تجوز ہوتا ہے مگر ایسے الفاظ کا استعمال کرنا خواہ معانی حقیقی صحیح میں ہو خواہ معانی مجازی عمدہ میں دو طرح متصور ہے ایک تو یہ کہ تعین محکوم علیہ اُن الفاظ کے سیاق کلام سے ظاہر ہو جیسے کہا کرتے ہیں زید قائم مثلاً سو یہاں ظاہر ہے کہ محکوم علیہ زید ہے اور اُس میں کسی طرح گنجائش شک وشبہ نہیں غرض ایک تو یہ کہ بالیقین موصوف اُن اوصاف کا متعین معلوم ہو اور ایک یہ کہ تعین محکوم علیہ سیاق کلام سے ظاہر نہ ہو گو واقع

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں متعین ہو سو شکل اوّل میں تو ایسے الفاظ اگر ایسے محکوم علیہ کی شان میں استعمال کئے ہیں کہ اُن کی شان میں ایسے الفاظ کا استعمال بارادہ معنی قبیحہ ممنوع ہو تو دوسرے معانی حسنہ میں بھی اُن کا استعمال بوجہ مذکور ممنوع ہے اور شکل ثانی میں اِرادہ معانی قبیحہ تو ممنوع ہے پر اِرادہ معانی حسنہ ممنوع نہیں اس لئے کہ اِرادہ معنی حسن تو کچھ برا ہی نہیں اگر بُرا ہے تو ایہام معنی قبیح بُرا ہے جس کی وجہ سے استعمال بطور مذکور ممنوع ہے سو یہ ایہام جب ہی متصور ہے کہ اوروں کو تعین محکوم علیہ کی خبر ہو اور جب محکوم علیہ متعین نہیں تو پھر کچھ خرابی نہیں غرض جب کوئی فساد خارجی نہیں تو پھر بشہادت انما الاعمال بالنیات عند اللہ ایسے الفاظ کا معنی صحیحہ حسنہ میں استعمال ممنوع نہیں اگر محمل اشعار دیوان حافظ ودیگر کلمات بزرگان جو اس قسم کے ہیں حسن ہے اور موضوع اور محکوم علیہ اُن کے کلام کا خود خداوند کریم ہے تو بایں وجہ کہ سیاق کلام سے تعین محکوم علیہ معلوم نہیں ہوتا تو بوجہ ایہام معانی قبیحہ جو اکثر مقامات سے ظاہر ہے فتویٰ کفر وتحریم وغیرہ نہ دینا چاہئے جب یہ تمہید ممہد ہو چکی تو اب التماس یہ ہے کہ بشہادت مندرجہ سوال متعلقہ جسم شریف میں دو احتمال ہیں ایک تو یہ کہ تشبیہ عاشقانہ اور مضمون شاعرانہ ہو دوسری یہ کہ تشبیہ عاشقانہ نہ ہو بلکہ دشمنانہ ہو یا بعض الفاظ میں معنی حقیقی ہوں جیسا غارت گر عالم یا خونریز خلق کہ بلحاظ جہادات وغزوات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اطلاق ان الفاظ کا آپ پر ممکن ہے گو یہاں بھی دو احتمال ہیں ایک تو یہ کہ محبانہ ہو سو یہ محاورات کلام سے ہرگز کوئی مراد نہیں لے سکتا۔ یعنی بمعنی مجاہد ان الفاظ کا استعمال صحیح نہیں دوسرے یہ کہ دشمنانہ ہو چنانچہ ظاہر ہے بالجملہ بہر طور ممنوع ہے اتنا فرق ہے کہ تشبیہ عاشقانہ ہو تو کفر نہیں اور دشمنانہ ہو تو استعمال الفاظ مذکورہ بہ نسبت ذات پاک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کفر صریح ہے رہی یہ بات کہ کفر نہیں تو پھر کیا ہے چونکہ ایہام توہین ہے اور توہین کفر ہے تو ایہام مذکور حرام ہوگا مثلاً لباس کفار اور شعار کفار میں فقط ایہام کفر ہی عین کفر نہیں تو عند اللہ حرام ہے علیٰ ہذا القیاس یہاں بھی یہی سمجھئے ہاں اتنا فرق ہے کہ ملاحظہ شعار عند

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

القضا موجب تکفیر ہوسکتا ہے اور ایہام الفاظ مذکورہ موجب تکفیر نہیں وجہ اُس کی یہ ہے کہ استعمال الفاظ موضوعہ جیسا معنی حقیقیہ میں شائع ہے ویسا ہی معانی مجازی میں پر شعار میں یہ بات متصور نہیں شعار اُسے ہی کہتے ہیں کہ کسی کے ساتھ مخصوص ہو اور چونکہ اس وجہ سے ایہام میں تخفیف ہوتی ہے تو حرمت میں بھی بظاہر تخفیف ہوگی مگر بایں نظر کہ تاہم موجب اذیت خاطر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور یہ ممانعت لاجل حق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اُن کی ادنیٰ اذیت بھی بحکم **ان الّذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ و اعدلھم عذابا مھینا**۔ موجب لعنت ہے اور باعث عذاب کیونکہ اطلاق یوذون سے ہر قسم کی اذیت اس میں سمجھی جاتی ہے اس لئے درجہ حرمت سے نیچے اُتر کر یہ ممانعت حد کراہت میں داخل نہ ہوگی بلکہ بایں وجہ کہ یہ الفاظ موجب اذیت ہیں اور شعار میں کوئی اذیت نہیں وہ حقیقیہ حرمت جو بوجہ کمی ایہام تھی اور شدید ہو جاوے گی حرمت شعار سے بڑھ جاوے گی اور اگر بایں خیال کہ ایہام توہین ہے کوئی قاضی یا مفتی ایسے لوگوں کو کافر کہے تو چنداں بعید بھی نہیں ہاں عنداللہ نیت پر مدار کار ہے واللہ اعلم بما فی الصدور بالجملہ ایسے الفاظ عاشقانہ کا استعمال ایسے محبوب یزدانی کی شان میں اگرچہ بعد تجرید معانی ماحصل سب کا محبوب نکل آئے بایں وجہ کہ موہم توہین اور شعر تشبیہ وتساوی معشوقان صوری کی ہے جائز نہیں ، ہاں اگر محبوبیت ایمانی محبوبیت جسمانی سے فوق نہ ہوتی تو مضائقہ بھی نہ تھا مگر چہ نسبت خاک را با عالم پاک محبوب ربانی وایمانی وہ بھی حضرت رسول ربانی صلی اللہ علیہ وسلم کجا اور امردان خوش منظر اور زنان پری پیکر کجا آخری مقصود اس محبت دنی کا فعل شنیع ہے اور مقصود اعظم محبت ایمانی کا قرب خدائے رفیع اور ظاہر ہے کہ ایہام اسباب میں ایہام مقاصد ونتائج مندرج ہے بایں وجہ الفاظ مشار الیہا کا ایسے موقع متبرک میں استعمال کرنا اگرچہ نیت قائل فاسد نہ سہی ہرگز درست نہیں اور مقتضائے محبت نہیں کہ ایسے الفاظ ناز یبا سے اظہار مافی الضمیر کر کے بجائے التفات خدا و نبی صلی اللہ علیہ وسلم

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مورد لعن خداوندی و غضب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یہ تو جواب تھا تشبیہات متعلقہ ذات شریف کا جو مدعیان محبت مثل عاشقان صوری اُس کے مرتکب ہوتے ہیں یعنی سائل نے ان تشبیہات مشار الیہ کے بعد اُن کلمات کو لکھا ہے جو بغرض تعظیم بولے جاتے ہیں بغرض اظہارِ محبت مثل تشبیہات مذکورہ نہیں بولتے اگرچہ بعضے خالی تشبیہ سے نہ ہوں الغرض سائل نے جو یہ پوچھا ہے کہ یہ کہنا کیسا ہے کہ خدا محمد ہو گیا اور محمد خدا ہو گئے یہ چار سوال متواتر اُن کلمات سے متعلق ہیں جو بغرض تعظیم اور اظہارِ عظمت مراتب محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آج کل کے محبان نادان بولتے ہیں سو ان الفاظ کے اطلاق اور اس قسم کی بول چال کا حال اور حکم بھی وہی ہے جو الفاظ تشبیہ سابقہ کا ہے مگر ہاں علت ممانعت میں فرق ہے اور اس لئے درجہ ممانعت میں بھی تفاوت ہے بنائے کار ممانعت الفاظ سابقہ ایہام توہین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تھا اور وجہ ممانعت الفاظ تعظیمیہ یقین توہین خداوندی ہے غرض سوائے خداوند رفیع الدرجات کے ہر ایک کے رُتبہ کی ایک حد ہے اُس حد سے گھٹانے (کم کرنے میں) اُس کی توہین ہے اور اُس حد سے بڑھانے میں جس کا رُتبہ اُس حد سے بلند ہے اُس کی توہین ہے کیونکہ نیچے کے رتبہ والوں کو اگر اُوپر کے رُتبہ میں پہنچا دیجئے تو یہ معنی ہوں کہ دونوں برابر ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑوں کو چھوٹوں کی برابری سے عیب لگتا ہے اور اسی کو توہین کہتے ہیں غرض رُتبہ معین سے گھٹانا (کم کرنا) توہین ہے اور نیچے کے درجہ والوں سے برابر کر دینا یہ بھی کم کرنا ہی ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رتبہ سے اُوپر سوائے خدا اور کسی کا رتبہ نہیں سو اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے رُتبہ محدود معین سے ذرا بھی بڑھائیں گے تو اسی قدر رُتبہ خداوندی میں آپ کو داخل کر دیں گے اور جس قدر رُتبہ خداوندی میں کسی کو داخل سمجھا جائے گا تو اسی قدر شرک حقیقی لازم آئے گا اور سب جانتے ہیں کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور بجز توبہ اُس کی مغفرت کی کوئی صورت نہیں اور وجہ شرک کی ایسی بڑی ہونے کے وہی توہین خداوندی ہے جس کی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

توضیح سے ابھی فراغت پائی اور ظاہر ہے کہ توہین خداوندی اور توہین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اسی قدر فرق ہے جس قدر خدا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مگر کسی اہل ایمان کو اس میں تأمل نہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بایں ہمہ عظمت و رفعت مراتب خدا کے ساتھ کچھ نسبت نہیں رکھتے یہاں اگر رُتبہ بڑا تھا ہی تو عبدیت اور عبودیت سے بڑھتا ہے جس کی حقیقت خاکساری اور عجز و نیاز اور اظہار تذلل ہے سو جتنا کوئی سوا خدا کے عالی مرتبہ ہوگا اُس میں بہ نسبت اوروں کے یہ باتیں زیادہ ہوں گی اور ظاہر ہے کہ خدا میں ان باتوں کا وہم کرنا بھی عقل کی نادانی ہے اگر کسی کو خدا کی نسبت ایسے خیالات ہوں تو اُس کے کفر میں کیا تأمل ہے الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند رفیع الدرجات غنی عن العالمین سے کوئی نسبت نہیں تساوی تو درکنار پھر ان الفاظ میں کہ خدا محمد ہوگیا اور محمد خدا ہوگیا ایہام درکنار اس بات کی تصریح ہے کہ خدا اپنے رُتبہ سے معزول ہوگیا اور اُن کا رُتبہ گھٹ گیا۔ علیٰ ہذا القیاس اس لفظ میں خدا جسم ہوگیا اور محمد جان ہوگئی اس بات کی تصریح ہے کہ محمد کا رُتبہ خدا سے بڑھا ہوا ہے اور خدا کا رُتبہ اُن سے گھٹا ہوا ان الفاظ میں کسی استعارہ صحیحہ اور تشبیہ صحیحہ کی گنجائش نہیں اور اگر کوئی احتمال بعید نکالے کہ یہاں بھی وہی محبت اور محبوبیت مراد ہے تو ہم نے مانا کہ مراد قائل یہی ہو پر ایک بات انصاف طلب ہے اور قابلِ غور ہے اہل انصاف وفہم کو اس کے سننے کے بعد اِن شاء اللہ تعالیٰ اس میں تامل نہ رہے گا کہ کلمات مذکورہ میں اگرچہ بمعنی محبت اور محبوبیت ہوں پر توہین خداوندی بہرحال لازم آتی ہے وہ بات یہ ہے کہ باہم کے خطابات میں لفظ تو اور تم اور جناب اور حضرت اور قبلہ وغیرہ الفاظ خطاب میں فرق کرتے ہیں تم کو بہ نسبت تو کے اور جناب کو بہ نسبت تم کے اور حضرت کو بہ نسبت جناب کے بہتر سمجھ کر موقع تعظیم میں استعمال کرتے ہیں اور ہر لفظ میں بہ نسبت سابق کے تعظیم اور بہ نسبت مابعد کے توہین خیال کرتے ہیں۔ مقصود بہرحال ایک ہوتا ہے یعنی مصداق کلمات مذکورہ ہر طرح ذات واحد مخاطب ہے پھر یہ تعظیم اور توہین بجز

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

نتیجہ الفاظ اور کچھ نہیں کہا جاتا معنی کی طرف ہرگز منسوب نہیں کر سکتے پھر جب ہم اور تم باوجود اس اتحاد نوعی اور اشتراک لوازم بشری اور حوائج ضروری اور عیوب مقرری کے ایک تھوڑی سی بات سے کسی بات پر آپس میں اتنے اتنے باریک فرقوں پر نظر رکھتے ہیں اور اسی وجہ سے اکثر لڑتے مرتے ہیں تم کی جگہ اگر کوئی تُو کہہ دے تو اُس کے چھری ماریں یا آپ زہر کھاویں تو خداوند مجید مالک ہر جزو کل رفیع الدرجات غنی عن العالمین جبار قہار کو جس کے ایک کن میں لاکھ ایسے عالم پیدا ہوں لاکھ ایسے ایسے غارت ہو جائیں ایسے الفاظ سے یاد کرنا جن کے معنی حقیقی لئے جائیں تو بے شک کفرو توہین لازم آئی کیونکر موجب توہین نہ ہوگا الغرض الفاظ مذکورہ میں اوّل تو گنجائش استعارہ و تجوز نہیں اور ہے بھی تو ایسی ہے جیسی بی بی خاوند کو باپ اور باپ بیٹے کو بوجہ خبر گیری خوردنوش جو اصل میں باپ کا کام ہے باپ کہے یا بہن کو بوجہ محبت و ہمزادگی زوجہ و بی بی کو بوجہ نگہداری آب و نان اماں کہہ کر پکارے اب یہ فرمائیے اس میں توہین اور استہزاء نہیں تو اور کیا ہے اور کون سے عاقل نے اس قسم کی باتوں کو بھی ضرور روا رکھا ہے لیکن اس قسم کے الفاظ کے استعمال کی وجہ ممانعت بجز اُس کے کچھ نہیں کہ اگر خاوند بی بی کو اماں کہے گا تو ایہام تولد ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس کوئی صاحب فرمائیں تو سہی کہ اگر ایہام مذکور اس قدر موجب ممانعت ہے اور ایسا موجب استہزاء اور توہین سمجھا جاتا ہے تو کیا استہزاء اور توہین سے احتراز فقط آپس ہی میں ضرور ہے خداوند رفیع الدرجات کی نسبت اس قسم استہزاء اور توہین سے احتراز ضروری نہیں باہم کی ان رشتہ داریوں میں اگر فرق ہے تو ایک رشتہ کا ہی فرق ہے اور سب باتوں میں اشتراک ہے انسانیت اور لوازم انسانیت ضروریات بشری حوائج امکانی سب میں برابر ایک ذرا سے رشتہ کے فرق پر یہ استہزاء اور توہین سمجھی جائے اور خدا کے ساتھ باوجود اس فرق کے کہ کسی بات میں اشتراک تو کیا نسبت اور مناسبت بھی نہیں اس ایہام بے جا میں کچھ استہزاء اور توہین نہ ہو الغرض جیسی زوجیت اور اماں ہونا یا باپ ہونا یا زوجیت اور بہن

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہونا وغیرہ باعتبار حکم شرع کسی طرح مجتمع نہیں ہوسکتا اور اس وجہ سے ایہام مذکور بھی بے موقع ہے خدائی کے ساتھ محمد ہونا اور جسم ہونا اور محمد کے ساتھ اُس خدائی کی ہوتی بندہ نہ ہونا اور خدائی اور دولہ ہونا ہرگز ممکن الاجتماع نہیں وہاں گو یہ احتمال بھی ہے کہ خدا اپنے حکم کو بدل دے یہاں حکمی بات بھی نہیں جو بدل دیجئے اور ظاہر ہے کہ خدائے تعالیٰ کی توہین اور اُس کے ساتھ استہزاء سب میں بڑھ کر حرام ہے شرک میں بُرائی ہے تو اسی بات کی بُرائی ہے نعوذ باللہ من ھذا الخرافات۔ اہل ایمان کا کام نہیں اور بے ایمانوں سے کلام نہیں لیکن تماشا ہے کہ آج کل مدعیان اِیمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تذلیل اور توہین سے تو اس قدر محترز ہوں کہ خدا کے سامنے بھی عاجز نہ کہو اور خدا کی توہین میں یہ جرأت کہ اللہ اللہ خداوند کریم ہدایت کرے اور ایسی لغویات سے بچائے علیٰ ہذا القیاس اس لفظ میں کہ خدا میرا منہ چوم لیتا ہے اوّل تو خداوند پاک سبوح قدوس کی نسبت اس بات کا ایہام ہے کہ اُس کے جسم اور لب اور مُنہ ایسے ہیں جیسے ہمارے دوسری خواہش بوس و کنار کا ایہام علیٰ ہذا القیاس خدا کے عاشق اور اپنے رقیب ہونے میں خدا کی طرف تو بے قراری کا ایہام ہے اور اپنی طرف خدا کی مخالفت کا ایہام ہے رہی یہ بات کہ عشق عین محبت ہے جس کا خدا کی نسبت ثبوت کلام اللہ میں موجود ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ اتحاد معنی محض خیال خام مردمان کم فہم ہے جن کو ہم مرادف سمجھتے ہیں وہ باہم مرادف کم ہوتے ہیں ظاہر میں حسن و جمال میں ترادف ہے مگر نظر غور سے دیکھئے تو ترادف نہیں تفاوت ہے حُسن صفت اضافی ہے اگرچہ بظاہر معلوم نہ ہو اور جمال صفت اضافی نہیں شرح اُس کی یہ ہے کہ جمال اُس کیفیت کو کہتے ہیں جو جملہ اعضاء یا ارکان ضروریہ مناسبہ کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے چنانچہ جملہ ہونے کا مضمون ہے لفظ جمال سے ظاہر ہے سو یہ کیفیت تو شئی جمیل کے ساتھ رہتی ہے اور حُسن اُس کیفیت کو ادراک کر کے خوشی اور محظوظ ہونے کو کہتے ہیں چنانچہ حَسُنَ لَدَیَّ بولنا اس بات پر شاہد ہے اور ظاہر ہے کہ یہ بات دوسروں کے دیکھنے بھالنے پر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

موقوف ہے اور دوسروں کے متعلق مگر چونکہ خدا کی صفات دوسروں پر موقوف نہیں تو جمیل تو خدا کو کہتے ہیں اور حسین نہیں کہتے سو جیسے یہاں ترادف معلوم ہوتا ہے اور بعد تحقیق معلوم ہوا کہ ترادف نہیں ایسے ہی اور الفاظ میں عجب نہیں کہ ترادف معلوم ہوتا ہو اور واقعی نہ ہو سو جب تک یقیناً ترادف معلوم نہ ہو تب تک عرف ظاہر پر بھروسا کر کے ایک لفظ کی جگہ دوسرے لفظ کو خدا کی نسبت بول دیتے ہیں احتمال توہین ہے اور توقیف شرعی کے یہی معنے ہیں یہ جو عقائد میں مقرر ہے کہ اسمائے الٰہی توقیفی ہیں تو اُس کی یہی وجہ ہے سو اوّل تو احتمال توہین ہے اس ممانعت کے لئے کافی ہے دوسری تحقیق مفہوم عشق اور محبت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں لفظ جدا جدا مفہوم کے لئے موضوع ہیں ہاں بوجہ تلازم یا تقارن جو اکثر مواضع میں مشہود ہے ظاہر بینوں کو ترادف معلوم ہوتا ہے حبّ اور حَبّہ دانہ کو کہتے ہیں اور تخم کو بولتے ہیں جو وسط قلب اور تہ دل میں ہوا کرتا ہے سو محبت تو اُس کیفیت کو کہتے ہیں جو وسط قلب اور تہ دل میں دوسری چیز کی نسبت ہوتی ہے اور عشق اُس سبزہ کو کہتے ہیں جس کو ہمارے عرف میں عشق پیچان کہتے ہیں سو جیسے سبزہ مذکور قرب و جوار کی اشیاء پر چاروں طرف سے لپٹ جاتا ہے اور جن چیزوں پر لپٹ جاتا ہے اگر وہ از قسم سبزہ ہوتی ہیں تو اُس کو سکھلا دیتا ہے ایسی ہی کیفیت مذکورہ تہہ دل سے جوش مار کر کیفیات باقیہ کو دبا لیتی ہیں اور گویا نیست نابود کر دیتی ہے اور اس شخص کو جس کے دل میں عشق ہوتا ہے سکھا دیتی ہے غرض اوس کیفیت کو فقط لیجئے تو محبت ہے اور اس مضمون کے ساتھ لیجئے کہ اور کیفیات کو دبا لیتی ہے اور صاحب کیفیت کو سکھا دیتی ہے تو اُس کو عشق کہتے ہیں سو اَمر اوّل اگر ذات خداوندی میں ہو تو ایسا ہے جیسے اور اضافیات علم اور قدرت اُن کی تسلیم میں جیسے تردّد نہیں بوجہ شہادت کلام ربانی اَمر اوّل کی تحقیق میں بھی تامل نہ کرنا چاہئے اور اَمر ثانی کو خدا کی ذات پاک میں تسلیم کیجئے تو یہ معنی ہوں کہ خداوند پاک نعوذ باللہ مجبور اور معذور ہے تعالیٰ اللہ عن ذالک علوًا کبیرًا الغرض استعمال لفظ عشق میں ایہام بے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

قراری اور اضطرار ہے جس سے خداوند پاک منزہ اور پاک ہے باقی رہا یہ جملہ کہ میری مغفرت گناہ کرنے سے ہوئی اگر میں گناہ نہ کرتا تو میری مغفرت نہ ہوتی اس جملہ کو اس بات پر محمول کرنا چاہئے کہ بخشش گناہوں کی معافی کو کہتے ہیں فقط جنت میں داخل کرنے کو نہیں کہتے اور یہ بات چونکہ بے جا نہیں سوا ایسے الفاظ اگر کسی کے منہ سے نکل جائیں تو درگذر لازم ہے اور یہ احتمال کہ جنت میں داخل کرنا گناہ پر موقوف ہے اگر سیاق کلام سے ظاہر ہو چنانچہ ایہام شاعرانہ اسی غرض سے ہوتے ہیں تو یہاں بھی وہی حکم ہے کیونکہ اس صورت میں اس بات کا ایہام بھی لازم آئے گا کہ گناہ خدا کے نزدیک مقبول ہے اور طاعت مردود اور اس میں قطع نظر مخالفت قرآنی اور احادیث متواترہ اور بے باکی اور استخفاف شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نوع کا اغوا اور اَمر منکر بھی ہے جو صفات کفار اور منافقین اور شعار مخالفان دین میں سے ہے **واللّٰہ اعلم و علمہ اتم و احکم و اجزم** مگر پھر یہ ہے کہ اس جملہ میں اور تاویلات ممکن ہیں اس جملہ کی وجہ سے تکفیر اور تفسیق نہ چاہئے مگر کہنے والوں کو خود احتراز لازم ہے اور اس بات میں بزرگوں کی رِیس نہ چاہیے کہ اُن کی تاویلات اور خیالات کو عوام کی عقلیں نہیں پہنچتیں علاوہ بریں بزرگان دین سے اگر اس قسم کے الفاظ صادر ہوتے ہوں گے تو غلبہ حال میں صادر ہوتے ہوں گے اور غلبہ حال بوجہ زوال عقل انسانی مرفوع القلم ہو جاتا ہے باقی تقریر بالا سے اہل فہم وفراست خود سمجھ گئے ہوں گے کہ بقدر ایہام مذکور اور حسب مدارج قبیحہ مفہوم وہمی حرمت وممانعت شدید وخفیف ہوگی اس صورت میں استعمال لفظ بت اور صنم وغیرہ الفاظ قبیحہ جن کے معانی اصلیہ کے قبح میں کچھ تأمل نہیں اور الفاظ باقیہ کی قبح سے ان کا قبح بدرجہا بڑھ کر ہے بہ نسبت اور الفاظ کے زیادہ تر ممنوع ہوں گی۔ **وللعاقل تکفیہ الاشارۃ**

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعلیم فلسفیات مباح یا حرام؟

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین و خاتم النبیین والٰہٖ و صحبہٖ اجمعین

بعد حمد وصلوٰۃ یہ گذارش ہے کہ وجہ استفتا کچھ سمجھ میں نہیں آتی استفسار اُس اَمر کا کیا کرتے ہیں جس میں کچھ خفا اور اختفا ہو کسی وجہ سے مخفی و مستتر ہو جو بات ہر پہلو سے ظاہر و باہر ہو اُس کا استفسار کیا کیجئے بانیان مدرسہ کی نیت اچھی مدرس کی نیت اچھی معقود علیہ یعنی درس صرف ونحو واَدب وعلم معانی واکثر انواع معقولات مثل حساب و ہندسہ ومنطق جن میں نہ مخالفت عقائد اسلام ہے نہ ضروریات دین اسلام کا بیان بالیقین مباح وقت کار محدود و معلوم پھر نہ معلوم باعث اشتباہ کیا چیز ہوئی جو استفتاء کی نوبت آئی ہاں وقت کار اگر غیر محدود یا غیر معلوم ہوتا تو بوجہ استلزام مجہولیت معقود علیہ البتہ خیال بطلان اجارہ کا موقع تھا معقود علیہ اگر کوئی اَمر حرام ہوتا تو مثل صدر الصدوری و منصفی و ڈپٹی کلکٹری وغیرہ مناسب حکومت جن میں خلاف ما انزل اللہ حکم کرنے کی شرط ہے یا مثل تحصیل مسکرات وشراب فروشی وزنا کاری وغیرہ جن میں خود کوئی گناہ یا وسائل گناہ پر اجارہ منعقد ہوتا ہے نوکری مدرسی بھی حرام ہو جاتی ہے اور ایسے مدرسہ میں پڑھنا بھی جائز نہ ہوتا اور اس وجہ سے یوں کہہ سکتے ہیں کہ چندہ دینا اور اُس کے وصول میں کوشش وسعی کرنی گناہ کی تائید ہے یہ جائز ہو تو کیونکر ہو اور ایسے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مدرسہ کے طالب علموں کو زکوٰۃ دیجئے تو یوں کہو ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دے جن سے شیوع اُمور محرمہ ہی متصور ہے تائید دین یا اطاعت رب العالمین کی اُمید نہیں جو اصلی غرض عبادات مالی سے ہے کیونکہ جب اموال بشہادت **خلق لکم ما فی الارض جمیعًا** ہمارے لئے مخلوق ہوئے......اور ہم بشہادت **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون** عبادت کے لئے پیدا ہوئے تو یہ ایسا قصہ ہوگیا جیسے یوں کہتے کہ گھاس دانہ گھوڑی کے لئے اور گھوڑا سواری کے لئے سو جیسے ہر عاقل اس ارتباط سے یہ سمجھتا ہے کہ گھاس دانہ بھی سواری ہی کے لئے ہے یہی وجہ ہے کہ جو گھوڑا سواری نہ دے اُس کو گھاس دانہ نہیں دیتے بلکہ گولی حوالہ کرتے ہیں ایسے ہی ہر عاقل دونوں آیتوں کی ارتباط سے یہ سمجھتا ہے کہ اُموال بھی اصل میں عبادت کے لئے ہیں یہی وجہ ہے کہ جہاں یہ غرض بالیقین مفقود ہو جاتی ہے وہاں سلب اُموال کے ادیان سابقہ سے لے کر اس دین تک اجازت ہے اور زکوٰۃ جو بحکم خداوند خالق اُموال دی جاتی ہے کفار کو اُس سے محروم رکھا ہاں صدقات نافلہ جن میں خدا کے حکم کا واسطہ نہیں اگر کفار کو دیے جائیں یا حیوانات کے کام میں صرف کئے جائیں تو بایں وجہ جائز ہوتے کہ خدا کے حکم سے ہوتی تو خدا کی طرف سے سمجھے جاتی اور چونکہ احکام شرع صفت حکومت و معبودیۃ سے متعلق ہیں تو اگر زکوٰۃ کفار کو دی جائے یا حیوانات کے کام میں آئے تو یہ معنی ہوئے کہ اَطوار کفر داخل عبادت ہیں جو معبود حقیقی اور حاکم تحقیقی کی طرف سے بطور تقاوی اُن کی یہ اعانت ہوئی ہاں وجود عالم صفت خالقیت و ربوبیت سے مربوط ہے اور ظاہر ہے کہ وجود حیوانات و بنی آدم غذا پر موقوف اس لئے مقتضائے صفت خالقیت یہ ہوا کہ مؤمن ہو یا کافر حیوان ہو یا بنی آدم غذا سے اُس کی امداد لازم ہے غرض ربوبیت عام ہے اس لئے رب العالمین ہونا خدا کا ضرور ہوا اور معبودیت بالفعل خاص ہے اس لئے معبود المسلمین کہلائے گا معبود المؤمنین والکافرین نہ کہہ سکیں گے بالجملہ صدقات نافلہ کا کارخانہ ربوبیۃ کی پیشکاری ہے اس لئے کفار و حیوانات بھی اُس سے متمتع ہوں تو

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

چنداں بے جا نہیں گو اَولیٰ تو یہ ہو کہ مؤمنین ہی کو ملیں اور زکوٰۃ وصدقات واجبہ محکمہ حکومت کی کارگذاری اور خدمت گاری ہے اس لئے بندگان عبادت شعار یعنی مؤمنان زار ونزار نہ اس کے مستحق رہے غرض تعلیم وتعلم علوم مذکورہ اگر منجملہ محرمات ہوتی تو یوں کہہ سکتے تھے کہ گو ہر مؤمن کو مطیع ہو یا عاصی بوجہ ایمان جو اَصل عبادت ہے۔زکوٰۃ دینی جائز ہے پر لحاظ اصلی اس طرف مشیر ہے کہ جو لوگ اُمور محرمہ میں منہمک ہوں اُن کا محروم رہنا ہی اولیٰ ہے چنانچہ حدیث لا یاکل طعامک اِلا تَقِیٌّ اس پر شاہد اور اسی لئے زکوٰۃ کے لئے بھی وہی لوگ اولیٰ ہیں جو متقی و پرہیز گار ہوں علیٰ ہذا القیاس معقود علیہ درس منقولات وعلوم دین ہوتا تب بھی یہی شبہ ہوسکتا تھا کہ جیسے ملازمان سرکاری کو کار سرکار پر اور کسی سے کچھ لینا ممنوع ہے ایسے ہی مؤمنوں کو جو ملازمان خاص اور بندگان باختصاص رب الناس ہیں تعلیم علوم دینی پر جو بالیقین کار خدا وندی ہے اجرۃ کا لینا جائز کیونکر ہوسکتا ہے جو متاخرین نے اس پر اجرۃ کے لینے کا فتویٰ دیا اور ابنائے روزگار اُس کے بھروسہ اپنی اُجرت کو جائز سمجھیں اور چندہ دینے والے اور وصول کرنے والے باوجود حرمۃ عقد مذکور اُمیدوار ثواب تائید ہوں الحاصل یا عبادات پر اجرت کا لینا ممنوع ہے یہی وجہ ہوئی کہ اجرۃ صوم وصلوٰۃ وذکر وشغل وغیرہ حرام ہوئی یا معاصی پر اُجرت کا لینا حرام ہے یہی وجہ ہوئی کہ اُجرۃ زنا وکہانۃ وغیرہ کی ممانعت ہوئی اور وجہ وہی ہے کہ محکوم کو نہ حاکم کی مخالفت پر کچھ لینا روا ہے کیونکہ خود مخالفت ہے روا نہیں اور نہ حاکم کے تعمیل حکم پر کسی سے لینا درست ہے کیونکہ وہ حق حاکم ہے تیسری حرمۃ عقد اجارہ یعنی نوکری مزدوری کی ایک یہ صورت ہے کہ کار معقود علیہ گو اَمر مباح ہو پر کسی اَمر حرام کا ذریعہ ہو مثلاً تعمیر گو کار مباح ہے پر تعمیر مندر وشوالہ وگرجا وغیرہ معابد مخالفان دین اسلام بایں وجہ نا جائز ہے کہ وہ ذریعہ عبادت غیر اللہ ہے یا یوں کہئے کہ تعلیم ریاضی یعنی حساب وہندسہ وصرف ونحو وادَب وغیرہ علوم مباحہ اگر چہ اَمر مباح ہے پر مدارس اسلامی کے سوائے اور مدارس میں بطمع نوکری جا کر علوم مذکورہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کا تعلیم کرنا اس لئے ناجائز ہے کہ اجارات میں نیت مستاجر کا اعتبار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہوئی کہ تعمیر معابد غیر اسلام ناجائز ہوئی اور ظاہر ہے کہ بحساب نیت بانیان مدارس مشار الیہا عمل عبادات وحسنات تو معلوم البتہ یہ احتمال قوی ہے کہ ارتفاع علوم شرعیہ مقصود ہو چنانچہ تنزل علوم شرعیہ بوجہ ترقی مدارس جو سب کو معلوم ہے بعد لحاظ مخالفت دینی بانیان مدارس مذکورہ اس پر شاہد ہے اور اگر یہ نیت نہ ہو تب بھی تنزل مذکورہ بوجہ ترقی مسطورہ احتراز کے لئے کافی ہے اور اسے بھی جانے دیجئے اگر نیت مدرس ہے تعلیم علوم مذکورہ سے تائید مذاہب باطلہ یا ترویج عقائد فاسدہ ہوتی تب بھی احتمال حرمت عطاء چندہ و سعی چندہ بجائے خود تھا مگر جب مستفتی خود یہ کہتا ہے کہ وجہ تخصیص علوم مذکورہ مدرس کی طرف سے فقط احتیاط ہے تو موافق ارشاد المتقی من یتقی الشبھات ایسا مدرس تو اس قابل ہے کہ اُس کے قدم لیجئے اور جانے نہ دیجئے پھر ایسے مدرس سے یہ کب ہو سکتا ہے کہ اُس کے دِل میں خیال ابطال عقائد دین ذوالجلال آئے بایں ہمہ وقت معین کار محدود پر خدا جانے وہ کون سی بات ہے جس پر مستفتی خواہاں تضیع اوقات مجیب ہوا ایسے ہی سوالات لائق ترش روئی ہوتے ہیں چنانچہ حدیث لقطہ جو سائل نے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے شتر گم شدہ کی نسبت پوچھا کہ اس کو پکڑ لیں یا یوں ہی چھوڑ دیں تو آپ نے غصہ ہو کر کچھ ایسا فرمایا مَا لَکَ وَمَعَها حِذَاءُ وسقاء ها او کما قال ہاں یہ بات البتہ قابل استفسار تھی کہ لفظ معقولات ایک لفظ عام ہے فقط ریاضی و منطق ہے اُس کے تلے داخل نہیں طبیعات اور فلکیات اور الٰہیات حکمۃ بھی اس میں داخل ہیں اور ظاہر ہے کہ اکثر مسائل علوم مذکورہ مخالف عقائد اسلام ہیں پھر اُن کا تعلیم و تعلم جائز ہو تو کیونکر ہو جو تصحیح عقد مذکورہ کیجئے اور چندہ دینے میں تأمل نہ کیجئے اور اگر فرض کرو لفظ مذکور عقد میں عام نہیں یا تعلم تعلیم علوم مذکورہ حرام نہیں تو بیش بریں نیست کہ مباح ہو مضمون تعبد سے پھر بھی دُور ہے ثواب کی اُمید کی پھر بھی گنجائش نہیں ہاں کسی طرح تعلیم و تعلم مذکور کا عبادت ہونا ثابت ہو تو کیوں نہیں سو مستفتی نے تو نہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

پوچھا ہم خود بغرض مصلحت عرض کرتے ہیں سنئے اگر کوئی باورچی یہ شرط کرلے کہ میں گوشت وغیرہ سالن پکا دیا کروں گا روٹی نہ پکایا کروں گا تو کوئی دیوانہ بھی بخیال عموم لفظ گوشت یوں نہ کہے گا کہ اس میں سگ اور خوک کا بھی گوشت آگیا اور اُس کا کھانا پکانا حرام ہے اس لئے باورچی مذکور کی نوکری ناجائز ہوگی ایسے ہی عموم لفظ معقولات سے بخیال بطلان علوم مذکورہ عقد درس مدرس مذکور کے حلت میں متامل ہونا کو دنوں اور وہمیوں کا کام ہے عقلاء سے اگرچہ جاہل ہی کیوں نہ ہوں اس قسم کی تین پانچ متوقع نہیں البتہ یہ صحیح کہ اُمور مباحہ بذات خود مستوجب ثواب ہوتی ہیں نہ موجب عذاب مگر جب اُمور مباحہ وسیلہ حسنات یا ذریعہ سیئات ہوجاتے ہیں تو ایسی طرح حسنات و سیئات کے ذیل میں محسوب ہوجاتی ہیں جیسے اُوپلا لکڑی کھانے کے حساب میں یعنے جیسے مہینے پر مثلاً کھانے کا حساب کرتے ہیں تو اوپلی لکڑی کے دام لگا کر یوں کہا کرتے ہیں کہ کھانا اتنے میں پڑا اور کھانے میں اتنا صرف ہوا جس کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ اشیاء مذکورہ بایں وجہ کہ ذریعہ حصول طعام ہوتی ہیں طعام ہی کے مد میں داخل ہوجاتی ہیں ایسے ہی اُمور مباحہ بعد توسل حسنات تو حسنات کے مد میں داخل ہوجاتی ہیں اور بعد تسبُّب سیئات سیئات کے حساب میں محسوب ہوں گی چنانچہ مسجد کی طرف رفتار اور نماز کے لئے انتظار پر جو ثواب نماز ملتا ہے اس کی یہی وجہ تو ہے کہ اُمورِ مذکورہ ذریعہ حصول نماز یعنی نماز صلوٰۃ باجماعت ہیں ورنہ کون نہیں جانتا کہ رفتار نہ کسی قسم کی نماز ہے اور نہ انتظار کسی طرح نماز با نیاز ہے علیٰ ہذا القیاس لینا دینا پڑھنا لکھنا گواہی شہادت جو بالیقین اصل سے مباح ہیں ورنہ اُمور مذکورہ کسی طرح کسی موقع میں جائز نہ ہوتی اگر ذریعہ اکل ربا و سود خواری ہوجائیں تو اسی لعنت کے مستحق ہوجائیں جو اصل میں شایان سود خواران ہے اسی طرح بوس و کنار جس کی اباحت پر جواز بلکہ استحباب بوسۂ اولاد شاہد ہے اگر ذریعہ زنا ہوجائیں تو موافق ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم زنا ہی کے حساب میں داخل ہوجاتیں اور شرع کی طرف سے اطلاق زنا اُن پر کیا جائے گا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

حالانکہ بالبداہت وہ غیر زنا ہیں تعمیر مکان مسجد جو منجملہ عبادات سمجھی جاتی ہے تو کیوں سمجھی جاتی ہے فقط اس لئے کہ وہ عبادت خانہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ سامان عبادت اور ذریعہ اطاعت ہے تعمیر معابد ادیان باطلہ جو منجملہ معاصی شمار کیا گیا تو کیوں شمار کیا گیا فقط اس لئے کہ وہ ذریعہ معصیت اور سامان شرک وکفر وغیرہ ہے غرض کہاں تک گنائیں ہزاروں نظیریں قرآن وحدیث میں موجود کتب فقہ واُصول وعقائد وتصوف میں مذکور ایک ہوتو کہئے کہاں تک کہتے پھر تعلیم صرف ونحو ومعانی وبیان وادب وریاضی ومنطق ہی نے کیا قصور کیا ہے جو یہ ذریعہ علوم دین ہو کر بھی داخل حساب علوم دین اور مستوجب ثواب کاردین نہ ہوں صرف ونحو تو اوضاع صیغہائے مختلفہ اور مدلولات اضافات متعددہ مثل فاعلیت ومفعولیت میں محتاج الیہ علم ادب اطلاع لغات وصلات و محاورات میں مفید اور علوم معانی وبیان قدر شناسی فصاحت وبلاغت یعنی حُسنِ عبارت قرآن وحدیث میں کارآمد علم منطق کمال استدلال ودلائل خداوندی ونبوی میں نافع اور ظاہر ہے کہ جو نسبت عبارت ومعانی میں ہے وہی نسبت حسن عبارت اور خوبی استدلال میں ہوگی کیونکہ وہ عبارت سے متعلق ہے تو یہ معانی سے مربوط پھر کیونکر کہہ دیجئے کہ علم معانی وبیان تو جائز ہو اور منطق ناجائز ہو صرف ونحو وادب ومعانی وبیان میں اگر مخالفت دین اسلام نہیں تو منطق بھی اس عیب سے پاک ہے اور اگر اشتغال منطق گہ وبیگاہ یا بعض افراد کے حق میں موجب محرومی علوم دینیہ ہوجاتا ہے تو یہ بات صرف ونحو وغیرہ علوم مسلمۃ الاباحۃ میں بھی بالبداہت موجود ہے غرض اگر تحصیل صرف ونحو ومعانی ومنطق سے توسل علوم دینی ہے تو بے شک علوم مذکورہ مستوجب ثواب ہوں گے نہیں تو نہیں سو یہ بات نیت بانیان مدرسہ ونیت معلم ومتعلمین پر موقوف باقی جس کسی نے بزرگان دین میں سے منطق کو بُرا کہا ہے یا بایں نظر کہا ہے کہ کم فہموں اور کم ہمتوں کے حق میں اُس کا مشغلہ تحصیل علوم دین میں حارج ہوا سو اُس وقت وہ ذریعہ خیر نہ رہا وسیلہ شر ہوگیا اور یا یہ وجہ ہوئی کہ خود بوجہ کمال فہم منطق کی ضرورت نہ ہوئی جو

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مطالعہ کی نوبت آتی اور عدم مخالفت معلوم ہو جاتی یہ سمجھئے کہ یہ علم منجملہ ایجاد کردہ حکمائے یونان ہے اور اُن کے ایجاد کئے ہوئے علوم کی مخالفت کسی قدر یقینی تھی اس لئے بھی خیال دل میں جم گیا کہ یہ علم بھی مخالف دین اسلام ہی ہوگا ورنہ اس علم کی حقیقت سے آگاہ ہوتے اور اس زمانہ کے نیم ملاؤں کے افہام کو دیکھئے جو چھوٹتے ہی قرآن و حدیث کو لے بیٹھتے ہیں اور باوجودیکہ قرآن کتاب مبین اور اُس کے آیات واقعی بینات ہیں فہم مطالب واحکام میں ایسی طرح دھکے کھاتے ہیں جیسے آفتاب نیمروز کے ہوتے اندھے دھکے کھاتے ہیں اور پھر اُن خرابیوں کو دیکھئے جو ایسے لوگوں کے ہاتھوں دین میں واقع ہوتی ہیں تو ہرگز یوں نہ فرماتے بلکہ علمائے جامعین کی برکات اور فیوض کو دیکھ کر تو تعجب نہیں بشرط حسن نیت بوجہ توسل مذکور ترغیب ہے فرماتے اور کیوں نہ فرماتے وجہ علوم فلسفہ اگر ہے تو مخالفت دین اسلام ہے چنانچہ تصریحات فقہاء اس پر شاہد ہے سو فرمائے تو سہی منطق کا وہ کون سا مسئلہ ہے جس کو یوں کہئے کہ مخالف عقائد دین اسلام واحکام دین وایمان ہے مگر جب مخالفت نہیں اور وجہ ممانعت مخالفت تھی تو پھر اور کیا کہئے کہ بوجہ ناواقفیت حقیقت علم مذکور فقط انتساب فلاسفہ سے اُن فقہاء کو دھوکا ہوا جو اس کو بھی ہمسنگ علوم مخالفہ سمجھ گئے رہا فتوٰی یجوز الا ستنجاء با وراقہ اس سے حرمت منطق پر استدلال کرنا ایسا ہے جیسے یوں کہئے کہ ڈھیلوں سے استنجاء کرنا جائز ہے اس لئے ڈھیلوں کا اکٹھا کرنا جائز نہیں اور اگر بالفرض والتقدیر تحصیل منطق بھی ہمسنگ تحصیل علوم مخالفہ دین واسلام ہے یا لفظ معقولات ایسا عام ہے کہ ہر جگہ علوم مخالفہ کا مراد ہونا ضرور ہے تو پھر کیا حرمت عقد پھر بھی لازم نہیں آتی کیونکہ بعض اُمور بجمیع وجوہ غیر مشروع ہوتے ہیں جیسے زنا اور قتل ناحق اور بعض اُمور ایک وجہ سے غیر مشروع ہوتے ہیں تو ایک وجہ سے مشروع بھی ہوتے ہیں مثلاً شعر کی ممانعت کی طرف آیت **والشعراء یتبعھم الغاون الم تر انھم فی کل واد یھیمون و انھم یقولون ما لا یفعلون** اور نیز آیت **وماعلمناہ الشعر وما ینبغی لہ** اور

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

سواء ان کے اور آیات میں تصریحات اور اشارات موجود ہیں ادھر حدیث لان یمتلی جوف احدکم قیحًا یریه خیر له من ان یمتلی شعرا ۔اور نیز اور احادیث جو اس کے قریب المعنی ہیں اس پر شاہد ہیں مگر بایں ہمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء کے زمانہ میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھ چڑھ کر اشعار پڑھا کرتے تھے اور سوائے اُن کے حضرت عبداللہ بن رواحہ اور زہیر صاحب قصیدہ بانت سُعا دوغیرہ اصحاب کا آپ کے سامنے اشعار کا پڑھنا اور آپ کا خوش ہونا کتب احادیث میں منقول ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بعد دفن حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اشعار کا پڑھنا اکثر طالب علموں کو معلوم ہوگا علاوہ بریں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد کہ علیکم بدیوان العرب مشہور ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کا اُن لوگوں کو جن کی طرف بوجہ استماع وعظ و نصائح احتمال ملال ہوتا تھا یہ فرمانا کہ حمضوا مجالسکم اکثروں کو معلوم کتب احادیث میں مثل بخاری شریف و صحیح مسلم اشعار مذکور ہیں کتب تفاسیر میں مثل بیضاوی شریف و مدارک و تفسیر کبیر اشعار مسطور اور ہزاروں اصحاب اور اولیاء اور علماء سے شعر گوئی اور شعر خوانی کا ثبوت مسلم وجہ اس کی کیا ہے وہی ہے کہ شعر و شاعری بجمیع الوجوہ ممنوع نہیں ورنہ بعد ارشاد والشعراء یتبعهم الغاون جو علی العموم ہر قسم کے اشعار کی مذمت پر دلالت کرتا ہے اور بعد هدایة لان یمتلی الخ جو علی الاطلاق ہر قسم کے اشعار کی ممانعت پر شاہد ہے ایسی مخالفت صریح اوّل سے آخر تک تمام اُمت کی امت میں شائع و ذائع نہ ہو جاتی اور ایسے ایسے ارکان دین یوں مخالفت ظاہرہ پر کمر نہ باندھتے مگر یہ ہے تو پھر کلام فقہاء سے بہ نسبت علوم فلسفہ ایسی ممانعت عامہ مطلقہ سمجھ لینا اُنہیں کا کام ہے جن کو فہم ثاقب خداوند عالم نے عطا نہیں کیا صاحبو! اس زمانہ سے لے کر آغاز سلطنت عباسیہ تک جس میں علوم فلسفہ یونانی سے عربی میں ترجمہ ہوئے لاکھوں اولیاء اور علماء ایسے ہیں اور گذرے جن کو علوم مذکورہ میں مہارت کاملہ تھی اور ہے مولوی ارشاد حسین صاحب رام

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

پور میں اور مولوی عبدالحیٰ صاحب لکھنؤ میں اور مولوی شکر اللہ صاحب مراد آباد میں باوجود تقویٰ و دینداری کے علوم مذکورہ میں کمال رکھتے ہیں دِلی میں مولوی نذیر حسین صاحب بھی جن کو صلاح وتقویٰ میں اکثروں کے نزدیک ضرب المثل کہیئے تو بجا ہے ان علوم سے خالی نہیں علماء ضلع سہارن پور کی جمعیۃ خود مشہور ہے پہلے زمانہ کی سنئے مولوی بشیر الدین صاحب مرحوم مولوی عالم علی صاحب مرحوم مدتوں تک مراد آباد میں درس معقولات میں مشغول رہے مولانا عبدالحیٰ صاحب مولانا اسمٰعیل صاحب شہید مولانا شاہ عبدالقادر صاحب مولانا شاہ رفیع الدین صاحب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہم کا کمال علوم مذکورہ میں شہرۂ آفاق ہے حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا کمال علوم مذکورہ میں ان کی تصانیف سے ظاہر و باہر ہے حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی اور علامہ سید شریف مصنفان شرح مقاصد وشرح مواقف اور علامہ جلال الدین دوانی مصنف شرح عقائد ملا جلال جو تینوں کے تینوں امام علم عقائد ہیں علوم مذکورہ میں ایسے کامل کہ کاہے کو کوئی ہوگا حضرت امام فخر الدین رازی حضرت امام غزالی حضرت شیخ محی الدین عربی یعنے حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا علوم مذکورہ میں کمال ایسا نہیں جو ادنیٰ سے اعلیٰ تک کسی پر مخفی ہو جب ایسے ایسے علماء ربانی اور اولیاء کرام اور سواء اُن کے اور اکابرین دین علم مذکورہ کی طرف سے ملتفت رہے تو یا تو یوں کہیئے کہ سب کے سب عمداً ایسے اُمر قبیح وحرام کے باصرار مرتکب ہو کر مستوجب غضب الٰہی ہوئے یا یوں کہیئے کہ مثل اشعار اگر چہ علوم مذکورہ ممنوع اور اصل سے مکروہ وحرام ہیں پر جیسے شعر میں انہماک اور اُس کے پیچھے پڑ جانا اور اُس کو مقصود اصلی اور مطلوب اہم بنا لینا ممنوع ہے مطلقاً مشغلہ شعر ممنوع نہیں چنانچہ حدیث میں لفظ یمتلی اُس کی طرف مشیر ہے اور آیت میں استثنائے الا الذین امنوا اس پر شاہد ہے ایسے ہی قبلہ ہمت اور کعبہ طلب بنا لینا تو بے شک ممنوع پر بغرض تشحید اذہان یا بخیال رد عقائد باطلہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

علوم مذکورہ کا حاصل کرنا یا بہ نیت ظہور بطلان علوم مذکورہ کو ایسے اُستاد کامل سے حاصل کرنا جو وقت درس اُس کا بطلان ثابت کرتا جاتا ہو ہرگز ممنوع نہیں بلکہ بشرط لیاقت و حسن نیت اگر مستحب ہو تو بجا ہے جیسے بغرض انتصار یا تحمیض مجلس یا تائید علم تفسیر مشغلہ شعر مستحب ہو جاتا ہے چنانچہ اہل فہم پر ارشاد عمری اور ہدایۃ عبداللہ بن مسعود سے ظاہر و باہر ہے مگر جب شعر میں جس کی ممانعت قرآن و حدیث میں منصوص ہو بوجہ مذکور یہ استحباب آ جاتا ہے تو وہ ممنوعات جن کی ممانعت قرآن و حدیث میں مصرح نہ ہو فقط قیاس فقہاء شعر وغیرہ ممنوعات پر اس کی ممانعت کا مظہر ہو کیونکر بوجہ مذکور بشرط لیاقت و حسن نیت مثل تشحید ذہن یعنے ذہن کو باریک فہمی کی عادت ڈالیے جس سے حقائق غامضہ عقائد واحکام کو سمجھ سکے مستحب نہ ہو جائیں گے ہاں اگر کسی میں لیاقت علمی نہ ہو جیسے آج کل کے وہ صاحب علم جو بے سوچے سمجھے شعر و علوم مذکورہ کو علی الاطلاق حرام بتلاتے ہیں یا نیت درست نہ ہو مثلاً قبلہ طلب انہیں علوم کو بنالے بطور مذکور ذریعہ نہ بنائے یا ذریعہ بنائے تو علوم باطلہ کی تائید کا بنائے جیسے فرض کرو اور مذہب والے بغرض تائید مذہب یا مقابلہ اسلام حاصل کریں تو اُن کے حق میں اگر مشغلہ علوم مذکورہ مکروہ یا حرام مطلق ہو تو بے جا نہیں اور اس وجہ سے ان کے حق میں درس علوم مذکورہ پر اُجرت لینا جائز نہ ہوگا وہ آمدنی اگر بجمیع الوجوہ مکروہ یا حرام رہی تو دُور از عقل نہیں اور اُن کے حامی اور موید تائید اَمر حرام کی مصداق ہوں تو لائق قبول ہے خاص کر اُس صورت میں کہ متاجر مسلمان نہ ہو کسی اور مذہب کا آدمی ہو کیونکہ فعل اجیر تابع نیت متاجر ہوتا ہے مثال درکار ہے تو لیجئے کار معمار فی حد ذاتہ جائز ہے مگر کوئی شخص شوالہ مندر چنوائے تو کار تعمیر حرام ہو جائے گا اور مکان و مسجد تعمیر کرائے تو اور حکم ہو جائے گا ہاں اگر نیت اچھی ہے اور لیاقت کما ینبغی خداداد موجود ہو یعنی معلم و متعلم بغرض تشحیذ ذہن یا رَدِ عقائد باطلہ یہ مشغلہ اختیار کریں اور پھر دونوں میں یہ لیاقت بھی ہو کہ معلم اظہار بطلان پر قادر ہو اور متعلم دلائل ابطال کے سمجھنے کی لیاقت رکھتا ہو تو بے شک

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

تحصیل علوم مذکورہ داخل مثوبات وحسنات ہوں گے چنانچہ تقریر گذشتہ اس باب میں کافی ہے مگر جب یہ ہے تو بے شک چندہ دینے والے وسعی کر کے وصول کرنے والے اس وجہ سے مصیب بہ ثواب ہوں گے اور پھر اُس کے ساتھ یہ وجہ جدا رہی کہ جیسے ہندیوں کو مکہ معظمہ میں پہنچنا مثلاً بے ذریعہ جہاز وریل ممکن نہیں ایسے ہی درس علوم دینیہ مرادآباد میں بے قیام عالم علوم دین ممکن نہیں پھر جیسے کوئی شخص ریل کا کرایہ یا جہاز کا نول دے کر کسی عازم بیت اللہ کو ریل یا جہاز پر سوار کرادے تو کوئی نادان بھی اس میں متامل نہ ہوگا کہ کرایہ دینے والے کو امداد حج کا ثواب نہیں ملتا اور یہ کوئی نہ کہے گا کہ بذریعہ جہاز عرب میں پہنچ جانے کو تو یہ لازم نہیں کہ سوار ہونے والا حج بھی کر ہی لے اور اس پر جہاز والا یا ریل والے بغرض تمول وحصول دنیا سوار کرتے ہیں اور پھر ریل اور جہاز میں چڑھ کر کہیں جانا کوئی عبادت نہیں اس صورت میں کرایہ دینے والے کو ثواب ملے تو کیونکر ملے ایسے ہی کوئی عاقل اگرچہ جاہل ہے کیوں نہ ہو اس میں متامل نہیں ہوسکتا کہ درس فنون دانشمندی یعنی صرف ونحو وغیرہ پر درصورتیکہ وجہ قیام عالم مشارالیہ ہو اُجرت کے دینے والے کو ثواب امداددیں اور ترویج منقولات نہ ملے گا اور یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ بغرض درس فنون دانشمندی اگر کہیں قیام ہو تو اُس کو یہ لازم نہیں کہ علوم دین کے درس کا بھی اتفاق ہوا کرے اور پھر اس پر درس علوم دانشمندی کوئی عبادت نہیں مع ہذا مدرس بغرض وصول تنخواہ درس میں مشغول رہتا ہے اس صورت میں تنخواہ دینے والے کو ثواب ملے تو کیونکر ملے مگر یہ ہی تو پھر سعی کرنے والوں اور دربدر پھر کر وصول کرنے والوں کو بشرط حسن نیت ثواب نہ ملنے کے کیا معنی اگر یہ وہم ہے کہ سوال حرام ہے تو اپنے لئے بے ضرورت حرام ہے دوسروں کے لئے سوال کرنا اور سعی اور ترغیب کر کے دِلانا حرام نہیں اگر یہ بھی حرام ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیبات خاص کردہ جو اپنے زمانہ کے محتاجوں اور مفلسوں کے لئے فرمائی ہیں نعوذ باللہ داخل سوال حرام ہو جائیں سو اس بات کے کہنے کی اہل اسلام میں سے کس کو جرأت

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے اور جب دینے والوں اور دِلانے والوں اور سعی کرنے والوں اور وصول کرنے والوں کو بوجوہ مذکورہ بالا ثواب ملا تو بے شک یہ کار ایک کارِ خیر ہوگا اور کیوں نہ ہو اشاعت علوم ربانی اور تائید عقائد احکام حقانی منجملہ سبیل اللہ ہے بلکہ سبیل اللہ میں بھی اوّل درجہ کا اس لئے کہ قوام وقیام دین بے علوم دین وتائید علوم دین ورَدِّ عقاید مخالفہ عقاید دین متصور نہیں اگر تمام عالم مسلمان ہو جائے تو اعلاء کلمۃ اللہ کی حاجت نہیں پر علوم دین کی حاجت جوں کی توں رہتی ہے غرض دین کے حق میں اصل اور محتاج الیہ اور ضروری علم دین سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں اس لئے اس کی تائید اور ترویج میں صرف کرنا اعلیٰ درجہ کا فی سبیل اللہ ہے اور اگر فرض کرو تائید علوم اور ترویج عقائد یقینی کو فی سبیل اللہ نہیں کہہ سکتے یہ اطلاق اعلاء کلمۃ اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہے تو اس کارخانہ کو اعلاء کلمۃ اللہ سے بھی بڑھ کر کہنا پڑے گا اور اس لئے اُس کی بربادی کے درپے ہونے والوں کو منجملہ یصدّون عن سبیل اللہ جن کی مذمت سے قرآن وحدیث پُر ہے سمجھنا لازم ہوگا یا اُن سے بھی بڑھ کر اُن کو سمجھا جائے گا مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے مدرسہ کو کون بُرا کہتا ہوگا اور کون اس کے درپے تخریب ہوگا کہ جس میں اکثر سبق منقولات کے پڑھائے جاتے ہوں۔ اور دو تین سبق معقولات کے بھی پڑھائے جاتے ہوں اور اُن میں کہیں کسی موقع میں اگر کوئی مسئلہ مخالف عقائد اسلام بلکہ مخالف رائے اکابر آ گیا گو مخالف اسلام نہ ہو تو اُس کی تردید کما ینبغی کی جائے ہاں کوئی کینہ خواہ مدرسین یا بدخواہ اپنی آنکھوں میں خاک ڈال کر ایسی بات کہنے لگے تو کہنے لگے ہائے افسوس جہاں دین کی ترقی اور علوم دین کی ترویج کا کوئی سامان کہیں خدا کی عنایت سے برپا ہوا تو شیطان یہ شعبدہ بازیاں کھڑی کر دیتا ہے جن کو مال جان سے بھی زیادہ عزیز ہے اُن کو نہ دینے کے لئے ایک بہانہ ہو جاتا ہے اہل ایمان کو لازم ہے کہ کچھ تو عقل کو لڑائیں اور آنکھیں ذرا کھولیں اور دیکھیں کہ کون حق کہتا ہے اور کون تزویر ومکر کی باتیں کر کے دین میں رخنہ انداز ہوتا ہے کیا قیامت ہے کہ طلب دنیا میں تو ہم کو یہ سرگرمی ہو

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ اُمید موہوم پر بھی سعی کیے جائیں اور دین میں یہ سُنئے کہ چلیں یا نہ چلیں باوجود فراہمی سامان ترقی ناحق کے حجتیں نکالی جائیں اگر ایسے لوگ اپنے دل کو ٹٹولیں تو یہی نکلے جو میں کہتا ہوں یعنے ایسے کارخانہ کو کارخانہ خیر ہی سمجھیں درپے تخریب نہ ہوں مگر کینہ اور عداوت بھی مثل محبۃ سامان یعمی ویصم ہے اور کیوں نہ ہو کسی سے عداوت بھی کسی محبت کا نتیجہ ہوتا ہے وہ مال کی محبت ہو یا عزت کی محبت ہو یا کسی اور چیز کی محبت ہو جب یہ سب باتیں ذہن نشین ہو چکیں تو اب اس کی کیا حاجت ہے کہ ایسے مدرسہ کے طالب علموں کو زکوٰۃ دیجئے یا نہ دیجئے ہر شخص سمجھ گیا ہوگیا کہ ان کا دینا فی سبیل اللہ ہے اور ظاہر ہے کہ قرآن میں مصارف زکوٰۃ کے بیان میں ذوی الارحام کا ذکر نہیں اُن کے دینے کی فضیلت اگر ہے تو احادیث میں ہے اور فی سبیل اللہ خود قرآن میں بیان مصارف میں موجود ہے اس لئے بایں وجہ کہ قرآن شریف حدیث پر مقدم ہے، فی سبیل اللہ والوں پر جیسے وہ طالب علم مثلاً جو علوم دین پڑھتے ہوں یا بطور مذکور الصدر معقولات کو تحصیل کرتے ہوں ذوی الارحام پر مقدم ہوں گے علاوہ بریں عقل اگر سلیم ہو تو اس پر شاہد ہے کہ اپنی عزیز داری سے خدا کی واسطہ داری مقدم ہے اپنوں سے اللہ والے اوّل ہی رہیں تو بہتر ہے اور بے شک وہ لوگ جو ذوق ایمان رکھتے ہیں خدا کے واسطہ داروں کو اپنے عزیزوں سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں انصاریوں نے مہاجرین کے ساتھ جو کچھ سلوک کیا وہ اپنوں کے ساتھ کبھی نہ کیا ہوگا رہے مہاجرین وہ اگر اپنوں کو مقدم رکھتے تھے تو ان کے اپنے بھی فی سبیل اللہ تھے غرض ایسے مدرسوں کے طالب علموں کو دینا اپنوں کے دینے سے زیادہ اولیٰ معلوم ہوتا ہے سو دینے والے زیادہ نہ سمجھیں برابر ہی سمجھیں برابر نہ سمجھیں کم تر سمجھیں پر کہیں کچھ دیں تو سہی جو خدا سے بھی سرخرو ہوں ورنہ ایسا نہ ہو بروز حساب جیسے حدیثوں میں آیا ہے خدا فرمانے لگے کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا حدیث شریف میں آیا ہے کہ جن بندوں سے یہ خطاب ہوگا وہ کچھ ایسا عرض کریں گے تو بھوک پیاس سے پاک کھانے پینے سے مبرا اس پر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

خداوند تعالیٰ شانہٗ فرمائے گا فلانا میرا بندہ بھوکا تھا تو اگر اُس کو کھلاتا وہ میرے حساب میں ہوتا انتہی اب اہل فہم سے یہ عرض ہے کہ ایسے لوگ جن کا کھلایا خدا کے حساب میں محسوب ہو سوا اُن کے اور کون ہو سکتے ہیں جو خدا کے کام میں لگے ہوئے ہوں یعنی وہ کام کرتے ہوں جن میں نیابت کی گنجائش ہو یعنی خدا سے ہی وہ کام سرزد ہو سکے سو ایسی باتیں ہی تعلیم و ہدایت وقہر اعداء وغیرہ ہیں عبادت نہیں کیونکہ خدا سے عبادت متصور نہیں البتہ ہدایت اور تعلیم اور قہر اعداء اور نصرت اولیاء اُس کا کام ہے کون نہیں جانتا کہ موافق ارشادو علم ادم الاسماء معلم اصل خدا ہی ہے اور موافق ہدایت واللہ یھدی من یشاء الخ ہادی اصلی خدا ہی ہے اور موافق فرمان واجب الاذعان آیۃ تلک الایام نداولھا بین الناس اور آیت ان تنصروا اللہ ینصرکم و لقد نصرکم اللہ ببدر وغیرہ آیات نصرت بھی جس کا حاصل وہی مقابلہ اعداء کے بعد قہر اعداء ہے اصل میں خدا ہی کا کام ہے باقی رہا یہ شبہ کہ طالب علم علم سیکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ بات خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی اس کا جواب یہ ہے کہ جب اس غرض سے کوئی پڑھے کہ پڑھ کر پڑھاؤں گا اوروں کو ہدایت کروں گا اور بھی نہیں تو اپنے آپ کو ہی ہدایت کروں گا تو یہ پڑھنا پڑھانے اور ہدایت کے حساب میں ہو جائے گا اور جیسے سامان اعلاء کلمۃ اللہ کا صرف وہ اعلاء کلمۃ اللہ ہی کے حساب میں محسوب ہوتا ہے ایسے ہی یہاں بھی ہوگا مگر ہر چہ بادا باد تملیک شرط ہے اس لئے چندہ تنخواہ مدرسین میں زکوٰۃ دی جائے گی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی ہاں مدرس کو کوئی دے یا طالب علم کو بشرطیکہ وہ مصرف زکوٰۃ ہوں بعد تملیک ادا ہو جائے گی اس سے زیادہ کیا عرض کیجئے فضائل طلبہ علم اکثر اہل اسلام کے گوش خوردہ ہیں اس لئے یہاں ہی ختم لازم ہے۔

الحمدللہ رب العالمین تمام شد فقط

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

لطائف احادیث بطرز سوال وجواب

رفع تعارض بین الحدیث والقرآن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سوال اوّل

حدیث کتاب بخاری شریف صفحہ ۴۷۳۔عن ابی هُريرة عن النبی صلی الله عليه وسلم قال يلقى ابراهيم اباه اٰذر يوم القيٰمة و على وجه اذر غبرة و قترة فيقول لهٗ ابراهيم الم اقل لک لا تعصنے فيقول ابوه فاليوم لا اعصيک فيقول ابراهيم يا رب انک و علتنی ان لا تخزنی يوم يبعثون فای خزی اخزى من ابے الا بعد فيقول انی حرمت الجنة على الكافرين الخ۔

اس حدیث میں اور آیت فلما تبين له انه عدو لله تبرّء منه میں تعارض ہے اور نیز آیت لا يتكلمون الا من اذن له الرحمٰن وقال صوابا اور آیۃ من ذاالذی يشفع عندهٗ الا باذنه میں حدیث اور آیۃ اوّل میں اس طرح تعارض ہے کہ حدیث سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آذر کے لئے سفارش کرنا ثابت ہوتا ہے اور آیۃ سے دنیا ہی میں تبرّی فرمانا ثابت ہوتا ہے اور وجہ تبری کی دنیا میں عداوت اللہ واقع ہوتی ہے۔ پھر آخرت میں آذر کو کون سی اللہ سے محبت ہوگئی تھی جو اُس کی محبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں ایسی سمائی کہ بلا استمزاج واذن سفارش فرمانے لگے اور حدیث اور آیۃ ثانیہ میں اس طرح تعارض ہے کہ بدون ارشاد خداوندی کوئی شخص کسی کی سفارش نہیں کر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

سکتا۔ اور حدیث سے سفارش بلا اذن من عند نفسہ کرنی معلوم ہوتی ہے۔

جواب: بدلالۃ انه عدو الله یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آذر کو خدا سے عداوت تھی یہ نہیں کہ خدا کو اُس سے عداوت تھی مگر قیامت میں آذر کی عداوت مبدل بمحبت ہو جائے گی اور کیوں نہ ہو خدا کی محبت سب کے تہ دل میں ہے دنیا کی محبتیں اُس کو دبا لیتی ہیں پر قیامت کو بحکم کل نسبٍ و صمر ینقطع یوم القیامۃ الخ اور آیۃ یوم یفر المرء من اخیه دل لبریز محبت خدا سے دنیا کی محبت ایسی طرح زائل ہو جائے گی جیسے راکھ آگ کے اُوپر سے اُتر جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ روزِ قیامت کو کفار کے حق میں یوم الحسرۃ کہا حسرت بے محبت متصور نہیں اور محبت طبعی قابل زوال نہیں اُس اپنی محبت طبعی ہے اور خالق کی محبت اُس سے مقدم کیونکہ حقائق ممکنہ نہ موجود صرف یا وجود صرف ہیں ورنہ واجب ہونے اور نہ معدوم محض یا عدم محض ہیں ورنہ ممتنع یا محال ہوتی مثل خطوط فاصلہ بین النور والظلمۃ وہ حدود فاصلہ بین الوجود والعدم یا بین الموجود والمعدوم ہیں اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں جیسے خط فاصل کی حقیقت ایک اَمر اضافی ہے یعنی انتہاء نور مثلاً اُس کو کہتے ہیں اور اُس سے زیادہ اُس کی تعریف ممکن نہیں ایسے ہی حقائق ممکنہ اُمور اضافیہ یعنی منتہائے وجود صرف ہوں گی اس لئے اُن کا تعقل ذی منتہا کے تعقل پر موقوف ہوگا اور کیوں نہ ہو منتہا کا تصور بے تصور ذی منتہا متصور ہی نہیں اس سے زیادہ اور کیا چیز اُس کے اضافی ہونے پر دلالت کرے گی مگر یہ ہی تو ممکنات کا تحقق اُس ذی منتہا کے تحقق پر موقوف ہوگا اس لئے اپنی محبت بھی اپنے ذی منتہا کی محبت پر موقوف ہوگی اور چونکہ ذی انتہا وجود صرف ہے اور اُس کی ذات خداوندی سے ایسی ہی نسبت ہے جیسی شعاعوں کو ذات آفتاب کے ساتھ تو جیسے شعاعیں بہ نسبت آفتاب اضافی ہیں کیونکہ اُن کی حقیقت اس سے زیادہ اور کیا بیان میں آسکتی ہے کہ وہ ایک پرتو آفتاب ہے ایسے ہی وجود موصوف بھی بہ نسبت ذات خداوندی کے ایک اَمر اضافی ہوگا اور اس وجہ سے اُس کا تحقق ذات خداوندی کے تحقق پر موقوف ہوگا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور اُس کی محبت ذات خداوندی کی محبت پر موقوف ہوگی اور کیوں نہ ہو اپنی محبت اس وجہ سے ہے کہ اپنا تحقق اپنے ہی ساتھ ہے سو یہ بات اپنے موقوف علیہ میں بدرجہ اولیٰ اور اوّل ہے یہ تقریر تو عقلی تھی تو جیہ نقلی بھی مرقوم ہے سنئے خدا کا یہ ارشاد اِن اللّٰہ لا یحب الکافرین موقع ترشروئی محبوب میں واقع ہے اس کا صدمہ اُسی کو ہوسکتا ہے جس کے دل میں خدا کی محبت ہو کیونکہ ترشروئی محبوب سے محبّ ہی کا دل تڑپ سکتا ہے اجنبیوں کو تو اس کے کہنے کی گنجائش ہے کہ نہیں محبت تو ہماری بلا سے اس صورت میں آذر روز قیامت مصداق عدو اللہ نہ رہے گا بلکہ محبّ اللہ ہو جائے گا اور علت تبرّی زائل ہو جائے گی اور وجہ عنایت ہاتھ آئے گی آخر کون نہیں جانتا کہ محبت خداوندی فی حد ذاتہ ایک عمدہ بات ہے اور محبّ خداوندی بہر طور لائق مراعات باقی عتاب خداوندی مانع محبت مذکورہ نہیں بلکہ یہ عتاب خود اُسی محبت پر مبنی ہے البتہ مقتضائے محبت محب یہ تھا کہ محبوں کو اُس کے حال پر نظر عنایت ہوتی مگر اس کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ رضا جو بھی ہو ورنہ وہ محبت زیادہ تر سرمایہ عتاب ہوتی ہے مگر جیسے یہ مخالفت رضا موجب عتاب ہو جاتی ہے ایسی ہی وہ محبت اکثر باعث سفارش ہو جاتی ہے بالجملہ یہ سب کارخانہ یعنی عتاب و عنایت اور سفارش مقتضات طبیعت میں سے ہے اس کے مخالف بالارادہ کیا جاتا ہے یہی وجہ ہوتی ہے کہ اہل دل اُس وقت سفارش سے باز رہتے ہیں جبکہ اُدھر سے ممانعت ہو جائے یہی وجہ ہوئی کہ کفار کی شفاعت نہ کی جائے گی یہ نہیں کہ اُن کی شفاعت ہو نہیں سکتی یعنی محال ہے۔

بالجملہ مراعات محبّ خداوندی اَمر طبعی ہے پر کافر ہو تو بوجہ ممانعت خداوندی شفاعت کی گنجائش نہیں مگر مراعات کچھ شفاعت ہی میں منحصر نہیں یہ مراعات حضرت ابراہیم علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام غور سے دیکھئے تو از قسم شفاعت نہیں بلکہ از قبیل طلب حق ہے یعنی آذر کی کیفیت معلومہ کو اپنی رُسوائی سمجھ کر یہ عرض کیا کہ مجھ سے یہ وعدہ تھا کہ روز قیامت تجھ کو رُسوا نہ کروں گا شفاعت ہوتی تو وعدہ کے جتلانے کی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

حاجت نہ ہوتی وعدہ کا جتلانا خود اس بات پر شاہد ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے حق کے طالب ہیں کیونکہ وعدہ سے ایک قسم کا حق وعدہ کرنے والے پر ثابت ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایفائے وعدہ ضرور ہے اور ظاہر ہے کہ شفاعت میں اپنے حق پر نظر نہیں ہوتی اور اس وجہ سے قبول نہ کرنے سے وہ شخص جس سے سفارش اور شفاعت کی جائے لائق عتاب اور نشانہ تیر ملامت نہیں ہوسکتا۔

سوال دوم

حدیث مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۲ سطر ۹۔ **عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما فی الارض من الشہید بتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ متفق علیہ** سطر ۱۴ **فاطلع علیہم ربہم اطلاعہ فقال ہل تشتہون شیئا قالوا ایَّ شیءٍ تشتہی و نحن نسرح من الجنۃ حیث شیئا ففعل بہم ثلث مرات فلما راو انہم لم یترکوا من ان یسالوا یا رب نرید ان تردارواحنا فی اجساد ناحتی نقتل فی سبیلک مرۃ اخری فلما رای ان لیس لھم حاجۃ نرکوا۔** (رواہ مسلم)

پہلی حدیث کے الفاظ سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ شہداء خود بخود بلا استفسار اپنی تمنا کو ظاہر کریں گے اور تمنا بھی دس مرتبہ شہید ہوجانے کی کریں گے کہ جس سے کچھ ذوق وشوق شہادت ہویدا ہوتا ہے اور دوسری حدیث کے جملہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ خود خداوند کریم مکرر سہ کرر ارشاد فرمائیں گے اور اس قدر اصرار فرمایا جائے گا کہ شہداء جان جائیں گے کہ بدوں اس بات کے کہ ہم کچھ نہ کچھ جواب دیں ہمارا پیچھا نہ چھوٹے گا ناچار ہوکر یہ کہہ دیں گے کہ خدایا ہمارا دِل صرف اس بات کو چاہتا ہے کہ دوبارہ پھر تیرے راستہ میں شہید ہوجائیں پس اس سے نہ وہ لبریزگی جو حدیث سابق سے معلوم ہوتی ہے پائی گئی اور نہ چندگی عدد کا ذکر بلکہ لفظ مرۃ اخری ہے کہ جس سے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایک مرتبہ ثابت ہوتا ہے اور نیز جو کہ جملہ فلما را ی الخ یعنی جب شہداء یہ سوال کریں گے کہ ہم چاہتے ہیں کہ دوبارہ تیرے راستہ میں اپنا سر دیں تو اس کی کچھ ان کے لئے ضرورت نہ دیکھی جائے گی کیونکہ اگر دوبارہ پھر شہید ہوں تو بھی اُن کے لئے یہی درجہ ملے غرضیکہ دوبارہ دنیا میں پہنچ کر شہید کرانے کی کچھ حاجت نہیں اس لئے پھر اُن سے سوال کرنا موقوف ہوگا اس جملہ کے معنی میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کی ذات بے نہایت ہے اور اُس کے سب کارخانے ایسے ہی ہیں کیا اُس کو قدرت نہیں کہ مدارج غیر متناہی دیتا چلا جائے دوسرے یہ کہ جنتیوں سے وعدہ ہو چکا ہے کہ **ولکم فیھا ما تشتھیه الانفس** اب یا تو یہ کہو کہ شہداء کا یہ عرض کرنا تہ دل سے نہ تھا ورنہ وعدہ اور قدرت اعطاء مدارج غیر متناہیہ کا کیا جواب ہوگا علاوہ بریں یہ کہ بالخصوص شہداء کا متمنی ہونا ہی بظاہر سمجھنا مشکل ہے کیونکہ اُن کو جو تمنا کا باعث ہوا ہے وہ تو وہ مزہ ہے جو وقت شہادت کے ملا ہے یا درجہ آخرت کا ہے اگر شہادت کا مزہ مراد ہے تو کوئی شئی عبادت میں سے مزہ سے خالی نہیں چنانچہ لفظ قرۃ عینی فی الصلوۃ اس پر شاہد ہے اور اگر آخرت کا درجہ مراد ہے تو اور جنتی بھی کسی نہ کسی درجہ کے مستحق ہوتے ہی ہیں۔ بظاہر قرین قیاس تو یہ اُمر تھا کہ جو شہداء سے نیچے درجہ کے لوگ ہیں وہ اپنی ترقی مدارج کے لئے متمنی ہوں کہ خدایا ہم کو دنیا میں پھر واپس فرماتا کہ ہم اب کی مرتبہ بڑے بڑے مجاہدہ کریں کیونکہ جب وہ لوگ یہ دیکھیں گے کہ ہم نے تھوڑی سی عبادت میں یہ کچھ مزہ پایا ہے تو اگر اب کی مرتبہ بڑے بڑے کام مثل جہاد و حج کے کریں گے تو اور مدارج بڑھیں گے غرضیکہ نیچے کے لوگوں کا تمنا کرنا مناسب ہے اگر کریں اور جو لوگ پہلے ہی سے اعلیٰ درجہ کا مجاہدہ کر چکے ہیں اب وہ کس بات کی تمنا کریں گے اگر کسی وجہ سے یہ لوگ متمنی ہوں تو نیچے کے درجہ کے لوگ بدرجہ اولیٰ تمنا کے مستحق ہیں اور نیز قابل استفسار بھی نیچے کے درجہ والے باعتبار اپنی قلیل البضاعتی کے ہیں نہ اُوپر کے درجہ والے کیونکہ یہ تو کیسے کیسے مدارج علیا پر پہنچ چکے۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

جواب: تمنا ایک اَمر قلبی ہے اور اظہار ایک فعل زبانی مثلاً اس لئے یہ ضرور نہیں کہ زبان پر بھی دس ہی دفعہ کا ذکر آوے بلکہ ایک دفعہ بھی ضرور نہیں خاص کر یہاں کیونکہ دوام قیام جنت یقینی ہے اوّل اسی وجہ سے کہ توقع مراجعت نہیں اظہار تمنا بے سود سمجھا جب ادھر سے استفسار بہ تکرار ہوا بظاہر صورت اُمید کچھ نظر آئی یہ اپنی سی کر گذرے اور عرض کر چکے پر وہاں قبول نہ ہو تو کیا کریں۔

علاوہ بریں حدیث میں مذکور نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وقت استفسار بھی ذکر نہیں آیا لفظ مرۃ اخری اگر تحدید کے لئے ہوتا تو مضائقہ نہ تھا مگر اس کو کیا کیجئے کہ تمنا نفس شہادت سے متعلق ہے تعداد کو اُس میں کچھ دخل نہیں اور ظاہر ہے کہ اَمر محبوب ہمیشہ محبوب رہتا ہے یعنی یہ ممکن نہیں کہ محبّ میں ملکہ محبت ہو اور محبوب میں شان محبوبیت اور پھر اُس کو اُس سے محبت نہ ہو بہت ہوگا تو یہ ہوگا کہ ایک محبت دوسرے کی محبت کو دبالے مگر دبالینا اُس کا وجود پر دلالت کرتا ہے نہ زوال پر مگر جب نفس شہادت لائق تمنا ٹھہری اور تعداد کو کچھ داخل نہ رہا تو پھر نہ مرۃ اخری سے وحدت مراد ہوگی نہ عشر مرات سے تحدید اُس سے تکرار اس سے تکثر مراد ہوگا اور اگر مرۃ اخری سے وحدت ہی مراد ہو تو اُس کی یہ وجہ نہیں کہ ایک ہی دفعہ کی شہادت اور محبت آرزو ہے بلکہ یہ غرض ہے کہ جیسے لذیذ کھانا مرغوب و محبوب ہے پر ایک بار اُتنا ہی کھایا جاسکتا ہے جتنا معدہ میں آسکتا ہے ایسے ہی شہادت کتنی ہی بار کیوں نہ ہو مرغوب و محبوب ہے پر ایک بار دس شہادتیں یا زیادہ اکٹھی نہیں ہوسکتیں وہاں اگر قصور معدہ ہے قصور تمنا نہیں یہی وجہ ہے کہ بعد خلوء معدہ پھر وہی نوشا نوش تو یہاں بھی قصور محل شہادت ہے باقی وجہ فقط یہی نہیں کہ ثواب زیادہ ہے یا اُس میں موافق قول شاعر۔

بہا خون کوئی قاتل میں اُسی کو خون بہا سمجھے

وہ ذائقہ ہے کہ اوروں میں نہیں جو شبہ مرقومہ وارد ہوا اصل وجہ یہ ہے کہ اور سب عبادتیں جنت میں ادا ہوسکتی ہیں بوجہ معافی ادا نہ کی جائیں تو دوسری بات ہے پر جہاد

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

جنت میں ممکن نہیں اور نہ شہادت وہاں متصور نماز و روزہ حج و زکوٰۃ اگر جنت میں بھی فرض ہوتے تو وہاں بھی ادا ہو سکتے تھے پر جنت میں کافر نہیں جو جہاد ہو دوزخ میں جا نہیں سکتے اور جائیں تو کافر اب کافر نہیں رہے یعنی وہ انکار و جحود نہیں جو اُنہیں سے جہاد کیجئے اور رُتبہ شہادت لیجئے بے اس کے کہ دنیا میں جائیں۔

یہ بات متصور نہیں مگر یہ ہی تو سوائے شہید اور کس کو آرزوئے مراجعت دنیا ہوگی۔ نماز والوں کو جو کچھ ملا وہ بطفیل نماز ملا وہ وہاں ادا ہو سکتی ہے علیٰ ہذا القیاس زکوٰۃ و صوم و حج کو خیال کر لیجئے کیونکہ بیت المعمور جو وہاں موجود ہے خانہ کعبہ کی سیدھ میں ہے اور یہ بات مقرر ہے کہ تحت الثریٰ سے فلک الافلاک تک کعبہ کے مقابل میں قبلہ ہی قبلہ ہے غرض ادائے جملہ عبادات سوائے جہاد جنت میں ممکن ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس کسی کو کسی راہ سے کوئی نعمت ملتی ہے وہ اُس راہ کو نہیں چھوڑتا تا مقدور اُس میں عمر کھپاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ تاجروں کو زراعت اور مزارعوں کو تجارت نوکری پیشوں کو زمینداری زمینداروں کو نوکری دشوار ہو جاتی ہے یہاں تک کہ سائلوں سے باوجود اُس ذلت اور خواری اور دور دور پھٹ پھٹ کے اپنا انداز نہیں چھوڑا جاتا اس لئے شہداء ہی کو یہ آرزو ہوگی باقی آیۃ **لکم فیھا ما تشتھیہ الانفس** میں لفظ فیھا سے یہ ظاہر ہے کہ وعدہ اگر ہے تو اُن چیزوں کا ہے جو جنت میں ہیں دنیا کی چیزوں کا وعدہ نہیں اور فلما رای الخ میں بھی اسی طرف اشارہ ہے اور کیوں نہ ہو لفظ حاجت خود اس پر شاہد ہے اس لئے حاجت اسے کہتے ہیں کہ کوئی چیز ضروریات دین و دنیا میں سے ہو اور قوام بنیاد بشری اُس پر موقوف ہو جیسے غذا وغیرہ یا قیام دین کا اُس پر مدار ہو جیسے علم اور پھر اس وجہ سے اُس کی خواہش ہو آرزو کو حاجت نہیں کہتے ہیں۔

اور ظاہر ہے کہ جنت میں اس قسم کی چیزیں جن سے حاجت متعلق ہو سب موجود ہوں گی اور دنیا میں جانا اور مارا جانا اس قسم کی چیز نہیں۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

سوال سوم

حدیث مشکوٰۃ صفحہ۲۱، سطر۸۔ عن عائشہ رضی اللّٰہ عنہا قالت دعے رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی جنازہ صبی من الانصار فقلت یا رسول اللّٰہ طوبیٰ لھذا عصفور من عصا فیرالجنہ لم یعمل بسوء و لم یدرکہ فقال او غیر ذالک یا عائشہ ان اللّٰہ خلق للجنة اھلا خلقھم لھا و ھم فی اصلاب اباء ھم و خلق للنار اھلا خلقھم و ھم فی اصلاب اباء ھم. (رواہ مسلم)

صفحہ۲۴، سطر۲۶۔ عن عائشہ رضی اللّٰہ عنہا قالت قلت یارسول اللّٰہ قد زراری المشرکین قال ھم من اباۤء ھم فقلت یا رسول اللہ بلا عمل قال اللّٰہ اعلم بما کانوا عاملین قلت قد زراری المشرکین قال ھم من اباء ھم قلت بلا عمل قال اللہ اعلم بما کانوا عاملین رواہ ابو داؤد صفحہ ۳۲۷. سطر ۱۰، المولود فی الجنة۔

پہلی حدیث کا یہ مضمون ہے کہ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) اس کو بالیقین جنتی کہنا نہ چاہئے کیونکہ یہ اَمر خدا کے علم میں ہے کہ اس کو اللہ نے دوزخی لکھ دیا ہے یا جنتی جیسا کچھ ہوتا ہے وہ باپ کی پشت میں ہونے کے وقت لکھا ہوتا ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ مسلمان کے مرے ہوئے بچے کو قطعی جنتی نہ جانیں اور دوسری حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے بچے تو قطعی جنتی اور مشرکین کے دوزخی ہیں اور تیسری حدیث کے جملہ سے یہ اَمر ثابت ہوتا ہے کہ سب کے بچے جنتی ہیں تعارض قوی ہے اور دوسری حدیث میں جو دونوں فریق کے بچوں کے دوزخی اور جنتی ہونے کی نسبت لفظ اللّٰہ اعلم بما کانوا عاملین فرمایا ہے یہ بھی بظاہر مشکل ہے کیونکہ جب اُن کے عمل کی بھی خبر نہیں کہ خیر وشر کس قسم کا عمل ان سے سرزد ہوگا پھر ایک فریق کے بچوں کا قطعی جنتی اور دوسرے فریق کے بچوں کا قطعی دوزخی فرما

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

دینا کس طرح ٹھیک ہوگا اور نیز قبل اس کے کہ اُن کو کسی فعل کی قدرت ہو۔ وہ فطرت اسلامی پر مرے ہیں دوزخ کے کس طرح مستحق ہو سکتے ہیں۔

جواب: جملہ **ھم من اباء ھم** جملہ طبعیہ ہے مگر اس کے یہ معنی ہیں کہ موضوع اور محمول میں علاقہ طبعی ہے یعنی جیسے آدمی کے آدمی اور گدھے کے گدھا پیدا ہوتا ہے اور یہ دوام طبعی ہے اگر اس کے مخالف ہو تو وہ بوجہ تغیر اصل طبیعت ہوتا ہے بوجہ اصل طبیعت نہیں ہوتا غرض اصل طبیعت کو تو یہی لازم ہے اور اس وجہ سے جیسے یوں کہہ سکتے کہ آدمی کے آدمی ہوا کرتا ہے ایسے ہی یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ **ھم من ابائھم** مگر جیسے بوجہ احتمال معلوم کسی خاص حمل کے نسبت یہ یقین نہیں ہوتا کہ موافق طبیعت اصلیہ ہوگا ایسے ہی خاص کسی مولود کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ جنتی ہوگا یا دوزخی ہوگا اور **اللہ اعلم بما کانوا عاملین** سے یہ غرض ہے کہ جیسے مدار قیمت زرو نقرہ اصل حقیقت پر ہے کسوٹی پر لگانا فقط اُس کے دریافت کرنے کے لئے ہے ثواب و عذاب اور مقدار ثواب و عذاب اصل طبعیۃ پر ہے اعمال فقط اُس کے مظہر ہیں مثلاً خطوط کسوٹی فقط بغرض امتحان مطلوب ہیں چنانچہ **لیبلوکم ایکم احسن عملا** اس پر شاہد ہے مگر چونکہ امتحان دو غرض سے ہوتا ہے کبھی اپنے اطمینان کے لئے جیسے مشتری کا زرو نقرہ کو کسوٹی پر لگانا اور کبھی دوسرے کے امتحان کے لئے جیسے بائع زرو نقرہ کا اُن کو کسوٹی پر لگانا اور خدا کے یہاں پہلی صورت متصور نہیں کیونکہ وہ علیم وخبیر ہے تو خواہ مخواہ دوسری ہی صورت کا اِقرار کرنا پڑے گا مگر یہ ہے تو چھوٹے بچوں کے امتحان کی کچھ ضرورت نہیں خدا کو پہلے سے اُن کی حقیقت کی خبر ہے خود اُن کو مثل بالغوں کے اس کے کہنے کی گنجائش نہیں کہ **لو ان اللہ ھدانی لکنت من المتقین** کیونکہ اصل طبیعت گو موجود پر سامان کارگذاری طبیعت موجود نہیں یعنی جیسے سانپ بھیڑیئے کے بچے میں پیدا ہوتی ہے طبیعت نوعیہ یعنی خاصہ نیش زنی آجاتی ہے پر اس وقت بوجہ ضعف جثہ و کمی قوت اپنا کام نہیں کر سکتے انسان کے بچوں کو بھی سمجھئے اس وقت

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

تعین طبیعت نوعیہ کے لئے جو نتیجہ امتحان ہوتا ہے اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کہ اُن کے اصل کو ٹٹولے سو وہ **هم من ابائهم** سے مفہوم ہو چکا القصہ **هم من اباۤء هم** اس پر شاہد ہے کہ امتحان کی حاجت نہیں یہ بات تو موافق مفہوم ظاہر ہی تھی اور غور سے دیکھئے تو یہ معنی ہیں کہ وہ اپنے آباء سے پیدا ہوتے ہیں اُن کی طبیعت نوعیہ کو اُن کی طبیعت نوعیہ میں دخل ہے اُن کی طبیعت شخصیہ کو ان کی طبیعت شخصیہ میں دخل ہے وقت علوق ماں باپ کی طبیعت پر جو کیفیت عارض ہوتی ہے نطفہ کی جبلت میں داخل ہو جاتی ہے اور اس وجہ سے عوارض لاحقہ یہاں ذاتی ہو جاتی ہیں اور لوازم ماہیہ شخصیہ میں شمار کئے جاتے ہیں اور وجہ اُس کی یہ ہوتی ہے کہ والدین ولد کے حق میں مبدا اور سبب ہوتے ہیں اور مبدا کا یہ کام ہے کہ وہاں سے کوئی چیز نکل کر دوسری طرف جاتی تو جیسے مبدا نور مثلاً آفتاب ہے اور اُس کے روبرو کوئی سرخ یا سبز آئینہ آجاوے اور اُس کا نور اُس میں کو نکل کر جاوے تو گو آئینہ آفتاب کے حساب سے اُوپر کی چیز ہے پر آئینہ سے دوسری طرف رنگ مذکور نور کی ذات میں داخل ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ جدا نہیں کر سکتے ایسے ہی کیفیات علوق والدین کے حق میں تو عارضی ہوتی ہیں پر اولاد کے حق میں عوارض ذاتیہ میں سے بن جاتی ہیں اسی بناء پر اختلاف شکل و صورت مزاج و انداز مبنی ہے مگر یہ ہے تو پھر حاصل ارشاد یہ ہوگا کہ وہ اپنے والدین سے پیدا ہو گئے ہیں اُن کی حقیقت اور اُس وقت کی کیفیت سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اُن کی کیا حقیقت اور کیا قدر و قیمت ہے باقی عمل کی کچھ حاجت نہیں عمل فقط امتحان کے لئے تھا اور خدا کو امتحان کی حاجت نہیں اُس کو معلوم ہے کہ آگ سے اثر ظاہر ہو تو یہ ہو کہ جلائے اور پانی سے اثر ظاہر ہو تو یہ ہو بجھائے اور چونکہ اُن کی حقیقت کی استحقاق کے موافق اُن سے معاملہ کیا جاوے گا تو نہ **فاليوم لا تظلم نفس الخ** کے مخالف ہوگا اور نہ روایت اُولیٰ کے معارض واللہ اعلم پہلے معنوں میں من کو تبعیضیہ لیا تھا ان معنوں میں من کو ابتدائیہ اور اگر پہلے معنوں میں بھی ابتدائیہ ہے لیجئے تو کچھ حرج نہیں۔ فقط۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

سوال چہارم

حدیث مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۰، سطر ۳۔ عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوائدۃ والمؤدۃ فی النار صفحہ ۳۴۷ سطر ۱۰، والوئید فی الجنۃ۔ پہلی حدیث میں مودہ جس کو زندہ دفن کر دیا ہو دوزخی ہونا ثابت ہوا ہے اور دوسری حدیث کے جملہ سے جنتی ہونا معلوم ہوتا ہے صریح تعارض ہے دوزخی ہونے کی کوئی وجہ بیان کرنی چاہئے وہ تو معصوم بے خبر ہیں اُن کی طرف سے کیا الزام ہے اگر کوئی یہ کہے کہ چونکہ اُس کا پیدا ہونا اُس کے والدین کو باعث ایسے فعل شنیع کا ہوا اس واسطے وہ دوزخی ہوئے یہ جواب بھی چسپاں نہیں ہوتا کیونکہ اُس کو اپنے پیدا نہ پیدا ہونے کا اختیار نہیں ہے، جو اُس کی طرف کچھ الزام عائد ہو۔

جواب: الوائدۃ والمؤدۃ اور علیٰ ہٰذا القیاس الوئید میں الف لام عہد لیا جاوے تو کچھ تعارض ہی نہیں اوّل حدیث میں اور فرد ہوگا اور دوسری میں اور فرد اور اگر طبیعت ہی مراد لیجئے تو احتمال اختلاف زمان ممکن ہے ہوسکتا ہے کہ پہلے دوزخ میں جائے اور پھر جنت میں آجائے اور صورت اُس کی یہ ہو کہ جس سے وہ مائیں جو اپنے بال بچوں کی نگہبان تھیں اس محبت کے باعث بطفیل اطفال جنت میں جائیں گی اور اُن کے بچے اس محبت کی مکافاۃ میں محبت سے پیش آکر جنت میں کھینچ لے جائیں گے ایسے ہی وہ مائیں جو اپنے بچوں کو زندہ دفن کر دیں گی یا قتل کر دیں گی اس عداوت و سنگ دلی کے باعث دوزخ میں جائیں اور اُن کے بچے اُس بے رحمی کی مکافات میں عداوت سے پیش آئیں اور دھکے دے کر دوزخ میں پہنچائیں اس معتبر کے باعث جو پہنچانے کے سبب ظہور میں آئے گی یہ ارشاد ہوا کہ الوائدۃ والمودۃ فی النار پر چونکہ مودہ کا یہ کام ایسا ہوگا جیسا ملائکہ کرتے ہیں تو اس وجہ سے وہ بمنزلہ ملازمان سرکاری ہوں گے جو خدمات جیل خانہ پر مامور ہوتے ہیں جیسے اُن کو اس وجہ سے کہ وہ اہل تعذیب ہیں اور کار پردازان تکلیف ہوتے ہیں، جیل خانہ کی کچھ تکلیف

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں پہنچتی ایسے ہی مودہ بھی عذاب نار سے محفوظ رہیں گے اور نار اس کو نہ ستائے گی ورنہ ایسا قصہ ہو کہ ایک ملازم دوسرے ملازم کو ستائے اس قسم کے الفاظ کے ساتھ اس مضمون کے ادا کرنے سے غرض یہ ہو کہ اس تعریض سے لوگوں کے دلوں میں خوف پیدا ہو یعنی جب یہ سنیں گے کہ مودہ بھی دوزخ میں جائیں گی تو اپنی فہم کے موافق یہی سمجھیں گے کہ اس فعل شنیع کی نحوست کے سبب یہ بلا اُس کو پیش آئی اس صورت میں ان کو یہ اندیشہ ہوگا کہ جب اس فعل شنیع کے باعث مظلوم معصوم تک ماری پڑی تو کیا عجیب ہے کہ ان کا وبال اڑوس پڑوس تک وہی اس لئے اپنے بچاؤ کے لئے اس اَمر سے ہر شخص مانع ہوگا اور تعریض کا اس غرض کے لئے جائز ہونا بدلالت نص اس سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغرض خوش طبعی ایک بڑھیا سے یہ ارشاد کیا کہ بڑھیا جنت میں نہ جائے گی جب وہ آزردہ ہوئی تو یوں فرمایا کہ جوان ہو کر جائے گی بڑھاپے کی صورت میں نہ جائے گی القصہ یہ ارشاد کہ بڑھیا جنت میں نہ جائے گی باعتبار معنی مطابقی اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ جو یہاں بڑھیا ہو چکی وہ جنت میں نہ جائے گی مگر بایں خیال کہ وقت کلام تو وہ بڑھیا تھی اس طرف ذہن دوڑ گیا جو یہاں بڑھیا ہو چکی وہ جنت میں نہ جائے گی اسی طرح لفظ فی النار باعتبار معنی مطابقی تعذیب پر دلالت نہیں کرتا مگر چونکہ بنی آدم کا دوزخ میں جانا باعتبار اصل وضع بغرض عذاب ہی ہوگا تو اسی طرف ذہن دوڑتا ہے اور اس سے فائدہ منع بمعاصی اور نہی عن المنکر حاصل ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ وہ بات ہے جو اصل بعثت انبیاء اور غرض ارسال رسل ہے جب مزاح وخوش طبعی کے لئے تعریضیں جائز ہوئیں حالانکہ اُن کو غرض بعثت نہیں کہہ سکتے تو نہی عن المنکر اور تخویف کے لئے جو مثل اَمر بالمعروف اور بشارت منجملہ اغراض بعثت ہیں کیونکر جائز نہ ہوگی اور اگر لفظ فی النار سے تعذیب ہی مقصود ہو تو پھر ایسی صورت ہوگی کہ جیسے اپنے قتل اور اپنے اعضاء کے قطع کے باعث قاتل و قاطع بجمیع اجزاءَ دوزخ میں جائیں گے سر مقتول بھی اور دَھڑ بھی اور عضو مقطوع بھی اور باقی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بدن ایسے ہی بدیں وجہ کہ ہنوز استغناء عن الام اور استقلال میسر نہیں آیا یہ وئیدؔ بھی مثل اعضاء مقتول مذکور ہے یعنی جیسے اُس کے اعضاء اپنے قیام وقرار وغذا وغیرہ میں مستغنی اور مستقل نہیں بدن کے تابع ہیں ایسے ہی مودہ بھی وائدہ کے تابع ہے اُس کا قتل کرنا بمنزلہ قطع اعضاء وقطع راس ودست وپا ہے اس لئے اُس کی تعذیب بھی بحکم حکمت ضرور ہے نہ بایں وجہ کہ فعل تابع قتل کو اُس سے تعلق ہے جو یہ شبہ پیش آئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بوجہ شرک اُمت کیوں نہ ہوئے بہرحال اگر تعذیب ہو تو اس وجہ سے ہو مگر چونکہ مظلومیت مستدعی دخول جنت ہے تو بعد چندے مودہ بھی اُس سے جدا ہو کر جنت میں آجاوے اور بعد عذاب راحت پائے اور کیوں نہ ہو بجمیع الوجوہ عدم استقلال وعدم استغنا نہیں تعدد رُوح سے ظاہر ہے کہ من وجہ استقلال اور استغناء بھی ہے زندگانی میں بالکل تابع نہیں وصول غذا بھی بے توسط والدہ متصور ہے اگر بجمیع الوجوہ استقلال ہوتا تو یہ جدائی بھی نہ ہوتی علی الدوام وائدہ کے ساتھ دوزخ میں گزرتے۔

سوال پنجم

جملہ حدیث کتاب مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۹، سطر ۲۔ **فانطلق لی جبرئیل حتی اتی السماء الدنیا فاستفتح قیل من هذا قال جبرئیل قیل و من معک قال محمد قیل و قد ارسل الیه قال نعم قیل مرحبا به فنعم المجئی جاء ففتح الخ**۔ اس کے معنی سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کی آسمانوں پر شہرت نہ تھی کیونکہ اگر خبر مشہور ہوتی تو ہر آسمان کے دربان متعجب نہ ہوتے دریافت نہ کرتے بلکہ دروازے بھی بند نہ کرتے کیونکہ جو کوئی اپنے مکان یا سیر باغ کو بلاتا ہے اور بلانا اتنی تپاک سے ہو کہ خاص شخص لینے جائے پھر دروازوں کا بند کرنا تعجب کی بات ہے اور نیز اشتیاق ملاقات پر بھی حرف آتا ہے۔

جواب: دربار عام کے وقت ایوان شاہی کے دروازے کھولے جاتے ہیں ورنہ مقتضائے رفعت منزلت اور شوکت سلطنت یہ ہوتا ہے کہ دروازہ بند رہے تاکہ ہر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کس و ناکس نہ آنے پائے اور دیکھنے والوں کو یہ اشارہ ہو کہ ہمناحی بادشاہی کوئی نہیں جو دروازہ کھلا رکھتے اور رسم ملاقات جاری ہو اس کے بعد اگر کھولا جاوے تو وہ کھولنا خواہ مخواہ اس بات پر شاہد ہوگا کہ جس کے لئے کھولا گیا ہے بڑا ہی رفیع المنزلت ہے جو یوں ملاقات کی ٹھہری مگر یہ دلالت اُسی وقت کامل ہوگی جو وقت پر دروازہ کھلے ورنہ پھر اس کی خصوصیت کے سمجھنے کی کوئی صورت نہیں اس لئے رمضان میں تو دروازے برابر کھلے رہتے ہیں کیونکہ وہ وقت بمنزلہ وقت دربار عام ہوتا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پہلے نہ کھولا گیا تا کہ آپ کی خصوصیت معلوم ہو جائے۔

اور یہی وجہ ہوئی جو دربانوں کو یہ اطلاع نہ ہوئی کہ آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے ہیں اُن کے لئے دروازہ کھول دینا بلکہ شہرت رفعت منزلت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر قناعت کی تا قبل حکم ان کا نام سن کر کھول دینا سننے والوں کیلئے آپ کے قرب و منزلت کے پہچاننے کے لئے ذریعہ کامل ہو جاوے یعنی اس وقت اگر پہلے سے حکم دیا جاتا تو یہ احتمال تھا کہ دربان یوں نہ کھولتے اور عجب نہ تھا کہہ دیتے ہم کیا جانیں تم کون ہو حکم ہوا تو تعمیل کر دی اس سے کچھ بحث نہیں کہ آنے والا بڑا ہے یا چھوٹا ہے اتفاق سے اسی طرح بلا لیا ہے جیسے کسی ضرورت میں کم رتبہ ملازموں اور غلاموں کو بلا لیا کرتے ہیں جب پہلے سے دربان کو کچھ حکم نہیں ہوا اور پھر نام سنتے ہی دروازہ کھولا گیا تو معلوم ہوا کہ قرب منزلت محمدی ہر کس و ناکس کو معلوم ہے اور جب اس وجہ سے دربانوں کو اطلاع کی ضرورت نہ ہوتی تو اور کون سی وجہ تھی جو اُن کو اطلاع کی جاتی منجملہ ارکان دولت ہوتی اور زمرہ ارباب مجلس میں سے ہوتی تو یوں بھی سہی۔

سوال ششم

صفحہ ۳۰، سطر ۲۔ عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من مولود يولد على الفطره فابواه يهودانه او ينصرانه او يمجسانه كما تنج البهيمة بهيمة جمعاء هل تحسون فيها من جدعاء

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ثم یقول فطرة اللّٰہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللّٰہ۔ آیۃ اور حدیث سے ہر انسان کا فطرت پر پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فطرت پر پیدا کیا تو فطرت اسلامی یعنی اصل طبیعت جس کو جبلت کہتے ہیں ٹھہری کیونکہ معنی لفظ جبلہ اللہ کے خلقہ اللہ آتے ہیں اور ایک جگہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل گیا ہے تو اعتبار کر لینا مگر اس بات کا اعتبار نہ کرنا کہ کوئی اپنی جبلت سے ٹل گیا ہے دونوں حدیثوں میں بظاہر تعارض ہے اور دوسرے یہ کہ جب ہر مولود قبل پیدائش شقی یا سعید لکھا جاتا ہے تو پھر فطرت پر پیدا ہونے کے کیا معنی وہ تو اُسی اپنی سعادت یا شقاوت مکنونہ پر پیدا ہوگا۔

جواب: فطرت اور کچھ ہے اور طبیعت اور ختم اور کچھ ہے مرتبہ فطرت مرتبہ مختوم علیہ ہے مرتبہ ختم نہیں مرتبہ اوّل مقدم بالذات ہے اور مرتبہ ثانی مؤخر بالذات پر زمانہ کے اعتبار سے کچھ تقدم و تاخر نہیں ابتدائے زمانہ ذات سے دونوں ساتھ ہیں پر اتنا ہے کہ جیسے سخاوت اور غضب کے تحرک کے لئے اسباب معلومہ کی ضرورت ہے اور اصل صفت کے وجود کے لئے کسی اور کی حاجت نہیں ایسے ہی تحرک مرتبہ ختم کے لئے جو معبر بشقاوت ہے اسباب کی خارجیہ کی ضرورت ہے والدین کی صحبت اور اُن کا اغوا اُس کے تحرک کا باعث ہو جاتا ہے اس لئے یہ اِرشاد ہوا کہ **فابواہ یھودانہ الخ**،
القصہ مرتبہ فطرت مختوم علیہ اور مستور ہوتا ہے اور مرتبہ ختم ساتر پر مزید ختم کی وجہ سے مرتبہ فطرت زائل نہیں ہو جاتا جو یہ شبہ کہ صفت اصلی کو ماں باپ کس طرح زائل کر دیتے ہیں حالانکہ یہ ارشاد ہو چکا ہے لا تبدیل لخلق اللّٰہ مگر مرتبہ فطرت وہ اعتقاد توحید ہے خاص کر اس مقام میں ظاہر ہے اور ظاہر ہے کہ وہ تہ دل سے زائل نہیں ہو سکتا کیونکہ جب اپنی حقیقت کو خدا کی نسبت ایک اُمر انتزاعی سمجھا اور بمنزلہ دھوپ جو ایک سطح نورانی اور ملتھائے اشعہ ہوتا ہے وجود محض کے حق میں ایک جسد فاصل خیال کیا تو لاریب یہ بھی کہنا پڑے گا کہ جیسا سطح بشرط ادراک سوائے اُس جسم کے جس کی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

وہ سطح ہے اور کسی کو اپنا منشاء وجود اور لائق نیاز نہ سمجھیں گے تو پھر حقائق ممکنہ بھی بشرط ادراک سوائے اپنے منشاء انتزاع کے اور کسی کو اپنا مبدا اور قابل نیاز نہیں سمجھ سکتے سو اِنسان کے ادراک وشعور میں تو تأمل ہی نہیں تو اس اعتقاد کی تہ دل میں ہونے سے بھی انکار نہیں ہوسکتا اور چونکہ اپنی حقیقت اور اپنے ادراک میں کوئی چیز حائل نہیں تو اور کسی چیز کا علم ہوسکے یا نہ ہوسکے پر اپنے علم سے کوئی چیز مانع نہیں ہوسکتی۔

یعنی کوئی چیز حجاب فیما بین نہ ہوگا اور جب اپنے علم کا یہ حال ہے تو جس چیز کے علم پر اپنا علم بھی موقوف ہوا اور اُس میں اور ادراک میں کوئی حائل نہ ہوگا اور اُس کا علم ہوا تو اسی شان کے ساتھ ہوگا کہ وہ اپنا مبداء اور قیوم ہے اور سوا اس کے اور کچھ نہیں تو پھر اعتقاد توحید میں کیا کلام ہے اس اعتقاد کا مقتضاء یہ تھا کہ اس کی اطاعت میں سر مو تفاوت نہ ہوتا انکار وجود تو درکنار مگر چونکہ منجملہ صفات معلومہ یہ انکار وجود بھی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ مزید فعلیت ہے تو بالضرور اس فعلیت کے لئے ایک مرتبہ قوت ہوگا اُسی کو مرتبہ ختم خیال فرمایئے اور ظاہر ہے کہ مرتبہ قوت ذات موصوف سے جدا نہیں ہوتا منجملہ لوازم ہوا کرتا ہے اس لئے اگر یوں کہا جائے کہ یہ مرتبہ جو اصل شقاوت ہے اور اُس کے مقابل کا مرتبہ جس کو سعادت کہئے ماں کے پیٹ ہی سے ساتھ آتے ہیں تو غلط نہ ہوگا سراسر صحیح وصواب ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اَول تو دفع تعارض **المولود فی الجنة** جو بہ نسبت **هم من آباء هم** اور نیز **اِن اللّٰه خلق للجنة اهلا او کما قال** بظاہر معلوم ہوتا ہے یاد نہ رہا اور بعد اختتام یاد آیا تو جہاں اُس کا موقع تھا جگہ نہ پائی حاشیہ پر کچھ لکھنا شروع کیا تھا مگر آخر کار گنجائش نہ نکلی اس لئے آخر میں لکھنا پڑا اور جو دیکھا تو بعض وجوہ سے یہی اچھا ہوا کیونکہ بعض پہلو تقریر متعلق **المولود فی الجنة** کی تقریر جواب وسوال اخیر پر موقوف ہیں بالجملہ اپنے موقع پر تو لکھنے کا اتفاق نہ ہوا بطور تتمہ آخر میں لکھتا ہوں المولود میں بشرط صحت حدیث اگر الف لام عہد ہو تب تو کچھ تعارض ہی نہیں ورنہ دو صورتیں

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہیں ایک تو یہ کہ فرق افراد ذراری ومولوؔ بوسیلہ فرق حقیقت کیا جاوے دوسرے یہ ہے کہ هم من اباء هم کو جز انکشافی اور مولود فی الجنة کو حکم وحی قرار دیجئے پھر جز کے انکشافی ہونے پر بھی دو احتمال ہیں ایک تو یہ کہ جواب مطابق سوال ہونا ظاہر میں بھی اور واقع میں بھی اس صورت میں تو یہ جز انکشافی بدلالت التزامی جواب وسوال پر دلالت کرے گی مگر چونکہ یہ جز التزامی مطابق انتھی تو ارشاد المولود فی الجنۃ سے اُس کی اصلاح کی گئی اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ کلام از قبیل تعریض ہو جواب واقعی نہ ہو صورت جواب ہو تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ذریۃ کہنا تو اُس وقت جائز ہو جبکہ اثر صحبت والدین کچھ نہ کچھ آچکا ہو اور قبل وصول اثر اس کو ذریۃ کہنا باعتبار لغت جائز نہ ہو اور جائز بھی ہو تو اس اعتبار سے ہو کہ وہ خورد ونوش وغیرہ اُمور ضروریہ میں تابع والدین ہے کیونکہ ذریۃ میں مضمون اتباع ملحوظ ہے مگر لفظ ذراری المؤمنین اور لفظ ذراری المشرکین باعتبار حقیقت اس طرف ناظر ہے کہ وہ اتباع شرک وایمان میں ہے سو یہ بات قبل وصول اثر صحبت متصور نہیں البتہ قبل وصول مذکور لفظ مولود کہنا صحیح ہے سو ذریۃ تو بوجہ قبول اثر مذکور مصداق هُم من آباء هم ہوں مگر چونکہ بوجہ ضعف معلوم قبل بلوغ زمانہ معتد بہ نہیں تو بلا عمل کہنا درست ہوا خاص کر اس وقت میں جس میں بجز تاثیر اعتقادی بوجہ صغر سنی عمل کی نوبت ہی نہ آئی ہو اُس کے بعد ارشاد الله اعلم بما كانوا عاملين اس غرض کے لئے ہو کہ اثر مذکور اور قوی وملکات ذریۃ کے بعد تخمینہ عمل صحیح معلوم ہوسکتا ہے رہی حدیث رفع القلم عن ثلاثة وہ بظاہر معارض مواخذہ ذریۃ معلوم ہوتی ہے مگر غور سے دیکھتے تو یہ مطلب ہے کہ اس زمانہ کے عمل کا اور عدم عمل کا اعتبار نہ ہوگا پر وقت اعتبار یعنی وقت بلوغ جو کچھ اُن سے سرزد ہوگا اُسی استعداد کا ثمرہ جو پہلے سے مکنون تھا بہر حال غرض یہ ہے کہ استعداد پہلے سے تھی اب یہ اثر ظاہر ہوا اس کے موافق تخمینہ ہو جائے گا مگر یہ ہے تو پھر المولود فی الجنة کے یہ معنی ہوں گے کہ مرتبہ فطرۃ تو فعلیہ تک پہنچا ہو اور مزید ختم ہو بھی تو ہنوز مرتبہ قوت ہی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

قبل ہے مرتبہ فعلیہ تک نہیں پہنچا اس لئے بوجہ بیکاری مرتبہ ختم اور فعلیہ فطرت مولود مستحق جنت سے ہوگا اور اُس وقت ختم شقاوت سے عام رہے گا چنانچہ ظاہر ہے حاصل اس تقریر کا تو یہ ہوگا کہ مولود اور ہے اور ذریہ اور مگر اس وقت وہ تقریر جو متعلق سوال سوم ہے کسی قدر غلط ہوگی پر حدیثیں سب کی سب باعتبار مدلول صحیح ہوں گی اور اگر جملہ **هم من آباء هم** کو خبر انکشافی نہ کہئے اور تعریض کہئے تب یہی صورت ہے کیونکہ اس صورت میں اصل مطلب تو اتنا ہی ہوگا کہ ذراری باعتبار حقیقت بنی نوع آباء ہیں پر بظاہر یہ کلام اس پر بھی دلالت کرتا ہے کہ وہ جنتی دوزخی ہونے میں بھی آباء کے شریک حال ہیں خاص کر جبکہ یوں کہا جاوے کہ اصل سوال اس اَمر کا تھا کہ وہ جنتی ہیں یا دوزخی اور اس دلالت ظاہری سے جس کے اعتبار سے اُسے تعریض کہہ سکتے ہیں غرض وہی تخویف اور تحذیر ہوتا کہ سُننے والے مشرکین کی صحبت چھوڑیں اور مؤمنین کی صحبت اختیار کریں غرض اسی صورت میں بھی باعتبار مدلول سب حدیثیں واقعی ہوں گی اور اگر یہ کہئے کہ انکشاف مذکور کی بناء پر آپ نے **هم من آباء هم** فرمایا اور مطلب یہ ہو کہ ذراری کو شریک نوع آباء سمجھ کر شرکت عذاب وصواب کی طرف اشارہ فرمایا تھا تو اس صورت میں انکشاف تو صحیح پر حکم اشتراک فی العذاب والصواب غلط اور اس قسم کی غلطی انبیاء کرام علیہم السلام سے ممکن ہے پر اصلاح اُس کی ضروری ہے اس لئے بطور اصلاح بحکم وحی یہ ارشاد ہوا ہو کہ **المولود فی الجنة** اور یہ بھی احتمال ہے کہ غلطی نہ ہو بلکہ اَوّل اَوّل وہی حکم ہو مگر آخر کار بمقتضائے کرم یہ ارشاد ہوا ہو کہ **المولود فی الجنة** غرض درصورت صحت جملہ احادیث انطباق سب طرح ممکن ہے اور شاید یہی وجہ ہوئی کہ ذراری کے باب میں اختلاف عظیم ہے۔ **واللّٰہ اعلم بحقیقة الحال فقط**

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

فرقِ مراتب
تقویٰ وعلم وعمل ومعنی حدیث فضل العالم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حسب درخواست جناب حکیم ضیاء الدین صاحب ثبتہ اللہ و ایانا علی الصراط المستقیم جو بندہ کے مخدوم ومکرم ہیں طبع نارسا یوں متقاضی ہے کہ در باب تفضیل علم یا عبادت ایک قول فیصل واضح ایسا لکھئے کہ جس سے خلجان یک لخت اہل انصاف کے دِل سے اُڑ جائے اور حق صریح واضح ہو جائے اس لئے اوّل بطور دعویٰ یہ معروض ہے کہ مایہ شرف انسانی کل تین چیزیں ہیں علم اور تقویٰ اور عمل جسے عبادت کہتے ہیں پھر ان تینوں میں سے اصل اور عمدہ تقویٰ ہے بعد ازاں علم بعد ازاں عمل جب یہ دعویٰ مشرح ہو چکا تو اب لازم ہے کہ اس کے دلائل نقلیہ اور عقلیہ دونوں قسم کے پیش کیجئے تا کہ مؤجب مزید اطمینان ہو مگر چونکہ بیان دلائل دعویٰ مذکور موقوف ایک تفصیل پر ہے اس لئے بطور تمہید اوّل گوش گذار اہل انصاف ہے کہ خداوند بے مثل ومثال اور بندگان سراپا امتثال کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شہنشاہ ذی جاہ جو حُسن وجمال اور جود وسخا اور حسن اخلاق اور ہر قسم کے کمال میں یکتا ہو اور اُدھر کسی طرح کی حاجت اُس کے عارض حال نہ ہو بلکہ وہ بے نیازی اور بے غرضی میں بے ہمتا اور بایں ہمہ اُس کی ذات جامع کمالات عیوب سے منزہ اور مبرا ہو یعنی ہر قسم کی وہ خوبیاں جس کے سبب دوسروں کو محبت پیدا ہوتی ہے موجود ہوں اور علیٰ ہذا القیاس ہر طرح کی وہ باتیں جن سے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اوروں کو خوف اور اندیشہ ہو اُس کی ذات میں حاصل ہوں اب ظاہر ہے کہ رعایائے بادشاہ میں سے جو کوئی صاحب عقل صاحب دل صاحب نظر ہوگا اور اس پر نظارہ جمال با کمال بادشاہی اور الطاف شہنشاہی سے بہرہ ور اور ماسوا اس کے اور کمالات سے مطلع ہوگا تو بے شک وہ مرد سلیم فریفتہ جمال اور دلدادۂ ہر کمال ہوگا محبت حسنی اور احسانی اور کمالی سے شیفتہ اور فریفتہ ہو کر ہر دم جو یائے رضائے بادشاہی رہے گا اور بالطبع بتقاضائے محبت خلاف رضائے بادشاہی سے متنفر اور مجتنب ہوگا مع ہذا خیال شوکت و سلطنت و بے غرضی اور بے نیازی سے ہر دم خائف و ترساں رہے گا۔

اور اس سبب سے بھی رضا کا طالب اور ناخوشی سے مجتنب ہوگا مگر چونکہ طلب رضا اور اجتناب اُمور غیر مرضیہ موقوف علم مرضیات اور علم غیر مرضیات پر ہے تو لاجرم قوانین ادب اور دیگر احکام صادرہ کو محفوظ اور مستحضر کر کے ہر دم و ہر لحظہ پابند قوانین ادب اور احکام صادرہ رہے گا اور وجہ اس مثال کی منطبق ہونے کی خداوند ذوالجلال والاکرام اور بندگان خاص پر ظاہر ہے کیونکہ خداوند کریم کا جامع جمیع کمالات ہونا خواہ جمال ہو خواہ اور کمال متفق علیہ کافہ انام خصوصاً اہل اسلام ہے اور علیٰ ہذا القیاس خداوند اکرم الاکرمین کا جمیع عیوب اور نقصانات سے منزہ اور مقدس ہونا بھی ہر فرد بشر خصوصاً اُمۃ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مسلم بلکہ کسی بادشاہ وغیرہ کا جامع جمیع کمالات ہونا اور عیوب سے منزہ ہونا تو ایک فرض محال ہے البتہ خداوند جلیل کا جامع جمیع کمالات ہونا اور تمام عیوب سے منزہ ہونا اُمر تحقیقی ہے انسانوں میں تو جامع جمیع کمالات انسانی ہونا اور عیوب نفسانی سے مبرا ہونا بھی ایک اعجوبہ ہے بجز ذات مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو کہا نہیں جا سکتا۔

سو شوکت سلطنت اور حشم و خدم ملوکانہ کا ہونا بظاہر وہاں بھی نہ تھا مگر تفہیم کے لئے ایسے اُمور کے فرض کر لینے میں کچھ حرج نہیں الغرض جناب باری عز اسمہ کا جامع جمال و جلال اور منزہ از ہر عیب اور موصوف بہر کمال ہونا سب کے نزدیک محقق اور مسلم ہے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

۔علیٰ ہذا القیاس بندگان خاص کا جمال خداوندی پر عاشق ہونا اور بتقاضائے محبت جویائے رضا اور خلاف مرضی ہو جانے سے اندیشہ مند رہنا اور اسی طرح اُس کی بے غرضی اور بے نیازی اور شوکت کی وجہ سے اُس کے غصہ سے خائف ہو کر اپنے بچاؤ کی فکر میں گذارنا سب کے نزدیک خصوصاً اہل اسلام کے نزدیک محقق اور مسلم ہے۔

جب یہ بات ذہن نشین ہو چکی تو اَب اہل فہم کی خدمت میں یہ گذارش ہے کہ بندگان خاص کے اَحوال کی تنقیح اور تشریح کرنے سے چند باتیں مرتب معلوم ہوتی ہیں اَوّل تو خداوند جلیل کے جلال و جمال وکمال کا یقین ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر خدا کے اوصاف کمال اور جلال کی کسی وجہ سے اطلاع نہ ہوگی تو نہ خدا سے محبت ہوگی اور نہ اُس سے خوف پیدا ہوگا کیونکہ محبت کا مدار جمال اور اوصاف کمال پر ہے اور خوف کا مدار بے غرضی اور جلال پر ہے پھر جب ان کی اطلاع ہی نہ ہوئی تو محبت اور خوف کا نام و نشان بھی نہ ہوگا مزید توضیح کے لئے عرض رساں ہوں کہ اگر شیر اَندھیرے میں پاس کھڑا ہو اور آدمی اُس کو غلطی سے گائے سمجھ جائے تو ہرگز اُس سے خوف نہ ہوگا۔علیٰ ہذا القیاس اندھیرے میں اگر حسین بے نظیر کسی عاشق مزاج کے پاس موجود ہو اور وہ اُس کو بہ سبب اندھیرے کے قبیح المنظر سمجھ لے تو بوئے محبت بھی اُس کے دل میں نہ آئے گی اور جب نہ محبت ہوئی اور نہ خوف تو طلب رضا اور غیر مرضیات سے احتراز کی کوئی صورت نہیں چنانچہ ظاہر ہے کہ نفس آرام طلب بغیر ان دو موکلوں کے کار دشوار عبادت وتقویٰ کو ہرگز سر پر نہیں اُٹھا سکتا اس لئے خداوند کریم بھی فرماتے ہیں:

و انها لكبيرة الا على الخاشعين الذين يظنون انهم ملاقوا ربهم و انهم اليه راجعون۔ یعنی بے شک نماز ایک بھاری چیز ہے مگر خشوع والوں پر جو یوں سمجھتے ہیں کہ ہمیں خدا سے ملنا ہے اور ہم اُس کی طرف جانے والے ہیں فقط اسی سے معلوم ہوا کہ نماز کا ادا کرنا بے خشوع بہت دشوار ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خشوع ان خیالوں پر موقوف ہے کہ ہمیں خدا سے ملاقات کرنی ہے اور اُس کی طرف جانا ہے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

سو اس میں سے تمنائے وصال اور اندیشہ باز پرس جو محبت اور خوف پر موقوف ہیں دونوں نکلتے ہیں اور اگر کوئی اس ظن ملاقات اور رجوع کو فقط باعث خوف ہی قرار دے اور محبت سے مربوط نہ سمجھے تو آیت قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی تو اس باب میں صریح ہے کہ محبت سہولت اتباع شرع کا باعث قوی ہے کیونکہ امتحان محبت نبی یہ ہوا کہ اتباع کر کے دکھلا دو۔ علیٰ ہذا القیاس فاما من خاف مقام ربہ و نہی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماویٰ۔ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خوف خداوندی کے سبب نفس کو اُس کی خواہش سے روک سکتے ہیں۔

اس لئے اوّل خاف فرمایا بعد ازاں ونہی النفس اور یہ ظاہر ہے کہ نفس کا خواہش نفسانی سے روکنا بھی دینداری ہے کیونکہ اتباع شرع اور مجاہدہ اور عبادت میں جو اشکال ہے تو اسی سبب ہے کہ خلاف خواہش کرنا پڑتا ہے القصہ تاوقتیکہ جمال وجلال خداوندی پر اطلاع اور اُس کا یقین نہ ہو تو محبت اور خوف کا ہونا جو دو رُکن دین اور سبب امکان اتباع شرع متین ہیں متصور نہیں اور جب یہی نہ ہوئے تو پھر نفس کا فرکیش تو خود آرام طلب ہے عبادت وتقویٰ اُس کی بلا کرے گی تو لاجرم بندگان خاص کا جلال و جمال خداوندی پر بالیقین مطلع ہونا ضرور پڑا مگر اطلاع یقینی دو طرح ہو سکتی ہے ایک تو دیکھی بھالی دوسری سُنی سنائی چنانچہ ان دونوں مرتبوں کی طرف جملہ مندرجہ حدیث متفق علیہ صحیحین میں اشارہ موجود ہے وہ جملہ یہ ہے ان الاحسان ان تعبد ربک کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک مطلب یہ ہے کہ احسان یعنی عبادت کی خوبی یہ ہے کہ خدا کی عبادت تو ایسی طرح کرے جا تو تو اُسے دیکھتا ہے اور جو دیکھنا نصیب نہ ہو تو یہی سہی کہ یوں سمجھے کہ وہ مجھے دیکھتا ہے۔

سو مضمون اوّل اوّل کی طرف مشیر ہے اور مضمون دویم مضمون دویم کی طرف باقی رہا یہ شبہ کہ کانک تراہ بلفظ تشبیہ فرمایا ہے سو اس سے عین رویۃ نہیں نکلتی جو معرفت کی طرف اشارہ ہو کیونکہ معرفت کے باب میں اُس یقین کو محرر سطور نے معتبر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

رکھا ہے جو دیکھنے بھالنے سے پیدا ہوتا ہے بلکہ اُس سے یوں ثابت ہوتا ہے کہ ایسی حالت ہو جو مشابہ رویت کے ہو سو اس کا جواب یہ ہے کہ رویت کا لفظ عرف میں چشم ظاہری سے دیکھنے کو کہتے ہیں سو اگر کبھی دیدار کی کیفیت اس آنکھ سے حاصل نہ ہو بلکہ کسی اور حاسہ سے ہو جیسے خواب میں یا معاملہ اور مکاشفہ میں تو اوروں کے سمجھانے کو بطور تشبیہ کے کہہ دیا کرتے ہیں جانو میں یوں دیکھتا ہوں ورنہ حقیقت میں رویت چشم قلب سے متعلق ہے آنکھ فقط بمنزلہ عینک کے ہے مدرک نہیں چنانچہ سب اہل فہم جانتے ہیں اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کانک تراہ فرمایا فقط تراہ نہ فرمایا بلکہ نظر مکاشفہ اہل حق میں جس قدر وضاحت اور یقین ہوتا ہے نظر ظاہری میں نہیں ہوتا اس لئے کہ نظر ظاہری بوسیلہ نور آفتاب وغیرہ کام دیتی ہے اور نظر باطن اہل حق میں نور خداوندی سے کام چلتا ہے۔

چنانچہ حدیث میں موجود ہے اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللّٰہ یعنی مؤمن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ بوسیلہ اللہ کے نور کے دیکھتا ہے القصہ دیدہ باطن کا مشاہدہ حق معائنہ چشم ظاہر سے جو بہ نسبت اجسام واشکال والوں کے ہوتا ہے بڑھ کر ہے سو معرفت حقیقت میں ایک قسم کی رویت ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ خدا کی تجلیات کا کچھ ٹھکانا نہیں ایک سے ایک زیادہ واضح ہے سو معرفت میں گو رویت کیوں نہ ہو پر قیامت کو جو دیدار ہوگا تو اُس تجلی کے سامنے معرفت کی تجلی ایسی ہے جیسے شمع فانوس کے پردہ میں نظر آئے بے پردہ نہ ہو۔

سو اس لئے آپ نے کانک تراہ فرمایا تراہ نہ فرمایا کیونکہ تراہ جب اپنے موقع پر ہو جب کسی طرح کا حجاب باقی نہ رہے جسے خدا نصیب کرے قیامت کو ہوگا مگر یہ بھی واضح ہے کہ جیسے شمع کی تجلی کو فانوس میں دیکھنا ہی کہتے ہیں سو خدا کی تجلی کو جو معرفت میں حجابوں کے پیچھے سے ہوتی ہے اسے رویت کیوں نہ کہئے جب یہ معلوم ہو چکا تو اتنا اور بھی سُنئے کہ ہم اوّل کو معرفت کہتے ہیں اور سُنی سنائی یقین کو اعتقاد الغرض

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

خداوند جلیل کے جلال و جمال کا علم یقینی ہونا بندگان خاص کے لئے ضرور ہے اور اسی علم کی طرف آیۃ انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء میں اشارہ ہے کیونکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے عالم ہی ڈرتے ہیں سو اگر عالم سے عالم جلال و جمال مراد نہ ہو بلکہ عالم مسائل صوم وصلوٰۃ و دیگر احکام مراد ہوں تو قطع نظر اُس کے کہ صدہا جائے اس کے خلاف مشہود ہے عالم مسائل فاسق و فاجر ہیں اور بہت سے جاہل خدا سے ڈرتے ہیں خوف کو علم مسائل سے کچھ علاقہ بھی تو نہیں ہاں جیسے علم ذات وصفات شیر موجب خوف شیر ہے ایسے ہی علم ذات وصفات خداوندی جو علم جمال وجلال ہے البتہ موجب خوف خداوندی ہے اس صورت میں یہ معنی ہوئے کہ خدا سے جاننے والے ہی ڈرتے ہیں جو اُسے جانتے ہیں اُنہیں کے دل میں اُس کا خوف ہے۔

الغرض حال اوّل بندگان خاص کا تو یہی علم یقینی جو مسمّی بمعرفت واعتقاد ہے اُس کے بعد بقدر قابلیت و ادراک محبت اور خوف پیدا ہو کر دل میں فکر رضا جوئی اور غیر مرضیات سے احتراز واجتناب کا عزم پیدا ہوتا ہے اس کا نام تقویٰ ہے خود خوف جیسا کہ مشہور ہے تقویٰ نہیں کیونکہ تقویٰ اور تقاۃ عربی میں بچاؤ کو کہتے ہیں سو بچاؤ کا مضمون خوف پر متفرع ہوتا ہے وہ خوف کسی طرح کا ہو خواہ بوجہ محبت ہو یا بوجہ خیال بے نیازی و قہاری و جباری دوسری حدیث صحیح میں وارد ہے المتقی من یتقی الشبہات یعنی متقی وہ ہے جو شبہات سے بھی بچے اس سے صاف واضح ہو گیا کہ تقویٰ بُرے کاموں سے بچنے کو اور اپنے بچاؤ کر لینے کو کہتے ہیں ڈرنے کو نہیں کہتے ہاں بے ڈر کے تقویٰ البتہ ہو نہیں ہو سکتا تقویٰ خوف ہی پر متفرع ہوتا ہے۔

اب ایک اور گذارش ہے کہ صبر اور شکر اور توکل اور اِحسان جس کی شرح بحوالہ حدیث مذکور ہوا اور محبت اور خوف اور اخلاص اور رضا وغیرہ مقامات واحوال محمودہ مرضیہ سب تقویٰ کے ساتھ دست وگریبان ہیں یہ سب اُمور مذکورہ اور تقویٰ آپس میں لازم وملزوم ہیں اگر محبت اور خوف اور رضا اور اخلاص وتقویٰ کے مبادی اور مقدمات میں

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے ہیں چنانچہ ظاہر ہے کہ گناہ سے بچنے کے اسباب یہی ہیں تو توکل اور صبر اور شکر اُس کے لوازم اور توابع بلکہ اُس کے اجزاء میں سے ہیں کیونکہ اگر صبر یا شکر یا توکل نہ ہوگا تو بے شک موجب نارضامندی خالق ہوگا اور نارضامندی کے کاموں سے بچنے ہی کو تقویٰ کہتے ہیں پھر جب نارضامندی کی نوبت آئی تو تقویٰ کہاں غرض ناظران اوراق میں سے کسی کو یہ شبہ نہ گذرے کہ محرر اوراق اس بات کا مدعی ہے کہ مایۂ شرف انسانی کل تین ہی چیزیں ہیں علم تقویٰ عمل حالانکہ مقامات کثیرہ اور احوال متعددہ مذکورہ بھی موجب شرف انسان ہیں کیونکہ یہ سب تقویٰ کے لازم وملزوم اور بایں ہمہ جو اس کے ملزوم ہیں وہ علم مذکور یعنی معرفت اور اعتقاد کے لوازم میں سے ہیں سو ان دونوں کو ذکر کرنا سب ہی کا ذکر کرنا ہے الحاصل جب فکر رضا جوئی اور عزم احتراز اُمور غیر مرضیہ بباعث کمال معرفت اور رسوخ اعتقاد کے قلب پر غالب اور مستولی ہوا تو مقام تقویٰ انسان کو حاصل ہوگیا لیکن یہ فکر اور عزم چین نہیں لینے دیتا تاوقتیکہ تفصیل اُمور مرضیہ اور غیر مرضیہ کے معلوم نہ ہو اس لئے تقویٰ کو لازم ہوا کہ انسان اپنی شان کے موافق رضامندی نارضامندی کی باتیں دریافت کرے۔

مثلاً اگر مال ہو تو زکوٰۃ وحج کے مسائل بھی معلوم ہوں ورنہ کچھ ضرورت نہیں غرض تقویٰ کے واسطے علم احکام لازم ہوا مگر اس علم کی دو قسمیں ہیں ایک تو علم احکام متعلقہ اخلاق واحوال قلبیہ اس کو تو ہم علم طریقت اور علم باطنی کہتے ہیں دوسرے علم احکام متعلق اعمال بدنیہ اس کو علم فقہ اور علم ظاہر کہتے ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ علم خضر علیہ السلام بایں اصطلاح علم باطن نہ تھا جو کوئی یوں کہے کہ حضرت خضر علیہ السلام علم طریقت اور علم باطنی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فائق تھے بلکہ یہ غلط فہمی ہے علم ظاہری وباطنی اور علم معرفت واعتقاد میں جو لوازم اور ملزوم تقویٰ ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہ نسبت خضر علیہ السلام کے مجمع علیہ اہل اسلام ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نصیب نہ ہوئی کیونکہ مدار افضلیت مزید تقویٰ پر ہے چنانچہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اِن شاء اللہ قریب ہی ثابت ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ ملزوم بقدر لازم اور لازم بقدر ملزوم ہوتا ہے جتنی آگ ہوگی اُتنی ہی حرارت ہوگی جس قدر حرارت ہوگی اتنی آگ پھر جب بدلیل افضلیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر علیہ السلام سے تقویٰ میں فائق ہونا ثابت ہوا تو علم معرفت واعتقاد اور علم احکام میں بھی اُن کا فائق ہونا لازم آیا ہاں علم وقائع میں البتہ حضرت خضر علیہ السلام کا قدم آگے بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

سو یہ علم علم معرفت واعتقاد اور علم احکام سے کچھ نسبت نہیں رکھتا کیونکہ وہ تین واقعہ جو حضرت خضر علیہ السلام کو بطور مکاشفہ معلوم ہوئے عوام کو بطور معائنہ معلوم ہو سکتے ہیں بادشاہ غاصب کا پیچھے سے آنا حضرت خضر علیہ السلام کو اگر دُور سے معلوم ہو گیا اور حجاب بُعد مکانی اُن کے حق میں حاجب نہ ہوا تو جو لوگ بادشاہ مذکور کے ہمراہ تھے اُن کو بطور معائنہ پاس سے بے حجاب یہ بات معلوم ہوتی ہے۔

علیٰ ہذا القیاس لڑکے کا کافر ہونا اگر اُن کو قبل بلوغ معلوم ہو گیا اور بُعد زمانی اُن کے حق میں حجاب نہ ہوا تو بشرط بلوغ جو اُس لڑکے کے ہم عصر ہوتے عوام خواص اُس کے کفر کو آنکھوں سے دیکھتے۔ علیٰ ہذا القیاس ایک دیوار کا یتیموں کی مملوک ہونا اور اُس کے نیچے خزانہ کا ہونا اور اُن یتیموں کے باپ کا صالح ہونا یہی سارے اُمور ایسے ہیں کہ عوام کو بطور معائنہ بے وساطت غیر معلوم ہو سکتے ہیں مگر اتنا فرق ہے کہ اُن کے حق میں جیسا زمانہ مستقبل قصہ قتل طفل میں حجاب ہو گیا تھا اور حضرت خضر کے حق میں حجاب نہیں ہوا تھا یہاں در بارہ صلاحیت پدر یتیمان زمانہ ماضی عوام کے لئے حجاب ہو گیا اور حضرت خضر کے لئے نہ ہوا اور جیسے قصہ شکستن کشتی میں بُعد مکانی عوام کی نظروں کے لئے حجاب ہو گیا اور حضرت خضر علیہ السلام کے لئے نہ ہوا یہاں حائل جسمانی یعنی دیوار در بارہ خزانہ عوام کے ابصار کا حجاب ہو گیا حضرت خضر علیہ السلام کے لئے نہ ہوا باقی رہی یہ بات کہ بعد اس کے مکشوف ہو جانے کے کہ ایک بادشاہ غاصب کشتیاں پکڑتا آتا ہے۔ اُنہوں نے کشتی کو بایں غرض توڑ ڈالا کہ وہ ٹوٹی دیکھ کر چھوڑ جائے اور

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اُس کے مالک اُسے درست کر کے بعد اُس کے چلے جانے کے پھر اپنا کام چلائیں تو یہ منجملہ احکام شرعیہ تھا جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فائق ہونا معلوم ہے کیونکہ اس کا حاصل احسان اور مروّت اور مکافات احسان ہے۔

سو یہ باتیں منجملہ علم طریقت ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس بعد اس کے معلوم ہونے کے کہ یہ لڑکا کافر تھا وہی ہے جیسے بھیڑیئے یا شیر کا بچہ بعد بڑے ہونے کے پھاڑنے کھانے لگتا ہے گو روز پیدائش اُس میں یہ بات نہ پائی جاتی ہو ایسے ہی یہ بھی بعد بلوغ رنگ لائے گا اور اپنے دانت دکھلائے گا سو جیسے شیر بھیڑیئے کے بچوں کو اوّل ہی قتل کر دینا قرین مصلحت ہے خلاف انصاف نہیں ایسے ہی اُس لڑکے کے قتل کو بھی حضرت خضر نے عین مصلحت دینی سمجھ کر قتل کر دیا تو کوئی بات عیب کی نہ ہوئی بلکہ منجملہ اتباع احکام شرعیہ ہوا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خاص منصب تھا کیونکہ اس کا ماحصل قتل کفار ہوا جس کے لئے جہاد شرائع میں مقرر رہا ہے۔

الغرض علوم خاص خضری علوم عوام سے اگر ممتاز ہیں تو طریق حصول میں ممتاز ہیں حقیقت میں متحد ہیں ہاں علوم موسوی یعنی علوم انبیاء جو ذات باری تعالیٰ اور علم صفات باری تعالیٰ اور علم احکام باری تعالیٰ ہیں اُن کی کسی طرح عوام کو اطلاع ہی نہیں ہو سکتی جس میں سے خاص کر احکام جو فی الحقیقت مافی الضمیر جناب باری تعالیٰ ہے کیونکہ ہمارے تمہارے مافی الضمیر جب ایسے مستور و محجوب ہوں کہ سینے سے سینہ کیا اگر دِل کو چاک کر کے دِل سے ملاتے تو بے اظہار صاحب مافی الضمیر اُس کے مافی الضمیر کی اطلاع نہ ہو تو مافی الضمیر جناب باری تعالیٰ جس کا حجاب خود ذات جناب باری ہے چنانچہ سورۂ جن میں لفظ علیٰ غیبہ میں غیب کا ضمیر جناب باری تعالیٰ کی طرف مضاف کرنا بھی اس پر شاہد ہے بے اُس کے اظہار کے کیونکر معلوم ہوگا مگر ظاہر ہے کہ کوئی اپنا مافی الضمیر اُسی سے کہتا ہے جس سے اُس کا دِل ملتا ہے تو مافی الضمیر جناب باری تعالیٰ لاجرم اُنہیں پر ظاہر کیا جائے گا جو کمال درجہ کو پسندیدہ جناب باری تعالیٰ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوں گے اور اوروں کو اُن کے ساتھ کچھ نسبت نہ ہو گی اس لئے جناب باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا لا یظھر علی غیبه احدًا الا من ارتضی من رسول یعنی نہیں ظاہر کرتا خداوند کریم اپنے مافی الضمیر کو کسی پر مگر رسولوں پر جو اُس کے چھٹے ہوئے بندے ہیں القصہ علوم موسوی عوام کو بے وساطت رسول کسی طرح معلوم نہیں ہو سکتے اور علوم خضری بے وساطت غیر عوام کو معلوم ہو سکتے ہیں۔

چنانچہ واضح ہو چکا ہے باقی رہا اس بات کا الہام کہ فلانی دیوار کو سیدھا کر دو جیسا کہ لفظ وما فعلته عن امری اس بات پر دلالت کرتا ہے سو یہ بات ہر چند عوام کو معلوم نہیں ہو سکتی پر انبیاء کو بدرجہ اولیٰ اس قسم کی باتیں معلوم ہو سکتی ہیں چہ جائیکہ رسول مع ہذا ایک امر جزی کا الہام قواعد کلیہ یعنی احکام کے الہام کے برابر نہیں ہو سکتا اس تقریر سے وہ شبہ بھی مرتفع ہو گیا جو بعض کم فہموں کو اس قصہ کو دیکھ کر پیدا ہوتا ہے کہ حضرت خضر کے باب میں قول محقق یہی ہے کہ وہ ولی ہیں نبی نہیں پھر کیا وجہ کہ اُن کو خلاف شریعت الہام ہوا حالانکہ خداوند کریم اُن کے باب میں فرماتا ہے اٰتیناه رحمة من عندنا و علمناه من لدنا علما یعنی دی ہم نے اُس کو اپنے پاس کی رحمت اور سکھلایا ہم نے اُس کو اپنے پاس سے علم۔

اور یہ بھی محقق ہے کہ مکاشفہ خلاف شرع غلط ہوتا ہے قابل تعریف کجا بلکہ صحت مکاشفہ کے لئے میزان یہی ہے کہ شریعت کے خلاف نہ ہو اور وجہ اس شبہ کی رفع ہو جانے کی یہ ہے کہ جو باتیں حضرت خضر کو منکشف ہوئی ہیں وہ شرع کے مخالف نہیں بلکہ اُن اُمور میں مخالفت اور موافقت کی گنجائش ہی نہیں کیونکہ شرع علم احکام کا نام ہے احکام طریقت ہوں یا احکام شریعت علم وقائع جزئیہ ایک بات جداگانہ ہے اور بعد مکشوف ہونے اُمور معلومہ کے جو کچھ اُن سے صادر ہوا وہ سب موافق شرع تھا یا احسان کا بدلہ احسان کیا یا ایک کافر کو بے جان کیا یا یتیموں کے ساتھ احسان کیا سو یہ تینوں باتیں ظاہر ہیں کہ عین دین و ایمان ہیں اور نیز اس قصہ کو دیکھ کر جو بعضے کم فہم بے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

دین یہ استدلال کیا کرتے ہیں کہ مرید کو لازم ہے کہ اگر پیر خلاف شرع بھی کہے تب بھی فرمانبرداری میں قصور نہ کرے اُن کو بھی گنجائش استدلال باقی نہ رہے کیونکہ حضرت خضر علیہ السلام کو کوئی اَمر خلاف شرع مکشوف نہیں ہوا تھا جو اور پیروں کی نسبت یہ گمان کیا جائے بلکہ حدیث صحیح لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق اس باب میں نص صریح ہے کہ خلاف شرع کوئی ہی نہ کہے ہرگز تسلیم نہ کرنا چاہئے ہاں مؤمناں کامل اور پیران عظام کی نسبت بدگمان نہ ہو اگر کوئی بات کسی پیر کامل کی اپنے آپ کو خلاف شرع بھی معلوم ہو تب بھی مثل افعال حضرت خضر علیہ السلام کے کہ بظاہر خلاف شرع معلوم ہوتے تھے اور حقیقت میں مخالف نہ تھے اُن کے افعال کی مخالفت کو اپنے قصور فہم پر محمول کر کے تہ دل سے اُن افعال کو موافق ہی سمجھے اور موافق نص صریح ظنوا المؤمنين خيرا کے حسن عقیدہ اور حسن ظن سے پیش آئے اب بات کہیں کی کہیں جا پڑی کہنا تھا کچھ کہنے لگا کچھ پھر برسر مطلب آتا ہوں۔

غرض یہ ہے کہ تقویٰ کو علم احکام جو منقسم بعلم طریقت وعلم شریعت ہے لازم ہے اور تقویٰ کا وجود دو علموں پر موقوف ہے ایک فوقانی جو علم معرفت واعتقاد ہے دوسرا علم تحتانی جو علم احکام ہے ایک تقویٰ کے اُوپر ہے ایک تقویٰ کے نیچے ایک اُس کا سبب ہے ایک اُس کا آلہ مگر چونکہ تحصیل علم احکام بوجہ تقویٰ بغرض عمل تھے تو عمل موافق علم مذکور حسب استطاعت آپ لازم ہوگا اور اُن اعمال کے ساتھ تقویٰ کو ایسی نسبت ہوگی جیسے رُوح کو بدن کے ساتھ سو جیسے بہ سبب کمال ارتباط کے جسم انسانی کو انسان کہہ دیتے ہیں حالانکہ انسان حقیقی وہ رُوح ہے بدن نہیں بدن ایک آلہ ہے ایسے ہی حقیقت میں تقویٰ بھی اُسی فکر اور عزم مصمم کا نام ہے جس کا اُوپر مذکور ہو چکا اعمال اُس کے لئے بمنزلہ بدن کے رُوح کے لئے ہیں اور صاحب اعمال نیک اور مجتنب اعمال بد کو جو متقی کہتے ہیں تو اسی سبب سے کہتے ہیں کہ اعمال آلہ تقویٰ ہیں یعنی عذاب اور عتاب خدا وندی سے بچاؤ انہیں اعمال کے سبب میسر آتا ہے جیسے بوسیلہ سپر تروار کے وار سے آدمی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بچ سکتا ہے اور جیسا کہ رُوح کو اپنے آلہ کے ساتھ کمال درجہ ارتباط ہے۔

گویا ہر جزو بدن میں سرایت کئے ہوئے ہے ایسا ہی تقویٰ بمعنی مذکور کو اعمال شرع متین کے ساتھ بعینہ یہی نسبت ہے جیسے رُوح پر مدار مدارج شرف ومنقصت بدن ہے ایسا ہی تقویٰ پر مدار مدارج شرف ومنقصت اعمال ہے اسی واسطے جناب باری تعالیٰ فرماتے ہیں **لن ینا ل اللّٰہ لحومھا ولا دمائھا ولکن ینالہ التقوی منکم** یعنی نہیں پہنچتا اللہ کے یہاں گوشت اور خون قربانیوں کا بلکہ پہنچتا ہے اللہ کے یہاں تقویٰ تمہارا یعنی وہ فکر اور عزم مصمم جس کے سبب نوبت قربانیوں کی آئی ہمارے یہاں اُسی کی پرستش ہے اور اُسی پر نظر ہے اسی کے موافق حدیث شریف میں اس طرح کے الفاظ ہیں: **ان اللّٰہ لا ینظر الی اعمالکم وصورکم ولکن اللّٰہ ینظر الی قلوبکم و نیاتکم** یعنی اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتا تمہارے اعمال اور صورتوں کو بلکہ اللہ دیکھتا ہے تمہارے دِلوں کو اور نیتوں کو سو اعمال خیر کی نیت وہی تقویٰ ہے کیونکہ نیت حقیقت میں اُس خیال کو کہتے ہیں جو باعث عمل ہو مثلاً کوئی خدا کی رضا کے لئے نماز پڑھتا ہے سو خیال رضا اُس کی نیت ہوئی اور کوئی دِکھلانے کے لئے پڑھتا ہے سو اُس کی نیت خیال ریا ہوا اور ظاہر ہے کہ بندگان خاص کے حق میں باعث اعمال وہی خیال رضا جوئی اور عزم احتراز اُمور غیر مرضیہ ہے۔

سو یہی تقویٰ مذکور ہے اب ہر کوئی اس تشریح وتنقیح سے سمجھ گیا ہوگا کہ بندگان خاص کو اوّل علم معرفت واعتقاد پیدا ہوتا ہے بعد ازاں تقویٰ من بعد علم احکام اُس کے بعد عمل جب یہ مقدمہ ممہد ہو چکا تو سامعین شائقین کو معلوم ہو کہ یہ بات تو اثنائے تقریر تمہید میں آپ واضح ہو گئی کہ مایہ شرف انسانی کل تین اُمور مذکورہ ہیں باقی رہی یہ بات کہ ان سب میں افضل تقویٰ ہے اس کی کیا دلیل اس لئے سامعین کو تکلیف توجہ وانصاف دے کر عرض رسا ہوں کہ جناب باری تعالیٰ کی بات تو پھر جناب باری تعالیٰ ہی کی بات ہے وہ جو کچھ فرمائیں سر مو اُس میں تفاوت نہیں ہو سکتا۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

سو کلام ربانی میں اُنہیں کا مقولہ موجود ہے ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم یعنی بے شک خدا کے نزدیک بڑی عزت والا وہی ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہے اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ جناب باری علی الاطلاق صاف صراحتہ نہ کہ اشارۃ بتاکید یوں فرماتے ہیں کہ سب میں معزز و مکرم وہ ہے جو سب میں زیادہ متقی ہے اب اگر ہم کو یہ بات معلوم یا مظنون ہو کہ ایک شخص تو تقویٰ میں زیادہ ہے اور دوسرا علم میں تو ہم بے شک بشہادت خداوندی بطور یقین کے یا ظن کے اُسی کو افضل کہیں گے جو تقویٰ میں زیادہ ہوگا دوسری جگہ یوں ارشاد ہے ام نجعل المتقین کالفجار یعنی کیا ہم برابر کردیں متقیوں کو فاجروں کے ساتھ اور ظاہر ہے کہ فاجر اُسے ہی کہتے ہیں جو متقی نہ ہو اگرچہ عالم ہو بلکہ عالم ہو کر متقی نہ ہو تو سب فاجروں کا فاجر ہے۔

پھر جب عالم فاجر برابر بھی نہ ہوا تو افضل کاہے کو ہوگا لیکن اتنی بات اور سُن لینی چاہئے کہ موافق حدیث شریف حب الدنیا راس کل خطیئۃ اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ جس کو محبت دنیا زیادہ ہوگی وہ فسق و فجور میں بھی زیادہ ہوگا اور جس میں محبت دنیا نہ ہوگی یا کم ہوگی اُس میں فسق و فجور بھی نہ ہوگا یا کم ہوگا اور جس قدر فسق و فجور کی کمی ہوگی اُسی قدر تقویٰ زیادہ ہوگا اگر بالکل فسق و فجور نہ ہوگا تو بالکل تقویٰ ہی تقویٰ ہوگا اس کی ایسی مثال ہے جیسے نور اور ظلمت کہ اُن میں سے جس قدر ایک کم ہوگا دوسرا اُتنا ہی زیادہ ہوگا اور اگر ایک بالکل نہ ہوگا تو دوسرا بالکل ہوگا۔

اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ صوفیان حقیقی یعنی جن کا قلب محبت دنیا سے پاک و صاف ہو کر محبت خداوندی سے پُر ہوگیا ہے بہ نسبت اُن علماء کے جو فقط علم احکام اُن کے نصیب ہوا اور بہ سبب حاصل نہ ہونے علم معرفت و اعتقاد کے ابھی اُن کا قلب نہ محبت دنیا سے پاک ہوا اور نہ محبت خدا سے پُر افضل و اشرف ہوں مع ہذا در بارہ اُمور منہیہ قلبیہ بہ نسبت اُمور ناپسندیدہ بدنیہ کے نہی شدید ہے

چنانچہ حدیث ان اللہ لا ینظر الی اعمالکم و صورکم الخ جو مذکور ہو چکی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اُس پر شاہد ہے سو جو شخص اُمور غیر مرضیہ قلبیہ سے منزہ ہو اور در بارہ اَحوال واخلاق قلبی متقی ہو اگرا حیاناً اُس سے بمقتضائے بشری نہ بوجہ دیگر در باب احکام بدنی کچھ قصور بھی ہوگا تو بشرط قدر شناسی شریعت اور اعزاز و اِکرام دین ظاہر اور عدم استحقاق احکام ظاہرہ اُس شخص سے افضل ہی ہوگا جو علم احکام میں اُس سے فائق ہے اور رعایت تقویٰ در بارہ احکام بدنی بھی کما حقہ کرتا ہے پر قلب اُس احوال واخلاق ناپسندیدہ سے ابھی تک پاک نہیں ہوا۔مع ہذا ان اللّٰہ یحب المتقین ان اللّٰہ مع المتقین سے کلام اللہ بھرا ہوا ہے ان اللّٰہ یحب العلماء ۔ایک جا بھی نہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ محبت اُسی چیز سے ہوتی ہے جو اپنے نزدیک اُن اشیاء سے اچھی ہو جن اشیاء سے محبت نہ ہو جب یہ بات مسلم ہو چکی تو اَب ایک اور گذارش ہے کہ عالم ظاہری بےعمل یا کم عمل سے تو متقی کا افضل واشرف ہونا قطع نظر دلائل مذکورہ کے یوں بھی مسلم ہے کیونکہ جہان میں تارکان دنیا اور متقیاں بےغرض کے ساتھ جس قدر محبت کرتے ہیں عالمان بےعمل یا کم عمل کے ساتھ اُتنی نہیں کرتے پر عارفان ربانی کے لئے ابناء زمان کے نزدیک بہ سبب قصور فہم کے تقویٰ کی کچھ حاجت نہیں بلکہ جس کی طرف عارف ہونے کا گمان ہوا گر وہ بےقید ہو تو ابناءزمان دونی اُس کے معتقد ہوتے ہیں۔

اس لئے یہ معروض ہے کہ اوّل تو عارف بےتقویٰ ایک مفہوم بےمصداق اور لفظ بےمعنی ہے اس لئے کہ عارف کو تقویٰ لازم ہے یہ ممکن ہی نہیں کہ معرفت نصیب ہو اور بایں ہمہ فکر رضا جوئی خداوندی اور عزم احتراز منہیات دل میں پیدا نہ ہو کیونکہ ہر انسان کے خمیر میں یہ دو باتیں رکھی ہوئی ہیں کہ لذت کی چیز اگر پیش آئے تو اُس کی طرف راغب اور جو ہیبت کی شئے پیش آئے تو اُس سے ڈرے یہ کلیہ اگر چہ بدیہی ہے محتاج دلیل نہیں پر بعض کم عقلان مدعیان دینداری کے لئے یہ بھی مرقوم ہے کہ اہل شرع کے نزدیک بھی مسلم ہی نہیں تو وعدو وعید اور ثواب وعقاب آخرت سب لغو ہو جائیں جب اس قدر محقق ہو چکا تو اب عرض یہ ہے کہ درصورت حصول معرفت لازم

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے کہ جمال وجلال خداوندی مکشوف ومشہود ہو اور یہ بھی ظاہر و متیقن ہے کہ جمال خدا وندی سے زیادہ کوئی لذت کی چیز نہیں اور جلال خداوندی سے زیادہ کوئی چیز خوف انگیز نہیں قطع نظر اس کے بدیہی اور مسلم الثبوت ہونے کی احادیث صحیحہ میں اس کی طرف اشارہ موجود ہے اور اہل فہم تو آیۃ **کلا انهم عن ربهم یومئذ لمحجوبون ثم انهم لصالوا الجحیم** سے یہ مطلب نکال سکتے ہیں کیونکہ اس آیت کا ماحصل تو یہ ہے کہ کفار اپنے رب کے دیدار سے محروم رہیں گے پھر اس کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے اور یہ جو کچھ ارشاد ہے بطور دھمکانے اور ڈرانے کے فرمایا ہے۔

اور قاعدہ ہے کہ آدمی تکلیف کی چیز سے ڈرتا ہے سو دیدار سے محروم رہ جاتے ہیں جب تکلیف ہو کہ دیدار میں آرام ولذت اور اُس کی تمنا ہو اور چونکہ محرومی دیدار کو اوّل لیا اور عذاب نار کو بطور ضمیمہ کے بعد میں بیان کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ بڑا عذاب اُس روز محرومی دیدار ہی ہوگا یعنی کفار اُس روز دیدار سے محروم و محجوب تو ہوں گے ہی پر اُس کے ساتھ یہ بھی نصیب نہ ہوگا کہ عافیت ظاہری ہی ہو بلکہ عذاب نار بھی ہوگا تاکہ من جمیع الوجوہ تکلیف ہی تکلیف ہو اور جب محرومی دیدار سب عذاب سے اوّل نمبر ہوا تو دیدار نعمت ہونے میں سب سے اوّل ہوگا اور جب دیدار خداوندی سب نعمتوں سے بڑھ کر ہوا تو صاحبِ معرفت کو بھی آخر ایک قسم کا دیدار ہوتا ہے مثل دیدار جنت واشگاف اور بے پردہ نہ سہی پھر کیا معنی کہ صاحب معرفت کو محبت اور لذت پیدا نہ ہو اور بتقاضائے محبت اور بوجہ طلب گاری فکر رضاء اور اندیشہ ناخوشی اُس کے دل میں پیدا نہ ہو اور جب یہ پیدا ہوا تو پھر تقویٰ آپ حاصل ہوگا کیونکہ اُوپر کی تحقیقات سے واضح ہو چکا ہے کہ تقویٰ اسی کا نام ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ اِبلیس کو معرفت حاصل نہ تھی ورنہ خلاف رضامندی اُس سے ظہور میں نہ آتا اور اگر بپاس خاطر معترض ومخالف ہم اس بات کو تسلیم بھی کر لیں تو اوّل تو ہم کو بھی کہنے کی گنجائش ہے کہ کلام بنی آدم میں تھی مقصود یہ تھا کہ انسانوں میں

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بھی یہ ممکن ہے کہ عارف ہو اور متقی نہ ہو یا نہیں سو یہ بات واضح ہوگئی کہ ہر فرد بشر کے خمیر اور نہاد میں رغبت و محبت اشیاء لذیذہ اور نفرت اشیاء ناپسندیدہ رکھی ہوئی ہے پھر کب ہو سکتا ہے کہ مشاہدہ جیسی چیز لذیذ میسر آئے اور اُس کو رغبت اور محبت پیدا نہ ہو اور شیفتہ رضاء خداوندی نہ بنے اور ناخوشی کا اندیشہ نہ ہو اگر ابلیس میں یہ بات نہ ہو تو نہ ہو وہ اور نوع ہے انسان اور نوع دوسرے یہ کہ اگر بالفرض باوجود معرفت کے تقویٰ یعنی رعایت رضاء و خوف عدم رضا نہ ہو تو وہ مثل ابلیس ہے مطرود و ملعون درگاہ ہو گیا موافق مثل مشہور عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔

اس صورت میں ہمیں اس سے زیادہ اور کیا حجت ملے گی کہ اِبلیس باوجود معرفت کے بہ سبب نہ ہونے تقویٰ کے جب ایسا ملعون ہو گیا تو اوروں کا تو کیا ذکر الغرض بوجوہ مذکورہ یہ بات کالاعیان معلوم ہوتی ہے کہ اگر بالفرض معرفت ہو اور تقویٰ نہ ہو تو وہ معرفت کچھ کام نہ آئے گی بلکہ اُلٹی موجب شدت عقاب ہو جائے گی چنانچہ ظاہر بھی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ اگر حکام وقت کو کوئی خوب جانتا ہو اور کسی طرح کا احتمال ناواقفیہ نہ ہو وہ اگر سامنے آجائے اور سلام نہ کرے اور ادب سے پیش نہ آئے تو لاجرم مورد عتاب ہوگا اور اگر کوئی اَندھا بہرہ ناواقف سامنے آجائے اور سلام نہ کرے تو اُس سے حکام کو کچھ پرخاش نہ ہوگی غرض عالم علم احکام کو تقویٰ کی اتنی ضرورت نہیں جتنی عالم علم معرفت کو ضرورت ہے پھر جب عالم علم احکام کو درصورت نہ ہونے تقویٰ کے اہل عالم اتنا ذلیل و خوار سمجھتے ہوں تو عالم علم معرفت کو درصورت نہ ہونے تقویٰ کے اور بھی بدتر سمجھنا چاہیے۔

مع ہذا کلام اللہ سے بھی یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اہل معرفت کو بھی تقویٰ ہی سے شرف ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ یہ تو پہلے معلوم ہو چکا کہ آیت **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء** میں علم سے معرفت و اعتقاد مراد ہے اور پھر ایسے علماء کی تعریف میں یوں فرمایا کہ یہ لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور موجب تعریف علماء ربانی یہی خوف ہے فقط علم حق تعریف میں کافی نہیں بلکہ علم حق کی یہی بڑی تعریف ہے کہ وہ ذریعہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

حصول خوف ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ خوف رُوح تقویٰ ہے تو معلوم ہوا کہ تقویٰ ہی باعث افضلیت ہے علم معرفت بذات خود باعث افضلیت نہیں توضیح کے لئے ایک مثال عرض کرتا ہوں جیسا یوں کہتے ہیں کہ روشنی آفتاب ہی میں ہے اور اُس سے اہل عقل دو باتیں سمجھتے ہیں ایک تو یہ کہ آفتاب اور اشیاء منورہ سے روشنی میں بڑھا ہوا ہے دوسرے یہ کہ باعث خوبی آفتاب یہی روشنی ہے ورنہ قطع نظر روشنی کے آفتاب میں بذات خود کوئی بات قابل تعریف نہیں اگر ہوگا تو کوئی اور وصف ہوگا جیسے اُس کی گولائی بلکہ اُس کی بھی بڑی تعریف ہے کہ ایسی روشنی کی اُس میں قابلیت ہے۔

مثلاً یہ کہ ذات آفتاب فقط قابل تعریف ہے ایسے ہی آیت **انما یخشی اللّٰہ** سے بھی اہل فہم دو باتیں سمجھتے ہیں ایک تو یہ کہ علماء ربانی خوف وخشیہ میں اوروں سے بڑھے ہوئے ہیں بلکہ اُنہیں میں یہ بات منحصر ہے کیونکہ خوف جاننے والے ہی کو ہوتا ہے جو نجانے اُسے کیا اندیشہ دوسرے یہ کہ باعث تعریف وموجب ثناء علماء ربانی یہی خوف ہے یا اور کوئی وصف فقط علم کچھ قابل تعریف نہیں اور جہاں کہیں بظاہر فقط علم کی تعریف بھی آتی ہے جیسے مثلاً حدیث **فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادنا کم** میں جس کے یہ معنی ہیں کہ بزرگی عالم کی عابد پر ایسی ہے جیسے بزرگی میری اُوپر ادنیٰ تمہارے کے فقط تو حقیقت میں نفس علم کی فضیلت مقصود نہیں بلکہ وجہ اُس کی بھی اہل فہم کے نزدیک وہی سہولت تقویٰ ہے کیونکہ اس کی ایسی مثال ہے جیسے یوں کہئے پٹا سیف بانک جاننے والے انجان لڑنے والوں سے افضل ہیں سب جانتے ہیں کہ پٹا وغیرہ فنون سپہ گری کو جو شرف ہے تو اسی وجہ سے ہے کہ اُن کے وسیلہ سے آدمی حریف کے وار سے بچ سکتا ہے اور حریف کو اگرچہ قوی اور صاحب سلاح مع ایک دو رفیق کے کیوں نہ ہو مار سکتا ہے ایسے ہی عالم کو فقط عابد پر بزرگی ہے تو اس وجہ سے ہے کہ بوسیلہ علم آدمی شیطان کے فریب اور اللہ کی ناخوشی سے بچ سکتا ہے بلکہ شیطان کو ایسے لوگوں سے دب کر بھاگنا پڑتا ہے۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

چنانچہ الشیطان یفر من ظل عمر اور فلقیۃ واحدٌ اشد علی الشیطان من الف عابدٍ سب کے سنے ہوئے جملہ ہیں۔ غرض شرف علم کی بات پھر تقویٰ ہی پر جا پڑی مع ہذا جیسے اس مثال میں کہ پٹا سیف بانک وغیرہ فنون سپہ گری کے جاننے والے کو اَنجان لڑنے والے پر فضیلت ہے اہل دانش وفہم فنون سپہ گری کے جاننے والے کی جانب یہی لڑنے کی قید سمجھتے ہیں اور اُس کا حاصل اُن کے نزدیک بحکم عرف یہ ہوتا ہے کہ فنون سپہ گری کا جاننے والا اگر لڑے تو اَنجان لڑنے والوں سے اچھا رہے گا چنانچہ ظاہر ہے کیونکہ بے لڑے اور بے مقابلہ حریف کے سامنے چپکے کھڑے کھڑے پٹے جاننے ٹیں انجان لڑنے والے پر کیا فوقیت ہے۔

ایسی ہی حدیث فضل العالم علی العابد میں اہل علم وفہم قید عبادت سمجھتے ہیں اس صورت میں اس حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ علم کے موافق عبادت کرنے والے کو فقط انجان عبادت کرنے والے پر ایسی فضیلت ہے جیسے مجھے تمہارے کسی ادنیٰ پر اور یہ بھی ظاہر ہے کہ علم کے موافق عبادت ہو تو تقویٰ پہلے ہوگا کیونکہ علم احکام تو نام اسی بات کا ہے کہ مرضی غیر مرضی خدا کو پہچانے اور مرضی غیر مرضی کو پہچان کر کام کرے گا تو تقویٰ ساتھ رہے گا اور اگر ہم بپاس خاطر علماء ظاہر اس سے بھی در گذر کریں اور یوں ہی کہیں کہ علم کو ہر طرح عبادت پر فوقیت ہے تو اوّل تو یہ بات ہمارے کسی دعوائے اصلی کے مخالف نہیں کیونکہ ہم تقویٰ کو علم سے افضل کہتے ہیں۔

اگر عبادت سے علم افضل ہوا تو ہمارا کیا نقصان بہر حال علماء ظاہر فقط بوجہ علم ظاہر یا بوجہ تقویٰ ظاہر صوفیان صافی پر جن کے مفہوم میں تقویٰ داخل ہے اور پھر وہ تقویٰ بھی ایسا کہ اصل دنیا ہی سے احتراز جس کی محبت خطا و گناہ تھی۔ ہرگز افضل نہیں ہوسکتی اور اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ حدیث فضل العالم میں اگر عالم سے عالم مسائل واحکام کراد ہو جیسا کہ ظاہر بھی یہی ہے تب بھی علماء ظاہر کو اہل تقویٰ پر جو فی الحقیقت صوفیان صافی اور متبعان ظاہر و باطن ہیں فضیلت نہیں ہوسکتی۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

چہ جائیکہ عالم سے عالم کامل جامع علم معرفت وعلم احکام مراد ہو چنانچہ بنظر تدقیق یہی معلوم ہوتا ہے اس صورت میں تو ہمارا دعویٰ حریف ہی کی دلیل سے ثابت ہو جائے گا کیونکہ جامع علم معرفت وعلم احکام بجز صوفیاء کرام اور کوئی نہیں ہوتا علماء ظاہر کو اگر علم معرفت نصیب ہوتا تو علماء ظاہر ہی کیوں کہلاتے۔

باقی رہی یہ بات کہ نظر دقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس حدیث میں عالم سے عالم کامل جامع علم معرفت وعلم احکام مراد ہے اس کی کیا وجہ ہے سو جناب من میری جانب متوجہ ہو کر سنئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یوں فرمایا کہ عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی مجھے تمہارے میں سے کسی ادنیٰ پر تو یہ معنی نہیں کہ میری اور عالم کی فضیلت دونوں ہر طرح سے برابر ہیں ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر البشر نہ رہیں گے بلکہ علماء کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُلٹی فضیلت نکلے گی کیونکہ ادنیٰ مسلمان سے یا ادنیٰ صحابی سے مسلمان عابد یا صحابی عابد بالیقین افضل ہے تو اس صورت میں جو نسبت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادنیٰ مسلمان یا ادنیٰ صحابی سے تھی وہی نسبت عالم کو مسلمان عابد یا صحابی عابد کے ساتھ نکلی تو جیسے عابد ادنیٰ سے افضل تھا عالم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوگا اور بعینہ یہ ایسا قصہ ہو جائے گا جیسا کہا کرتے ہیں چوبیس کو بارہ کے ساتھ وہی نسبت ہے جو آٹھ کو چار کے ساتھ تو جیسے برابری نسبت کے چوبیس آٹھ سے زیادہ ہے ایسے ہی باوجود برابری فضیلت کے عالم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت ہوگی بلکہ مطلب یہ ہے کہ عالم کو عابد پر اُس قسم کی فضیلت ہے جس قسم کی مجھ کو ادنیٰ پر یعنی تشبیہ نوعی مراد ہے تشبیہ شخصی مراد نہیں اور تشبیہ نوعی مراد ہو تو یہ صورت ہوگئی جیسا کہا کرتے ہیں کہ سونا چاندی سے افضل ہے یعنی سونے کی نوع چاندی کی نوع سے افضل ہے۔

سو اس صورت میں ماشہ برابر سونے کو جیسا ماشہ برابر چاندی پر شرف ہے ویسا ہی ہزار من چاندی پر شرف ہے اسی طرح نوع علم کو اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو نوع عبادت پر اگرچہ بہت ہی کیوں نہ شرف اور فضل ہوگا مگر جیسے سونے اور چاندی کی مثال میں در صورتیکہ سونا ماشہ برابر اور چاندی ہزار من ہو چاندی کو ایک شرف کثرت ایسا حاصل

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوگا کہ سونے کو باوجود شرف ذاتی ہونے کے اُس کے ساتھ کچھ نسبت نہیں ہزار من چاندی سے جو ثروت ہوگی اور جس قدر عیش وآرام دینی ودنیوی میسر آسکتا ہے۔

ماشہ برابر سونے سے ہرگز نہ وہ ثروت ہوسکتی ہے اور نہ وہ عیش وآرام میسر آسکتا ہے ایسے ہی علم وعبادت کا حال سمجھنا چاہئے یعنی ہر چند نوع علم کو اگرچہ ماشہ برابر ہو ہزار من عبادت پر شرف ہے اور یوں کہہ سکتے ہیں کہ اس عالم کو اس عابد پر ایسا شرف ہے جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ادنیٰ پر مگر عابد مذکور کو بوجہ ہزار من ہونے عبادت کے اُس عالم پر ایسا شرف ہے کہ یہ اگر اُس کی کفش برداری بھی کرے تو بجا ہے کیونکہ ماشہ بھر سونے کا مالک لاجرم ہزار من چاندی کے مالک کی خدمت گاری کر سکتا ہے پر برعکس نہیں ہوسکتا اس صورت میں علماء کو مطلقاً اہل عبادت پر بھی شرف نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ اہل تقویٰ اور خلاصہ اہل تقویٰ اور عبادت یعنی صوفیان صافی پر خیر یہ بات تو من جانب اللہ دوسرے مطلب کی تمہید میں آگئی۔

مطلب یہ تھا کہ اس حدیث میں عالم سے عالم کامل جامع علم معرفت وعلم احکام جو منقسم بعلم طریقت وشریعت ہے مراد ہے سواُس کی وجہ یہ ہے کہ جب تشبیہ نوعی مراد ہوئی تو اَب دریافت کرنا چاہئے کہ رسول کو ادنیٰ اُمتی پر کس نوع کا شرف ہوتا ہے اس لئے معروض ہے کہ اس جگہ شرف حسن وجمال یا کثرت مال یا شرف حسب ونسب تو مراد ہی نہیں اگر ہے تو شرف عند اللہ مراد ہے۔

سو وہ شرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمتیوں پر بوجہ علم معرفت وتقویٰ وعلم احکام ولوازم علم معرفت وعلم احکام ہے سو اس قسم کا شرف اُسی عالم کو ہوگا جو جامع علم معرفت وعلم احکام ہو کیونکہ علم معرفت وعلم احکام تو اُس میں ہوں گے ہی پھر تقویٰ بھی ساتھ ہوگا کیونکہ پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ علم معرفت کو خشیۃ اور تقویٰ لازم ہے سو ایسا عالم بجز صوفیان کامل اور کوئی نہیں ہوتا جب یہ بات ثابت ہوگئی تو اب اس حدیث میں علماء ظاہر کے افضل کہنے والوں کے لئے دلیل باقی نہ رہی بلکہ اُن کی دلیل اُن کے مخالفوں کے دعویٰ کی دلیل ہوگئی مگر ناظران سطور پر اتنا اور واضح رہے کہ غرض محرر سطور یہ نہیں کہ صوفی صورتوں کو جیسے آج کل کے صوفی ہیں علماء ظاہر پر فضیلت ہے اور نہ یہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ علم ظاہر کچھ چیز ہی نہیں حاشا وکلا اس خاکپائے فقراء اور خادم علماء کو دونوں سے نسبت نیازمندی حاصل ہے پر بیان فرق مراتب اور دفع اوہام بعض احباب کے لئے ان اوراق کا سیاہ کرنا پڑا۔ اب عرض یہ ہے کہ تقویٰ کی افضلیت علم پر اور علم کی عبادت پر مشرح ہوگئی پر علم معرفت اور علم احکام میں جو کچھ نسبت باقی رہ گئی۔

اس لئے بطور یاد دہانید گوش گذار ہوں کہ تقریر متعلق آیۃ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء سے اتنی بات تو ثابت ہوگئی ہے کہ تقویٰ علم معرفت سے حاصل ہوتا ہے علم احکام کو اُس کے حصول میں کچھ تاثیر نہیں ہاں اُس کا آلہ اگر کہئے تو بجا ہے جیسے عبادت بھی اُس کا آلہ ہے تو اس صورت میں لاجرم علم معرفت جو باعث حصول تقویٰ ہے جو سب سے اشرف ہے علم احکام سے اشرف ہوگا مع ہذا علم بمعنی دانستن ہے اور دانستن سب میں مشترک ہے علم خوشبو ہو یا علم بدبو علم اشیاء عمدہ ہو یا علم اشیاء غیر عمدہ تو اس صورت میں کسی علم کو کسی علم پر شرف ذاتی تو ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اور ذات ہر علم کی وہی ایک دانستن ہے بلکہ شرف ہوگا تو باعتبار معلوم کے ہوگا۔

یعنی جس علم کا معلوم عمدہ اور افضل ہوگا وہ علم بھی اُس علم سے افضل اور عمدہ ہوگا جس کا معلوم افضل اور عمدہ نہ ہوگا مثلاً علم عطر علم بول و براز سے اس وجہ سے افضل ہے کہ اس کا معلوم علم بول و براز کے معلوم یعنی بول و براز سے افضل ہے اور جب افضلیت علم باعتبار افضلیت معلوم ہوئی تو علم ذات وصفات وتجلیات وشیون باری تعالیٰ جو علم معرفت ہے علم احکام سے افضل ہوگا۔ اس صورت میں صوفیاء کرام کو قطع نظر شرف تقویٰ ولوازم تقویٰ علماء ظاہر کی نسبت دوسرا ایک شرف ذاتی ہوگا اور حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء اگر پایہ ثبوت کو بھی پہنچ جائے تو علماء علم معرفت وہ شریک وراثت ہوں گے بلکہ جیسے مال دنیا کی اولاد وارث ہوتی ہے اور اولاد میں سے اولاد پسری کا حصہ اولاد دختری سے دونا ہوتا ہے ایسا ہی وراثت انبیاء میں علمائے معرفت کا حصہ علمائے علم احکام کے حصہ سے زیادہ ہوگا۔ **فقط**

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

در بیان عمل بظاہر الحدیث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کم ترین سراپا گناہ ہیچمدان محمد قاسم جناب مولوی نصر اللہ خان صاحب کی خدمت میں بعد سلام مسنون عرض پرداز ہے آپ کا عنایت نامہ اور یہ دس سوالوں کا استفتاء جس پر مولوی عبدالکریم صاحب پنجابی کے جواب لکھے ہوئے ہیں۔

اور مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی عبید اللہ صاحب نے اُن کی تصدیق فرمائی ہے کئی روز ہوئے میرے پاس پہنچا مگر کچھ اپنی طبیعت ٹھکانے نہ تھی کچھ کثرت مشاغل ضروریہ کا ہجوم اس لئے دل لگا کر دیکھنے کی فرصت نہ ملی آج ساتویں صفر کو لے کر بیٹھا ہوں تمہید استفتاء کو دیکھ کر بہت رنج ہوا۔ افسوس ہر قوم میں اتحاد ہی نہیں تو مسلمانوں میں نہیں جتنے جھگڑے اور قصے سارے عالم میں ہوں گے اُتنے ہی شاید اس قوم میں ہوں۔ اِنا لِلّٰہِ وَ اِنا اِلیہ راجعون۔

خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو کیسی کیسی تاکیدیں اتفاق کے باب میں فرمائیں اور نزاع و جدال سے کس کس طرح روکیں بایں ہمہ ترقی ہو تو نزاع میں ہو کمی ہو تو اتفاق میں ہو علماء کی کم فہمی کے باعث اختلاف پیدا ہوا تعصب کے باعث اُس اختلاف کے اُٹھنے کی کوئی صورت نہ نکلی تو اس پر خود رائی کی یہ نوبت پہنچی کہ ترجمہ کرنے والے بلکہ ترجمہ پڑھنے والے اپنے فہم کے پیرو ہوئے مولانا صاحب یہ نوبت پہنچی تو ایسے وقت میں استفتا اور فتویٰ کس مرض کی دوا ہے بجز اس کے کہ اختلاف سابق میں ایک اور شاخ نکل آئی اب دہریہ اور جہنیہ جدا جدا ہو گئے ہر کوئی اپنی وضع کی سنتا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے مولویوں کی بات اگر سنتے ہیں تو اس کان سے آئی دوسرے کان میں سے نکل گئی ایسے وقت میں اس حدیث پر عمل کا وقت ہے: **اذ رایت هوی متبعًا و شحًا مطاعًا ودنیًا مؤثرة واعجاب کل ذی رائے برائه فعلیک بخاصة نفسک ودع امر العوام او کما قال۔**

علاوہ بریں اپنی کم علمی اور بے سروسامانی سے اب تک مسائل ضروریہ مشہورہ میں بھی مجھ کو جواب دینے کا اتفاق نہیں ہوتا ہاں اتنی بات ہے کہ اگر مسئلہ معلوم ہوتا ہے اور احباب کو اُس کی وجہ کی تلاش ہوتی ہے اور مجھ تک مشورہ کی نوبت آتی ہے تو اگر بذریعہ خطوط استفسار کی نوبت آتی ہے تو کبھی کبھی بہت سے تقاضاؤں کے بعد تحریر کا اتفاق ہو جاتا ہے مگر اب اُس سے بھی احتراز ہے اولی معلوم ہوتا ہے ہدایت کی کوئی صورت نہیں البتہ فتنہ برپا ہو جاتے ہیں اس لئے مجھ کو ان سوالوں کے جواب میں کچھ عرض معروض کرنا بھی دُشوار ہے البتہ آپ کے خاطر سے ڈرتے ڈرتے اتنا لکھتا ہوں کہ میں تمام مسائل مسطورہ میں آپ کا ہم صفیر ہوں مگر ہاں مخالفت تقلید کو بھی اس زمانہ میں خالی فتنہ انگیزی سے نہیں سمجھتا یہ میری گذارش اگرچہ اور صاحبوں کو بُری لگے گی پر میں کیا کروں اپنی سمجھ سے معذور ہوں لکھتا ہوں تو اور صاحبوں کی ناخوشی کا اندیشہ جس سے ایک فتنہ تازہ اور نزاع کا کھٹکا ہے اور نہیں لکھتا ہوں تو کتمان علم کا الزام موجود گو میرے نزدیک نہ اس وقت کی خاموشی کو کتمان کہہ سکتے ہیں اور نہ اس یکسوئی کو سکوت سے تعبیر کرسکتے ہیں بلکہ **علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اهتدیتم** کے موافق اُس کو خود رائی کہئے تو بجا ہے مولانا اس زمانہ کی ترک تقلید کو فتنہ انگیزی کہنا ایسا ہی جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو بوجہ تطویل قراۃ **فتّانٌ** کہا تھا طول قنوت کے فضائل یقینی ہوں اور پھر آپ **فتّانٌ** فرمائیں بجز اس کے کہ تفرق جماعت نماز کا نقصان طول قنوت کے نفع سے زیادہ سمجھا ہو اور کیا کہئے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ امور مختلف فیہا جن کے باب میں ہم کوئی یقینی بات نہیں کہہ سکتے ورنہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اختلاف کی نوبت ہی کیوں آتی اس زمانہ میں موجب تفرق جماعت اسلام ہوگئی جس کا نقصان تفرق نماز سے کہیں زیادہ ہے باوجود اس کے ایسی باتوں پر اڑنا کیونکر موجب فتنہ انگیزی نہ ہوگا یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سبع قرات یعنی سبع لغات کو جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باستدعاء تام بشہادت احادیث خدائے تعالیٰ سے حاصل کیا تھا موقوف کر دیا صحابہ نے سمجھا کہ تفرق جماعت اسلام کے نوبت سر پر آئی اگر اُمت کو نہ سنبھالا تو دیکھئے کیا ہوتا ہے۔

الغرض اُدھر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضائل طول قنوت پر مراعات جماعت و نماز مقدم رکھا اُدھر صحابہ نے رعایت سبع لغات سے بقاء اجتماع اہل اسلام کو افضل سمجھا تو اس پر بوجہ عدم توقع قبول نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضائل طول قنوت مقتدیان حضرت معاذ کو سمجھا کر اُس فتنہ کو دبایا اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سبع لغات کی حقیقت اُمت مرحومہ کو سمجھا کر اس فتنہ کو بجھایا اسی طرح اب بھی عوام کالانعام سے توقع نہیں آپ صاحبوں سے بوجہ علم البتہ توقع باقی ہے ان شبہات سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ میں تارکان تقلید کو کیسا سمجھتا ہوں اور اُن کے بُرا کہنے والوں کو کیسا اور مقلدوں کو کیسا جانتا ہوں اور اُن کے انداز کو کیسا غرض باوجود ارشاد مذکور حضرت معاذ کے فضائل کا کوئی منکر نہیں ہوسکتا پر وجوب تقصیر قرأت میں بھی شک کی گنجائش نہیں ایسے ہی تارکان تقلید کو بشرط نیت خیر اس سے زیادہ بُرا نہیں کہہ سکتا کہ فتنہ انگیز ہیں اور اس سبب سے اُن کے ایذاء پہنچانے والوں کو بہت بُرا سمجھتا ہوں باقی جو کچھ آپ نے تمہید میں لکھا سب بجا ہے اس سے زیادہ اور کیا عرض کروں۔

مُہر میرے پاس اب کیا کبھی ہوتی ہی نہیں اس لئے مُہر لگانے سے معذور ہوں۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

عمل بظاہر الحدیث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب اعتراض پادریان در بارہ تعدد نکاح وتعدد زنان در جنت

برادر مکرم السلام علیکم! وہ عنایت نامہ جس میں اعتراض پادریان مرقوم تھا گنگوہ میں پہنچا تھا مگر بوجہ نکاح صاحب زادہ مولانا وہاں احباب کا ہجوم تھا وہاں تو اس لئے جواب کا موقع نہ ملا نانوتہ آکر جواب لکھ کر روانہ کیا تھا مگر قریب پندرہ دن کے ہوئے ہوں گے اب تک رسید کا پتہ نہیں شاید ضرورت نہ سمجھی ہو ورنہ پھر بھی احتمال ہے کہ نہ پہنچا ہو اس خیال سے مکرر جواب عرض کرتا ہوں بہت سے محکوموں کا ہونا اسباب عزہ میں سے ہے اور کثرت حکام موجب ذلت میں سے بادشاہ کی نسبت سب محکوم ہیں وہ سب میں معزز ہوتا ہے اور رعیت کے حق میں چوکیدار اور کانسٹیبل سے لے کر بادشاہ اور لاٹھ تک سب حاکم ہوتے ہیں وہ سب میں ذلیل سمجھے جاتے ہیں اس صورت میں اگر کسی ملازم کو نیچے کے عہدہ سے بڑھاتے بڑھاتے گورنری اور سلطنت تک پہنچادیں تو ہر نوبت میں بوجہ افزائش حکومت وتکثر رعیت عزت کو ترقی ہوگی اور اگر سلطان وقت کو گھٹاتے گھٹاتے عوام الناس رعیت میں داخل کردیں تو ہر تنزل میں بوجہ نقصان حکومت وکمی رعیت ذلت وخواری کے زیادتی ہوگی غرض رعیت کے حاکم بہت ہوتے ہیں اور بادشاہ کے محکوم زیادہ ہوتے ہیں وہ سب میں زیادہ معزز یہ سب میں زیادہ ذلیل ہوتے ہیں یہ مضمون دلپذیر جب دل نشین ہو چکا تو اور سنئے مسلمانوں کے طور پر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

تو زوج حاکم ہوتا ہے اور زوجہ محکوم اور نصرانیان میں زمانہ حال کے طور پر عورت حاکم ہوتی ہے اور خاوند محکوم وجہ اس کی یہ ہے کہ مسلمانوں میں خاوند کی طرف سے مہر ہوتا ہے عورت کی طرف سے کچھ نہیں ہوتا مرد کو اختیار طلاق ہوتا ہے عورت کو نہیں ہوتا مرد خود مختار ہوتا ہے عورت نہیں ہوتی یعنی مرد کہیں آنے جانے میں عورت کی اجازت کا محتاج نہیں عورت اپنے جانے آنے میں مرد کی اجازت کی محتاج ایک مرد چار عورت تک نکاح میں لاسکتا ہے عورت ایک سے زیادہ سے نکاح کی مجاز نہیں اور نصرانیاں زمانہ حال کے طور پر نہ مرد کی طرف سے مہر ہے نہ اُس کو اختیار طلاق ہے عورت خود مختار کیا فعل مختار ہوتی ہے مرد کو ایک سے زیادہ کی اجازت نہیں ان اُمور کو دیکھنے سے مسلمانوں کے طور پر خاوند کے حکومت اور عورت کی محکومی ظاہر ہوتی ہے۔

مرد کی وحدت اور عورتوں کی کثرت سے یہ بات عیاں ہے کہ مرد محکوم نہیں اگر ہے تو عورت ہی محکوم ہے کیونکہ حاکم ایک ہوتا ہے نہ محکوم ہاں محکوم البتہ متعدد ہوا کرتے ہیں چنانچہ مشاہدہ احوال سلاطین ورعایا سے ظاہر ہے مرد کی خود مختاری اور عورت کی بے اختیاری تو ہر کوئی جانتا ہے کہ بے حکومت مرد و محکومی عورت درست نہیں ہوسکتی مرد کی طرف سے طلاق کا ہونا اور عورت کی طرف سے نہ ہونا اس بات پر شاہد ہے کہ مرد صاحب رعیت ہے اور عورت منجملہ رعیت آخر یہی اختیار صاحب رعیت کو بہ نسبت رعیت حاصل ہوا کرتا ہے جب چاہے صاحب رعیت اپنی رعیت کو اپنے مکان سے باہر کردے علیٰ ہذا القیاس آقا کو بہ نسبت نوکر اور مالک کو بہ نسبت غلام یہی اختیار ہوتا ہے مولی جب چاہے غلام کو آزاد کردے پر غلام بطور خود آزاد نہیں ہوسکتا بادشاہ جس وقت اور جب چاہے نوکر کو موقوف کردے پر نوکر بے قبول استعفاء نوکری نہیں چھوڑ سکتا رہا مہر وہ دلیل خریداری ہے جس سے مالکیہ زوج کا تسلیم کرنا ضرور ہو جاتا ہے۔

ہاں اتنی بات ہے کہ جیسے اپنے اقرباء کی خریداری کے بعد اُن کی بیع کا اختیار نہیں رہتا ایسے ہی بعد خریداری زوجہ زوج کو اُس کی بیع کا اختیار نہیں رہتا جیسے چھت کی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کڑیوں کو باوجود چھت میں لگے رہنے کے بیع نہیں کرسکتا ایسے ہی زوجہ کو باوجود زوجہ ہونے کے بیع نہیں کرسکتا البتہ وجہ ممانعت ہر جا جدا جدا ہے چھت کی کڑیوں کو قبل انفصال تسلیم نہیں کرسکتا پھر بیع کرے تو کیونکر کرے اپنے اقرباء مملوک ہوتے ہیں آزاد ہوجاتے ہیں پھر بیع کیجئے تو کس کو کیجئے اور زوجہ کی بیع کا مانع وہی اَمر ہے جو مانع تعدد ازواج اور سبب امتناع نکاح وقت عدت ہے اُس کی اطلاع مدنظر ہے۔

تو سنئے بشہادت جملہ نساء کم حرث لکم مقصود اصلی عورتوں سے اولاد ہے درصورت تعدد ازواج واجتماع چند شوہر اشتراک اولاد لازم آئے گا اور تقسیم کی کوئی صورت نہ نکلے گی کیونکہ اوّل تو یہ ضرور نہیں کہ بقدر تعداد ازواج ہی اولاد ہو اور ہو بھی تو سب شکل وصورت وہنر وکمال ومزاج وسیرت میں یکساں ہوں دوسرے اولاد کی تقسیم جب ہو سکے جب محبت کی تقسیم ہو سکے وہ ممکن نہیں یہ کیونکر ہو مگر تعداد اَزواج کی صورت میں جیسے یہ دُشواری ہے وقت عدت نکاح کیا جائے تو جب بھی یہی احتمال اشتراک نسب ہے کیونکہ وجہ تقرر عدت یہی ہے کہ کسی کے حمل میں کسی کا نطفہ شریک نہ ہوجائے اگر بجز دطلاق وموت خاوند دوسروں سے نکاح کی اجازت ہو تو ہوسکتا ہے کہ ایک ساعت پیشتر پہلے شوہر سے اتفاق مجامعت ہوا ہو اور اُس کا نطفہ رحم زن میں ٹھہرا ہو اور دوسری ساعت میں شوہر ثانی سے اتفاق ہو اور اُس کا نطفہ قرار پاوے۔

اس لئے اُس عورت کی عدت جس کو وقت مفارقت یا موت شوہر حمل معلوم ہوتا ہو یا اثناء عدت میں حمل ظاہر ہوجائے فقط وضع حمل مقرر ہوئی خواہ ایک ساعت بعد اتفاق وضع ہو یا مدت دراز کے بعد اور اس تقریر سے یہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ متعہ اور نکاح موقت بھی جائز نہیں ہوسکتے کیونکہ اس صورت میں عورت مدت معینہ کے لئے اجیر ہوگی سو جیسے بعد اختتام مدت اجارہ اور اجیروں کو دوسروں سے عقد اجارہ کا اختیار ہوتا ہے ایسے ہی بجرد انقضاء مدت متعہ ونکاح اُس کو اختیار ہوگا چنانچہ مجوزان متعہ و نکاح موقت کے نزدیک متعہ اور نکاح موقت میں عدت کا نہ ہونا بھی اس پر شاہد ہے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مگر اس صورت میں درصورت نکاح بجرد انقضاء مدت متعہ و نکاح موقت وہی امکان قربت زوجین ایک دو ساعت کے پس و پیش میں لازم آئے گا جس سے احتمال اختلاط نطفتین اور اشتراک نسب کا کھٹکا پیدا ہوگا مگر جب وجہ ممانعت تعدد شوہر و نکاح وقت عدت احتمال اشتراک نسب ہے تو بیع زوجہ بھی کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتی ورنہ بجرد بیع جیسے اور مبیعوں میں مشتریوں کو اختیار تصرف ہوتا ہے اسی طرح مشتری زوجہ کو بھی زوجہ پر تصرف کا اختیار رہوگا اور اس صورت میں یہ ممکن ہوگا کہ ایک ساعت پیشتر بیع سے زوج اوّل سے مباشرت کا اتفاق ہوا ہو اور ایک ساعت بعد بیع سے شوہر ثانی کو اتفاق قربت ہو اور دونوں کا نطفہ مشترک ہو جائے اور اشتراک نسب اور اختلاط ولدیت لازم آئے بالجملہ مہر دلیل خریداری ہے جس سے زوجہ کا مملوک ہونا ثابت ہوتا ہے پر باوجود مملوکیت اُس کا بیع نہ کرسکنا ایک اُمر خارجی کے باعث ہے مقتضاء اصل عقد نہیں اس تقریر سے زنان اہل اسلام کا محکوم شوہر ہونا تو بوجہ اتم ظاہر ہو گیا زنان نصرانیان زمانہ حال کا حاکم ہونا بھی سن لیجئے مہر و طلاق وغیرہ اُمور مذکور کا نہ ہونا اس اُمر کے لئے تو دلیل کامل ہے کہ وہ محکوم شوہر تو نہیں پر اُن کے حاکم ہونے کے لئے اتنی بات ہی کافی ہے کہ اگر اتفاق مفارقت بوجہ ناخوشی ہو جائے تو عورت کہیں بیٹھی رہو پر مثل خراج سلطانی شوہر کے ذمہ زر مقرر کا پہنچانا ضرور ہوگا۔

ادھر قوانین حسن معاشرت نصرانیان زمانہ حال کو دیکھئے تو جس قدر مردوں کے ذمہ مدارات زنان ہے اُس قدر عورتوں کے ذمہ مراعات مزاج مرداں نہیں اگر یوں کہئے کہ نصرانیان زمانہ حال بوجہ کمال شفقت زوجہ کو مثل اولاد سمجھتے ہیں تو اُس کا جواب یہ ہے کہ بجا پر اولاد پر منصب حکومت بھی حاصل ہوتا ہے عورتوں پر حکومت کا نہ ہونا اس پر شاہد ہے کہ نصرانیان زمانہ حال اپنی ازواج کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ سمجھتے ہیں اور وہ زیادتی یہی ہے کہ اولاد محکوم بھی ہوتی ہے ازواج محکوم تو کیا اُلٹی حاکم ہوتی ہیں اور کیوں نہ ہوں بوجہ کمال حسن و جمال محبوبیت میں یکتا ہوتی ہیں اور اہل محبت جانتے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہیں کہ محبوبیت اسباب کمال حکومت میں سے ہے۔ بالجملہ زنان اہل اسلام اپنے شوہروں کی محکوم ہیں اور زنان نصرانیان زمانہ حال اپنے خاوندوں کی حاکم اور ظاہر ہے کہ جنت میں جو کچھ ہوگا انعام واکرام ہوگا سو حکام کی زیادتی تو انعام واکرام کے قسم میں سے ہو ہی نہیں سکتے البتہ محکوموں کی کثرت از قسم انعام واکرام ہے اس لئے مردان اہل اسلام کو تو بالضرور چار سے زیادہ پر حکومت ملے گی اور زنان اہل اسلام پر ایک شوہر سے زیادہ کوئی حاکم نہ ہوگا پر نصرانیان زمانہ حال کے حق میں بغرض محال اگر مغفرت نصیب ہو بھی تو معاملہ بالعکس ہوگا عورتوں کے لئے ایک شوہر سے زیادہ بہت سے شوہر محکوم ملیں گے اور مردوں پر ایک عورت سے زیادہ اور کوئی حاکم نہ ہوگی اور اگر بغرض وتقدیر مسلمانوں کے سامنے نصرانیان زمانہ حال بوجہ شرم وخجالت عورتوں کی حکومت اور مردوں کی محکومیت میں کچھ گفتگو کریں یا انکار کر بیٹھیں تو اس کا کیا جواب کہ حاکم نہیں تو محکوم بھی نہیں محکوم ہونے میں ہرگز مجال دم زدن نہیں اس صورت میں مرد وزن ایک دوسرے کے حق میں مثل دیگر لذائذ ونعماء ہوں گے۔

سو جیسے لذیذ کھانے اور شربت پاکیزہ عمدہ پوشاکیں اور عمدہ سواریاں کسی کو بہ کثرت عنایت ہوں گی ایسے ہی یہ لذت کے سامان بھی زنان نصرانیان زمانہ حال کو بکثرت میسر آئیں گے اور اس بات میں مرد وزن دونوں برابر رہیں گے کیونکہ جیسے عورت مرد کے لئے سامان لذت وراحت ہے ایسے ہی مرد عورت کے لئے سامان لذت وراحت ہے ہاں یہ عذر کریں تو بجا ہے کہ ہمیں جنت ہی نصیب نہ ہوگی۔

باقی یہ عذر کہ جنت میں یہ سامان ہی نہ ہوں گے اہل عقل کے نزدیک گوز شتر سے کم نہیں کیونکہ یہ سامان اگر شان خلاق قدوس کے مناسب نہ تھے تو دنیا میں کیوں پیدا کئے بلکہ مناسب یوں تھا کہ اگر پیدا ہی کرنا تھا تو جنت میں پیدا کرنا تھا دنیا میں ان سامانوں کو پیدا کرنا مناسب نہ تھا وجہ اس کی یہ ہے کہ دنیا دار عبادت ہے اور جنت خانہ راحت یہ سامان عبادت میں حارج ہیں راحت میں حارج نہیں بلکہ خود سامان راحت

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بن علاوہ بریں کوئی شخص باختیار خود اپنی محبوبات اور مرغوبات سے جب تک دست بردار نہیں ہوسکتا جب تک کہ اُن سے بہتر کی اُمید نہ ہو کسان غلہ کو زمین میں ڈال کر اسی اُمید پر خراب کرتا ہے کہ اُس سے زیادہ کی اُمید ہے۔

اور تاجر اپنا روپیہ بائع مال اسباب کو جب ہی دے سکتا ہے کہ اُس مال کی بکری پر اُتنے مال کے روپیہ کے حصول کی توقع ہو اور ظاہر ہے کہ زیادہ کم ہونے کے لئے ضرور ہے کہ کم و زیادہ باہم ایک نوع کے فرد ہوں اور دونوں ایک قسم میں سے ہوں مقادیر متصلہ اور مقادیر منفصلہ میں کمی زیادتی کا ایک دوسرے کی نسبت اطلاق درست نہیں علیٰ ہذا القیاس وزن اور مساحت میں ایک دوسرے کی نسبت کمی زیادتی کے اطلاق کی کوئی صورت نہیں جسم کی زیادتی اٹٹو رہے اور گرمی سردی کی اور سیاہی سفیدی کی اور نور ظلمت کی اور خوشبو اور بدبو کی وغیرہ کی زیادتی کمی اور ایک دوسرے سے کچھ نسبت نہیں ایک کو دوسرے کی نسبت کم زیادہ نہیں کہہ سکتے۔

اور ظاہر یہ بھی ہے کہ انعام کے وعدہ پر کسی بدکام کا ترک کرانا اس پر شاہد ہے کہ تارک کار بد اپنے اُس کار بد کو جو اُس کا محبوب ہے باختیار خود ترک کرتا ہے بلکہ عذاب کی دھمکی بھی اہل عقل کے نزدیک دلیل اختیار ہے۔ اگر اختیار نہ ہو تو دھمکانے کے کیا معنی جیسے اینٹ پتھر کو ہم ہلاتے پھینکتے ہیں اسی طرح اگر حال بشر بھی ہوتا تو نہ وعدہ انعام کی کوئی صورت تھی نہ وعید عذاب کی کوئی شکل اس صورت میں خواہ مخواہ یہ ماننا پڑے گا کہ تارکان لذائذ دنیا کے لئے جو باختیار خود حسب فرمان واجب الاذعان حضرت خالق چھوڑتے ہیں اُسی قسم کی لذتیں بلکہ اُن سے بہتر جنت میں عطا ہوں بالجملہ نصرانیان زمانہ حال مسلمانوں کے سامنے اس مقدمہ میں دم نہیں مار سکتے۔

ہاں اگر متبعان تعلیم عیسوی جن کا اب پتا نہیں اور بوجہ تحریف سب ضائع ہو گئے اگر کچھ کہتے تو مضائقہ نہ تھا مگر اُن کے انکار حکومت زنان سے ہم کو اندیشہ بھی نہ تھا ہم پر بوجہ اتحاد مشرب معترض بھی نہ ہوسکتے۔ واللہ اعلم بالصواب　　**فقط**

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

تحقیق مال حرام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جناب مرزا صاحب السلام علیکم! بندہ کمترین اور میرے سب متعلقین خدا کا شکر ہے خیریت سے ہیں ایک احمد کی والدہ کسی قدر کسلمند ہے اللہ سے اُمید ہے جلد اچھی ہو جائے احمد کو دیو بند بھیج دیا ہے خدا جانے کیا کرتا ہے جب یہ خیال آتا ہے کہ وہ کھلار پڑھانے والے کثیر المشاغل اس پر ادب کمترین مانع تادیب تو ایک یاس سی ہو جاتی ہے اور جب اپنی کیفیت ایام تحصیل آتے ہیں تو اُمید ہو جاتی ہے آپ سے بھی دُعا کا اُمیدوار ہوں اپنا اظہار حال تو ہو چکا آج اُنیسویں ذی الحجہ روز سہ شنبہ ہے صبح چٹھی رساں آیا آپ کا عنایت نامہ لایا کھول کر دیکھا تو ساڑھے نو آنہ کے ٹکٹ بھی نکلے کسی روز ان شاء اللہ آپ کے ارشاد کی تعمیل کی جائے گی بالفعل تو آپ کی عنایات کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ عرض کرتا ہوں ذوق طبیعت کا آپ کی دھیان آتا ہے تو جی خوش ہوتا ہے شکر خدا جی سے نکلتا ہے آپ کے ضعف و ناتوانی کو خیال کرتا ہوں تو ڈرتا ہوں جی میں کہتا ہوں دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے زیادہ کاوش ریاضت سے منع کیجئے تو آپ کی ہمت سے اُمید قبول نہیں تو اس پر کمی مجاہدہ میں اُمید ذوق نہیں اور ذوق نہیں تو دل نیاز کیش کے حساب سے کچھ حصول نہیں ریاضت حبس دم بے شک موجب سکون قلب واطمینان دل ہے پر اس کو کیا کیجئے کہ آپ میں تاب و تحمل نہیں آپ کی ہمت یہ کام کراتی ہے ورنہ جریان بول واندیشہ خروج براز ایسا نہیں کہ پھر بھی یہ کام کیا جائے خیر جو ہولیا سو ہولیا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

آئندہ کیلئے وقت صعوبت یہ دُعا عاجزانہ کیا کیجئے اللھم انی ضعیف فقونی فی رضاک اپنے ضعف و ناتوانی پر خدا کی امداد کا سہارا ہو تو کام سہل ہے ورنہ جہد بے توفیق جان کندن بود مرزا صاحب بزرگوں کے تصدق سے اصل نسبت اور ایک قسم کا ذوق آپ کو میسر آ گیا خدا کا شکر ادا کیجئے اور اُس کی ترقی اور بقاء کی التجاء کیجئے۔

اللھم انّی اعوذبک من الحور بعد الکوز اور اللھم زد ولا تنقص

دُعا کے وقت پڑھا کیجئے زیادہ کیا عرض کیجئے ہاں پہلے خطوط کا مکرر جواب عرض کرتا ہوں پر اتنا کہے دیتا ہوں کہ مولوی فخر الحسن صاحب سے مجھ کو خط وصول نہیں ہوا دو خط اُن سے پہلے متحد المضمون ڈاک میں آئے تھے جن میں سے مولوی فخر الحسن صاحب کے متعلق جتنا مضمون تھا اُس کی تعمیل اوّل تو بذریعہ خطوط کئی طرح سے کی گئی تھی چنانچہ آپ کے خط میں بھی کسی قدر گذارش نہ کی گئی تھی پر تقدیر سے وہ خط نہ پہنچا اُس کے بعد وہ خود آ نکلے جو کچھ کہنا تھا مکرر بالمشافہ عرض کیا گیا مگر اتفاقات تقدیر سے اُنہیں ایام میں مولوی عبد الرب صاحب بھی کسی ضرورت میں آ پہنچے مولوی رشید احمد صاحب سے اس باب میں کچھ گفتگو کرتے رہے مولوی فخر الحسن صاحب بھی بولتے رہے جس کا انجام یہ ہوا کہ بنی بنائی بات پھر بگڑ گئی میں نے اس پر بھی مولوی فخر الحسن صاحب سے عرض کر دیا تھا کہ محبت اور تعظیم سے لے جائیں تو پچیس روپیہ ہی پر چلے جانا کاش کوئی اتفاق کی صورت نکل آئے ورنہ اب تو ایک ہی فکر کا وبال جان رہے گا پھر دو کا فکر ستائے گا اب مضمون مال حرام عرض کرتا ہوں مال حرام کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ ملک ہی میں نہ آئے دوسرے یہ کہ مملوک تو ہو جائے پر کسی قسم کی خباثت ساتھ لگ جائے پہلی صورت میں تو بشرط امکان واپس کرنا اصل مالک کی طرف ضرور ہے اور واپس کرنا طاقت بشری سے خارج ہو تو تصدق لازم ہے پر ہر کسی کو نہ دے ایسے اَموال کے مصرف وہ لوگ ہیں جن کو مردار حلال ہے وہ کون ہیں جن کی جان لب پر آ جائے نہ کھائیں تو مر جائیں اور دوسری صورت میں تا مقدور فسخ معاملہ ضرور ہے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ورنہ بائع اور مشتری اور اجیر اور مستاجر دونوں گنہگار رہوں گے فسخ معاملہ کے۔

اس لئے سوجھائی کہ یہ صورت معاملات فاسدہ ہی میں ہوا کرتی ہے اور فسخ معاملہ دُشوار ہوتو اپنا کھانا پینا تو ناجائز ہی ہے۔ ناچار تصدق ہی لازم ہے اپنے خیال میں تو یہ ہے کہ اس قسم میں اُتنا تشدد نہیں جتنا قسم اوّل میں تھا اگر فسخ معاملہ نہ ہوسکے تو یہ کچھ ضرور نہیں کہ کسی جان بلب ہی کو تلاش کرے کمتر درجہ کے حاجت مند کو بھی دے دے تو گنجائش ہے پر یقیناً نہیں کہہ سکتا شاید کسی کتاب میں اس کے مخالف نکل آئے مگر جب یہ خیال آتا ہے کہ یہاں ملک موجود دوسرے کو دی جائے تو خباثت کے ساتھ جانے کا یقین نہیں تو پھر ہر مسکین حاجت مند کے دے دینے کے کہنے کو جی چاہتا ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مال غصب و رشوت و قیمت ہبہ وخون وزن و مرد آزاد و خمر وخنزیر واُجرت معاصی مثل اُجرت مزامیر نوازی واُجرت نوحہ گری و اُجرت زنا وغیرہ مملوک نہیں ہوتی مال غصب ومکسوبہ رشوت کا مملوک نہ ہونا تو آپ کے نزدیک بھی مسلم ہی ہوگا اُس کے مملوک ہونے کے لئے کوئی وجہ استحقاق متصور نہیں ہاں اَموال باقیہ میں شاید تردد ہواس لئے عرض رساں ہوں کہ بیع میں مبادلۃ المال بالمال بالتراضی و بالاختیار ہوتا ہے اور اجارہ میں مبادلۃ المال بالمنافع اسی طرح ہوتا ہے مگر مال اُس شے کو کہتے ہیں جس کی طرف طبائع سلیمہ بالطبع مائل ہوں ورنہ مال نہیں وبال ہے مثال کی ضرورت ہوتو اس قصہ کو ایسا سمجھئے جیسے اچھوں کو اچھے کھانے بھاتے ہیں اور جن کی طبیعت میں حالت اعتدال سے انحراف آجاتا ہے اُن کو افیون اور تمباکو اور مٹی بھی مزا دے جاتی ہے ایسے ہی اہل طبائع سلیمہ کو تو وہ اشیاء مرغوب ہوتی ہیں جن میں منافع رُوحانی بے واسطہ یا بواسطہ بدن اَرواح کو نظر آئیں کیونکہ میلان کے لئے منافع شرط ہیں غیر نافع یا مضر کی طرف باوجود علم حقیقت میلان محال ہے اور پھر منافع میں بھی لحاظ اصل ومتبوع ضرور مثلاً چری وبھُس اگرچہ اشیاء نافعہ اور اغذیہ مرغوبہ ہیں مگر باعث خریداری اگر خیال انسان ہے تو پھر چری وبھُس بھی ویسا ہی بیکار

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے جیسا انسان کے حق میں خاک اور دھول اس صورت میں خواہ مخواہ اس بات کا اقرار لازم ہے کہ اَموال نافعہ جسم میں لحاظ روحانی ضرور ہوگا اور کیوں نہ ہو روح راکب ہے بدن مرکب روح اصل ہے بدن تابع تو اس پر اغذیہ اور لباس و شراب وغیرہ ضروریات بدن میں تقویت بدن یا حفظ بدن کے سواء تغیر مزاج رُوحانی میں مداخلت مشہود اتنی بات تو ظاہر کیا اظہر ہے کہ ان اشیاء سے لذت یا الم رُوح کو حاصل ہوتا ہے یہ تغیر احوال نہیں تو اور کیا ہے اسی قیاس پر احوال نیک و بد کو غذاء وغیرہ اشیاء کے ساتھ مربوط سمجھئے یہی وجہ ہوئی کہ بہت سی غذائیں اور بہت سے لباس حرام ہو گئے۔

اتنا فرق ہے کہ بعض اشیاء سب کے حق میں مضر روحانی ہیں بعض بعض کے حق میں مضر بعض کے حق میں غیر مضر اَوّل کسی کے حق میں مال نہ ہوں گے دوسری قسم جن کے حق میں نافع ہیں مضر نہیں مال ہوں گے جن کے حق میں مضر ہیں نافع نہیں اُن کے حق میں مال نہ ہوں گے یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ خمر و خنزیر کفار کے حق میں مال سمجھے گئے اہل اسلام کے لئے مال نہ سمجھے گئے اگر کفار باہم معاملہ اشیاء مذکورہ کریں تو اثمان یعنی قیمت میں تصرف مالکانہ اُن کو رَوا ہوگا اور اُن کا دینا اوروں کے حق میں موجب مِلک ہو جائے گا اہل اسلام اگر یہ معاملہ کریں تو قیمت میں تصرف مالکانہ بائع کو درست نہ ہوگا اُن کا دینا اوروں کے حق میں موجب ملک نہ ہوگا وجہ فرق یہ ہے کہ مزاج ایمانی کے لئے جو ایک صفت روحانی ہے قوۃ علمیہ کی ضرورت قوۃ عملیہ کی حاجت حیا در کار طہارت مطلوب قوۃ علمیہ نہ ہو تو کاہے سے خدا کو خدا اور خود کو بندہ سمجھے قوۃ عملیہ نہ ہو تو کیونکر دِل سے عرض نیاز کرے تن بدن سے کس طرح خدمت بجالائے خمر یعنی شراب سے قوۃ علمیہ کا نقصان افیون وغیرہ مفترات سے قوہ عملیہ میں فتور علیٰ ہذا القیاس اگر طہارت باطن نہ ہو تو نجاست باطن ہو۔

اور اس صورۃ میں موافق قاعدہ مقررہ جیسی اصل ویسی ہی نسل جیسا تخم ویسا ہی پھل یہاں بھی کیفیات قلبیہ جو پیداوار مزرعہ دل ہیں ناپاک ہوں اور قابل قبول درگار قدوسی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہ ہوں ایسے ہی ایمان کو لازم ہے کہ خدا سے شرمائے اگر نہ شرمائے تو یوں کہو خدا کو مثل جمادات زمین و آسمان در و دیوار سمجھتا ہے کسی طرح نہیں شرماتا خدا کو مستحق حیا تو سمجھتا ہے پر اُس کو علیم و خبیر سمیع بصیر نہیں سمجھتا جو اُس سے شرم کی نوبت آئے اوّل صورۃ میں خدا کا معبود ہونا غلط ہو جائے گا سب جانتے ہیں کہ معبود ہونے کے لئے عظمت لازم ہے اور یہاں اُس کا نام ونشان نہیں دوسری صورت میں اگرچہ فی الجملہ عظمت ہوگی مگر اُتنی نہ ہوگی جتنی خدا کو اوروں پر ہونی چاہئے وہ کس قدر ہے جس قدر آفتاب کو نورانیت میں اور کواکب پر ہے یعنی جب اس بات کو تسلیم کیا کہ نور قمر و کواکب نور آفتاب سے مستفاد ہے تو یوں کہو جہاں کہیں ان ستاروں کا نور ہے وہاں نور آفتاب بھی ہے۔

ایسے ہی جب اس بات کو مانا کہ ہم میں جو کمال ہے وجود ہے یا اوصاف وجود مثل سمع بصر علم قدرت وہ سب خدا ہی کا فیض ہے تو جہاں جہاں ہماری سمع بصر علم قدرت ہوں گی وہاں وہاں خدا کی علم و سمع بصر و قدرت کا اقرار بھی لازم ہوگا جس سے خدا کا اپنی نسبت علیم و خبیر سمیع و بصیر ہونا ماننا پڑے گا اسی طرح اور محرمات کی وجوہ حرمت نکل سکتے ہیں مگر جب یہ لحاظ کیا جائے کہ بعض اشیاء مذکورہ اصل ایمان کی جڑ کاٹتی ہیں اور بعض اشیاء فقط اُس کی تفریعات یعنی شاخ و برگ کو مضر ہیں جس سے اُس کا بیکار ہونا لازم آتا ہے زوال اصل لازم نہیں آتا تو ان اشیاء کی حرمت اور احکام حرمت میں تفاوت ماننا پڑے گا خمر و خنزیر و میت تو اصل ایمان مطلوب کو مضر ہیں خمر سے فہم و علم کا زوال لازم آتا ہے جس پر حصول ایمان موقوف ہے کون نہیں جانتا کہ بے فہم و عقل لا الٰہ الا اللہ وغیرہ کا اعتقاد متصور نہیں اور قلب ناپاک سے اگرچہ ایمان اس طرح متصور ہے جیسے جسم ناپاک سے یعنی بے وضو و غسل اداء ارکان نماز مگر جیسے نماز بے طہارت کہنے کو اگرچہ نماز ہے پر نماز مطلوب نہیں ایسے ہی ایمان قلب ناپاک اگرچہ برائے نام ایمان ہے پر ایمان مطلوب نہیں مگر جیسے شرب خمر سے کیفیت سُکر رُوح پر طاری ہوتی ہے حالانکہ شرب شراب فعل جسمانی ہے شراب جزو ہوتی ہے تو جزو بدن

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوتی ہے جزء روح نہیں ہوتی داخل اگر ہوتی ہے تو جسم میں داخل ہوتی ہے رُوح میں داخل نہیں ہوتی ایسے ہی میت اور خنزیر کا کھانا اگر چہ فعل جسمانی ہے گوشت میت وخنزیر جزء ہوتا ہے تو جزء بدن ہوتا ہے داخل اگر ہوتا ہے تو بدن ہی میں داخل ہوتا ہے رُوح کو ان باتوں سے سروکار نہیں، مگر باوجود اس کے ایک طرح کی نجاست مثل سُکر روح پر عارض ہوتی ہے اور کیفیت ایمانی کو خراب کر دیتی ہے۔

غرض بوجہ معروض اس قسم کی اشیاء تو سرحد مالیت سے خارج ہو جاتی ہیں اور اس وجہ سے اُن کی بیع منعقد نہیں ہو سکتی جو حصول ملک قیمۃ متصور ہو اور جو اشیاء اس قسم کی ہوں کہ اُن سے اصل و معدن ایمان میں فرق ونقصان آئے نہ محل وقابل ایمان میں خرابی واقع ہو بلکہ ثمرات ایمان میں فساد آجائے تو اُن کو یوں نہیں کہہ سکتے کہ وہ اشیاء سرحد مالکیۃ سے خارج ہو گئیں ہاں بوجہ نقصان مذکور اُن کا کھانا حرام ہو جائے گا پر اور طرح اُن سے منتفع ہونا حرام نہ ہوگا اور اس لئے اُن کی بیع وشرا کی اجازۃ ہو گی اور انعقاد بیع متصور ہو گا جس سے حصول ملک زر قیمۃ لازم آئے گا سگان شکاری کی بیع و شراء کی اجازۃ کی یہی وجہ ہے کہ اُن کے کھانے سے فقط اندیشہ حصول اخلاق سگانہ تھا مگر اخلاق سگانہ نہ اصل ایمان کے معارض ہیں نہ محل ایمان کے مفسد کون نہیں جانتا کہ جیسے نور کے لئے آفتاب منبع ہے ایسے ہی اعتقاد ایمان کے لئے قوۃ علمی یعنی عقل منبع ہے اور جیسے نور آفتاب کے لئے آئینہ محل قابل ہے ایسے ہی اعتقادیات کے لئے قوۃ عملیۃ یعنی قلب جس میں انقلاب اور تبدل کیفیات رہتا ہے محل قابل منبع کی خرابی اور محل کا فساد دونوں تابع اور حال کی خرابی کے باعث ہوتے ہیں۔

آفتاب اگر منکشف ہو جائے یا آئینہ کی قلعی بگڑ جائے یا اُس میں مورچہ پڑ جائے دونوں طرح نور آئینہ میں قصور آئے گا ہاں اگر گرد وغبار آئینہ کو آ دبائے اور اس وجہ سے آئینہ بے کار ہو جائے تو یہ بیکاری اگر چہ حارج کار ہے مگر ایسی نہیں جس سے اُمید کار منقطع ہو جائے رہی یہ بات کہ کھانے میں سگ وخوک دونوں برابر رہے اگر اور

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

استعمال میں بھی خوک وسگ برابر رہتے تو کیا بے جا تھا جیسے شکاری کتے سے شکار کرنا موجب حدوث اخلاق سگانہ نہیں ایسے ہی اگر خوک کو نہ کھاتے اور کسی اور طرح استعمال کرتے تو ناپاکی قلب کا اندیشہ نہ تھا جو اور طرح استعمال بھی کھانے کی طرح حرام ہی رہا اور اس وجہ سے اجازت بیع وشراء نہ ہوئی اور درصورت وقوع اُس کو موجب ملک نہ سمجھا اس کا جواب اوّل تو یہ ہے کہ سُور سے اور کوئی منفعت متعلق ہی نہیں چنانچہ ظاہر ہے ورنہ اور بھی کسی کو نہ سوجھتی تو انگریزوں کو تو ضرور سوجھتی ایک مدت سے اُنس ہے استعمال کرتے کرتے قرن گذر گئے دوسری ناپاکی ایسی صفت ہے کہ اوّل جسم ہی پر عارض ہوتی ہے اور اُس کے واسطہ سے رُوح میں خباثت آجاتی ہے اور اخلاق وغیرہ ایسی کیفیات ہیں کہ اُن کا مولد اوّل اگر ہے تو رُوح ہے جسم اس باب میں فقط سفیر محض ہے نجاست میں جسم کا توسط ایسا ہے جیسا کشتی کا توسط حرکت جالس کے لئے اور اخلاق میں جسم کا توسط ایسا ہے جیسا عینک کا توسط نگاہ کے لئے وہاں تو کشتی اوّل متحرک ہوتی ہے پھر اُس کی حرکت جالس کو متحرک اور یہاں آنکھ ہی دیکھتی ہے عینک نہیں دیکھتی ایسے ہی نجاست تو اوّل اجسام پر عارض ہوتی ہے۔

چنانچہ ظاہر ہے اُن کے بعد اَرواح پر مناسب ارواح نجاست عارض ہوتی ہے اور اخلاق اوّل ہی ارواحین پیدا ہوتی ہیں یہ نہیں کہ اوّل جسم میں اخلاق پیدا ہوتے ہوں اُس کے بعد اَرواح تک نوبت پہنچتی ہو غرض نجاست اصل میں صفتِ جسمانی ہے اس لئے اَرواح کو اُس کے حصول میں احتیاج جسم ضروری اور اخلاق اصل میں صفات رُوحانی ہیں اور جسم رُوح کے حق میں قابل اچھا جسم اچھی رُوح کے لئے بُرا جسم بُری رُوح کے لئے جسم انسانی رُوح کے لئے حادث ہے اور جسم کلبی روح کلبی کا حادث اور ہر رُوح کو اُس کے اخلاق لازم اس فرق کے سمجھ لینے کے بعد یہ بات خود ظاہر ہوگئی ہوگی کہ خنزیر کا اگر اور کسی طرح بھی استعمال کریں تب بھی اسی جسم سے قرب واتصال لازم تھا کیونکہ انتفاع اور استعمال بے اس کے متصور نہیں اور قرب واتصال کی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

صورت میں وہی تلافی نجاست جسم کو لازم ہے جس سے خود جسم کا نجس اور اُس کے واسطہ سے روح کا تنجس لازم تھا القصہ جو چیزیں ایمان کی معارض ہوں یا مخل ایمان کے مفسد ہوں وہ تو مال ہی نہیں بیع ہو تو کیونکر ہو اور وہ اشیاء مملوک ہوں تو کس طرح ہوں اس لئے ایسی اشیاء کی بیع کو بیع باطل کہیں گے کیونکہ باطل اُس شے کو کہتے ہیں جس کے لئے تحقق اور وجود نہ ہو علیٰ ہذا القیاس اُن اجارات کو جن میں منفعت از قسم معصیت خداوندی ہو یا معصیت تو نہ ہو پر شئے نافعہ اپنی مملوک نہ ہو اجارات باطلہ سمجھئے مملوک نہ ہونے کی صورۃ میں تو حقیقت حال خود ظاہر ہے منافع کا مالک وہی ہوتا ہے جو اشیاء نافعہ کا مالک ہو کون نہیں جانتا جو گھوڑے کا مالک وہی اُس کے منافع سواری کا مالک رہی معصیت کی بات اُس کی دو وجہ ہیں۔

ایک تو یہ کہ بدن انسانی مملوک انسانی نہیں اس کہنے سے غرض یہ ہے کہ بیع وشراء کا اختیار نہیں اس کا اختیار مالک حقیقی یعنی خداوند مالک الملک کو ہے بدن بھی مثل دیگر مخلوقات اُس کا مملوک ہے انسان کے پاس فقط مستعار ہے اس کو اتنا ہی اختیار ہے جتنا مستعیر کو ہوتا ہے یعنی بقدر اجازت معیر تصرف کا اختیار ہے سو معاصی میں مشغول کرنے کا اختیار ہی نہیں جو اُن کی بیع کا یعنی اجارہ معاصی کا اختیار ہو دوسرا جواب یہ ہے کہ منافع کے منافع ہونے میں فقط جسم ہی کا لحاظ نہیں اگر ہے تو رُوح کا لحاظ ہے وجہ اس کی وہی تابعیۃ ومتبوعیۃ ہے خادم اور نوکر کو کام کرنے میں رضاء آقاء کا خیال ضرور ہے اپنی رضا سے کام نہیں چلتا اور یہ ہے تو منافع میں نفع رُوح پر نظر کرنی چاہئے نفع جسم پر نظر بے جا ہے جب یہ بات ذہن نشین ہوگئی تو اور سُنئے خدا تعالیٰ نے اُنہیں چیزوں سے منع کیا ہے جو رُوح انسانی کو مضر ہیں وہ مضرۃ اصل میں اوّل رُوح ہی کو پہنچتی ہو جیسے زنا اور شرب خمر میں یا بواسطہ بدن جیسے زہر کے کھانے میں جسم کا خراب ہو جانا لازم ہے یا یوں کہو رُوح کے قابو سے اُس کا نکل جانا ضرور ہے بہر حال رُوح کا بے دست و پا رہ جانا اور بے سامان ہو جانا لازم آتا ہے۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور ظاہر ہے کہ اس بیکاری اور بے سروسامانی سے کس قدر دین ودنیا کا نقصان پیش آتا ہے بہرحال معاصی کو مضرت روحانی ضرور ہے اس لئے اُن سے ممانعت ہوئی ورنہ خداوند جل مجدہ کا کوئی نقصان نہ تھا اُس کے اوامر ونواہی سب اس قسم کے ہیں جیسے اطباء کے اوامر ونواہی بہ نسبت مریض ہوا کرتے ہیں اور جب یہ بات ٹھہری تو اجارہ میں معاصی کو ایسا سمجھنا چاہئے جیسا بیع میں خمر وخنزیر تھے جیسے اُس کی بیع باطل تھی ایسے ہی ان کا اجارہ باطل ہوگا جیسے وہاں ملک زر قیمۃ کی اُمید نہ تھی ایسے ہی یہاں ملک زر اجرۃ کی توقع نہیں اس لئے اس قسم کے اموال بدستور سابق مشتری اور کرایہ دار ہی کی ملک میں رہتے ہیں اُن کا حق ساقط نہیں ہوتا جونوش جان کر لیجئے جس طرح بن پڑے اُن کو واپس کرے اور اگر اُن کا کسی طرح پتا نہ ملے تو اُس قسم کے لوگوں کو عطا کرے جن کو مردار حلال ہو جاتا ہے اب یہ بات باقی رہی کہ اس تصدق کا ثواب ہوگا یا نہ ہوگا اور ہوگا تو کس کو ہوگا مالک اصلی کو یا دینے والے کو کھانا پینا جائز ہوگا یا نہ ہوگا اور مالک اُس کے وہ ہوں گے یا نہ ہوں گے لینے والوں کے حق میں جائز ہوتا۔

تو اسی بات سے ظاہر ہے کہ اُن کو حرام بھی حلال ہو گیا اس وقت پھر اُس سے کیا بحث رہی کہ وہ مال اُن کا مملوک بھی ہوا یا نہ ہوا مگر بایں ہمہ کچھ کہہ بھی دیجئے تو کچھ حرج نہیں میرے خیال میں یہ ہے کہ لینے والے مثل مردار اس کے بھی مالک ہو جائیں گے ملک نہ کہئے تو تصدق کیوں کہئے اور جب لینے والوں کو مالک سمجھا تو پھر اصل مالک کے ملک کا ارتفاع اب لازم آئے گا ہاں بعد تصدق اگر اصل مالکوں کا پتا لگ جائے گا تو پھر تصدق کرنے والوں کو اُس کا تاوان دینا پڑے گا اور اس وقت اُس تصدق کا ثواب تصدق کرنے والوں کو ملے گا نہیں تو دینے والے کے حق میں یہ تصدق فقط رافع عذاب ہوگا موجب ثواب نہ سمجھا جائے گا رہے اصل مالک اُن کے ثواب کی بھی بوجہ فقدان نیت کوئی صورۃ نہیں ہاں جیسے کھیتی کا نقصان جو جانور کر جاتے ہیں اُس کا ثواب کسی قدر اس لئے دلوا دیتے ہیں کہ آخر اتنا تو مزارع خود بھی سمجھے ہوئے ہے کہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

جانوروں کی حفاظت نہ کیجئے تو پھر نقصان ضرور ہے اور پھر بھی حفاظت قرار واقعی نہ کی ایسے ہی یہاں یوں سمجھئے کہ اصل مالک نے جب اپنے مال سے صبر کرلیا تو اُس سے بے غرضی آپ لازم آئے جس سے دوسروں کے لئے گنجائش دست اندازی نظر آتی ہے اور ثواب کی صورت نکل آتی ہے اس لئے کہ اس وقت دو حال سے خالی نہیں یا تو کھا لینے والوں کو اباحت کی نیت کرلی یا آخرۃ کا دعویٰ رکھا اگر اباحت کی ٹھان لی تب تو ثواب مقرر ہی ہو چکا ورنہ دعویٰ آخرۃ تھا تو وہاں اجرت کے نرخ پر عوض دلائیں گے وجہ اس کی یہ ہے کہ مال دنیا و ہیں کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

غرض اصلی اس مال سے امداد عبادت ہے جیسے گھاس دانہ سے غرض اصلی امداد سواری ہے بہر حال ثواب کا ہونا مسلم ہاں اتنی بات بھی مسلم کہ اگر نیت تصدق ہوتی تو صدقہ میں نفاست بڑھ جانے اور اس لئے قیمت ثواب بھی زیادہ ہو جاتی اموال غیر مملوکہ کے متعلق جو تحقیقات تھیں اُن سے تو فراغت ہو چکی اب اُن اَموال کا حال بھی سنئے جو مملوک تو ہیں پر خباثت ساتھ لاحق ہے بیع فاسد اور اجارہ فاسد بعد قبض موجب ملک ہو جاتی ہیں، ہاں قبل قبض مثل بیع و اجارہ صحیح استحقاق مطالبہ نہیں تفصیل اس کی تحقیق معنی بیع فاسد اور اجارہ فاسد پر موقوف ہے بیع فاسد اور اجارہ فاسد میں مثل بیع صحیح اور اجارہ صحیحہ طرفین میں اموال بمعنی مذکور ہوتے ہیں اور طرفین کے مملوک ہوتے ہیں نہ مال مغصوب ہوتا ہے نہ ایسی چیز ہوتی ہے جس کی طرف میلان طبائع سلیمہ نہ ہو ہاں اتنا فرق ہوتا ہے کہ کوئی بیع باطل یا اجارہ باطلہ ساتھ لگا ہوا ہوتا ہے غرض ایک بیع تحقیقی یا اجارہ تحقیقی ہوتا ہے اور اُس کے ساتھ بیع باطل یا اجارہ باطلہ لگا ہوا ہے۔

مثلاً سودی بیع یا قرض ہو تو اصل کے حساب میں جو کچھ دیا جائے گا وہ تو اصل کے مقابلہ میں سمجھا جائے گا اور اس قدر کی بیع کو بیع واقعی کہنا پڑے گا کیونکہ سارے ارکان بیع کے وجود پھر بھی بیع نہ ہو اس کے کیا معنی جیسے انگرکھہ یا مکان یا کھانے یا معجونات کے سارے ارکان یعنی اجزاء ضروری مادی صوری جب اکٹھے ہو جاتے ہیں تو پھر انگرکھہ اور

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مکان اور کھانے اور معجونات کے تحقق میں تامل نہیں رہتا ایسے ہی بعد اجتماع ارکان ضروریہ بیع اُس کے تحقق میں تامل بیجا ہے غرض بائع موجود مشتری موجود مبیع موجود قیمت موجود ایجاب موجود قبول موجود مبیع مال قیمت مال میت نہیں خنزیر نہیں دم نہیں شراب انگوری نہیں جو یوں کہئے کہ بوجہ فقدان منافع مال کہنا ناروا ہے ادھر مبیع مغصوب یا غیر مملوک نہیں قیمت غیر مملوک یا مغصوب نہیں پھر کیونکر کہئے کہ بیع نہیں مگر جیسے بقدر اصل بیع کا اقرار لازم ہے ایسے ہی بقدر سود انعقاد بیع کی کوئی صورت نہیں اُس کو مبیع کہئے تو قیمۃ کیا ہے اور قیمۃ کہئے تو مبیع کہاں ہے سود مع اصل کو قرض یا مبیع کے مقابل کہئے تو کیونکر کہئے نہ شریعت سے اجازت نہ عقل کی طرف سے اباحت شریعت سے اجازت نہ ہونا تو اسی سے ظاہر ہے کہ یہ دونوں مل کر اگر تنہا قرض یا بیع کے مقابل ہو سکتے تو معاملات سودی ممنوع ہی کیوں ہوتے اور عقل کی پوچھئے تو وہ کب کہہ سکتی ہے کہ ظلم بھی جائز ہو۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ مختلف جنسیں ہوں تو یوں ہی کہہ سکتے ہیں کہ کسی کو کوئی چیز بھاتی ہے اور کسی کو کوئی کیا عجب ہے کہ بائع کو جتنی رغبت قیمت معین کی طرف ہے اُسی قدر مشتری کو مبیع معین کے ساتھ اُلفت ہو اور اس وجہ سے دونوں برابر رہیں پر اتحاد جنس کی صورت میں تفاوت رغبت کی کوئی صورۃ نہیں زیادہ سے زیادہ کم سے کم رغبت ہوگی اور اس لئے خواہ مخواہ یہ کہنا پڑے گا کہ سود لینے والا اچھا رہا اور دینے والا بُرا اُس کو نفع ہوا اس کو ٹوٹا غرض مساوات میسر نہ آئی اور جب مساوات میسر آئی تو پھر عدل و معادلہ کجا معادلت بمعنی مساوات ہے اور عدل بمعنی تسویہ اس لئے یہ معاملہ اگر رضا سے بھی ہوگا تو واقع میں رضا سے نہ ہوگا کیونکہ بنائے رضا اصل میں وہ رغبت تھی موجبات رغبت دونوں جگہ برابر مقدار کی کمی زیادتی میں رغبت کی زیادتی کمی ضرور ہے پر رضاء دلی کا ہونا محال باقی رضاء خارجی جو بوجہ ضرورت ہوتی ہے اگر اُس کا بھی اعتبار کیا جائے تو بزور شمشیر جو کچھ لیا جائے وہ بھی حلال ہو جایا کرے وہاں بھی آدمی جان بچانے کے لئے مال کے دینے پر راضی ہو جاتا ہے مگر جب قدر سود کے مقابلہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں کوئی چیز نہیں تو پھر اُس کی بیع کا ہونا محال بیع دو طرف سے دو چیزوں کی ہوتی ہے تنہا ایک آدمی یا ایک چیز سے بیع کا تحقق متصور نہیں۔

اور پہلے معلوم ہو چکا کہ باطل اُسی کو کہتے ہیں جس کے لئے تحقق اور ثبوت نہ ہو اور یہی وجہ ہے کہ باطل کو حق کے مقابلہ میں بولتے ہیں لیکن قدر اصل میں بیع تحقیقی تھی اور قدر سود میں بیع باطل تو وہ بیع تحقیقی اور بیع باطل مل کر ایک بیع فاسد پیدا ہو گئی فاسد اُس شئے کو کہتے ہیں کہ اُس کے لئے وجود تو ہو پھر اُس میں کچھ خرابی اور فساد آ جائے چنانچہ مواقع فساد و فاسد سے یہ مضمون خود سمجھ میں آ جائے گا اور یہیں سے اجارہ فاسد اور اجارۂ باطل کی تحقیق سمجھ میں آ گئی ہوگی۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا کہ اگر بیع تحقیقی کے ساتھ اجارہ باطل بھی لگا ہوا ہوگا تب بھی بیع میں فساد کا آ جانا ضرور ہے جب یہ سب باتیں معلوم ہو گئیں تو اب یہ گذارش اور سُن لیجئے کہ بیع فاسد میں قبل قبض تو فریقین پر واجب ہوگا کہ معاملہ بیع کو فسخ کر دیں اور کیوں نہ ہو ایک ظلم دوسری مخالفت حکم خداوندی ظلم ایسی بات کہ حکم خداوندی نہ ہوتا جب بھی کسی کی عقل اُس کو تجویز نہ کرتی اور حکم خداوندی کا یہ حال کہ اچھی بات سے منع کر دیں اور بری بات کی تاکید فرمائیں تب بھی اُسے بے چون و چرا ماننا پڑے۔

اور جب معاملہ مذکور واجب الفسخ ٹھہرا تو پھر اُس سے استحقاق کا ثبوت معلوم جو قبل القبض بھی اسباب تقاضا میں سے سمجھی جائے ہاں اگر قبض تک نوبت پہنچ جائے تو پھر ملک اور خبث دونوں کا اقرار ضرور ہے ملک کے اقرار کی تو یہ وجہ ہے کہ بیع متحقق ہو چکی اُس کے لوازم بھی ساتھ ہونے چاہئیں مانع کوئی بیچ میں نہیں جو یوں کہا جائے کہ جیسے آفتاب کا نور در صورت حیلولت ابر و غبار جیسے زمین تک نہیں پہنچ سکتا ایسے ہی آثار بیع یعنی ملک مشتری مبیع تک اور ملک بائع قیمت تک نہیں پہنچ سکتے ہاں قبل القبض اندیشہ مخالفت حکم خداوندی ہو جب فسخ اور مانع تقاضاء تسلیم تھا جب بحکم تقدیر مخالفت کی نوبت آئی تو اب ملک کا مانع کون ہے ہاں یوں کہیئے کہ یہ ملک ہے بوجہ مذکور قابل

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ازالہ ہے مگر ہم اسی بات کو دوسری طرح سے خباثت سے تعبیر کرتے ہیں یعنی جب یہ ٹھہری کہ اس ملک کے حصول میں مخالفت حکم خداوندی لازم آتی ہے تو بے شک ایک بُرائی اُس ملک کے ساتھ لاحق ہوگئی اسے ہی ملک خبیث کہتے ہیں۔

الغرض وجوب فسخ تو قبل القبض اور بعد القبض دونوں صورتوں میں مسلم مگر مثل بیوع صحیحہ بعد القبض ملک کا ثبوت بھی واجب التسلیم ہے رہی یہ بات کہ یہ خباثت آگے بھی چلے گی یا مشتری اور بائع تک ہی رہے گی مشتری اگر کسی اور کے ہاتھ مبیع کو بیچ دے یا ہبہ کردے اور بائع قیمت سے کوئی اور چیز خرید لے تو وہ مبیع اوّل اور ثمن اوّل دوسری بائع اور مشتری کے پاس جا کر بھی خبیث ہی رہے گا یا اُن کے حق میں پاک صاف ہو جائے گا میرے خیال میں یہ آتا ہے کہ وہ خباثت مذکورہ آگے نہ چلے گی وجہ اس کی یہ ہے کہ سبب ملک تو اَصل میں وہ بیع تحقیقی تھی جس کا ہونا بیع فاسد میں ضروری ٹھہرا وہ بذات خود اچھی علت ہے اُوپر کی برائی الگ تھی۔

اور ظاہر ہے کہ دوسری بیع کا مبناء فقط بیع اوّل ہی معصیت مذکورہ نہیں اگر معصیت مذکورہ کی نوبت آتی تب بھی بیع ثانی کے لئے بیع اوّل کافی تھی اور اگر بیع اوّل نہ ہوتی اگرچہ مخالفت حکم خداوندی کسی طرح وقوع میں آجاتی تو پھر مع ثانی کی کوئی صورت نہ تھی الغرض بوجہ بیع اگر مشتری مالک مبیع نہ ہو لیتا تو دوسرے کے ہاتھ بیع نہ کرسکتا اس سے صاف ظاہر ہے کہ بنائے بیع ثانی فقط بیع اوّل ہے وہ بذات خود متحقق ہے مخالفت خداوندی کی وجہ سے ایک خباثت اُوپر سے عارض ہوگئی ہے وہ مخالفت آگے چلے گی نہیں اُس کا اثر کاہے کو چلے گا۔

البتہ کسی چیز کا مملوک نہ ہونا اُس چیز کی نسبت ایسا وصف نہیں کہ دینے دلانے میں اُس سے جدا ہو جائے اگر کوئی چیز اپنی ملک نہ ہو اور پھر خدانخواستہ اُس کو کسی کے ہاتھ بیع کردیں یا کسی کو ہبہ کردیں تو بعد بیع ظاہری اور ہبہ ظاہری بھی یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ چیز واہب اور بائع کی ملک نہ تھی اور اس وجہ سے مشتری اور وہوب لہ کی ملک

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں آتی اس لئے مال مغصوب اور مال رشوت اور قیمت بیع باطل واجارہ باطل کسی کو ہبہ کریں یا کسی کے ہاتھ بیع کریں کسی طرح کسی مرتبہ میں حلال وطیب نہیں ہوسکتا اور کیونکر ہو یہاں مبنائے بیع وہبہ کوئی اُمر موجب ملک نہیں اگر ہے تو ظلم ہے یا گناہ مثال سے تسکین مطلوب ہوتو سنئے زرد سبز آئینہ اور آتشیں شیشہ میں سے اگر نور منعکس ہوکر کہیں جائے تو بے شک جہاں وہ نور جائے گا وہاں زردی سبزی حرارۃ بھی ساتھ جائے گی اور اگر اُس نور کی کروٹ پر ایک آئینہ سبز یا زرد یا آتشیں شیشہ ایسی طرح رکھا ہوا ہو کہ نور کے اِدھر اُدھر ایک سطح اور اُس آئینہ یا شیشہ کے ایک سطح ایسی طرح ملی ہوئی ہوں جیسے دو اِینٹیں یا دو پتھر باہم ملے ہوئے ہوتے ہیں۔

غرض فقط تلاقی ہو نور اُس آئینہ یا شیشہ میں منعکس اور نافذ نہ ہو تو پھر رنگ آئینہ یا حرارت شیشہ آگے نہ جائے گی وجہ اس کی فقط یہی ہے کہ نفوذ اور عکس کی صورۃ میں بنائے حصول نور وحرارت مقام معلوم میں آئینہ اور آتشیں شیشہ پر ہے اگر آئینہ مذکور اور آتشیں شیشہ نہ ہوتا تو پھر یہاں نور آتا نہ حرارت آتی اور دوسری صورت میں حصول نور اُس آئینہ پر اور حصول حرارت اُس شیشہ پر موقوف نہیں اسی طرح یہاں سمجھ لیجئے مکسوبہ ظلم وبیوع واجارہ باطلہ کی بیع یا اُن کا ہبہ ظلم اور گناہ پر موقوف ہے اور مکسوبہ بیع فاسد کا ہبہ یا اُس کی بیع ظلم اور گناہ پر موقوف نہیں واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم

مکرر عرض یہ ہے کہ اگر سر یا اطراف بدن میں کچھ شور محسوس ہو تو اُس میں تخیل اسم ذات رکھا کیجئے اور یوں سمجھا کیجئے کہ محل شور کا ہر بُن موذکر خدا میں مشغول ہے قلت فرصت اور کثرت مشاغل کے باعث متصل تحریر کا اتفاق نہ ہوا اوقات مختلفہ میں لکھ کر تمام کیا اس لئے روز ابتداء تحریر ارسال نہ کرسکا آج روانہ کرتا ہوں رسید سے مطلع فرمائیں حافظ رحیم بخش صاحب وغیرہ احباب سے اگر اتفاق ملاقات ہو اور یاد رہے تو میرا اسلام عرض کردینا فقط اس تقریر پریشان کو دیکھ کر میں جانتا ہوں آپ بہت پریشان ہوں گے اور شاید خلجان بے معنی سمجھ کر دیکھنا ہی دُشوار ہو پر آپ کے فحوائے کلام سے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

استدعا تسکین سوال کے ہر شق میں مفہوم ہوتی تھی۔

یوں سمجھ کر کہ آپ سے فہیم کی تسکین اُوپر کی باتوں سے تو معلوم جب تک تہ کی بات نہ کہی جائے اُمید نہیں کہ آپ کا تردد جائے یہ چند اوراق سیاہ کر دیئے ہیں اور اب پشیمان ہوں کہ کیوں وقت کھویا اور کس لئے کاغذ سیاہ کیا آپ کا مطلب اصلی تو فقط اتنی بات سے متعلق تھا کہ مال رشوت غصب اور مکسوبہ زنا و دیگر محرمات اصلیہ ملک میں نہیں آتا اگر مالکان اصلی معلوم ہوں تو ہٹانا واجب ہے ورنہ بغرض دفع عذاب اُس کے ذمہ تصدق واجب ہے پر لینے والے ایسے بے مایہ ہوں کہ افلاس کے باعث لبوں پر جان ہو مرنے کا ارمان ہو رہا ثواب وہ اگر ہوگا تو مالکان اصلی کو ہوگا یہ اس لئے عرض کیا گیا کہ مالکان اصلی اگر کافر ہوں گے تو پھر ثواب کی کوئی صورت نہیں حیدر مرزا کو پیار کیجئے گا اُس کی والدہ کو سلام کہہ دینا مولوی فخر الحسن صاحب مل جائیں اور یاد رہے تو سلام کہہ کرا دینا اور کہہ دینا نہ تم تفصیل احوال لکھتے ہو نہ یہاں دل مانتا ہے جہاں آپ اور کام کرتے ہیں ایک پرچہ ہمارے نام بھی لکھ بھیجئے سولہویں کا لکھا ہوا عدن سے مولوی احمد حسن صاحب کا خط آیا تھا اُسی روز کی روانگی کی خبر لکھی تھی بہر حال معلوم نہیں آپ بھی دعا کریں اور ملنے والوں سے سلام عرض کر دیں۔

تمت بالخیر

تحقیق مبحث اِمکان
وامتناع نظیر محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کمترین خلائق ہیچمدان محمد قاسم مخدوم ومکرم قاضی محمد اسمٰعیل صاحب کی خدمت سراپا برکت میں بعد سلام مسنون وشوق مکنون کے عرض پرداز ہے کہ آپ کا عنایت نامہ باعث افتخار ہوا پر مجھ کو تعجب آتا ہے کہ ایسے لوگوں کے جھگڑے میں جن کو حق و باطل سے کچھ مطلب نہ ہو اپنی بات سے مطلب ہو اور علم وعقل وفہم تو درکنار الف کی نام بے تک نہ جانتے ہوں مجھ جیسے وحشی کو جس کو ایسے قصے کبھی خوش نہ آتے ہوں کھینچتے ہوئے جی حضرت آپ نے سنا نہیں۔ جواب جاہلان باشد خموشی جب جاہل برسرِ پرخاش ہو لڑنے کو خم ٹھوک کر موجود ہو حق کی تلاش نہ ہو ایسے وقت میں علماء کو لازم ہے کہ اپنی زبان کو منہ میں رکھیں میرے کہنے کا یقین نہ ہو تو آیت وَ اِذَا خَاطَبَھُمُ الْجَاھِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا.

اور سواء اس کے اور آیتیں جو اس مضمون کی ہیں ملاحظہ فرماویں ہاں جاہل ہو کر حق طلب ہو تو اُس کی تسکین خاطر لازم ہے سو ایسے لوگوں کی علامت یہ ہے کہ بحث مباحثہ کو تیار نہیں ہوتے علماء کے منہ کو تکتے رہتے ہیں جو اُن کے منہ سے نکلا اپنے پلے باندھ لیا جاہلوں کی اور نیم ملاؤں کی بات کو نہیں سنتے جن سے اُلٹا خطرہ ایمان ہو سو سائلان استفسار مسئلہ کچھ ایسے ہی آدمی ہیں بعضے نیم ملاؤں کی تقریریں اور بعض معراج ناموں کی تحریریں سن کر اور دیکھ کر علم کی بات میں پاؤں اڑانے لگے اور قول مشہور کو غیر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مشہور اور غیر مشہور کو مشہور بتانے لگے اور اس سبب سے اور نیز اپنی نقاہت اور والدہ کی بیماری اور بعض احباب کی تشریف آوری اور طلبہ کی خدمت گذاری کے باعث جی ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ اس باب میں قلم گھسائے اور ورق سفید کو سیاہ بنائے علاوہ بریں مستفتی خواستگار روایات معتبرہ مرضیہ اور طالب دلائل قویہ سو میرے پاس اوّل کتابیں کہاں جو روایتیں نکالوں اور سناؤں اور مستفتی فہیم کہاں جن کے لئے قویہ دلائل لاؤں اور بتاؤں غرض بہر طور جواب لکھنے سے نہ لکھنے کو اچھا سمجھتا تھا مگر چونکہ آپ کا پیچ تھا مجبور ہو گیا یہ ڈر لگا مبادا آپ کچھ کا کچھ سمجھ جائیں اور میری ان مصلحت اندیشیوں کو کسی اور بات پر محمول فرمائیں اس لئے مختصر مختصر کچھ عرض کئے دیتا ہوں کیونکہ اگر گفتگو کو طول دیا جائے تو کم سے کم ہر بات کے لئے ایک ایک دو دو جزو تو ہوں مگر یہ تحریر بھی فقط آپ کی اور آپ کے اتباع کے لئے کی جاتی ہے ورنہ آپ کے مخالفوں سے اُمید قبول نہیں ہاں جن کو میری بات پر اعتماد ہوگا وہ بھی اس سے منتفع ہو سکتا ہے علیٰ ہذا القیاس جو طالب حق ہوگا اُس کے لئے بھی یہ تحریر مفید ہوگی۔

اس لئے حسب درخواست مستفتی میں بھی اسی بات کا پابند ہوتا ہوں کہ حوالہ دوں تو معتبر ہی کتاب کا حوالہ دوں سو اہل ایمان کے نزدیک کلام اللہ سے زیادہ معتبر کوئی کتاب نہیں اور بعد کلام اللہ کے بخاری شریف اور مسلم شریف سے اور صحاح ستہ اور مشکوٰۃ سے زیادہ کسی کتاب کا اعتبار نہیں کلام اللہ کی آیتیں لیجئے اور کتابوں کی روایتیں لیجئے مگر کسی کو خدائے تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امام بخاری اور اُن کے راویوں کی طرف بھی وہابیت کا گمان ہو تو پھر ہمارے پاس کوئی جواب نہیں۔ حضرت من نہ تفسیر حسینی معتبر نہ ملا حسین واعظ اُس کا مصنف اہل سنت کے نزدیک قابل اعتبار بلکہ جاننے والے جانتے ہیں کہ ملا حسین واعظ کوئی عالم محقق نہیں بات سے آدمی پہچانا جاتا ہے اُن کی باتیں خود دلالت کرتی ہیں کہ یہ شخص نہ عالم محقق ہے نہ مؤرخ معتبر خیر بات کے پہچاننے کے لئے تو بڑا حوصلہ چاہئے مگر یہ شخص صحیح یہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے کہ محققین کے نزدیک قابل اعتبار نہیں نہ بوجہ علم نہ بوجہ دیانت علم کا حال معروض ہو چکا دیانت کی بات پوچھئے تو اُن کی باتوں سے بوئے رفض آتی ہے اور اہل تحقیق کے نزدیک مہتمم برفض ہے خیر رافضی ہونا بجز علماء متبحرین کے کون سمجھ سکتا ہے مگر اس بات کے لئے کہ یہ قول جس کو مستفتی بحوالہ زید کے معتبر اور مشہور بتلاتا ہے اور جس کو غیر مشہور اور غیر معتبر کہتا ہے مشہور اور معتبر ہے اتنی بات سچ ہے کہ احادیث صحیحہ سے قول ملاقات حضرت جبرئیل ہی صحیح معلوم ہوتا ہے اور مفسرین میں بھی یہی مشہور ہے چنانچہ ماہران تفاسیر معتبرہ اس کی تصدیق کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ فقط بایں وجہ کہ زبان پارسی سے اکثر اطفال مکتب تک واقف ہوتے ہیں اور عربی کوئی کوئی جانتا ہے تفسیر حسینی کے مضامین ذہن نشین اکثر عوام ہوگئے ہیں اور اُس کے بھروسے معراج نامہ اُردو وغیرہ میں تصنیف ہوگئے غرض چونکہ تفسیر حسینی فارسی میں تھی وہ بھی سلیس عوام میں مروّج ہوگئی عربی کی تفسیریں ایک طرف دھری رہیں۔

باقی موافق ہونا قول معلوم کا احادیث صحیحہ کے سواُس کی تفصیل یہ ہے کہ بخاری شریف میں صفحہ سات سوبیس (۷۲۰) میں اسی سورۃ کی تفسیر میں تین حدیثیں ہیں ایک تو اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جس کا یہ مضمون ہے کہ میرے بال کھڑے ہوجاتے ہیں جو یوں کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کو دیکھا وہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے جن کا یہ مضمون ہے کہ آیت فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی (۹) فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی سے مراد حضرت جبرئیل کی ملاقات ہے اور چھ سو (۶۰۰) بازوؤں کے ساتھ اُن کا دیدار مراد ہے علیٰ ہذا القیاس مسلم شریف میں صفحہ ۹۸ پر دو حدیثیں موجود ہیں جن میں سے پہلی حدیث سے تو بحوالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یوں معلوم ہوتا ہے کہ آیت وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی میں حضرت جبرئیل کا دیکھنا مراد ہے اور دوسری حدیث سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ آیت ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی (۸) فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی سے حضرت جبرئیل کا دیکھنا مراد ہے اور

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ز حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت جبرئیل یوں تو مردوں کی شکل میں آتے تھے
پر اس وقت جس کا اس سورۃ میں بیان ہے اُس صورت میں آئے جو اُن کی صورت
اصلی تھی پھر اُس کے بعد ننانویں (۹۹) صفحہ میں حضرت ابوذر سے دو روایتیں مذکور
ہیں جن میں سے پہلی حدیث میں تو یہ الفاظ ہیں عن ابی ذر قال سالت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل رایت ربک قال نورٌ انّی اراہ سو شارح
نووی جو مشہور و معروف ہیں اور صاحب مشکوٰۃ اپنی مشکوٰۃ شریف میں اُن کے حوالہ
دیتے ہیں اسی صفحہ میں یوں فرماتے ہیں کہ تمام اُصول یعنی سب حدیث کی کتابوں
سے سارے راویوں نے نورٌ کے رٗے کو دو پیش اور انّی کے الف کو زبر اور نٓ کو
تشدید سے پڑھا ہے اور اس صورت میں اس کے معنی یہ ہوں گے کہ خداوند کریم نور
کے پردہ میں مستور ہے میں اُس کو کیونکر دیکھ سکوں۔

دوسری ایک روایت اور بھی لکھی ہے اُس روایت کے موافق رے کو زبر الف
ساکن نون کو زیر یا کو تشدید ہے اس صورت میں دو احتمال ہیں ایک تو یہ کہ وہ نورانی ہے
میں اُس کو دیکھتا ہوں دوسرے یہ کہ وہ خالق نور ہے نور اُس کا حجاب ہے میں اُس کو
کب دیکھ سکتا ہوں۔ چنانچہ امام نووی نے بھی تاویل کی ہے اور اُن کے بعد بحوالہ
قاضی عیاض مصنف شفا کتاب مشہور حدیث جو بڑے معتبر عالم اور صحیح مسلم کے شارح
ہیں یوں رقم فرماتے ہیں کہ یہ روایت ہمیں کہیں نہیں ملی اور نہ کہیں اُصول میں ہم نے
اس روایت کو دیکھا علاوہ بریں اُسی صفحہ ۹۹ میں دوسری حدیث انہیں حضرت ابوذر سے
موجود ہے جس کا مطلب موافق محاورہ کلام اور موافق تحریر امام نووی کے یہ ہے کہ میں
نے نور دیکھا اور کچھ نہیں دیکھا سو چونکہ یہ دونوں حدیثیں ایک راوی سے ایک مقدمہ
میں ہیں تو دونوں کا ایک ہی مطلب ہوگا اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت غیر
معتبر ہے اور ہے بھی تو اُس کے بھی معنی وہی ہیں جو مرقوم ہوئے اور اگر بالفرض اس
روایت نا معلوم بے اصل کا یہی مطلب ہے کہ میں خدا کو دیکھتا ہوں تو اُس سے کیا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

سوال جواب کے وقت کی رویت اور دیدار ثابت ہوگا سورۂ نجم کو اس سے کیا علاقہ جیسے سورہ نجم میں صوم وصلوٰۃ وزکوٰۃ کا ذکر نہیں اور یوں کہنے سے کہ اس سورہ میں اور ان آیات میں احکام مذکورہ ذکر نہیں آدمی وہابی نہیں بن جاتا تو یوں کہنے سے بھی کہ اس سورہ میں دیدار خداوندی کا ذکر نہیں وہابی نہیں بن جاتا پھر بے چارے شاہ عبدالعزیز صاحب اور صاحبان جلالین اتنی بات سے کیونکر وہابی ہوگئے اور اگر اس بات سے یہ صاحب وہابی ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوذر اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور اُن کے نیچے کے راوی جن کے واسطے سے بخاری اور مسلم میں احادیث مروی ہیں اور علیٰ ہذاالقیاس امام بخاری اور امام مسلم اور امام نووی اور قاضی عیاض اور اُن کے اتباع اوّل وہابی ہوجائیں گے۔

سو اگر یہی وہابیت ہے تو ہم اور ہماری سات پشت وہابی سہی مگر اس کو کیا کیجئے کہ وہابیوں کے دورہ کو دو سو برس نہیں ہوئے اور یہ صاحب سوائے شاہ عبدالعزیز صاحب کے اس زمانہ سے پہلے ہوگذرے ورنہ تہمت وہابیت کا ان بزرگواروں کی نسبت خوب موقع تھا اب زید سے جو شاہ عبدالعزیز صاحب اور صاحبان جلالین کو وہابی سمجھتا ہے کوئی پوچھے کہ بھلا شاہ عبدالعزیز کو وہابی بنایا تو بنایا صاحبان جلالین تو آپ کے طعنوں کے ڈر سے پانچ سو برس پہلے ہوگذرے ہیں مثل مشہور مرتے کو ماریں شاہ مدار اُن پر یہ طعن نہ کرنا تھا اُن کی رعایت کرتے تھے اب التماس یہ ہے کہ اگر میری اِن باتوں میں شبہ ہو تو اگر کہیں سے بخاری ومسلم مطبوع ملیں تو بہ نشان صفحات مسطور اگر کوئی صاحب ایسے ملیں جن کو اِن کتابوں کے دیکھنے اور سمجھنے کا سلیقہ ہو مطابق کرالیں بلکہ صحیح مسلم کے صفحہ ۹۸۰ میں جو احادیث کے نیچے شرح نووی مسطور ہے۔

اُس میں بحوالہ واحدی جو اِمام نووی سے مقدم ہیں یہ بھی مسطور ہے کہ اکثر علماء تو یہ فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کو اُن کی اصلی صورۃ میں دیکھا اور حضرت عبداللہ بن عباس یہ فرماتے ہیں کہ خداوند کریم کو دیکھا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

غرض اکثر صحابہ اور تابعین اور اُن کے بعد کے علماء تو قول اوّل کی طرف ہیں اور حضرت عبداللہ بن عباس اور شاید اور بھی کوئی قول ثانی کی طرف ہیں اسی واسطے بیضاوی نے قول اوّل ہی لیا ہے اور دوسرے قول کو بطور تضعیف فقط ذکر کیا ہے اعنی لفظ قیل سے نقل کیا ہے جس سے موافق اصطلاح علماء یہ مراد ہوتی ہے مگر بیضاوی کو وہابی کہنے سے کون مانع ہے اللہ نے منہ میں زبان دی آگے کوئی آڑ نہیں پہاڑ نہیں جو روکے، کودتے پھندتے شوق سے چلے جاؤ اب بعد اِن سب مراتب کے التماس یہ ہے کہ جو مسائل علماء متقدمین میں مختلف فیہ ہوں ایسے مسائل میں ایک جانب لینا اور ایک جانب والوں پر طعن کرنا جاہلوں اور بے دینوں کا کام ہے ورنہ حنفی شافعیوں پر اور شافعی حنفیوں پر لعن طعن کیا کرتے اس صورت میں اُن مسائل کے ایک جانب والوں پر جو صحابہ میں بھی مختلف فیہ ہوں اور پھر وہ جانب بھی ایسی ہو کہ اکثروں نے ترجیح دی ہو طعن کرنا اُن لوگوں کا کام ہے جن کے حق میں مولانا رُوم علیہ الرحمۃ یہ شعر ارشاد فرماتے ہیں شعر۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد   میلش اندر طعنہ پا کاں برد

افسوس جاہلوں اور نیم ملاؤں نے دین کو خراب کر ڈالا ایک صاحب اُٹھتے ہیں تو بہت سے اُصول دین کو وہابیت کہہ جاتے ہیں دوسرے صاحب کھڑے ہوتے ہیں تو بہت سے اعمال صالحہ کو بدعت کہہ سناتے ہیں اہل حق کو جان بچانی دُشوار ہوگئی باقی رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثانی کا ممکن یا محال ہونا اس کا جواب کیا لکھوں طرفین کے دلائل اور پھر ایک جانب کے ترجیح کی وجوہ لکھوں تو استفسار کے دونوں جانب کے صاحبوں میں اتنا سلیقہ نظر نہیں آتا کہ اُن کو سمجھیں اس صورۃ میں ایسے مضامین کی تحریر میں اپنے اوقات کا خراب کرنا ہے اور اپنے دماغ کا چور کر دینا ہے مگر یوں سمجھ کر کہ اور نہ سمجھیں گے تو آپ بفضلہ تعالیٰ صاحب وجدان ہیں اِن شاء اللہ تعالیٰ خوب سمجھ جائیں گے دو ایک باتیں آسان سی لکھے دیتا ہوں مخدوم من علماء متقدمین میں تو اس مسئلہ میں اختلاف دیکھنا نہ سنا ہاں تھوڑے دنوں سے یہ بات جھگڑے میں پڑ گئی اکثر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بڑے عالم تو اس جانب ہیں کہ ماسواء خداوند کریم کے سب کا ثانی اور نظیر ممکن ہے اور وحدہٗ لاشریک لہٗ ہونا خدا ہی کو زیبا ہے اسی واسطے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ ہی کے ساتھ یہ جملہ لگایا گیا اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدَ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ کے ساتھ نہ بڑھایا گیا اور مولوی فضل حق صاحب مرحوم اور اُن کے اتباع اِس جانب گئے کہ ممکن نہیں مولوی صاحب مذکور کے دلائل کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی دل سے اسی بات کے قائل تھے کہ آپ کا ثانی ممکن ہے کیونکہ دلائل سے اُن کے فقط امتناع بالغیر ثابت ہوتا ہے اور امتناع بالغیر خود امکان ہی پر دلالت کرتا ہے اس واسطے کہ امتناع بالغیر کے یہ معنی ہیں کہ اپنی ذات سے تو فلانی چیز ممکن ہے پر کسی غیر کی وجہ سے محال یا ممتنع ہوگئی سو اس بات کے وہ لوگ بھی قائل ہیں جو ممکن بتلاتے ہیں کہ خداوند کریم کے وعدہ صادق کے سبب آپ کا ثانی ممتنع ہوگیا اور محال بن گیا ممتنع ذاتی اور محال ذاتی نہیں جیسے خدا کا ثانی اور اُس کا نظیر محال اور ممتنع ذاتی ہے یعنی کسی غیر کے سبب محال اور ممتنع نہیں ہوگیا اپنی ذات اور اپنی اصل سے محال اور ممتنع ہے۔

مولوی فضل حق صاحب مرحوم کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ خدا نے وعدہ کرلیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی پیدا نہ کروں گا سو اس کا جواب ایک تو یہ ہے کہ جو چیز وعدہ کے سبب محال ہو وہ ممتنع بالغیر ہے ممتنع بالذات نہیں کیونکہ وعدہ کے سبب محال ہوئے اپنی ذات سے محال نہیں دوسرا یہ کہ وعدہ کا کرنا خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیدا کرنا قدرت واختیار خداوندی میں داخل ہے ورنہ وعدہ کے کیا معنی وعدہ تو اُمور اختیاریہ میں ہوتا ہے جس بات کا کرنا نہ کرنا اپنے اختیار نہ ہو اُس میں وعدہ ممکن نہیں ہاں کبھی اُن باتوں میں جو اپنے سے نہ ہوسکیں دھوکا دینے کو اُن لوگوں سے جو ناواقف ہوں بطور وعدہ کے کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم یہ بات نہ کریں گے سو یہ بات ہم تم سے تو متصور ہے خداوند کریم سے متصور نہیں ہمارا خدا دھوکے باز نہیں جو خداوند صادق القول کو دھوکے باز سمجھے اُس کے ایمان واسلام میں حرف ہے۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

دوسری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند کریم خاتم النبیین فرماتے ہیں اگر آپ کا ثانی پیدا ہو جائے تو آپ خاتم النبیین نہ رہیں اور خدا کا کلام جھوٹا ہو جائے سو اس کا جواب اوّل تو اسی تقریر سے نکل آتا ہے کیونکہ یہاں بھی وعدہ پر مدار کار رہا دوسرے حضرت آدم علیہ السلام باعتبار پیدائش کے اوّل النبیین ہیں ورنہ آپ کی نبوت موافق حدیث کنت نبیًا و ادم بین الماء و الطین سب سے اوّل ہے پھر خاتمیت کہاں ہوگی سوا گر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی محال ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کا ثانی بھی محال ہے علیٰ ہذا القیاس اوسط الانبیاء اور اوّل الانبیاء اور خاتم الانبیاء اور اوّل الاولیاء اور خاتم الاولیاء اور اوسط الاولیاء بلکہ اوّل المخلوقات اور آخر المخلوقات اور اوسط المخلوقات سب کا ثانی محال ہوگا اگر یہی محال کے معنی ہیں تو اس سے کسے انکار ہے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ جیسے گل سر سبد میں یعنی ٹوکری میں ایک ہی پھول ہوتا ہے اعنی ہر مجموعہ میں افضل ایک ہی ہوتا ہے سو اس مجموعہ میں جسے عالم کہیے افضل جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اگر اُن کا ثانی موجود ہو تو یہ بات غلط ہو جائے بلکہ ایک مجموعہ میں دو افضل ہو جائیں سو اس شبہ کا جوابِ اوّل تو یہ ہے کہ یہ امتناع بالغیر ہے امتناع بالذات نہیں امتناع بالذات کی یہ صورت ہے کہ پھول ٹوکری میں ہو یا علیحدہ اُس کا ثانی ممکن نہ ہو علاوہ بریں دو پھول ٹوکرے میں ایک سے ہوں اور سب پھولوں سے افضل ہوں تو کیا قباحت ہے کوئی عاقل اس میں متامل نہیں ہو سکتا مع ہذا اگر دوسرا ٹوکرا بھی ایسا ہو کہ اُس میں بجنسہ اُوپر سے لے کر نیچے تک ایک ہی سے پھول ہوں جیسے اس میں گل سر سبد ہو ایسا ہی اُس میں جیسے اس میں اور باقی ہوں ایسا ہی اُس میں تو کوئی صاحب عقل اس میں انکار نہیں کر سکتا ایسے ہی اس عالم میں بھی دو افضل ہوں یا کوئی دوسرا عالم بلکہ اسی عالم کے مشابہ ہو جیسے اس عالم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اُس عالم میں بھی ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور باقی جیسے اس میں ہوں ویسے ہی اُس میں تو اہل عقل تو اِنکار نہیں کر سکتے کیونکہ خداوند کریم ایسے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایسے عالم ہزاروں پیدا کرسکتا ہے چنانچہ بعض احادیث میں اس کی طرف اشارہ بھی موجود ہے اگر خدا کو منظور ہے تو اُن احادیث کا مضمون اور اوراق کا نشان بھی مرقوم ہوگا ماسوا اس کے جیسے ایک مجموعہ میں افضل ایک ہی ہوتا ہے ایسے ہی ادون یعنی کم تر بھی ایک ہی ہوتا ہے۔ اور علیٰ ہذا القیاس اوسط بھی ایک ہی ہوتا ہے سو جیسے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم میں افضل ہیں شیطان مثلاً بدتر ہے اسی طرح کوئی اوسط ہے تو خداوند کریم شیطان کا ثانی اور اُس اوسط کا ثانی بھی پیدا نہ کرسکے گا علاوہ بریں ہر نوع حیوانی میں گدھا ہو یا گھوڑا علیٰ ہذا القیاس انواع اشجار وغیرہ میں ایک افضل اور ایک کمتر اور ایک اوسط ہوگا اُن کا ثانی بھی خدا سے پیدا نہ ہوسکے گا۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ جیسے دائرہ میں مرکز ایک ہی ہوتا ہے ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عالم میں ایک ہی ہیں اس دلیل میں اوّل تو یہی خرابی ہے کہ دائرہ کجا اور عالم کجا تشبیہ کے لئے مجانست اور مشابہت چاہئے جیسے مربع اور مثلث اور مستطیل اور منحرف اور قوس اور مخمس مسدس وغیرہ کو اس بات میں دائرہ کے ساتھ تشبیہ نہیں دے سکتے حالانکہ دائرہ اور اقسام مذکورہ میں اتنا تو اتحاد ہے کہ سب اقسام سطح میں سے ہیں ایسے ہی عالم کو دائرہ کے ساتھ تشبیہ نہیں دے سکتے علاوہ بریں مرکز کی حقیقت فقط اتنی ہے کہ وہ بھی ایک نقطہ ہے اور یہ بات کہ سب کی طرف سے بُعد برابر ہو محیط کے باعث اُس میں پیدا ہوگئی ہے اُس کی ذات میں داخل نہیں جب محیط نہ تھا تو وہ نقطہ تو تھا پر یہ بات نہ تھی سو جو بات اپنی ذات میں نہ ہو بلکہ کسی غیر کے باعث حاصل ہوگئی ہو جیسے پانی میں بباعث آگ کے گرمی پیدا ہو جاتی ہے اُس کو ذاتی نہیں کہتے عارضی اور خارجی کہتے ہیں جیسے پانی کی گرمی کو ذاتی نہیں کہتے عارضی اور خارجی کہتے ہیں اور جب ذاتی نہ ہوئی عارضی ہوئے تو اُسی کی طرف منسوب ہوگی اور وہ غیر ہی اُس کا باعث کہلائے گا سو جیسے مرکز کے ثانی کا ممکن نہ ہونا محیط کی جانب منسوب ہے اپنی ذات کی طرف منسوب نہیں ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ثز کا اتزاع بباعث محیط عالم ہے ذاتی نہیں بایں ہمہ اگر ویسا ہی دائرہ اور بنایا جائے تو جیسے سارا دائرہ دوسرے سارے دائرہ کے ثانی ہوگا۔

اس کا مرکز اُس کے مرکز کے ثانی ہوگا ایسا ہی اگر دوسرا مجموعہ بنایا جائے تو جیسے یہ مجموعہ اس مجموعہ عالم کا ثانی اور نظیر ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بمنزلہ مرکز اس مجموعے کے نسبت ہیں دوسرے مجموعہ کے اُس شخص کے مشابہ اور نظیر ہوں گے جو بہ نسبت اُس کے بمنزلہ مرکز ہو اس صورت میں دونوں باہم ایک دوسرے کے نظیر ہوں گے ماسوا اس کے جیسے مجموعہ عالم ایک مرکز ہے ہر نوع میں بھی ایک مرکز چاہیئے اس صورت میں ہر نوع میں ایک فرد ایسا ہوگا کہ اُس کا نظیر ممکن نہ ہوگا غرض یہ دلائل اُن لوگوں کے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے نظیر کو ممتنع بتاتے ہیں سو ان دلائل کی حقیقت تو معلوم ہوگئی جو مطلب ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے وہ اور ہے اور جو ان صاحبوں کا دعویٰ ہے وہ اور ہے مگر چونکہ مولوی فضل حق صاحب مرحوم کے علم وفضل کا شہرہ ہے تو اُن کی بہ نسبت یہ تصور میں نہیں آتا کہ اُن کی غرض یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی بالذات محال ہے اور ممتنع ہے یوں ہو تو عجب نہیں کہ اُنہوں نے فقط محال اور ممتنع فرمایا ہو کم فہموں نے محال بالذات اور ممتنع بالذات سمجھ لیا ہو اور یہ نہ سمجھا کہ محال اور ممتنع کی دو قسمیں ہیں ایک محال اور ممتنع بالذات دوسرا محال اور ممتنع بالغیر ہر ایک کے لئے دلائل جدا جدا ہیں۔

ان دلائل سے اہل عقل کو خود معلوم ہو جاتا ہے کہ فلانا مطلب ثابت ہوگا فلانا نہ ہوگا جیسے چاند سورج کے دیکھنے سے اہل بصر کو خوب معلوم ہو جاتا ہے کہ اس سے ایسا چاندنا ہوگا اور اُس سے اس قدر چاندنا ہوگا یا جیسے آگ پانی کو دیکھ کر تجربہ کاروں کو واضح ہو جاتا ہے کہ اس سے گرمی اور اس سے سردی ہوگی غرض سب کو تو نہیں کہہ سکتا کیونکہ اکثر اس قافلہ میں جاہل ہیں اگرچہ نام کے مولوی ہیں پر مولوی فضل حق صاحب کا تو بے شک یہی مذہب ہوگا کیونکہ ایسے علم وفضل والا ایسا نہیں کہہ سکتا اور اگر وہ بھی یہی سمجھے تھے جو اُن کی اتباع سمجھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ علم وفضل کا شہرہ یوں

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بھی غلط تھا مگر مجھ کو یاد آیا کہ مولوی نورالحسن مرحوم کاندھلوی جو مولوی فضل حق صاحب مرحوم کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی ممکن چنانچہ میرے سامنے خود اس کا مذکور آیا اور مولوی فیض الحسن صاحب کی نسبت ایک طالب علم بیان کرتے تھے کہ اُن کی تقریر سے بھی امتناع بالغیر ہی ثابت ہوتا تھا یہ بھی اُن کے بڑے شاگردوں سے ہیں ان دونوں کا اس بات کا قائل ہونا خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مولوی فضل حق صاحب کا یہی مذہب ہو یا ان دونوں کو اُستاد کی بات غلط نظر آئے سو اگر بوجہ غلطی اُستاد اُنہوں نے مذہب اُستاد کو چھوڑا تو اوروں کو کیا لازم ہے کہ اُن کا اتباع کریں اور ہمیں کسی سے کیا کام مولوی فضل حق ہوں یا مولوی اسمٰعیل خدائے تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سننی چاہئے سو خداوند علیم سورہ یٰسین میں جو دونوں فریق کو یاد ہوگی۔

آخر رکوع میں فرماتے ہیں: **اولیس الذی خلق السموات والارض بقادر علیٰ ان یخلق مثلهم بلیٰ و هو الخلاق العلیم**۔ اس کا ترجمہ ملاحظہ فرماویں یہ ہے کیا وہ ذات جس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا اس پر قادر نہیں کہ وہ اُن کا مثل پیدا کردے ہاں کیوں نہیں وہ تو خلاق علیم ہے یہاں تک ترجمہ تھا اب غور فرمایئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موافق حکم اس آیت کے اس بات میں شامل ہیں کہ اُن کی مثل پر خداوند علیم قادر ہے کیونکہ یہ بات خداوند کریم نے اُن لوگوں کے جواب میں ارشاد فرمائی ہے جو قیامت کے منکر تھے اور یہ کہتے تھے کہ ہڈیاں جب پرانی ہوجائیں گی تو پھر اُن کو کون زندہ کرے گا۔

غرض قیامت کا اثبات اس پر موقوف ہوگیا کہ خداوند کریم اُن کی مثل پر بھی قادر ہوگا تو جو قیامت میں اُٹھے گا کوئی ہو رسول ہوں یا غیر اُس کے مثل پر قادر ہوگا بلکہ شروع سے دیکھئے تو یوں فرماتے ہیں: **اولم یر الانسان انا خلقناه من نطفة فاذا خصیم مبین و ضرب لنا مثلا و نسی خلقه قال من یحیی العظام و هی**

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

رمیم قل یحیھا الذی انشاھا اوّل مرۃ۔

حاصل مطلب اس آیت کا یہ ہے کیا انسان دیکھتا نہیں کہ ہم نے اس کو نطفہ سے پیدا کیا پھر اس پر جھگڑا باندھنے والا ہے ہمارے حق میں باتیں بناتا ہے اور پیدائش کو بھول گیا کہتا ہے کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب وہ سڑ کر پرانی ہو جائیں گی تو کہہ دے وہ شخص زندہ کرے گا جس نے پہلی دفعہ پیدا کیا تھا جب اس بات کو لحاظ کیجئے کہ وہ اپنی پیدائش کو بھول گیا کہ ہم نے اُس کو نطفہ سے پیدا کیا تو صاف یوں سمجھ میں آتا ہے کہ جن کو نطفہ سے پیدا کیا ہو اُن کو زندہ کرنا اور اُن کو دوبارہ پیدا کرنا کچھ مشکل نہیں اُن کی مثل پر خداوند قدیر قادر ہے جب چاہے ویسا پیدا کر دے سو چونکہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بھی پیدا ہوئے ہیں تو اُن کی مثل پر بھی خدا قادر ہوگا علاوہ بریں چھاپہ کی بخاری شریف کے صفحہ ۴۵۳ میں حاشیہ پر بحوالہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جو اُستاد عالم محدث مشہور حافظ ابن حجر عسقلانی کی تصنیف ہے بروایت حاکم اور بیہقی جن کے حوالہ مشکوٰۃ شریف میں اکثر آتے ہیں ایک روایت مرقوم ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ **و من الارض مثلھن** کی تفسیر میں رقم فرماتے ہیں کہ سات زمین ہیں اور ہر زمین میں ایک آدم ہیں جیسے تمہارے حضرت آدم ہیں اور حضرت نوح ہیں مثل تمہارے حضرت نوح کے اور حضرت ابراہیم ہیں مثل تمہارے حضرت ابراہیم کے اور حضرت عیسیٰ ہیں جیسے تمہارے حضرت عیسیٰ اور ایک نبی ہیں مثل تمہارے نبی کے یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ بھی بحوالہ فتح الباری مرقوم ہے کہ امام بیہقی نے اس کی سند کو کہا ہے کہ صحیح ہے ہاں اتنی بات ہے کہ شاذ ہے اور اس سے پہلے فتح الباری ہی کے حوالہ سے بروایت جریر بن جریر مرقوم ہے کہ ہر زمین میں مثل ابراہیم کے اور سوا اُن کے اور خلقت ہے اور اس روایت کی سند کو بھی صحیح کہا ہے ماسوا اس کے حضرات صوفیاء کرام علیہم الرحمۃ کا مذہب یہی ہے کہ ہر آن اور ہر زمان میں ہر شے کی نئی مثل پیدا ہوتی ہے اور وہ شئے فنا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہو جاتی ہے چنانچہ یہ مسئلہ بنام تجدد امثال اُن کی طرف منسوب ہے اور یہ بات ان لوگوں میں مشہور ہے سو اگر کوئی شخص خدا کی نہ مانے اور آج کل کون مانتا ہے تو حدیث کی روایت اور حضرات صوفیاء کی درایت تو بالضرور ماننی چاہئے اور اُن کو بھی نہ مانے تو نجات کی کیا صورت ہے وہابیوں کی طرف تہمت ہے تو یہی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنیں نہ اولیاء کو کچھ گنیں سو جو شخص اس بات سے انکار کرے کہ خدا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثانی پر قدرت نہیں وہ وہابیوں سے بھی نکل گیا وہ خدا کو تو مانتے تھے اس نے خدائے تعالیٰ کو تو جواب دیا ہے ان دونوں سے بھی دست بردار ہوا ایسے وہابی تو اصلی وہابی نہ ہوں گے جیسے آپ کے منگلور میں پیدا ہوئے خدا اُن سے بچائے اب اس بات میں یہاں قلم تھامتا ہوں اگر زیادہ لکھوں اور دلائل اصلیہ اور اس مسئلہ کی کلیات کو تحریر کروں تو وقت ضائع ہو جائے گا قلم گھس جائے گا اور فائدہ کچھ نہ ہوگا نہ کوئی سمجھے گا ہاں اگر سمجھنے والے مول ملتے تو لکھتا اور اس کے ساتھ مول لے کر بیچ دیتا فقط۔

مگر ہاں یہ بات کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محتاجِ خدا ہیں کہ نہیں لکھنی پڑی سو مخدوم من جو شخص یوں کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے محتاج نہیں اس اُمت کے نصرانی ہیں جیسے منکران تقدیر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس اُمت فرمایا ہے وجہ نصرانیت کی یہ ہے کہ نصرانیوں نے بھی اتنا ہی کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بندگی سے نکال کر مرتبہ خداوندی میں پہنچا دیا سو بعینہٖ وہی بات ان لوگوں نے کی کیونکہ خداوند کریم تو سورہ فاطر میں **انتم الفقراء الی اللّٰہ واللّٰہ ھو الغنی الحمید** فرماتا ہے۔ یعنی اے لوگو تم سارے خدا کے محتاج ہو اور اللہ ہی غنی حمید ہے جو لوگ محاورہ دان عربی ہیں اور علم معانی و بیان سے واقف ہیں وہ لوگ واقف ہیں کہ انتم کو مقدم کیا اور الفقراء فرمایا فقراء نہ فرمایا اس میں یہی نکتہ ہے کہ تم سارے کے سارے خدا کے محتاج ہو خدا تمہارا محتاج نہیں اور خدا ہی غنی ہے۔

دوسرے واللہ کے بعد **ھو** کا ذکر فرمانا اور **الغنی الحمید** فرمانا غنی حمید نہ کہنا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ ہی غنی ہے اور کوئی غنی نہیں علیٰ ہذا القیاس سورۂ محمد میں فرماتا ہے واللہ الغنی و انتم الفقراء اس میں بھی کسی کی تخصیص نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یا کوئی اور بعد اس بات کے کلام اللہ میں دو جگہ یوں فرما دیا ہو پھر یوں کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے محتاج نہیں اُسی کا کام ہے کہ اس باب میں جاہل نادان ہو اور در پردہ نصرانی اور بظاہر مسلمان ہو مگر یہ بات کہ خدا غنی ہے اور سوا خدا کے سب اُس کے محتاج اہل اسلام میں اوّل سے لے کر اب تک ایسی زبان زد خاص وعام ہے یہ احتمال ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی کو خبر نہ ہوئی ہو پھر یوں کیونکر کہا جائے کہ اس بات سے کوئی جاہل ہوا ہے دلائل مندرجہ استفتا جو اس شخص کی طرف سے مرقوم ہیں وہ ایسے لچر ہیں کہ جن کے جواب لکھنے سے بھی شرم آتی ہے کوئی بات ہو تو اُس کا جواب بھی لکھیے دلائل مشار الیہا اور دعویٰ مدعی میں بعینہٖ ایسی نسبت ہے جیسے کہا کرتے ہیں من چہ میگویم وطنبور من چہ میسراید جناب مَن اگر یہی دلیل ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مدعی مذکور کے نزدیک بعض منافقین بھی جن کے باب میں سورۂ براۃ میں یہ مرقوم ہے وما نقموا الا ان اغناھم اللّٰہ و رسولہ من فضلہ خدا کے محتاج نہ ہوں کیونکہ جب ووجدک عائلاً فاغنی سے یہ بات ثابت ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے غنی کر دیا پھر احتیاج کے کیا معنی تو یہاں کچھ زیادہ ہی نکلتا ہے آیت والضحیٰ میں فقط خدا ہی نے غنی بنایا تھا یہاں خدا نے اپنی مدد کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ساتھ لیا وہاں من فضلہ بھی موجود ہے۔

جس سے یہ احتمال بھی جاتا رہا کہ سرمایہ اغنا منافقین مانگی تانگی چوری وغیرہ کی چیز نہیں جو کل کو کسی کے مطالبہ مواخذہ کا اندیشہ ہو بخلاف سورۂ والضحیٰ کے کہ وہاں ایسے کم فہموں کے لئے یہ احتمال بھی باقی ہے کیونکہ جن کے نزدیک خدا ایسا چرپوز ہو نعوذ باللہ کہ اُس کے بندے اُس کے محتاج نہ ہوں اُس خدا سے ایسی باتیں کیا مشکل ہیں بلکہ ہونی چاہئیں کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک خزانہ کا خزانہ دبا بیٹھے پھر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بوجہ معشوقیہ بچے کھچے میں خدا اُن کا ہاتھ نہ پکڑ سکے گا پھر اور کیا ہوگا یہی ہوگا کہ اور کو غنی کیجئے تو کہیں اور سے لائے تعالى الله عن ذالک علوا کبیرا ان باتوں کو دیکھ اور سُن سُن کر ڈر لگتا ہے کہ دیکھئے کیا بلا آجائے اور اس سے زیادہ اور کیا بلا ہوگی کہ دل سیاہ ہوگئے نیک و بد کا فرق دُشوار ہوگیا عقلوں پر پتھر پڑ گئے حق و باطل کی تمیز نہ رہی ایسی باتوں میں جو قدیم سے اُصول میں داخل نہیں بلکہ دین میں اور سوا اس کے اور دینوں میں فرق ایسی ہی باتوں سے سمجھا جاتا تھا آج کل کے لوگوں کو شبہ پڑنے لگا بلکہ اُلٹا صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح سمجھ گئے صدق رسول الله صلى الله عليه وسلم يقل العلم ويكثر الجهل یعنی علم کم ہو جائے گا اور جہل زیادہ ہو جائے گا شعر

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان طوق زریں ہمہ در گردن خری بینم

اہل عقل کو کوئی نہیں پوچھتا بے عقلوں اور جاہلوں کی بن آئی ہے پیشوا اور مقتدا بن بیٹھے اور دین و ایمان میں ایک فتور برپا کر دیا غرض بڑی بلا تو یہ ہے کہ اللہ نے علم اُٹھالیا اور دِلوں کو سیاہ بنا دیا اس مقام میں مولانا رُوم علیہ الرحمۃ کا یہ شعر یاد آتا ہے شعر

آتشی گرنامدہ است ایں دو چیست جان سیہ گشتہ روان مرد ود چیست

مخدوم من سورہ والضحیٰ میں بقرینہ ووجدک عائلا فاغنی کلمہ فاغنی سے غنائے دنیوی مراد ہے کیونکہ عائل عربی زبان میں مفلس کو کہتے ہیں اغنی خداوند کریم احسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جتلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ تو ایک زمانہ میں مفلس و محتاج تھا سرمایۂ خورد و نوش کچھ نہ تھا میراث میں سے ایک حبہ تیرے پاس نہ پہنچا تھا کیونکہ تیرا باپ تیرے دادے کے سامنے مر گیا تھا سو ہم نے تجھ پر احسان کیا تیرا نکاح ایک مال دار عورت اغنی حضرت خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ عنہا) سے کرا دیا جو سو جان سے تجھ پر عاشق تھی اور مال تو مال جان فدا کرنے کو تیار تھی بعد ازاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو رؤساء قریش میں متمول تھے تیرا جاں نثار بنا دیا غرض اس آیت میں غناء دنیوی مراد ہے جس کو عرف میں مال و دولت کہتے ہیں اور اُن لوگوں کو

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

جن میں یہ غنا پایا جائے عرف میں اغنیاء کہتے ہیں سو اگر اسی غنا کے بھروسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا محتاج نہیں سمجھتے تو منگلور میں تو ایسے بیسیوں نکلیں گے کیونکہ جب سے نہر گنگ کا وہاں گذر ہوا ہے دولت کی نہر وہاں کے اکثر لوگوں کے گھر میں پھر گئی ہے سو اگر یہی استدلال ہے تو ہم جانتے ہیں مدعی مذکور کو اگر منگلور والوں کی نسبت یہ خیال خام ہوگا کہ وہ خدا کے محتاج نہیں اور وہ لوگ بھی ایسا کچھ سمجھتے ہوں تو کچھ تعجب نہیں کہ ہم خدا کے محتاج نہیں کیونکہ وہاں کے لوگوں کے عقائد اکثر ایسے عقیدہ کے ہم رنگ سے ہیں انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

منگلور اور پور کے سُنّی بھی اکثر تین تہائی رافضی اور ایک پاؤ سُنّی نظر آتے ہیں اور یوں خیال میں آتا تھا کہ الٰہی اِدھر نہ اُدھر یہ بلا کدھر قیامت کو یہ فرقہ کون سی جماعت میں کھڑا ہوگا دونوں قسم کے لوگ ان کو دھکے دیں گے پھر یہ اصلاح تازہ جو مدعی مذکور نے دین محمدی میں دی ہے پہلے نہ تھی پہلے تھوڑی بھی اصلاح پر وہاں کے لوگوں نے قناعت کی تھی پر آفرین ہے وہاں کے آج کل کے محققوں کو کہ روز بروز اصلاح تازہ کے درپے ہیں شاید یہ بات باتباع فرقہ پروٹسٹنٹ منجملہ فرقہ ہائے نصاریٰ جو آج کل یہاں حاکم ہیں اختیار کی ہوگی۔ کیونکہ اُنہوں نے چند صدی ہوئی کہ باہم جمع ہوکر اور مشورہ کرکر دین میں اصلاح دی اور قدیم فرقہ سے جس کو رُومن کاتھلک کہتے ہیں جدا ہوگئے مخدوم مَن یہ بات ظاہر ہے کہ دنیا کے باندی غلاموں کی غلامی اتنی نہیں جتنی بندوں کو خدا کی غلامی ہے دنیا کے باندی غلام اور میاں میں فقط اتنا ہی فرق ہے کہ مثلاً میاں نے اُس کو جو مول لے لیا باقی سب باتوں میں یہ اور وہ برابر ہیں یہ بھی بنی آدم وہ بھی بنی آدم کھانے پینے ہگنے موتنے وغیرہ کا وہ بھی محتاج یہ بھی پھر بایں ہمہ غلام میاں کے برابر نہیں ہوسکتا نہ ظاہراً نہ باطناً ظاہراً تو اس وجہ سے کہ غلام کا مال بحکم شریعت میاں ہی کا مال ہوتا ہے جیسے جس کی زمین اُسی کے درخت اور باطناً اس وجہ سے کہ غلام تاوقتیکہ آزاد نہ ہو غلام کا غلام ہے سو بڑے تعجب کی بات ہے کہ خدا میں اور بندوں

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

نقل باوجودیکہ کوئی نسبت نہیں یہ بات نہ ہو یہاں کے باندی غلام تو میاں کے ظاہراً اور باطناً محتاج رہیں خدا کے باندی غلام اُس کے محتاج نہ رہیں حالانکہ خود خداوند کریم سورۂ فاطر اور سورۂ محمد میں سب کی نسبت فرما چکا کہ تم میرے محتاج ہو اور موافق قیاس مذکور کے یہ بات ظاہر بھی ہے کہ جیسے غلام کے پاس جو کچھ ہے وہ میاں ہی کا ہے اور اس وجہ سے تصرف بے اُس کی اجازت کے متصور نہیں۔

غرض ہر دَم اُسی کا محتاج ہے بندوں کے پاس بھی جو کچھ ہے وہ خدا ہی کا ہے بے اُس کی اجازت کے اُس میں تصرف کرنا اُن کو رَوا نہیں اور اس وجہ سے ہر دَم اُس کے محتاج ہیں چنانچہ تمام احکامات سے خاص کر اُن حکموں سے جو خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت آئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ جس طرح حکم ہوتا ہے وہی کر سکتے ہیں اپنی طرف سے کچھ اختیار نہیں مع ہذا خود خداوند کریم فرماتا ہے **وللّٰہ ما فی السمٰوات والارض** جس سے صاف ظاہر ہے کہ تمام ملائک اور بنی آدم اور جو کچھ اُن کے پاس ہے خدا کی ملک ہے اس صورت میں بجز اس کے اور کچھ نہیں ہوسکتا کہ جو کچھ کسی کے پاس ہو خدا کی طرف سے مستعار کہا جائے پھر جب مستعار ہو تو جیسے دنیا میں دینے والے کو اختیار ہوتا ہے جب چاہے چھین لے اور مستعیر ہر دم اُس کا محتاج ہے خدا کو بدرجہ اولیٰ اختیار ہوگا۔

چنانچہ قدیمی مذہب بھی ہے اور کیونکر نہ ہو خود خداوند کریم فرماتا ہے **تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء** اس سے صاف ظاہر ہے کہ چھین لینے کا اختیار علی العموم خداوند کریم کو معلوم ہوتا ہے بلکہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہیں **ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجد لک بہ علینا و کیلا** شبہ ہو تو سورۂ بنی اسرائیل میں دیکھ لیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کو خداوند کریم چھین سکتا ہے کیونکہ جب قرآن کو جو صفات خداوندی میں سے ہے اور اُس کے برابر کوئی نعمت اس عالم

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں نازل نہیں ہوئی چھین لیا تو اور سب کمال تو اُس کے سبب میسر آئے تھے کیونکہ جتنے کمالات دینی ہیں داخل ہدایت ہیں اور اسی سبب سے ہادی اور مہدی بھی آپ کا نام ہے چنانچہ دلائل الخیرات میں مرقوم ہیں اور سرمایہ ہدایت یہی کلام اللہ ہے رہا معشوق ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سو وہ مسلم لیکن کلام اللہ کو دیکھئے تو تمام متقی اور سارے متوکل اور جملہ محسنین اور سوا اُن کے وہ لوگ جن کے حق میں خداوند کریم **یحبھم ویحبونہ** فرماتا ہے خدا کے محبوب ہیں اور اللہ کے معشوق فرق ہوگا تو زیادتی کمی ہی کا ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت اور آپ بڑے محبوب ہوں گے اور یہ لوگ اس بات میں کم مگر چونکہ علت نہ چھین سکنے کی یہی محبت ہے تو خداوند کریم کو ان لوگوں کے نعمت کمالات کے چھین لینے کی بھی طاقت نہ ہوگی۔

خصوصاً جب یہ خیال کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب لوگوں کے سرپرست اور حامی کار ہیں کیونکہ آپ کی محبوبیت بھی انہیں اوصاف کے باعث ہے بوجہ حسن صورت یا باعث احسان یا بوجہ قرابت نہیں صورۃ کی وجہ سے محبت نہ ہونے کی وجہ تو یہ حدیث معروف ہے۔ **ان اللہ لاینظر الی صورکم و اعمالکم** جس کا یہ مطلب ہے کہ خدا تمہارے عملوں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہاری نیتوں اور دِلوں کو دیکھتا ہے سو نیت اور دِل کی خوبی یہی ہے کہ دل میں یہ اوصاف ہوں اور پھر یہی اوصاف باعث اعمال ہوئے ہوں اور باعث اعمال ہی کو نیت کہتے ہیں اور احسان بمعنی مشہور نہ ہونے کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ خدا سب پر احسان کرتا ہے خدا پر کوئی نہیں کرتا اور کلام اللہ اور حدیث اس مضمون سے بھرے ہوئے ہیں۔ فقط

تمت بالخیر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

تحقیق قرأت فاتحہ خلف الامام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سراپا عنایت سلامت۔ السلام علیکم!

و علی من لدیکم عنایت نامه رادیدم ایماء سامی برسر مگر حال من اول بشنوند. خوکرده گوشه عافیت و کوچه سلامت هستم در همچو خلافیات که مایۂ خلشهاء فیما بین باشد لب نمی جنبانم و دست بقلم نمی برم اگر گاهی باصرار احباب و عنایت فرمایان بستوه آمده ام و این سلسله راجنبانیده ام ضدنا لفتیها از هر طرف شنیده ام اکنون بفرمانید که صله تحریر جواب سوالات ثانی از کجا آرم مشفق من فهم نصیب اعدا شد انصاف را گردن زدند باز امیدداد و انقیاد از که داریم تا مکنون خاطر و مضمون دل بقلم سپاریم همیں به که زبان بدهاں کشیم و قلم را به قلمدان نهیم مگر چوں ایں عنایت اوّلین عنایت ست اگر جواب را جواب دهیم ایں هم منجمله کج ادائیها باشد ناچار بقدر ضرورت پیشکش مے نما یم مسئله رفع یدین و جهر آمین نه چنداں متهم بالشانست که دینداراں بے روی ریارا قلق و اضطراب در تحقق آن میباید تردمثبتان واجب و فرض نیست حدیثی یا ایتی موهم ایجاب و اقتراض نشنیده ایم اری قراء ت فاتحه خلفِ الامام اگر موجب پریشانیها ء دلدادگان راه

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

صفا باشد البته می سزد نظر بریں در همیں مسئله انچه نوشتنے است
می نویسم بشنوند انانکه فاتحه را در نماز فرض گویند یاکسانیکه
واحیش خوانند دریں قدر موافق که فقط هر یک رکعت یکبار
فاتحه باید خواند و درهر رکعت میباید خواند الغرض نه زیاده
ازیکباردر یک رکعت است ونه کم ازاں که در هر رکعت خوانند
در یک نماز است اندر بن صورت صلٰوة که " لا صلٰوة الا بفاتحة
الکتاب " وغیره احادیث اشاره بآن فرموده اندباعتبار امتداد زمانی
همیں یک رکعت باشد ورنه میبایست که در نماز هائے پنجگانه
وغیرها قراء ت فاتحه یکبار کافی می شد و میدانی که از زمان نبوت
گرفته تا ایں زمانه پر آشوب هیچکس ازیں حدیث ایں معنی نفهمیده
مگر آنکه مجتهدان ایں زمانه بایں نکته رسند بالجمله چنانکه
خلاصه ارشاد نبوی صلی اللہ علیه وسلم آن بود که در هر نماز فاتحه
بابد خواند حاصل فهم همه است آنست که هر رکعت نمازی است
جداگانه ایں به نسبت که بتوافق اذهان ما ظاهر پرستان جمله دو
رکعت صبح وچهار رکعت ظهر و عصر و عشاء و سه رکعت مغرب
و وتر را یک نماز فهمیده ضرورت فاتحه دریں جمله یکبار دیده
اندمگر چنانکه باعتبار امتداد زمانی بریں تقریر مقدار تعداد رکعات
تکثر صلوة لازم است وتاقتیکه نوبت از یک رکعت نگذشته وحدة
صلوه هم بجائے خود است همیں طور باعتبار مصلیان چنانکه نماز
یک مفرد نماز واحد است و نماز چند مفرد نماز متعدد نماز
جماعت هم نماز واحد است چنانکه بظاهر می نماید نماز هائے
متعدد نیست همیں است که ازانتقاض نمازامام همه منقوض می

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

شود مقتدیان رادر ارکان نماز اجازت تقدیم و تاخیر نیست سُتره امام همه را کافیست اگر چنانکه بظاهر می بینی نماز جماعت بقدر مردم نماز هائے متعدد بودی همچون منفرد ان متعدد نماز هر کس عبادتے جدا می بود از فسادیکه فساد دیگر لازم نمی آمددراداتے ارکان هر کس بطور خود مختار بودی پابند ادای دیگران نمی شد هر کس راسُتره جدا گانه می بالیست القصه باعتبار اوّل ظاهر پرستان نماز صبح و ظهر و غیر ها رایک نماز بینند درحقیقت نماز هائے متعدده را بهم کرده بیک گره کشیده اندو باعتبار ثانی ظاهر بینان نماز جماعت رانماز هائے متعدد ه دانند درحقیقت نمازے است واحد که هر کس را بان سرو کاری است مثال اگر بکارا است بهر تفهیم اشتراک شی واحد فیما بین شرکاء چند اسپ وگاو وغیره حیوانات را پیش میکنم غور فرمایند که اسپ و گاو وغیره اگر درمیان چند کس مشترک باشد همه ازان همه بود ایں نتوان گفت که سر ازاں اوست و پاازآں ایں اسپ و گاو مشترک اگر میردازاں همه میرد و اگر در اطراف و اعضا نقصان پدید آیدہر حصه همه آن نقصان پدید آید القصه هیچگونه تقسیم نتوان کرد همیں سان نماز جماعت رابا ید فهمید مگر شایدخلشی بدل کے آید و پس ازیں تفهیم هم از جاده حق اورا ربایدان اینست که اگر همیں وحدة است ایں چه رق است که انتقاض نماز امام موجب انتقاض نماز مقتدیان شد فساد نماز مقتدیان چراباعث فسادنماز امام نمی شود مقتدیان تابع امام شدند امام را اتباع درباره اداء ارکان چرا لازم نشدستره امام مقتدیان را کفالت کرد قصه سُتره منعکس

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

چوں نشد اگر وحدت نماز سرمایۂ ایں احکام بودمی بایست که امام و مقتدیان همچو شرکاء اسپ و گاو درجمله احکام برابر می شدند لہٰذا فرق فیما بین نوشتن واجب آمد مشفق من ایں مثال که معروض شد فقط بغرض تفهیم اشتراک چیز واحد فیما بین شرکاء متعدد بود وغرضم ایں نبود که هر جا که اشتراک باشد بهمیں قاعده باشد مثال عام فهم بهر ایں تفهیم مے بایست اکنون ایں فرق راهم بذهن باید نشانید اشتراک بدوگونه باشدیکی اشتراک در ذات اعیان اعنے موجودات مستقله مثل اسپ و گاوکه وجود آن تابع وجود دیگراں نباشد اشتراک دریں قسم اشیاء بطوری باشد که ازیں مثال برآید دوم اشتراک دراوصاف اعنی در مفهومات ایں که وجود مصادیق انها بالاستقلال نبود بلکه ان اشیاء در وجود و تحقق خود محتاج دیگران باشند مثل سیاهی و سفیدی و نور ظلمت نمی بینی که سواد در وجود خود و بیاض در تحقق خود و همیں سان نور و ظلمت محتاج وجود ابیض و اسود و منور و مظلم اندریں قسم اشیاء اشتراک مشترکان رنگی دیگر باشد اعنی هر یک در شرکاء وهم سان دگر نباشد بلکه یکی تابع بود و دیگر متبوع آفتاب و نورش رابنگر ایں طرف زمین و نور اورابه بین اگر نظر غایر است ایں که عرض کرد ام واضح است القصه نور واحد است و منور متعددیک طرف زمین است و طرف دیگر آفتاب و اگردربودن آفتاب بطرف ثانی تامل باشد ایں قدر انکار نتوان کرد که مجموعه شعاعهاء آفتاب است غرض یک سطح نورانی است که بیک اعتبار روبزمین دارد و بیک اعتبار رخ بان مجموعه اگر فرق است

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

همیں است که آن مجموع متبوع است و زمین نابع اعنی اگر مجموعه شعاعهاء مذکور بازمین دست در کمر دار دایں نورهم بازمین دست در کمردارد ایں نورهم بازمین ربطی معلوم دارد ورنه هره آن مجموعه میسرود پس چنانکه ایں جا ایں نور اینست مجموعه شعاع را صفت حقیقی و ذاتی خوانند و به نسبت زمین مجازی و عرضی همیں طور نماز را پندار که بنسبت امام نسبتی دارد که نور با مجموعه شعاع و با مقتدیان ارتباطی دارد که نور مذکور بازمین چنانکه کسوف آفتاب مؤجب تیرگی همه جهات ازارض سما میگردد و بطلان و فساد نماز امام باعث بطلان نماز همه مقتدیان شود چنانکه طلوع آفتاب و وصول آن مجموعه اَوّل باید تا سطح زمین نبا ید تقدم نور زمین از طلوع آفتاب ممکن نیست همیں سان ادائے امام ارکان نماز را اَوّل ضروری است تا نور آن نماز در صحن ارکان مقتدیان ببنا بد تقدیم مقتدیان بیکار و لغو باشد چنانکه امر اتحاد تنور قطعات زمین را می باید که بمواجه آن مجموعه آیند و پس از رفتنش اکتساب نور متصور نیست همچنیں مقتدیان را باید که بهر اکتساب مضمون نماز ارکان خود مقابل ارکان امام دارند پس از انکه امام کا ر خود کرده رفت استفاضه مذکور ممکن نبا شد چناکه حجاب آفتاب نقاب برنور زمین افگند وسامیان زمین خاص برقع رخ آفتاب عالمتاب نتوان افگند تا قطعات دیگر هم از نور آفتاب بے بهره اند همچنیں سُتره امام هه را ساترمیشود و سُتره مقتدی بجزآں دیگران راسا ترنتوان شد بالجمله اشتراک در نماز همچو اشتراک مجموعه شعاعها و روی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

زمین در نور است و چون نباشد نماز تبریکی از اوصاف است از
ذوات اعیان نیست اشتراک اسپ و گاور اقیاس نتوان کرد
پیداست که اشتراک از وصف واحد بجز آن کیفیتی که شنیدی
بطوری ممکن نیست این نتوان شد که وصف واحد باشد و
موصوفات بادمتعدد بازهریک بادمستقل باشد که دیگزان مستغنی
بلکه یکی را اگر استغناء استقلال است دیگران در ان وصف محتاج
و اتباع او باشند آنانکه نظر برکتب معقول انداخته اند بلکه ذهن
سلیم بدست اور ده اند این معمارابے شرح و بسطیکه عرض کرده
ام می فهمند اکنون میباید شنید که چون نماز جماعت یک نماز
برآمد و بارنمازرا از قسم اوصاف بشناختی دران هم امام را اصل و
مقتدیان را تابع ویدی بحکم " لا صلوة الا بفاتحة الکتاب " اگرلازم
است فاتحه بذمه امام لازم است نه هر هر فرد از نمازیان ورنه این
وحدت مشار الیها که انکارش پس ازین که گفتم بجز کم فهمان یا
متعصبان نتوان کرد خیال باطل باشد اکنون ایجاب فاتحه بذمه
مقتدیان وقتی شاید که این وحدت را مبدل بکثرت گردانند و تعدد
صلوٰة را باثبات رسانند یاآنکه اعتراف بان کنند که از خواندن یکے
نماز را فاتحه و طهارة ضروریات نماز بذمه دیگران هم لازم آید
مگر اگر همین لزوم است وقت تحریمه همه عالمیان را طوعاً و
کرهاً قراء ت فاتحه وغیرها ضرور افتد چه درین باره همه عالم
بیک مرتبه افتاده اند تخصیص ده پانزده نتوان کرد پس از استماع
این تقریر دقیقه شناسی امام همام امام اعظم کوفی رحمة الله علیه را
باید دید که بچه حد و پایان رسیده است و کوته فهمی طاعتان زمانه

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

را باید فهمید که یکدام مرتبه دامن کشیده است چون ازیں قدر فراغت دست داد دیگر میبایدشنید امام همام درحق مفرد و امام فتوی نقصان نماز بترک فاتحه داده اندو مقتدیان را ازیں حکم بیک سو نهاده اندانکه مخالف ایں سخن گفته و مقتدیان را هم دریں مسلک سفته تهمت بذمه امام نهاده است باقی زیاده ازیں چه گویم که امثال ماوشمارا تقلید شخصی ضرور است ایں انداز لا مذهبی همچکو امامان دین زیبد چنانکه بر خضر علیه السلام درباره قتل طفل بے گناه و شکستن کشتے اعتراض نتوان کرد همچنیں اتباع اوشان ما وشما رانمی زیبد همیں طور شیوه ترک تقلید که از اکابر منقول است در خور اعتراض نیست اما اقران و امثال مارا همیں تقلید ضرور است مذهب لا مذهبی اختیار نباید فرمود فقط.

تمت بالخیر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

تحقیق کلی متکرر النوع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کمترین خلائق گنهگار شرمسار محمد قاسم عفی الله عنه بسامی خدمت عزیزم مولوی فخر الحسن جعله الله مفخرا و معظماً سلام مسنون اَوّل پیش کرده گذارش مے نما ید که حالم بهر نهج قرین افضال الٰهی است آری حادثه که ملال انگیز باشد ایں مفارقت آنعزیر است بنده کمترین آنعزیر و عزیزم مولوی احمد حسن را مثل چشم و چراغ خود میدیدیم و همچو دست و پای خود می فهمیدیم و نمی پنداشتم که روز مفارقت هم رسیدنی است اوشان رفتند و عزیزم مولوی احمد حسن پس از چندی میروند بازهمان من و گوشه تنهائی من دریں اثناء که رقیمه آنعزیز رسید آن رنج پنهانی برسر آمد و ملالم تازه شد برادرم عالم مجبوری است اگر عسرت عارض حال اقارب آعزیر نه بودی دلم نمی خواست که آنعزیز را جداکنم مگر انچه بنا چاری پیش آید پیش مے آید بجز صبر چاره نیست هر چندو ورم مگر اگر عنایت احباب است در حضورم جواب رقیمه اَوّل که نفرستادم ایں نیست که بجواب رقایم آنعزیز برداختن چنداں متهم بالشان لیست مگر احقر آن خط اطلاع نامه رسیدن بود امری جواب طلب درمضامنش ندیدم که بجوابش پرداختمی اکنون که انتظار جواب دریافتم کاغذ و قلم برداشتم برادر من کلی متکرر النوع آن کلی میبا شد که حصه ازاں کلی آن

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کلی راعارض شود مثالش همیں مفهوم کلی است چه مفهوم کلی
کلی است برنوع و جنس و فصل و عرض عام و خاصه مفاهیم
عدده صادق می آید منجمله کلی متکرر النوع عدد را میشمار
چه احاد و چه عشرات و مآت برنفسهای خود نیز بعض اوقات
صادق می آنید اگر عشرات راده کرت گیرندانوقت عشرت
عشرات را عارض خواهد شد و همچنیں قیاس باید کرد مگر
درحقیقت عروض الشئی لنفسه بزعم احقر محال است عروض
نسبتی است و هر نسبتی که باشد مستدعی حاشینین است که بذات
خود متغایر باشند ازیں جهت ایں امر در انضمامیات هرگز صورت
نه بندد مگر درانتزاعیات که کلیة وغیره نیز ازاں است بظاهر چناں
نماید که برنفس خود عارض میشود اما درحقیقت عروض الشئ
لنفسه نمی باشد اگر میباشد انطباع شی واحد در مرایا کثیره میباشد
که همرنگ عروض مے نما ید نمی بینی که کلیة درمیان کلی
وافراد او نسبتی میباشد امری قایم بذات کلی نیست ورنه به نسبت
ما فوق نیز کلی مے بود و میدانی که نسبت امری معًا برمنسوبین
میباشد چنانچه منسوب الیه منسوب را عارض نمیشود همچنیں
نسبت را عارض نمیگردد البته منسوبین آئینه شاهده آن میباشدیا
گوئی متشاء انتزاع آن میشوند مطلب بهرحال واحد است بالجمله
چنانچه آئینه را مرئی منطبع عارض نمیشود بلکه آئینه طریق ادراک
آن میباشد چنانچه برائے العین دیده باشئ که صورت مرئی مغایر
آئینه و مباین آن میبا شد همچنیں منسوبین آئینه ملاحظه و منشاء
انتزاع اُمور انتزاعیه مے باشند و درحقیقت از همدگر مبائن و مغائر
میباشد اکنون معلوم باد که مفهوم کلی اگر به نسبت ماصدق وافراد
خود کلی است ازیں قدر عروض حقیقتے که منقسم بقیام الشی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بہ نسبتی یا بوقوع الشی علی الشی است لازم نمی آیدچہ اُمور انتزاعیہ راچنانکہ دانی وجود مستقل در خارج نمی باشد اگر میباشد در ذہن میباشد پس در ذہن اگر چیزی مستقل بالذات است سر بہ رد گر محکوم علیہ یا محکوم بہ تو ان ساخت و آئینہ مشاہدہ نسبتی یا منشاء انتزاع صفتی انتزاعیہ توان نمود اندریں صورت اگر لازم خواہد آمد ایں قدر لازم خواہد آمد کہ یک فردی از کلی یا چیزی دیگر پیوستہ آئینہ مشاہدہ و منشاء انتزاع فرد دگر باشد و یں چنان است کہ گوئی یک آئینہ در آئینہ دیگر گاہے دیدہ میشود و ازینجادانستہ باشی کہ در خارج ایں عروض الشئی لنفسہ اگرچہ در بین کلیات انتزاعیہ باشد صورۃ نمی بندد چہ درخارج اگر انتزاعیات را وجود است ان وجودی است ضعیف کہ پرتو انضمامیات بادیگر اُمور مستقلہ تو ان خواند وجود استقلالی در خارج انتزاعیات را میسر نیست کہ وجودی دیگر ازاں زاید تابوجود ہم سنگ خود چہ رسد باقی ماند نسبت مثناۃ بالتکریر آنراہم قریب کلی متکرر النوع باید پنداشت ہر نسبتی را از نسبت عددیہ اگر تنہا گرفتہ شود نسبت موحدہ می باشد وچوں آن نسبت را بہمان نسبت مضاف کنند نسبت مثناۃ بالتکریر میگردد بازاگرآن نسبت رابسوی مضاف اَوّل مضاف کنندآں نسبت مثلۃ بالتکریر خواہد شد و ہمچنیں قیاس باید کرد مثلا نصف من حیث ہو نسبت موحدہ است و نصف النصف مثلثہ بالتکریر دوراسوی چار نسبت نصف موحدہ است وسوی ہشت ہمان نسبت نصف است اما مثناۃ بالتکریر بازدور اسوی شانزدہ ہمان نسبت نصف است لیکن مثلثہ بالتکریر واللہ اعلم بالصواب کتابی پیش نظرم نیست کہ ازاں نقل کرد می الجہ بدل میریزد نقل نمودہ شد۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

در تحقیق واسطہ فی العروض

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عزیزم جامع الکمالات مولوی فخر الحسن زادکم الله بسطة فی العلم ازمن ناکاره محمد قاسم نام پس از سلا م مسنون مطالعه فرمانید عنایت نامه رهیں عنایتم گرفت هر چند حاجت تحریر نمی بینم که جوابات استفسارات خود بخدمت رسیده باشند مگر نظر بمزید اطمینان عرض پردازم قدم و دوام که مضاف بذوات و اعیان باشد قدم مطلق و دوام مطلق باشد اعنی قدم را اوّلیت نبود و دوام را آخریت نباشدو اگردر اوصاف گیرنددوام مادام ذات الموضوع والموضوع والموصوف مراد باشد و ازقدم منذذات الموضوع والموصوف باقی هرچه درباره واسطه فی العروض نوشته ام اگرچه محتمل خطاست چه ایں تا بلداز کوچه کتب را اطلاع براصطلاحات کما ینبغی میسر نیست یکد و بار اگر بگوشم رسیده یا پیش نظرم آمده اعتبار را نشاید خصوصاً نظر و گوش من که توجه والتفات نصیب اعداست مگر هنوزندانم چه خطا کرده ام بلکه خیال احقر چناں ست که حضرات معترضان در فهم حقیقت واسطه فی العروض خطا کرده اند بلکه اگر گویم زیاده از مثال نتوانند که الرادش برآرند بجاباشد لفظ واسطه و لفظ فی العروض خود بریں

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

قلر شاهد است که چیزی بجانب ذی واسطه نیز رسیده است و اگر بجمیع الوجوه ذی واسطه الان کما کان است ندانم توسط واسطه بهر چیست وچرا واسطه را واسطه گویند غرض کسانیکه بعدم موصوفیه ذی واسطه رفته اندهمیں ست که اتصاف ذاتی نیست یا گویم بالذات نیست بالتبع است و وجهش اینست که در صورت افاضه و استفاضه حصه واحد از وصفی ما بین مفیض و مستفیض مشترک باشد باعتبارین مختلفین بجانب مفیض انتسابش حقیقے واولی باشد وبجانب مستفیض انتسابش ثانوے و مجازی چون وصف واحد قایم بیک موصوف باشد و همیں قیام را مصداق اتصاف دانسته اند ناچار بااین سخن اعتراف کردن لازم آمد که واسطه موصوف است نه ذی واسطه اعنی وصف معلوم قائم به مفیض است نه به مستفیض مگر یادباید داشت که مرادم از مفیض منشاء و مصدر وصف است مثل سیاهی دوات بهر سیاهی حروف نه انکه این قسم اوصاف و مناشی انهارا از جائے بجائے رساند چنانکه کاتب رامی بینی مگر اوصاف از انجاکه بد و قسم اندیکی فاعلی و فعلی دوم مفعولی و انفعالی و افاضه و استفاضه هریکی به نهجی دگر باشد کیفیت اتصاف نیز درهریکی برنگی جدا باشد اگر وصف فاعلی است قدم منذذات الموصوف و دوام مادام ذات الموضوع لازم آید و چون این چنیں است اَوّلیت وبالذات بودن آن وصف خود از توابع آن باشد و اگر وصف مفعولی و انفعالی است نه قدم است نه دوام البته فرق اولية و بالذات و بالعرض همانسان باشد که در اَوّل بود و همیں است که حرکت سفینه را با انکه در حق او

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اَوّل و بالذات است لازم و منجمله اوصاف قدیمه نگویند چه حرکت منجمله اوصاف مفعولی است و ازیں‌جا است که مثل دیگر صفات مفعولی در اولش صفت فاعلی پیداتواں کرد اعنی چنانکه دیگر افعال لازمه مطاوع افعال متعدیه باشندهمیں طور تحرک لازم است و مطاوع حرکت که متعدی است اکنون میبایدشنید که حابس سفینه و محمول فی الصندوق را اگر بایں اعتبار ساکن میگویند که حیزاصلی و مقام سابق خود را از صندوق یا تخته سفینه نگذاشته و بایں اعتبار تواں گفت که الآن کما کان یعنے برهمان کیفیت است که بود تغیری باوراه نیافته زمین منور بنور آفتاب نیز باعتبار کیفیت ذاتی خود همانساں است که پیشتر ازاں بود و اگر ایں جا کیفیتے از طرف آفتاب یا چیزی دیگر عارض حالش گردید حابس سفینه را نیز کیفیتے تازه عارض است بالیقین ورنه عبور ازیک کناره به کناره دیگر ممکن نبود باز اختیاراست انرا حرکت گویند یا سکون لیکن اگر کیفیت عارضه بر جالس مسمی به جلوس است کیفیت عارضه برزمین نیز مسمی به دهوپ است اکنون اگر کسی آفتاب راگوید که موصوف بان حصه نیست که عارض بر زمین است از ما نیزصداء اختیار است بگوشش یا دچه ما پیشتر در آخر صفحه سوم از تحذیر الناس دفع دخل کرده ایم بقدر ضرورت یک جمله ازاں مرقوم است آن اینست بایں همه به وصف (اگر آفتاب کا ذاتی نہیں تو جس کا تم کہو وہی موصوف بالذات ہوگا) الخ اَوّل و آخر ایں عبارت رابغور بنگرنداندریں صورت اگر آفتاب را واسطه فی الثبوت گویند و شعاعهائے مستطیله را که لاحق بزمین شده اند

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

واسطه فی العروض نام تهیم بفرمایند که در سخن ما لغزش از کدام طرف راه خواهد یافت زیاده ازیں نوشتن فضول می بینم آنعزیز بفضله تعالی عالم کامل اندبایں همه اگر غلط کرده باشم مکررا گاهند اگر باشاره آنعزیز بلکه به تنبیه دیگران هم اگربر غلطی خود مطلع خواهم شدتا هنوز عزم همیں دارم که انشاء الله اعتراف خواهم کرد دیگر فهمیدان شرط است لیکن اهل فهم را سرو کاربه مطلب باشد اگر بالفرض در واسطه فی العروض ره غلط کرده باشم تاهم مطلبم را خطا گفتن خطا است چه غرضم اینست که سلسله موصوفات بالعرض برموصوف بالذات اختتام باید درینقدر بایں قدر تخطیه نتوان کردچه حاصل ایں اعتراض ایں وقت آن باشند که وقت اتصاف معروض موصوف بالذات را واسطه فی العروض گفتن خطا است و پیداست که ایں مزلته لفظیه با شد نه قلت معنویه تا اهل فهم را گنجائش انگشت نهادن باشد مناقشات لفظیه کارالفاظ پرستانست نه منصب معانی سنجان باقی درباره حقیقت زمانه بوجه قلت فرصت بحثی جداگانه نوشتن نتوانم بایں همه درجوابات استفسارات مولوی محمد علی صاحب بقدر ضرورت نوشته ام و میدانم که آنعزیز راهمان قدر به مضامین باقیه اگر باقیمانده باشند راه خواهد نمود در کمال سرعت ایں چند سطور رقم زده ام پس از ملاحظه ایں نامه یا نقل ایں نامه بخدمت مولوی احمد حسن صاحب نیز ضرور باید فرستاد فقط.

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

تحقیق مختصر در بیان معنی حدیث متشابہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عزیز از جان مولوی سیداحمدحسن سلمه الرحمن ناکاره پریشان خاطر محمد قاسم سلام مسنون میر ساند مقبول باد عزیز من علماء در زبان عرب ابرسیاه راگویند بزعم احقر درحدیث کان فی عماء اشاره بوجود منبسط است که صادر اَوّل است و از همه صادرات اقدم و ازرب درایں کان بربنا اشاره به تجلی است که در وسط اوست و از همه تجلیات اعظم و مسقط اشاره دعوت انبیاء کرام همانست والله اعلم چه ذات بحت من حیث هو نه مسمی باسمی است نه مضاف الیه یامضاف اضافتی چه ایں قسم مفهومات را از تعدد ناگزیر است از هر قسم که باشد و آنجانام دوئی هم مفقود پس اطلاق رب یا اضافت فی عما و چگونه راست آید آری اگر تجلی اعظم را رب گویند و وجود منبسط را عماء دُور از حقیقت نبا شد والله اعلم بحقیقت الحال صورة ایں تنزلات ایں باشد که ذات بحث از احاطه قیود و تعینات و تشخصات بردن است و وراء الوراء نظر بریں لا تقئید ولا تناهی از عوارض اولیه ان ذات باشد وچون لاتناهی راباستداره و کردیت تشابهی و تجانسی است چه بهرطرف که روی تساوی است لا جرم تخیل اطراف

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ووسط و آنهم بطور محیط و مرکزراست آید مگر چون النینة رانسبتی فیما بین لازم است اگرچه نسبت تباین باشد و نسبت را توجه اطراف بسوی یکدگر ضرور و اطراف را توجهی بجانب وسط لازم آید و از انجاکه صورة استداره وکردیت مسلم شد همه توجهات را گذربر مرکز ذات باشد و ازانجاکه ایں لفظه بتوارد توجهات غیر متناهیه و نسبت غیر متناهیه اطراف غیر متناهیه از دیگر نقاط ممتاز آمد شعشعانی که نقطه وسط را میسر آید هیچ نقطه را میسر نیاید بلکه نقاط باقیه همه بیک توجه و یک نسبت مشرف شده اند نظر بریں باجتماع نسب و توجهات مذکوره تجلی اَوّل پیدا آمد پس ازیں چون حرکات توجه و نسبت راهنوز مجال نفوذ از مرکز بطرف ثانی باقی است انچه ازینطرف آمده بود همه بطرف ثانی رفت و انچه از طرف ثانی آمده بود با ینطرف آمد اندر ینصورت تجلی مرکزی همچو شعله فتیله باشد ونسج نسب توجهات بمقابله اش همچونوران شعله باشد که از هر طرف اورامحیط است و بااین همه آن شعله از همه ممتاز الغرض وجود منبسط صادر اَوّل و لازم ذات اَوّل است و ایں تجلی اعظم تجلیات است و اقدم واسبق انها لیکن چنانکه مرکز بصورت محیط باشد و همیں است که اگر اندرون دائره دوائر صغار متوازی انها ساخته بسوی مرکز فروآیند انجام کارنوبت بر مرکز رسد ویک دائره صغیره چناں مرسوم شود که در جوف اوسواء مرکز دیگر نباشد اگر تجلی مرکزی را بر شکل اصل ذات گویند بجاست و میدانی که در تجلی همیں ارتسام صورت باشد و درتکثر انطباعی وحدت

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

منطبع از دست نرودلیکن چوں وجود منبسط عنوان اوّل است
و اقرب ست از ذات بحت از دیگر عنوانات ازیں جهت
بالضرور از دیگر عنوانات در عدم ادراک قریب تر بذات بحت
باشد با ایں همه وجود منبسط اگرچه در مرتبه فروتر از مرتبه ذات
است لیکن تاهم وجود است و میدانی که اطلاق وجود از اطلاق
همه مطلقها بالاست بلکه اگر حقیقی است همیں اطلاق حقیقے
است چه مفهومی حقیقے بالاتر ازیں مفهوم نیست اگر هست ذاتی
است که با مفهومات هم سروکاری ندارد و دیگر مفهومات حقیقیه
اگر به نسبت یکی بالاندوازیں وجه به نسبت ان مطلق توان خواند به
نسبت دیگرے فروتر اندوازینوجه لائق اطلاق مقید اندنه مطلق پس
اگر بهر تجلیات مقیده لونی مقید از الوان باشد لا جرم بهر ایں
تجلی بیرنگی تجویز کنند مگر چنانکه در عدم ادراک بجز ظلمت
و عدم انکشاف هیچ نباشد در بے رنگی هم همیں باشد نظر بریں
اگر اطلاق عماء بر وجود منبسط کنند بجا باشدپس ازیں اگر هوارا
بمعنی خالی گیرند چنانچه درمواقع کثیره بایں معنے آمده ظاهر
است و اگر ایں‌جاهم تدبر را کارفرمایند خیال احقر آن است که ایں
مفهوم رابرحب ذاتی خدا وندی که صفت قدیمه اوست و ازهماں
درگاه بندگان ناپاک تشریف یحبهم یافته اندفرود آرند چه کارش
همیں تحریک و تحرک است و جنبش اراده منوط بادست و
میدانی که ایں مضمون را با هواء خارجی چه پدر تجانس است اگر
فرق است هماں فرق روح و جسد و لفظ و معنی اوست و صورت و
معنی و شاید همیں است که منجمله الفاظ مقرره بهر معنے حب

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

یک ہوی ہم است و بایں ہمہ ارتباط علم و حب ہم آنچناں است
کہ انکار نتوان کرد و اتصال و عدم حیلولۃ حقیقے دیگر فیما بین
نیز ازاں قسم است کہ روازان نتوان تافت و پیداست کہ کار علم
ہمیں تمیز و انکشاف است کہ اوّل از ہمہ وقت تحقق تجلی اَوّل و
امتیاز او از محیط متحقق گشت پس اگر آن مرتبہ را تعین علمی ہم
بایں اعتبار گویند بجا است ایں وقت ایں ارشاد حضرات صوفیاء
کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کہ تعین اَوّل تعین علمی است ہم
راست خواہد آمد و ارتباط جملتین نیز چسپاں خواہد شد در
سرعت بے تدبیر و تفکر نبشۃ ام زیراکہ اہل سبق نشتہ اندووقت از
حد متجاوز شد مگرچہ کنم کہ پاسخا طرت ایں ہمہ میکناند در
صحت و عدم صحت ایں قسم مضامین بریں چنیں افہام کہ نصیب
ما وشماست اَوّل تکیہ نباید کرد بایں ہمہ اگرفرض کنیم کہ راست
ہمیں است بہر تفہیم ہر کس وناکس جرأت نباید فرمود .

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

در تحقیق تا کد وتر بجماعۃ در رمضان وسنیت بست رکعۃ تراویح بطرز جدید

سراپا عنایت منشی حمید الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
سراپا گناہ محمد قاسم پس از سلام مسنون!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مینگارد مباشرت مازن حائضہ ممنوع است و اگر نفس بدکیش باشارہ شیطانیے دریں حالت ناپاک ہوس خود برآرد حکم پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم آنست کہ در حالت غلبہ حمرۃ یکدینار و در حالت صفرۃ نصف دینار بہ فقراء صدقہ دھد چنانچہ روایات مشکوٰۃ شریف بریں امر دلالت دارند عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وقع الرجل باھلہ و ھی حائضٌ فلیتصدق بنصف دینار رواہ الترمذی و ابوداؤد و نسائی والدارمی و ابن ماجہ و عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان دَمًا احمر فدینار و اذا کان دَمًا اصفر فنصف دینار رَواہ الترمذی بالجملہ کفارہ ایں حرکت واجب باشد یا مستحب اینست کہ معروض شد وازیں تصدق مرتبہ ایں معصیت میتوان براورد اگرھمچو دیگر صغائر بودی بشہادت حدیث شریف صلوۃ باجماعت تکفیران میتوان کرد

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بحکم تصدق اشاره بان فرموده اند که ایں معصیت بنقض
شکستن سوگند که جبر نقصان آنها بتصدق کرده الدمیان
در بعض روایات دریں باره آنچناں تشدیدی فرموده اند که از
معاصی بریک د و معصیت فرموده باشندهم در مشکوة است
ابی هُریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من اتے حائضاً
اوامرةً فی دبرها او کاهنًا فقد کفر بما انزل علی محمد رواه
الترمذی و ابن ماجه والدارمی " مگر هرچه بادا بادانه ایں حرکت
راز ناتوان گفت نه احکام زنابران جاری تو ان کرد زن حایضه در
حالت حیض هم نکاح است از نکاح نمی براید ورنه الوقت نکاح
بخواهر و عمه و خاله اس درست ببود و درحالت حیض یکی از چار
زن نکاح پنجمی ممنوع نبودی وهم درینحالت برده دارے و اجب
شدی تابه تقبیل و معانقه که بتصریح اجازت آن در حدیث شریف
وارد است چه رسد بلکه بعد اختتام حیض ضرورت تراضی مکرر و
تجدیدنکاح و مهر نومی افتاد و زناهمون مباشرت راگویند که بازن
غیر منکوحه اتفاق افتدد و معمول در و دبر خواجه عالم ایں
هیچمدان را خوش نمی آید زبونش می پندارم امانه چندان
اگردرمنعش وهم غوغاء عوام نباشد چه مضائقه دو ترتاره از قیام لیل
است مصلحت اتمام بست.(۲۰) رکعت که ماتا عبادت شب و روز
است زیر و جوبش گرفته چون خصوصیت رمضان شریف داعی
اداء قیام لیل بجماعت شد اجتماع بهر ولرهم مناسب افتادانیجا
فقط تاکداست که نوبت باجتماع رسانید وجوب که بالاترازاں
ست بایں اختصاص مستدعی اجتماع چون نشود معمول جماعت

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

رحال از امارات تاکد و جوب و فرضیت است هاں بعض واجبات
را مثل وتردرغیررمضان شریف به تقاضاء مصلحتهائے دیگر از
مقتضائے وجود مذکور بیک طرف کشیده اند باقی مانده ایں که ان
مصلحتها چیست بیانش بوجه تطویل نتوانم آری اینقدر میتوان
گفت که وجوبد تربمقتضاء اصل حقیقتش اعنی حیثیت قیام لیل
بود لحاظ عدد بست رکعت که امری است خارجی ازمرتبه
حقیقت سرمایهٔ ایں وجوب است و در قیام لیل رمضان اگرچه
بظاهرحیثیت قیام لیل مطلق داعی عدم تاکداست اما اوّل
خصوصیت رمضان شریف وجهی است قوی بهر تاکد چه رمضان
شریف خاص بهر خدا وندی است یازده ماه در خواهش خود
میگذاریم چوں ایں ماه برسررسد میباید که درکار خدا وندی
سردهیم روز بهر معیشت است چنانچه فرموده اند "وجعلنا النهار
معاشا " میبایدکه در سوز از معیشت دست برداریم و کمالش
اینست که ازخوردنوش ومباشرت زنان که اصل و مقصود جمله
حرکات و سکنات بازمانیم و شب بهر راحت است چنانچه
میفرمایند "وجعلنا الیل لباسا " میباید که در شب کمر همت چست
بسته بخدمت برخیزیم بایں وجه که مذکور شد صیام و قیام رمضان
فرض و مؤکد شد و فرضیت و تاکید را طلب علانیه می
سزداجتماع و اهتمام بدان تناسب دارد تاحال مطیع از عاصی معلوم
گرددار احدیرا گنجائش تن آسانی نماند دوم مطلق قیام لیل همی
خواست که مؤکد باشد چه ایں وقتی است که روی عنایت یا
بندگان میکنند و بتقاضائے رحمت بسوی اینان می آیند یعنی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

چنانچه دراحادیث وارد است بآسمان اَوّل نزول میفرمایند ایں وقت بنده محتاج باچندیں نیاز ها که دارداگر بے نیازانه ازاں بے نیاز مطلق روی خود درچادر ولحاف پیچدو پهلو بربستر زند درخور آنست که تشریف کرامت ولقد کرمنا از و برگیرند واز درگاه خود برانند و میدانی که همیں است حاصل تاکد مگر رحمت لطیفه آن رحمن راه به بین که باچندیں دواعی و موجبات سرگرمی چسان ازیں تن آسانی و چشم پوشش چشم مے پوشند وجهش چوں اینست که مداومت ایں خدمت شدید انسان ضعیف که خود بر ضعف او گواهی داده اند میفرمانید "خلق الانسان ضعیفا" دشوار خواهد بود دریں قدر مدت قلیله که دو از دهم حصه سال است باوجود اقتضاء سابق و لاحق دشواری دیدند و قیام مذکور ر رابزمره موکدات کشیدند بالجمله وجهه تنها خواندن نفل شب در غیر رمضان و اجتماع بهرآن دررمضان اینست که عرض کرده شد والله اعلم مگر حال وتر را باید شنید که واجبش هم کردند و بازبجماعت نخواستند چوں درخواندن وتر هر روزه بجماعت ابهام تساویش یافرائض پنجگانه بود اندیشه اختلال نظم بمیان آمد و باوجود وجوب مذکوره اشاره به تنها رفت نااهل دانش از توقیعات وجوبد و ایں فرق بے بفرق مراتب برند و فرض را از واجب و واجب را از فرض جدا شناسند ﴿باقیمانده آنکه بست (۲۰) رکعت از چه رو حکم عبادت شب و روز دارد تفصیل ایں جمال اینست که روز جمعه را برد دوازده ساعت تقسیم فرموده انددرنسائی و ابو داوٗد از جابر رضی الله عنه روایتی است مرفوع اعنی از حضرت پیغمبر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

صلی اللہ علیہ وسلم منقولست کہ روز جمعہ دوازدہ ساعت است درساعت اخیرہ ساعت جمعہ را کہ مظنہ استجابت و عاست میاید طلبید اینست یا قریب ایں مضمون روایت و پیداست کہ خصوصیت جمعہ بایں عدد اتفاقی است ہر روز راھمیں مقدار است و باز شب نہم دراصل باروزھم پلہ نظر بریں مجموعہ ساعات شب و روز بست و چار شد بازازیں بست و چار چار ساعت اعنی ساعت طلوع و ساعت غروب و ساعت ششم و ھتم کہ مابین ان ہر دو وقت استواست ناقص برآمدند باقی ہماں بست ساعت ماندند و ایں طرف بتوقیف تقسیم بردوازدہ اشارہ بان فرمودہ اند کہ تایک ساعت کار معتدبہ تو ان کردچوں ازیں ہم کم کنند گنجائش کارمعتدبہ نماند ورنہ بردوازدہ نمی استادند تقسیم کناں فروتر میرفتند و پیداست کہ درنوع صلوۃ کاریکہ در حساب آید یک رکعت است ہمیں را میفزانید و ہمیں رامیکا ہند ازیں افزائش و کاہش دل حقیقت آشنااینطرف میرودکہ یک رکعت جامع جملہ اجزاء صلوٰۃ مظہر تام صلوۃ است بلکہ اگر گویند حقیقت صلوۃ ہمیں رکعت است و بس بجاست نظر بریں بمقابلہ یک ساعت یک رکعت گرفتند زیادہ ازیں اگر عرض دارم ایں مکتوب نسخہ طولانی شود وہم در مصابیح التراویح از تحریر ہمچو خیالات فارغ شدہ ام ہمیں کہ دم درکشم و قلم را بازدارم بخدمت جملہ بااوران بشرط یادسلامم رسانند۔

فرق بین سرقہ وغصب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دُور افتاده محمد قاسم بعزیز از جان کمالات نشان مولوی احمد حسن زاد الله عمره وقدره وکماله پس از سلام و شوق مینو لسید میباید شنید که ملک اضافتی است که تحققش برمالک و مملوک موقوف است اگریکے ازیں دورکن منهدم شود نسبت فیما بین رخت بعدم کشد ودراشیاء مرکبه بانعدام جزو واحد نیز انعدام اصل لازم است چه حقیقت اشیاء مرکبه هیئت امتزاجی میباشدکه آنرا بهیاکل تعبیر میکنم و هیاکل ازاں قسم است که کون و فساد آن دفعی است تدریجی نیست که ربع ثلث نصف وغیره اجزء وابعاض علی سبیل التعاقب زائل شده نوبت زوال کلی برسدنی بلکه پس از اجتماع جمله ارکان و مجموعه مادّه دفعةً حادث میشود پس از انعدام یک ذره هم ازاں مجموعه وازان ارکان هم دفعةً زایل میگردو تخیل صائب بهر شهادت ایں دعویٰ کاغیست دلیلی دیگر بکارنیست پس اگر شخصے گندم را باسیا ساید همانا حقیقت گندم که هیئتی امتزاجی بود که باجتماع اجزاء آر دو قشربه تناسب و تقارن خاص پیدا شده بود باطل شد وبدینوجه ملک مالک که باں تعلق داشت رو بعدم کشید آری حقیقتے و

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

دیگر روبظهور آورد که آنرا آرد گویند مگر حدوث آن بفعل این کس دیگر است و میدانی که مبناء ملک اَوّل همیں احداث مملوک است که بوجه کمال منحصر در ذات آن ذوالجلال است و ثانیاً قبض که از تفریعات احداث است مگر چون غرض از ملک تصرف و انتفاع است که علت قریبه آن قبض مالک ست در بنی آدم مدار کار مالکیت بر قبض نهاوند اگرچه بقبض آن قابض مطلق که " والارض قبضته یوم القیمة والسموات مطویات بیمینه " اشعاری ازاں است نرسد لیکن اگر برهمیں قیاس احداث نا تمام بنی آدم را نیز موجبات ملک قراردهند بدرجه اولیٰ از قبض ناتمام اوشنان زیبا است بالجمله فکر صائب بدیں جانب ست که ایں أحداث بایں کیفیت که هنوز بدست خویشتن است لا جرم از موجبات ملک باشد مگر چون ایں احداث مستلزم افناء هیئت اَوّل است که مملوک کس دیگربود قیاسم اینست که تاوان آن همچو املاک مغضوب که بذمه غاصب افتدبگردن ایں سارقؔ خواهد ماند باقیماندا ینکه اَوّل مصداق سرقه متحقق شد پس ازاں املاک مذکور ایں چه پیش آمد که بقطع یدازاں حسابی نه گرفتند وانکه امر ثانوی بود آثار انرابر قرار شمردند جوابش اینست که اَوّل سرقه و غصب وغیره اُمور اگر مطلوب است بغرض تصرف مطلوب است قبل تصرف اگر حکمی بران داده اندلاجرم در پرده غرض مذکورد خلی دران داشته باشند همیں است که برسرقه اشیاء غیر منتفعه دست نبرند لیکن اگر همیں ست غرض متحقق به نسبت غرض موهوم و مظنون بدرجه اُولیٰ قابل تفریع آثار باشد پس ایں املاک

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مذکور که متحقق شدازاں تصرف موهوم که وقت سرقه متوهم بود لا جرم اقوی واحری باللحاظ باشد لیکن ازانجاکه غصب و سرقه از اضداد است اگرچه غرض اینجاهم هماں باشد که در سرقه بود اعنی تصرف مذکور و بالفعل صورت غصب بر روی کاراست نظر بریں احکام غصب به نسبت احکام سرقه واجب الرعایت باشند بلکه واجب است که احکام سرقه را رعایت نکنند ورنه دربرده اعتراف و اقراراجتماع الضدین لازم خواهد آمد بالجمله مصداق سرقه بالکلیه از ساحت وجود برخاست احکامش که بدست اَن گردبودند چگونه بروئے کار باشند غرض زوال علت موجب زوال معلول شدوایں قاعده نه تنها عقلی است احکام نقل نیز برعایت ان شاهد اند اَوّل همیں که بهلاک مال زکوة ساقط شود و بازعائد نمی سود در بلغار وغیره ممالک شمالیه که پیش از غروب شفق طلوع صبح صادق میشود علماء بسقوط نماز عشافتوادادند علیٰ هذاالقیاس الغرض چنانکه قبل تحقق علت معلولم بوجود نمی آید بعد انعدام ان بعدم میگراید اینست انچه که درجواب شبه اَوّل بدلم ریخته انداکنون جواب شبه ثانی بشنوند شهادة شهود را انکار مدعا علیه ضروری است لهٰذا تاثیر شهادت شهود تا هما نوقت باید که انکار باقی است چون انکار ازمیاں برخاست شهود بچه کارآیدمیباید که محض لغو گردداکنون انکار سابق و اقرار لاحق متعارض شدند وهذا لیس باولی من ذالک چه تقدم و تاخر زمانه دریں باره قابل لحاظ نیست آخر هر دو قول خبر است و هرخبر محتمل صدق است و کذب چنانکه کذب اَوّل و صدق ثانی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

محتمل است همچنیں عکس ان و قصه تضادو نسخ ا دریں جا
کشیده آوردن بیهوده سری است سرقه و غصب لا جرم باهم تضاد
دارند و هرکه آخر است هماں را موجود توان گفت و دیگر را
معدوم نه برعکس و میدانی که در قول اَوّل و آخر تضاد نیست نه
اقوال مذکوره منجمله اوصاف نه آنرا موصوفی متحد و اگر باعتبار
تلفظ اجتماع ممکن نیست گونباشد اجراء حدود از حکم الفاظ
نیست منجمله آثار مخبرعنه است که تقدم و تاخر یکی بردیگرے
هنوز معلوم نیست بایں همه اندراء حدود بشبهادت منجمله
مسلمات والله اعلم هرچه نوشته ام باعتماد تحریر آنعزیز نوشته ام
اگر بالفرض مسئله دگرگوں است ایں همه کالائے زبوں بریش
خاوند بایں همه اگر مسئله است و هرچه وشته ام تقریبش نتوان شد
و جهش آنست که هیچمدانم و پریشان والسلام.

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

جواب اعتراض اہل تشیع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دور افتادہ محمد قاسم سلام مسنون بتقدیم رسائیدہ میرساند کہ رقیمہ آنعزیز اسمی حاجی محمد عابد صاحب رادیدم و بطفیل دیگران مسرور گردیدم بمطالعہ اعتراض شیعہ و پیچ و تاب اوشان سخت تحیرم درگرفت ایں قصہ نہ ایں‌چنیں است کہ فہیمی و انہم آنعزیز چنیں در پیچ و تاب آیند عزیز من اوستاد من بل مولی الانام مولانا مملوک العلی بروایت اوستاد خویش اعنی مولانا رشید الدین خان صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ وقدس اسرارہما کہ اوشان را باشیعان معاملہ ہا افتاد و مباحثہ ہارو دادہ می فرمودند کہ نقل شیعی از کتب در مبحث مباحثہ فیما بین ہرگز مطابق اصل نمیباشد ما بتجربہ و استقراء دریافتہ ایم کہ دریں بارہ باتباع یہود و نصاریٰ کہ از سیماء حال و فحواء اقوال شان پیروی اوشان باوشان ہویدا است تحریف رابکارمی برند بحذف لاحق و سابق یا بتغیر و تبدیل در مغالطہ می انداز ندا خبار شان دریں بحث ہرگز قابل اعتبار نیست مرد مقابل رالازم است کہ نقل راباا صل مطابق کند واین روایت نہ تنہا روایت است بادرایت نیز دست و گریبان است و چوں نبا شد قومیکہ دین اوشان تقیہ و عمدہ عمائداسلام اوشان باشد اینکار اگر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

نکنند چه کنند خصوصاً دریں افسانه اعنی معامله حضرت عمر رضی الله عنه مگر در نقلیات اهل سنت و معتقدات اوشان کمال ایمان حضرت عمر رضی الله عنه بمنزله بدیهات از عقلیات اه ت چگونه نواند شدکه عینی شارح بخاری ایں کلمه پوچ بے اصل را برزبان آرد کیست از اهل سنت که از کمالات حضرت عمر رضی الله عنه خبر ندارد و براخلاص اوشان از اَوّل مطلع نیست آری شیعان مثل دیگر خرافات اوشان دریں قصه اعنی در معامله شیخین رضی الله عنهما اقوال متهافته دارند بعضی باایں طرف هم رفته اندکه اوشان از مولفت القلوب بودند و شاید علامه عینی حسب مثل مشهورنقل کفرکفر نباشد ایں قول اوشانرا در معرض تردید ذکر کرده باشند یا آنکه بطور تنزل بود کاش ازاں شیعی که درمقابل است نشان باب و کتاب دریافته می نوشتند تابرطبق ان نشان اَوّل درحواشی بخاری شریف تجسس کرده می شدو اگرازان کاربرنمی آمدنزد مولوی عبدالرحمن صاحب بمیرٹھ نوشته می فرستادم درکتب خانه مولوی احمد علی صاحب نصف اَوّل عینی پیشتر موجود بود در عذر گم گشته بعض بارهایش بازبهمرسیده بودند اگر ان کتاب و ان باب دراں پارها میبودامید که تعلیقات آن باب را ازمقام مقصودنقل کرده می فرستادندمگر اکنون چه تواند کرد که نه عینی دراینجا موجود که اوراقش گردانیده تعلیق مذکور براورده شود نه بخاری چنیں کتابے که مقید بضابطه باشد تابنینده اش انرا پیش گرفته بمقصود خود تواندر سید آنعزیز خود مبدانند که امام بخاری رحمة الله علیه یک حدیث رابه کرات و مرات در

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ابواب مختلفه می آرند وانهم در بعض ابواب بمناسبات خفیه که
دربادی النظیر هرگز هویدا نمی شود بلکه قبل از ایراد اوشان باایں
معنی بے نمیتوان مرد و مناسبت مکنونه اوشان منتزع نمیتوان
شلزینوجه اینهم ممکن نیست که قبل اطلاع نشان دیگر انرا هدایت
کرده شودتا اوشان مطابق اشعار ما اینکار توانند کردیا باقیماند
اینکه سلمنا علامه عینی ایچنیں نه نوشبه باشند اما ازیں قدر انکار
نتوان کرد که حضرت عمر رضی الله عنه بر صلح حدیبیه بانکار
برخاستند احادیث صحیحاشاهد اند ایں انکار اگرناشی از انکار
رسالت سید ابرار علیه و علی آله افضل الصلوات والتسلیمات
نیست بازچیست و همچنیں تکفیر حضرت عمر رضی الله عنه
اعنی بکفاره ایں گفت وشنود پرداختن اوشاں مسلم ایں امر متفرع
براشتباه در نبوة حضرت صلی الله علیه وسلم اگر نبود بازچه بود
تحریر جوابش هر چند نظر بر خوش فهم آنعزیز سخن لاطائل می
بینم اما بخیال آنکه گاهی اذکیا در امور جلیه حیران می مانند تنبیه
کردن ضرور افتاد عزیز من بعد ملاحظه احوال سابقه ولاحقه
حضرت عمر رضی الله عنه ایں امر از کمالات اوشان معلوم میشود
ایں دو مقدمه معلوم عزیز خواهد بود یکے آنکه جمله انتظامات دینی
و معاملات نبوی مسبوق بوحی نمی بود ورنه اَمر شاور هم فی الامر
چه معنی داشتے بلکه احکام انتظامیه که احقر انرا اکثر بنام هدی
تعبیر کرده بررائی حضرت صلی الله علیه وسلم منوسط بودند و
همدریں احکام حضرت سید انام علیه وآلہٖ افضل الصلوات والسلام
مامور بمشوره بودند گوپس از ملاحظه تقریر خدا وندے ملحق

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

باحکام وحی میشوند دویم آنکه خدمت گار جان نثار که در هنگامه هائے هائله عرقها ریخته وبراه مخدوم بخاک امیخته باشد. در نظر مخدومان ذوی الاقتدار که از عقل و فراست و دیانت و مروّت بهره وافرواشبه ناشند چناں مورد الطاف میشوندکه دربعض مواقع وقت راویده منازعتها میکنند خصوصاً در امریکه منشاء منازعت دراں خیر خواهی مخدوم خود باشد شاهد ایں مدعا از آیات سورۂ هود " فلماذهب عن ابراهیم الروع وجاءته البشری یجادلنا فی قوم لوط" و از احادیث هم دریں قصه حدیبیه باوجود امر نبوی محونکردن حضر ت علی رضی الله عنه لفظ رسول الله رابس است پس ازینهم اگر شیعان باستناد ایں حدیث مدعی نفاق یا ضعف ایمان حضرت عمر رضی الله عنه باشند لا جرم حضرت ابراهیم علیه السلام و حضرت علی رضی الله عنه را بدتر از وشان خواهند شمرد آخر حضرت عمر رضی الله عنه کفارها کردند و حضرت ابراهیم علیه السلام و حضرت علی رضی الله عنه هیچ نکردند خصوصاً حضرت ابراهیم علیه السلام را که منازعت بلکه مجادله اوشان بخیر خواهی حضرت خدا وندی یاتائیددین الٰهی هیچ تعلقی نداشت و حضرت عمر رضی الله عنه اگر در معامله مذکوره چیزی عرض کردند نظر بلحوق عاریشان حضرت سید ابرار صلی الله علیه وسلم و دین محمدی عرض کردند اگر فهم باشد جمله فهم تعطی الدینیه فی دیننا بریں معنی گواه است و حضرت علی رضی الله عنه هر چند هرچه کردند بپاش عظمت حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم کردند اما مخالفت امر کردند و حضرت عمر رضی الله عنه را هرچه

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

افتاد بجوش حمیت حضرت نبوی علیه و علی آلهٖ افضل الصلوات والتسلیمات افتاد مخالفت امری رونداد و شَتَّان بَيْنَهُمَا مهٰذا اگر اشتباه همیں است که حضرت عمر رضی الله عنه را پیش آمده و بایں وجه اوشان از ضعیف الامیان بودند میدانم که شیعان حضرات رسل علیہم السلام را ضعیف الایمان بلکه بے ایمان محض اعتقاد کرده باشند و آیه سوره یوسف حتی اذا استیأ س الرسل وظنواانهم قد کذبوا برقرأت تخفیف ذال که قرأت مشهور و متواتر است مستند اوشان باشد شرح ایں معما اینست که درهمیں سورۂ یوسف فی فرمایند "لا ییئاس من روح اللّٰه الا لقوم الکافرون" بازظن کذب خدا وندی از شک که مرادف اشتباه است بالاتراست و ایمان را اگر حقیقت است یقین صدق خداست علاوه بریں مآء واقعه سوره بقره رکوع دوم پاره سوم "و اذ قال ابراهیم رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تؤمن قال بلے ولکن لیطمئن قلبی دریں امر شیعان را " مستند کامل است چه خود حضرت خدا وندی رابرطبق فهم شیعان در ایمان حضرت ابراهیم تردد افتاد و حضرت رسالت پناهی صلی الله علیه وسلم موافق فهم شیعان ایں رابشک تعبیر فرمودند " نحن احق بالشک من ابراهیم او کماقال " و ازیں جمله نه تنها درشک بودن حضرت ابراهیم علیه السلام می برآید بلکه حضرت سید الانبیاء علیه و علیٰ آلهٖ افضل الصلوات والتسلیمات گرفتارشک حسب فهم شیعان معلوم میشوند و اگر بطرفداری حضرت ابراهیم علیه السلام ایمان را جدا و اطمینان را جدا قرار میدهند حضرت عمر رضی الله عنه چه خطا کردند که ایں جواب از

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

وشان نمی شنوند بازاگر معتصبی بسخن پروری خود برخلاف دیانت و امانت عرض حضرت عمررضی الله عنه گستاخانه قراردهد و مابه الفارق ایں قصص و ایں قصصه ایں امررانهد میگوئم که آیت سورۂ هود بگذشت شیعان ملاحظه فرمایند و انصاف فرمایند که در مجادله چه کمی است اگر انصاف باشد بالیقین خواهند فرمود که مجادله از گستاخی هم در گزشته و اگر بریں یک آیت قناعت نبا شد آیه سوره اعراف که متضمن مقاله حضرت موسیٰ است علیه السلام اعنی آیت " افتهلکنا بما فعل السفهاء منا ان ھے الا فتنتک تضل بها من تشاء و تهدی من تشاء راشیعان مطالعه فرمایند واماں سب و شتم در از خواهد شد و برزبان کشائے درحق انبیاء و رسل هم دستاویز عمده بهم خواهد رسید مگر اندریں صورت حضرت عمر رضی الله و طرفداران اوشان را نیز شکایت نخواهد ماند اقتداء انبیاء و پیروی سنت اوشان شعار اهل سنت است اگر انبیاء نیز نعوذ بالله من هذه الخرافات تا بدرجه ایمان نرسیده بودند و همیں بے ایمانی سرمایه کمال اوشان بود فنعم الوفاق همچنیں قصه حضرت یونس علیه السلام در سوره انبیاء در پاره اقترب للناس مرقوم است شیعان خود ملاحظه فرمایند خود خدا وند کریم درحق اوشان جه میفرمایند "وذاالنون اذذهب مغاضبًا فظن ان لن نقدر علیه فنادی فی الظلمات ان لا اِلٰه الا الانت سبحانک انّی کنت من الظالمین " لفظ مغاضباً و هم لفظ فظن ان لن نقدر علیه رابغور مطالعه فرمایند باز در جواز سب و شتم حضرت یونس هیچ اشتباهی باقی نخواهد ماند مع هذا چنانچه کفاره دادن حضرت عمر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

رضی الله عنه اعتراف به تقصیر خویشتن است دلالت جمله انّی کنت من الظالمین در اخبار این اعتراف بیشتر ازیں است از اشارا تاعبارت فرقی که هست هویدا است باقی کفاره ندادن حضرت عمر رضی الله عنه در قصه نماز جنازه ابن سلول که سبه بودن انکار حدیبیه را مشیر است مبنی بران است که انجا وحی خدا وندی تائیدرای عمری کردو موافقت وحی باعث اطمینان شد که هرچه کردم حق کردم وهرچه گفتم حق گفتم اما درینجا چون وحی بموافقت نیامداین منازعت خویشتن رابوجه کمال ورع و غایت احتیاط و نهایت سوء ظن به نفس خود که شتمیه انبیاء و آیمه میباشد چنانچه ادعیه ماثوره قرآنی که از زبان انبیاء منقول اند ونیز صحیفه کاهله که نزد شیعه بمنزله صحیفه آسمانی است و ادعیه مدعوه حضرت امام همام امام زین العابدین دران مرقوم اندبران دلالت دارند گمان کردند که از من خطا واقع شد که درپیش حضرت رسالت پناهی صلی الله علیه وسلم ایں‌چنیں جرأت کردم شاید ایں امر از عرق عصبیت و تعصب قوم و پاس عزت خود درینمقام خاسته باشد شواهد ایں واقعه در کلام الله بسیار انداز تطویل میترسم زیں جهت بریک آیة قناعت میکنم مقوله حضرت موسیٰ علیه السلام در واقعه قتل قبطے در سوره قصص پاره بستم مرقوم است ." هذا من عمل الشیطان انه عدو مضل مبین ". فقط والسلام

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایک شعر کا مطلب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشفق من مولوی منصور علی خان صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ
السلام علیکم و علی من لدیکم . عنایت نامه رسید جوابش اینست
که اوّل بهر ایں چنیں اقوال که بظاهر سراسر مخالف نصوص قطعیه
وهم براهین عقلیه باشد سندی میباید پس اگر بشهادت سند به
ثبوت پیوست که ایں سخن گفته فلان بزرگ است و اینطرف
حسب تعیین ربانی علامات ایمانی ازهر قول و فعل اوشان پیشتر
ازیں سخن هویدا شده باشد آنوقت البته دَر اوّل وهله تکذیب و
تغلیط آن سخن نباید کرد ورنه دِر پے تاویل ان شدن محض بے
هوده سری است و دردیں متین رخنه گری چه اندریں صورت هر
کس و ناکس راجرأت ایں چنیں هذیانات بدست خواهد آمدو رونق
بازار اسلام خواهد شکست مگر بایں همه پاس خاطر آن مشفق
نمیگذارد اگر بکس ایں راز رانگو یند میگویم که مصدرهمه
کائنات چنانکه ذات رفیع الدرجات حضرت خالق ارضین و سموات
است همچنیں مصدر صفات واجبی هم هماں مخزن برکات است
ا ثر فرق است اینست که اینجا حدوث است و انجا قدم اینجا خلق
است و آنجا لزوم اینجا تبائن است و آنجا تلازم یا ایں همه تلازم هم
ملازم ذات صفات لازمی لوازم ذات اندکه ملزوم آں همه ذات رفیع

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

الدرجات حضرت خالق ارضین و سموات است همچنیں مصدر صفات واجبی هم همان مخزن برکات است اینست که اینجا حدوث است و انجا قدم اینجا خلق است و آنجا لزوم اینجا تبائن است و آنجا لازم بایں همه تلازم هم ملازم ذات صفات لازمی لوازم ذات اندکه ملزوم آن همان ذات رفیع الدرجات است مثالی اگر بهر فهم ایں مراتب و فرق باهمی بکار است آفتاب و اشعه خارجه و تقطیعات نور ارض را که مآنرا به دهوپ تعبیر میکنیم پیش نظر کن جسم آفتاب نے آن نور راکه درهررگ و ریشه اش سرایتکرده شکل کردیت در برگر فته ملزوم پنداردوایں اشعه خارجه را که برنگ خطوط مستقیمه از ذات نور اَوّل گرفته تازمین مستطیل آمده آمده اند لازم ذات آن بدان و تقطیعات مذکوره را از محدثات آن خیال کن چوں ایں مثال بذهن نشست اکنوں بشنو که هر چند در صفات تقدم و تاخر زمانی نیست که زمانه خود درانجا وجودی و نمودی ندارد مگر از تقدم و تاخر ذاتی ناگزیر است چنانکه ماحیات خود را مقدم بالذات از علم و علم را مقدم بالذات از اِراده وغیره صفات و افعال می پنداریم همچنیں در صفات خدا وندی اعتقاد تقدم و تاخر ذاتے بشهادت بداهت عقل لازم است مگر اهل حقایق هم گواه اند و برهان عقل هم دریں باره همصفیر که صادر اَوّل وجود است و هر چه جز ایں صدور یافته پس ازیں صدور یافته و جمله احکام وجود یه وصفات و کمالات وجودیه از حیوه و علم و قدرت و افعال همه بدومنسوب وبران موقوف اگر وجود نیست زید راله عالم خوانند نه قادر و همچنیں قیاس باید کردچوں کلام نیرنگی ازاں ست هرسخن که باشد مرجع اَوّلی ان همان وجود مذکور باشد والله اعلم و چوں حال صفات واجبی باوجود واجبی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اینست حال وجود و کمالات وجود ما چون نباشد که ایں همه مثل تقطیعات نور زمین که یکی از پرتوهای نورْ آفتاب و آن اشعه خارجه است ایں جا نیز کمالات ممکنات از ظلال وجود واجبی است والله اعلم پس کلام و پیام و گفت و شنود ما نیز آخر الامر بان وجود چنان بایں ارتباط رسد که احکام ایں تقطیعات بنور آفتاب واشعه ان میرسند یعنی ایں همه تنویر که می بینی آخر الامر بافتاب نسبت میکنی مگر چنانکه باعتبار اتصاف ارض بدان و لحوق دیگر کیفیات ممکنه از تربیع و تثلیث و تسدیس و تخمیس وغیره که حسب تقطیعات صحن خانها برنور عارض میشوند تبائن است اینجانیز همان تبائن ملحوظ ماندنباید گفت که قاسم و منصور علی خان نعوذ بالله عین ذات پاک خدا وندی است بالجمله چنانکه پیر و جوان و عاقل و نادان دریں قدر متفق اندکه آفتاب چیزی دیگر است و بالای آسمان و ایں دهو پ چیز دگر است و برروی زمین اگرچه از همان آفتاب و ازاں نور برآمده باشد همچنیں ممکنات و ذات رفیع الدرجات رابدان که آن براوج رفعت است و ایں در حضیض هبوط آنجا وجوب ست اینجا امکان آن ذاتی دگر است ایں چیزی دگر چوں اینقدر گوش کردی دیگر بشنو که حقیقت سجود نه ایں وضع جبه است بر زمین حاشا وکلا نے حقیقتش تذللی ست که هرجا برنگی دگر ظهور دارد دربنی آدم مظهرش همیں است و درآفتاب و قمر و نجوم و جبال و شجر و دواب که بنص "الم تر ان اللّٰہ یسجد له من فے السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس و کثیر حق علیه العذاب " ثبوت آن قطعی است و انکارش نتوان کرد مظاهرش دگر مگر مقصود بالذات ظاهر باشدنه مظهر آئینه اگر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مطلوب است بهر معاینه روی خود که دران ظهور کند مطلوب ست
نه بذات خود همچنیں تذلل مذکور اصل مقصود است و مظهرش
بالعرض چنانکه معائنه عکس روی خود بی آئینه صورت نه بندد
ملاحظه تذلل مذکور بے مظهرش هرچه باشد امیدنبایدداشت تابه
کیفیات قلبی قناعت کرده ازیں سجده جسمانی رستگار شوند مگر
دانی که مابین مصدر و صادر هرچه باشد و مابین ملزوم و لازم هر
کدام که بود علاقه ناز و نیاز و استغناء و حاجت ست و بدینوجه
یکطرف رنگ عزت و طرف ثانی رنگ تذلل برگرفته لازم و صادر
پیش مصدر و ملزوم ذلیل است گوبه نسبت پر توهای لاحقه و
حادثه عزیز باشد چنانکه پیداست شعاع خارج چنانکه پیش نور
کروی که مندمج در جرم آفتاب ست ذلیل ست و آن عزیز همچنیں
تقطیعات مشار الیها پیش شعاع خارج ذلیل اندو آں به مقابله آنعزیز
چون ازیں هم فارغ شدیم سخن دیگر بشنو که مابین اجزاء زمانه
تقدم و تاخر ذاتی است و باز انتقال من حال الی حال چه آنِ اَوّل فنا
میشود آندم آنِ لاحق بوجود می آید پس اگر بایں نظر بهر انتقالات
وتنزلات و تحولات صفات که هم تقدم و تاخر ذاتی دران است و
هم در ما بعد به نسبت ما قبل انتقال من حال الی حال وقت و زمانه و
مرادفات انرا باستعاره گیر نداز قانون محاورات و اُسلوب کلام
بلغاء دور نبا شد پس ازیں مقدمات شرح مشار الیها مینو یسم اگر
قائل ایں شعر مخالف نصوص و براهین اعنی من ان وقت کردم خدا
را سجود که ذات و صفات خداهم نبود شخصے کامل است والله
اعلم معنیش اینست که ایں سخن را اَوّل بوجه غلبه شوق راجع
بوجود منبسط اعنی وجود واجبی دانند و ان تذلل را که وجود
مذکور بوجه صدور بامصدر خود اعنی ذات پاک خدا وندی دارد

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

سجود انگارند مگر چون تاان تحول و تنزل که بوجه صدور وجود مذکور بر روی کارآمده باعتبار تقدم ذاتی نامی و نشانے از صفات دیگر نبود میتوان گفت که آنوقت ایں فرق ذات و صفات نبود همه برنگ واحد بوندد ایں را مصدر و ان را صادر ایں را ملزوم و انرا لازم ایں را ذات و آنرا صفات گفتن زیبانبود که ایں اسماء متضائفه همچو فوق و تحت و یمین و یسار و فاعل و مفعول و ضارب و مضروب و غلام و مولی و دیگر اضافیات اگر متحقق میشوند بایک دیگر متحقق نیشوند الغرض بریں تقدیر مفهوم لفظ ذات باعتبار تقابل تضائف از متقابلات مفهوم لفظ صفات است چون مفهوم صفات نیست مفهوم ذات نیز نباشد و نفی هر دو بجا باشد پس هر که گفته که ذات و صفات خداهم نبود اگر مرد کامل و واصل است نظرش برمفهوم است نه مصداق الغرض مصداق اصلی که هستی بحت است از ازل تا ابد برابر موجود و همچنان باعتبار تقدم و تاخر ذاتی از همه اَوّل و مقدم مگر مفهومات مذکوره باعتبار تقدم و تاخر مذکوراز مرتبه صادر اَوّل فروتر اندو " للعاقل تکفية الاشارة "بالجمله چنانکه جن و آسیب برسر مردی یازنے می آید و قواء و اعضاء اورا بسخره میگردد و کار خود را ازان میگرد همچنیں غلبه تجلیات وجودی برممکنات خاصه قواء و اعضاء ممکنات خود رابکار خود گرفته عجائب و غرائب مینماید پس بظاهر ازیں زبان سخنی می آیدو در حقیقت منبع ان همان مرتبه مذکوره می باشد والسلام. فقط

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اشاراتِ اجمالیہ در مبحثِ امکان نظیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیزمن زاده الله علماً علی علم عبارات چند متعلق تفسیر آیة حتیٰ اذا ستیئاس الرسل " بر پرچه دیگر نقل برداشته بودم مرسل است بغور بیند ازیں عبارات هویداست که دیگران هم بایں طرف رفته اند بلکه تاج المفسرین حضرت عبدالله بن عباس بایں راه رفته اندآری مفسران دیگر بهمان خلجان که در بادی النظر پیش مے آید ایں راه را گذاشته اند بلکه بعضے از مفسران مستبعد شمرده اندو من حیرانم که بایں جلالت قدر امام فخر الدین رازی راچه شد ماچناں پنداریم که هر چه ممکن است همه محتمل است و وعده خود دلیل قدرت برمخالف موعود است پس اگر کاملان وقت ظهور بے نیازی مثل غضب و حلم و استبطاء درعون مؤمنان باحتمال دیگر روند عین ایمانست نه سلب ایمان و خلع ان ورنه تقئید خانه و ناچاری ان لازم می آید بالجمله اینقدر ثابت است که حضرت عبدالله بن عباس همیں گفته اند که ما میگویم بلکه زاید ان چه مار ا مشربے دیگر بود قول ما آن بود که رُسل علیهم السلام را بحکم الحزم سوء الظن احتمال و سوسه شیطانے پیش آمده باشد گو احتمال بے نیازی در امثال ایں مقامات از بیشتر مشرب ماست اگر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

دریں بارہ گفتگو کنند شاید در ثبوت ایں روایت کنند مگر ایں چنیں گفتار درھمہ تفاسیر جاری است و اینکہ ایں محال است و ان ممکن ھنوز محل نزاع است بلکہ درنظر اہل نظر امکان امثال ایں افعال ھمچو آفتاب روشن دیگر اینکہ ایں ھیچمدان را آیۃ " حتی یقول الرسل والذین امنوا معہ متے نصر اللّٰہ " یا آیت " حتے اذا ستیئاس الرسل "دریں بارہ متشابہ معلوم میشد و باھم یکدیگر متعانق بنظر می آمدند مگر الحمد للہ کہ حضرت عبداللہ ابن عباس مصدق ایں خیال شدند باقی احتمالم بود کہ شاید روزی مولوی محمد حسن صاحب درباره ظن گفتگو کنند و گویند کہ اگر سلمنا ضمیر ظنوا بجانب رسل عائد است و ایں ظن ھم بجناب کبریائے است لیکن ایں را چہ جواب کہ بقول شما اگر ثابت شود امکان احتمال ایں قسم خیالات شود نہ ظن کہ خواہ مخواہ قوت احتمال بدگمانی ازاں می ترادر و در کفر ایں قسم ظنون تامل نتوان کرد و بجوب ایں اعتراض تھیہ کردہ بودم کہ حدیث الحزم سوء الظن را پیش کردہ خواھم گفت کہ مادر اَوّل نامہ جواب ایں اعتراض پیشگے فرستادہ ایم و علاوہ بریں آیت " یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم " را نیز در خیال داشتم آری دریں آیۃ گنجائش لا نسلم بنظر می آید و درحدیث مذکور ایں قسم حجت را مساغ نیست چنانچہ ھویداست مگر از تفاسیر مشارالیھا معلوم شد کہ اوشان درگرفتن ظن بمعنے مجرد احتمال باک ندارند چوں ایں چنیں کساں را نقل اقوال باید حاجت عرض حدیث مذکورھم نما ند مگر اَوّل عرض حدیث و باز عرض اقوال مستحسن است و در

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مباحثه ربانی اگر اتفاق افتد چناں مستحسن است که اوّل آیت "ان
اللّٰه علیٰ کل شیء قدیر "را پیش کرده شود بجوابش اگر فرق معدوم
ابدی بودن نظیر نبوی صلی اللّٰہ علیه وسلم را پیش کنند باید گفت
که نظیر صورت جناب هم عدوم ابدی است اگر گویند چه معلوم
این جا وعده ختم نبوت است درباره صورت ماچه وعده رفته باید
گفت معدوم ابدی راچه ضرور است که معلوم هم باشد بایں همه
این فرق موجب امتناع نتواں شدتااحتمال امتناع موجه شود بلکه
خوددلیل امکان است بایں همه خاتمیة موعوده عین ذات نبوی
صلی اللّٰہ علیه وسلم نیست پس اگر همیں بناء امتناع است لازم آمد
که نظیر ذات محمدی قطع نظر ازیں وصف عارض ممکن است و
ضروری و غیر ضروری بودن قصه محمد خاتم النبیّین هم بایں
بحث تعلق دارد باقی در تحقیق معانی نظیر و مثل هم خیال احقر
باید شنید نزد احقر صدق جزئی علی کثیرین ممتنع است اما نظیران
ممکن غرض قسم شی دگر است آن داخل تحت الشی میباشد و
نظیر شی دگر انرا داخل تحت الشی نتوان گفت ووجود نظیر جزئی
بطرز احر از نیرنگیهای تکثر انطباعی است نه تکثر انقسامی تایکی
را قسم و دیگر را مقسم توان گفت علاوه بریں ایں را قسم

و انرا مقسم اگرخوانند ترجیحی است بلا مرجح لا جرم
امری مشترک برآوردن لازم خواهد آمد مگران امر مشترک در
نظایر بجز امر انتزاعی هیچ نیست ورنه حصص متبائنه پیداشدندی
چنانچه قسمت را ازاں ناگزیر است وظاهر است که در مثلث
وغیره هیا کل لتوان گفت که اگرخطوط را تقسیم کنند باز بارهم

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ثلث توان برآمدتا تکثر انقسامی درست آید بالجمله حقایق ممکنه
همه از قسم هیاکل اندوتکثر انطباعی درهمه جاری آری تکثر
انقسامی از خواص و جود و تنزلات آنست که مسمی بکلیات
طبعی و موجودات خارجی است صور ذهنیه که وقت حصول اشیاء
بانفسها هم حدوث ان در باطن قوت علمیه ضرور است نزد احقر از
نظایر است بلکه همه کس را بعد تمهید یکد و مقلمه تسلیم آن لازم
ہے بلکه بطور حکماء نظیر گفتن ضروری است ورنه کلیت جزئیات
یا عدم تطابق صور یا معلومات لاز م خواهد آمد + نظایر اضافیات
بعد تحقیق نظایر مضاف و مضاف الیه ممکن است نظیر اضافیات را
تناظر اطراف لازم ست + چنانکه هیاکل بشرط تشابه اطراف نظیر
یکدیگر اند حصص وجود هم نظیر یکدیگراند + هیاکل همه
متناهی و وجود منسبط غیر متناهی نظیر برین ممکنی نیست که
تکثر انطباعی آن در وجود منسبط ممکن نبا شد +وجود ذهنی که
اثراقوت علمیه هم میگویم در بعض امور نظیر وجود خارجی است
منجمله انطباع هیاکل و انتقاش آن + وصف خاتمیت مفهوم اضافی
است تناظر این مفهوم را تناظر اطراف این اضافت لازم ست و قبل
تناظر اطراف اطلاق نظیر بے جاست و بعد تحقق اطراف و مفهوم
اضافت در تحقق نظیر هیچ خدشه نمیتوان شد+ الف لام النبین در
خاتم النبیین اظهران است که بهر عهد خارج است و اگر بهر
استغراق است استغراق افراد خارجیه است نه مقدره حق اینست که
لام همیشه بهر عهد میباشد و معنی حقیقے الف لام همیں است
استغراق نوعی از انواع عهد است نظایر دیگر انبیاء کرام علیهم

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

السلام را اَوّل باید پرسید که ممکن اندست یا ممتنع ﴿اگر ممکن اندر صورۃ فعلیۃ زوال خاتمیۃ ضروریست و اگر ممتنع﴾اندوجهش اگر همیں خاتمیت حضرت رسول اکرم است صلی اللہ علیه وسلم دور لازم می آید که خاتمیت کذائی خود موقوف بر امتناع نظایر انبیاء علیهم السلام است و اگر وجهی دگر است دیده باید + آیت " ان یشاء یذهبکم ایها الناس و یات باخرین وکان اللّٰہ علی ذالک قدیرا " بردوامردلالت داردیکی آنکه مشتیه را وجود خارجی در احد الازمنة الثلاثه ضرور نیست دوم انکه معدوم ابدی بودن چیزی مخالف امکان و مقدوریت نیست وجه ثبوت هر دو ظاهر است مراد ازاخرین اینست که بوجه توالد و تناسل یکے بعد دیگرے می آید که مقدوریت و امکان این خود بر هر که دمه ظاهر است بایں همه ایں امر راهرکس ضروری الوقوع می پنداردوایات مشعره موت کفیل ایں وعید شده اند تعلیق آن به مشیۃ اگر ذوق فهم باشد خیر از غیر معتاد بودن آن میدهدوآںهول را ازدل میرباید + و آیت " کل نفس ذائقة الموت " دریں باره حکم عام رسانیده باشد تعلیق ان بمشیۃ بجائے وعید کار وعده میکندنه کار وعید از خدا وند علیم ایں چنیں کلام بے هوده کسی تواند که سختی بمعرض وعید گذارند و گفتگوئے تسهیل کنند بجز اینکه قطع نظر از توالد و تناسل آوردن بَدَل موجودین مراد باشد دیگرچه گفته شود وظاهر است که با مخاطبین ایں چنیں نکرده شد ممتنع بالغیر بذات خود ممکن است و بوجه غیر که آن غیر مانع آنست ممتنع مگر آں مانع اگر خارج از ذات و صفات باری باشد لازم آید که اراده خدا وندی پیش آن غیر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کار خود نتوان کرد و ارشاد " فعال لما یرید " نعوذ باللہ غلط گرد دواگران غیر صفتے دیگر بالاء ارادہ است و همیں حق ست پس خلف هم همیں طور ممتنع است +از معلومات خدا ممکن آنست که قابل تعلق ارادہ خدا وندے باشد گو نوبت تعلق نرسد چنانچه مبصرات آن اند که قابل تعلق ابصار باشند اگرچه نوبت فعلیة تعلق نرسد +فاعل حقیقے یعنی مصدر فعل فقط ارادہ است باقی صفات حاکم آن اند خواہ باعث تعلق باشند یا مانع آن دریک صورت واجب بالغیر است و دریک صورة ممتنع هاں ایں قدر دیگر باید شنید که اگر بفحوائے "ولیتم نعمته علیک" دست زنند بهر مدافعتش انکار اتمام نعمت شخصے کردہ اتمام نوعی را پیش کنند و بهر نظیر از مرکبات عنصریه دو مثال پیش کنندیکی مرکبی که از همه عناصر اربعه قدرے دراں ودیعت نهادہ باشند و دیگر مرکبی که دوسه عنصر فقط سرمایه ترکیب او بود پس چنانکه مرکب اَوّل مجموعه همه عناصر است و در ایجاد آن اتمام انواع عناصر کردہ اندنه اشخاص آن همچناں از بهر کمالی از کمالات خدا وندی که هریکی ازان غیر متناهی ست پارہ معتدیه در وجود باوجود ان سرور موجودات علیه و علیٰ آلہٖ افضل التسلیمات والتحیات سپردہ اند نه آنکه اتمام شخصی تمام کمالات کردہ اند واگر کردہ اند و لیلی باید آورد و ایں شبهه را جواب بایدداد که اندریں صورت اَوّل تساوی جناب باری عزمجدہ و حضرت عبد کامل صلی الله علیه وسلم لازم خواهد آمد یعنی هرچه قدرت خدا وندی میکند قدرت مصطفوی هم ازاں عاجز نیست علیٰ هذاالقیاس کمالات دیگر را

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

باید فهمید چه در صورت اتمام نعمت شخصیے و مظهریت تامه بطور مذکور اگرچه فرق بالعرض وبالذات هم باشد تاهم حسب مزعوم اوشان محذور مذکور لازم آمدنی است چه اگر بالعرض هم است ازدو حال خالی نیست انچه آنجاست همه ایں جااست یاقدری هست و قدری نیست صورة ثانیه خلاف مفروض است و صورت اولی خود مصحح محذور مذکور است علاوه بریں موجودات دیگر اگر جداگانه مستفیض از مبداء فیاض اند لازم آید که همه کمالات بطور مذکور کرامت نفرموده اند(اگر بواسطه مصطفوی صلی اللّٰہعلیه وآلہٖ وسلم بکمالات مشرف شده اند نقصان افاضه اگر تنگی و کمی حوصله قابلیت است ایں خود بخیال نمی آید چه ماهیات دیگر را از ماهیت محمدی صلی اللّٰہ علیه وسلم چندان تفاوت کمی وبیشی و خوردی و کلانی نیست که مابین ماهیت نبوی صلی اللّٰہعلیه وسلم و ذات خدا وندی جل مجده است چنانچه ظاهر است اندریں صورت لازم است که بهر مصطفی صلی اللّٰہ علیه وسلم نوبت افاضه کامل نرسیده باشد یااحاطه عام که مخصوص بحضرت ملک علام ست بهر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ثابت باید کرد وبه کل شیٔ محیط قائل شده قائل نظیر خدا وندی باید شد باقیماند اینکه اضافت نعمة سوی شخصیت می کشد جوابش اول اینست که کلیات همه به نسبت افراد خود کلی باشند چنانچه ازیای نسبت دهم بشهادت مفهوم هویدا است و بذات خود در مرتبه خود آنها نیز جزئی اند یعنی شخص و متعین اند پس همیں تشخص و تعین مراد است و زیاده

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ازیں نہ دریں اضافت بکارست نہ در اضافت دیگر چہ تعریف و تنکیر همیں تعین و عدم تعین را گویند دویم اگر همیں جزیت است لازم آید که در " اتممت علیکم نعمتی " نیز همیں طور اتمام مراد باشد و در سرور انبیاء علیهم السلام و اُمتیان فرقی نماند واز خطاب علیکم کلیت مجموعی گرفتن تحکم بیجاست چه بشهادت سیاق و سباق مراد ازیں نعمت خود ایں دین ست و ظاهر است که مجموعه دین بهر هر کس است نه اینکه پاره ازاں بهر ایں کس است و پاره بهر آن و از تخصیص احکام اگر تکلف کرده جوابی برآورده شود مانع راکدام مانع است میتوانگفت که حضرت سرور کائنات علیه الصلوات والتسلیمات هم مخاطب جمله احکام نیند چنانچه از خصائص نبوی صلی الله علیه وآلهٖ وسلم ظاهراست علاوه بریں تحدد وجود نبوی صلی الله علیه وآلهٖ وسلم که از ضروریات امکان است چنانکه دانی دلیلی دیگر است بر امکان نظیر چه امثال موجود متناهی از غیر متناهی که اینجا وجود منبسط خدا وندی است غیر متناهی قطع توان کرد الغرض تقریر هیاکل معلومه که هیکل نبوی صلی الله علیه وسلم نیزازاں ست کارآمدنی است اِن شاء الله ایں مضامین چند بکمال عجلت بطور پریشان نوشته ام اگرچه همه گوش خورده آنعزیز اند مگر تاهم تذکیر آنها خالی از فائده نخواهد شد ان شاء الله فقط .

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

تتمه تقرر هل نجازی الا الکفور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پس ازیں گوش پنها کنند که سخنی دیگر میگویم جزی یجزی مجرد است مفهومش در تحقق خود اگرچه همچو جازی یجازی مزید محتاج دو کس است یکی فاعل دوم مفعول مگر فرق فیما بین مجرد و میرند نیز مرعی بایدداشت القصه در مجازات فاعلیت باشائبه فاعلیت بجانب دگرهم باشد و درجزاء مجرد فاعلیت بجز یکطرف نبود چوں بریں فرق نظر گذاریم در اختصاص مجازات بکافران محل تامل نمیماند تفصیل ایں اجمال انکه مومن را عبودیت و عبدیت ضروری است و در مقام عبدیت و عبودیت قرب فرایض رونما ید اعنی بمقابله ثمرات قرب نوافل که همچوبے یبصر و بے یسمع ازاں تعبیر فرموده اند ثمرات دیگر بحصول انجامد که اگر تعبیر کنند " یبصر الله بالعبد و یسمع الله بالعبد " تواں گفت الغرض در مقام عبودیت بنده رابذات خود رضائے و رغبتی نبود رضاء اوهمه رضاء مولی بود و همچوتن دوست و پاوچشم و گوش هیچکاری از کارهایش بهر خود نبود بهر خدائے تعالیٰ بود الدریں صورت جزاء بمعنی عوض که محصل مجازات است جگونه صورت بنددکه ایں معنی خواستگار کاری است که نه از اعضاء

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

خود بظهور آید بلکه کسی دیگر کرده باشد آری اگر جزی یجزی را بمعنی کفی یکفی گیرند بجای خود باشدچه پاس ضروریات تن و اعضاء خود بدل هرکس ودیعت نهاده اند و ایں پاس و لحاظ میدانی که بدرجه غایت است واز پاس و لحاظ ضروریات دیگران بمراتب فزون غذا دواء و جامه و مکان هر قدر که بهرتن خود مطلوب است آنقدر بهردیگران نیست مگر چنانکه مومنان از رضاء و رغبت خود برخیز ندبلکه رضاء و رغبت خود را در رضاء و رغبت خدا وندی فنا کنند همو نقدر کفار رضائے مستقل و رغبتی جداگانه دارند که نظر بران همه کارهائے اوشاں بهر خود بود نه بهر خدا وند کریم و ازانجا که جان و تن ماهمه ازاں خدائے ذوالجلال است و موافق ”وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون“ ماهمه را بهر عبودیت آفریده اندکه مستلزم فناء رضاء و رغبت است ایں رضاء و رغبت مستقله اصل همه معصیت هاد بیخ جمله ذنوب و سیئات بود لا جرم مجازات اوشاں منحصر در عذاب بود احتمال ثواب نبود وچون مجازات خود منحصر دراوشان بود بالضرور نفس مجازات هم قطع نظر از اضافت کلی منحصر في فرد واحد بود بالجمله اگر بنظر دقیق بنگریم حصر مجازات در کفار بلکه در عذاب بجائے خود است ورنه بنظر ظاهر بدلالت قرائن مقام الحاق قید بالسوء مصحح ایں حصر میتوان شد و انچه از صحت و سقم تحریر خود پرسیده اندکه بجواب مولوی اکبر نذر نوشته اند جوابش بجز آفرین و تحسین چه گویم مگر بغرض شرح و تفسیر سخن آنعزیز من هم سخنی میگویم شدت کیفیات اگرچه بوجه تضاعف و

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اجتماع کیفیات باشد چنانچه از روشن کردن یا آوردن چراغی دگر
بعد روشنی چراغے درمکانی هویداست لیکن این اجتماع مصحح
اطلاق مثل نتوان شد البته تصحیح مفهوم تضاعف ضروریست وجه
این دعوی اینست که مماثلة از اوصاف هیاکل است و صفات
اشکال در ماده و ذی شکل قطع نظر از هیاکل واشکال این اوصاف
را مجال نیست البته مراتب اشکال و هیاکل را پایانی نیست
مختصر اینست که به حیثیت اطلاق مماثلة نیست البته به حیثیت
تقئید و تقطیع که همان شکل باشد امکان تماثل است وچون
نباشد در تماثل تجانس ضروریست و این امر بعد تقطیع البته
متصور است میتوان گفت که این قطع مماثل ان قطعه دیگر است
و میدانی که در مرتبه اطلاق این امر مفقود است ورنه اطلاق
نباشد پس اگر درماده هم تماثل باشد بالضرورت نظر بر تقطیعی
و تقئیدی بودو در مرتبه اشتداد اگرچه اجتماع و تضاعف است
لیکن اشکال مرتبه ضعف که موصوف به مثلیت بودند فنا شدند
وشکلی تازه که مصداق شدت است پیدا آمد بالجمله اکنون
تعدد لازم مثلیت برخاست وحدة صرفه ماند که محل مثلیت نتوان
شد البته این مرتبه در ضعف مرتبه اوّل باید گفت فقط.

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

غیر معلوم مکتوب الیہ کے نام ایک مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدوم ومکرم نیازمندان سلامت...بندہ کمترین محمد قاسم سلام مسنون!

عرض مینما ید والا نامه رسید بمطالعه اش معلوم شد که آنمخدوم را ایں بار از مناظره انکار است خدام جناب را مبارکباد مقتضائے دانش دُور اندیش همیں بود اگر ایں قصه بپایان نمیر سید تماشائیانرا معلوم میشد که کدام برسر باطل و کدام برسر حق است اِلّا بمعنی غیر شاهد کیست ولا موجودالا الله اشاره بچیست متشابه را از محکم که میداند ودر تحقیق ایں نشیب و فراز که در میماند مگر از انجاکه احباب ما مشربی دارند که دریں بیت اشاره بان رفته ... اگر صلح خواهی نخواهیم جنگ وگر جنگ جوئی ندارم درنگ . احباب مارا گنجائش دست و گریبان شدن بجناب نماند اکنون سخنی دارم قابل التفات امیدوارم که بغورو تامل خواهند دید و مثل آن نامه که بجوابش سرفراز فرموده اند بے غور نخواهند گذاشت ان اینست که پس از مشاهده آلودگیهاے خویش بگناهان گوناگوں و استماع غلغله حسنات جناب نه یار ای اقرارطی مراحل طریقت به نسبت خویشتن است نه گنجائش انکار به نسبت جناب مگر چوں مفهوم سلوک بان مشیراست که ایں کار کار قوة . عملیه است نه کار قوة علمیه اگر فهم غلط کاردرکارست ایں همه ازاں قبیل باشد که گفته اند ؎

ایں ره که تو میروی بترکستان است

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ناگوار خاطر مبادا اگر آن مخدوم در فہم خود نگاہ غور خواہند فرمود و از دیگر مراتب شناسان خواہند پر سید معلوم خواہد شد کہ فہم ضروریات ایں راہ و اشارات بزرگان کار جناب نیست کاردگران است و دیگران اگر اہل فہم اندھر چند سراپا گناہ باشند بہ یمن فہم سلیمہ میتوانند دریافت کہ ایں نشیب ست یاافراز دوری ایشان در مقابلہ ہمچو قرب بدان ماند کہ گفتہ اند دوران باخبر در حضور و نزدیکان بے بصر دور اکنون تہذیب اوشان دیگر انرا باھمہ ناشائستہ گیہاے خویش ہمچو معاملہ طبیب حاذق باشد کہ خود مبتلاے ہر گونہ امراض مہلکہ بودہ جانرا برلب آوردہ باشد مگر از امراض اوبیماران راچہ ضرور از صحت جاھلان توانا چہ سود اتباعش چنانکہ موجب حیات است اتباع جاھلان توانا سامان ممات ایں ھمہ مضامین را بغوردیدہ مہر سکوت برلب نہند و باردگر دم تشنیع ترند سلسلہ جنباتی خصومت رسم جاھلان است خود را از علماء شمرون و بازا این کارکردن نمیزیبدمایے تہذییان اگر اینکار کنیم بجاست ایں بار بگذاشتہ ایم ورنہ مامکنونات خود را بصد پیرایہ نصح وغیرہ کشیدہ بہ ضمن نظم و نثر نذر جناب میتوانیم گردانید پر حضر باید بود ولب نباید کشود و ایں اشعار را بتامل ملاحظہ باید فرمود۔

یروعوننی بالعیب و ھی سلاجھم بما فلوعلموا ان الردیتی فی یدی
ضلال الخصوم اللّذِ لیس یضرنی ولا زیغھم فھمًا اذاانا مھتدی
عصا المرء یکفیہ و ان لم یکن بہ من السنم شیء کل افعی واسود
فایاک ایاک المراء فاننے کما قال حَسَّانٌ لتھدید معتدی
لسانی و سیفی صارمان کلامھما ویبلغ مالا یبلغ السیف مزیدی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مکتوب بنام مولوی عبدالعزیز صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدوم و مکرم من جناب مولوی عبدالعزیز صاحب دام مجدکم
کمترین خلایق محمد قاسم تسلیمات مسنونه عرض نماید عنایت نامه سامی ناگاه رسید یارب ایں چه ما جراست که آن مخدوم فکر ارتفاع اختلاف دارند خیر هرچه باشد دریں زمانه بنده را فرصت ایں کارنیست اگر اجازت باشد به مولوی فخر الحسن یا کسی دیگر از احباب خود بنویسم ازانجاکه حق طلباں رادر استفسار از همسراں عارنبا شد میدانم که ایں گذارش بمعرض قبول خواهد رسید اگرچنانکه پندارم همیں است فبها ورنه ما بخیر وشما بسلامت عافیت طرفین بخیر بادباقی ماندایںکه وقت مکاتبّه سابقه بحث از وحدت وجود خارج از مبحث بود درحیرتم افگند مانمیدانستم که مبادی و مقدمات مباحث پیش آمده خارج از مبحث می باشند مخدوم من خارج از مبحث اگر بودذکر امتناع نظیر و اثبات ان در و امکان نظیر بمقابله تحذیر بود در نامه اوّل من بیاد خدام هم دادم مگر ازاں محل ناشنیده گذشتند و بیوجه نوبت تا دور رسانیدند چوں ایں چنیں مباحث دور و دراز بادنی هیجان و کمتر تحریک زیر قلم آمدند مارا دماغ ان کجا که قدم بازپس نهم ورد بدان سو کنم احباب دیگر ایں مهم رابانجام خواهند رسانید

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

انشاء اللہ اکنون سخنی بطور نصح که حق بر مسلم است عرض میکنم ناگوار مباد ظاهر شرع را اصل باید داشت و متشابهاتُ را بهر خداو رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم و راسخان فی العلم باید گذاشت به نسبت متشابهات امثال ما وشما ایمان بحقیقت آن کافی است اما در پی تنقیر کنه حقیقت نباید شدکه تابکنه آن همچو اذهان ناقصه نتوان رسید بساهت که مرد مان ایمان خود دریں تحقیق در بازند عابد را از معبود و خالق را از مخلوق جدا باید داشت آن عیں این نتوان شد و کلمات بزرگان را اگر موهم خلاف ایں مضمون برآیند اَوّل تاویل باید کردو اگرنتوانندباید گذاشت و اینقدر باید فهمید که انچه فهمید و باشند بجا باشد مگر انچه بفهم مامی آید غلط است بالجمله بهر کلمات بزرگان و پاس آنها ظاهر قرآن و حدیث رابسوی آنها نباید کشید بلکه کلمات بزرگان رابسوی آنها باید برد چون بامتشابهات خدا وندی و نبوی صلی اللہ علیه وسلم چنیں میکنیم بامتشابهات بزرگان چرانکنیم مانابکاران همچنیں میکنیم وحدت وجود ولا موجود الااللہ همه را حق میدانیم و ظاهرِ محکمات شرع را ازاں هم برترباایںهمه حسب رسائی افهام ناقصه دیدیم که ایں ها همه متعانق ومتوافق انداصلا تعارضی نیست آری بعضی بزرگان یاد رغلبه حال سخنے گفته اندکه موهم عینیت است یا مسقط اشاره شان چیزی دگر است و پیراهن الفاظ چنانکه باید مطابق برمعانی نیامد از مسامحت نظر سرسری لفظی بجای لفظی برامد زیاده فرصت ندارم بغرض تخفیف محصول نقل عریضه بلف خط مولوی محی الدین خان صاحب روانه میکنم .

فقط تمام شد.

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

نکات چند از علوم قاسمیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"لایسئلون الناس الحافا بدانکه سائل در سوال بردیگری می پیچیده یعنی بر دیگری پیچیده چیزی می طلبد و آنکه برائے دیگر سوال میکند درحقیقت آنرا سوال نباید گفت بلکه آن سفارش و شفاعتست سوال آنست که برائے خود از کسی چیزے طلب نماید و بس وچون دانسته که در سوال پیچیدن سائل بردیگرے و در پے او افتادن ضروری است درسوالے که برایے غیر باشدگو بظاهر پیچیدن و در پے او افتادن بوقوع آید اما نظر بحقیقت سوال نتوانگفت آرے صورت سوال است و فی الحقیقت سفارش است مگر سفارش ممنوع نیست بلکه مشروع و مطلوب و مستحسن است نظر بریں لفظ الحافا که از لحاف بمعنی پیچیدنست بیان حقیقت سوال باشد نه قید جداگانه و حاصل اینست که آنان از مردمان سوال که اندران همیں پیچیدن و در پے افتادن آنها میباشد نمیکنند بلکه ایں معنی از وشان بطور سفارش سربرمیزند اندریں صورة نفی سوال حقیقی است نه نفی الحاف چنانکه ظاهر معلوم میشود +ان تبدوا الصدقات فنعما هی و ان تخفوها (الخ) بداں که در صدقه فرض و دیگر فرائض مثل صلوة و حج اعلان بر ضروراست و

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

در صدقه نافله و عبادات نافله اخفاء بهتر است سرش اینکه عبادة
دراصل همیں تذلل است که در فرائض مطالبه ازاں طرف باد رسیده
ودر تذلل بهتر همنیست که در مجمع باشد تا نفس کافر کیش را
رعونت ازهم باشد و برهر صغیر و کبیر آشکارا گرد دو درخلوت
ظاهر است که اینمعنی صورة نه بنددچه پیش مجمع روی نیاز
برخاک مالیدن دشوار تر است ازانکه ایں سجده ریزی در خلوة و
تنهائے بکار اید و در عبادات نافله هر چه میکند از طرف خود میکند
و ایں زیادة بر مطلوبست چنانچه لفظ نفل خود مشیر بآن است و
دریں اعطاء و تنفیل ترفع بسوی خویشتن است نظر بریں اخفاء آن
مناسب آمد تا از انتساب کِبر که منافی عبودیة است محفوظ ماند +
واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی یعنی پس از مقام ابراهیم مصلی
سازید و مقام را مقدم دارید وجه تقدیم مصلی آنست که مصلی امام
ازهمه مقدم میباشد و مقتدیان از بس اوو در جای بزرگان نباید
ایستاد مصرعه بجائے بزرگان نباید نشست + ویقتلون النبیّن بغیر
الحق یعنی انبیاء را ناحق قتل نمودند و در لفظ بغیر الحق اشاره
است بایں معنی که ایں قتل انبیاء علیهم السلام از وشان دیدهٔ و
دانسته بود نه در عالم بے خبری چه اگر بجائے بغیر الحق لفظ ظلم
می فرمودندایں اشاره بکارنمی آمد چرا که ظلم مشیر به ظلمته
است چنانچه جمله الظلم ظلمات یوم القیمة موید ایں معنی است
پس در صورة اختیار ایں لفظ مفهوم میشد که قاتلان هر چه کردند
در ظلمات جهل و نادانی کردند و ظاهر است که ایں امر چنداں
قابل مواخذه نیست چه عذر نادانی در بروارد و چون ایں اسلوب

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کلام را گزاشته به لفظ بغیر الحق تعبیر فرمودند گوئیا دستاویز این معنی بدست آمد که این فعل ناکردنی از وشاں عمداً سرزده ودر خور سزای شدید گردیده + خالدین فیها درین آیت بعض جهال را اعتراضی بدل آید وخلجانش ازهم بایدوآن اینست که مومنانرا خلود جنت و کفار را خلود نار به عوض اعمال محدوده که همدرین و از ناپائیدار از وشان بوقوع آمد بظاهر ودر از انصاف ست میبایست که هر دو فریق را بقدر زمانه صدور اعمال که همانا زبانه حیات اوشان است در جزا و سزا بدوزخ و جنت می فرستادند تا تقابل زمانه محدود با غیر محدود لازم نمی آمد و هم رنگ ظلم نمیشد جوابش اینست که سوء فهمی را علاجی نیست اگر فهم و انصاف باشد نه جای اعتراض است بر هرکس و ناکس هوید است که اعمال و افعال نیک باشندیا بد باعتبارزمان و مکان و فاعل و مفعول و آمرو مامور آنمایه متفاوت المراتب افتاده اند که پایانی ندارد زنار امثلاً بنگر که بازن اجنبی هم گناه است اما بازن اقارب مانند مادر و خواهر و عمه و دختر بقدر زبونست وچه مایه فراوانی در بزه مندی او دارد علی هذاالقیاس زناء جاهل و عالم .

بقدر تفاوت دارد و همچنیں فرق خلوت و جلوت ملحوظ بایدداشت و تفاوت مکانی را از نظر نباید اواخت کس نمیداند که در مسجد و خانه کعبه این امر شنیع بقدر معاصی را در اغوش دارد بالجمله یک فعل زناست که باعتبار نسب مشار الیها چه تفاوت های بی بهانه از میزا یند و بقدر مراتب شدة و ضعف درحقیقة عصیان ازوی برروئے کارمی آیند چون این‌قدر بشنیدے بشنو که

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

درهمه امور بنظر حقیقة شناس نظر برحقوق و متممات متقابلہ ہر ضرور است و چون حقوق خدا وندیرا ی احدی نیست و احسانات بیکرانش راپایانے نی و چگونه باشد که یک اعطاء و جود سرمایه جمله نعم آمده وهمگی کمالات وجودیه در پئے اور سیدند و بنده را زیر فرمان خود کشیدند یک نافرمانی او نظر بآن انعامات غیر متناهیه چه مایه زشتی در برداشته باشد و همچنان انقیاد امر اوبقدر چقدر ثمرات بی بایانه را همراه خود اور ده باشد پس خلود مومن بجنت و کفاربنار عین حکمة و صواب آمدۃ باگوئیم که چون مومن ایمان اورد و تسلیم جمله احکام کرد و کافر کفر در زید و ازانقیادسر به استکبار کشیدآن مستحق انعامات ابدی و این مستوجب سزای سرمدی گردید و چون نباشد که احکام خدا وندیرا شمار نتوان کرد لا تعدو لا تحصی میتوان گفت نظر برین اگر مومن را به نعمت هائے جنان از بهرابدالاباد نواخته وارث نعیم مقیم گردانند و کفار ربخذ لان دائمی انداخته بپایمانی عذاب دوزخ بسپارند خیلی زیبا بود و تصویر این مضمون بعنوان دگر اینست که چون مومن سرمایه سعادت مدهست آورد و اجمال سر تسلیم زیر احکام غیر متناهیه فرود او رد گوئیاآن تخم ایمان در مزرع دلش اصل مستحکم گرفت و بزبان حال نه مزمه سنج این مقال گردید که علی مرالدهور والاستمرار همیں سان زیر فرمان واجب الاذعان ماند و تمامی احکام را بجاآورد و همچنیں کفارراظلمات کفر انچنان از زیر و بالا در گرفته که اگر حیات دائمی یابد از اطوار کفر باز ناپسند لهٰذا خلود جنت برائے مؤمناں و

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

وام نار بکفار ثمره همیں کیفیت راسخه باشد که همواره همراز ایشان است بالجمله بهرطوریکه خواهی بگو ایں جزا و سزائے نعمی از بهر مومنان زار ونزار و کفار فجار بس مناسب و مطلق حکمة الله است تا کارخانه حکم و مصالح برهم نشود و افعال آن حکیم علی الاطلاق از قانون حکمة بدر نفتیند.... اذ قالت الملائکة یا مریم ان الله اصطفاک و طهرک و اصطفاک علی نساء العالمین عقیده مسلمه نست که نزول وحی آسمانی بجزنبی بهر دیگران نبود ونبی از مردان بودنه از زنان و ازیں آیة شریف بظاهر چنان مفهوم می گردد که بر حضرت مریم علیها السلام وحی آمد نظر بریں باید که نبوة حضرت مریم ثابت شود چه نزول وحی نبی بر نبوة است و نبوة حضرة مریم علیها السلام مسلم نیست که ایں منصب خاصه مردانست.

جوابؔ وحی بر دو قسم است یکی وحی احکام که وابستهٔ تبلیغ است و آن مخصوص بانبیاء علیهم السلام است و دیگر غیر احکا م مشار الیها از اخبار وبشارات و ایں از خصوصیات نبوة نیست دریں آیة همیں قسم ثانی مراد است نه اوّل و قرینه تخصیص قسم ثانی در آیت شریف موجود است مگر فهم نکته سنج می باید تاباآن اشارات خفیه نماید فتدبر اکنون سخنی دیگر باید شنیداز جمله واصطفاک علی نساء العالمین وهم افضلیت حضرت مریم علیها السلام برتمامی زنان عالم بدل میزاید و ایں خلاف عقیده اهل اسلام است چه نزد اوشان جگر گوشهٔ حضرت رسول پاک اعنی حضرت فاطمه رضی الله تعالیٰ عنها و محبوبه حضرت شاه لولاک اعنی حضرت عائشه صدیقه مطهره رضی الله تعالیٰ عنها بالیقین از

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت مریم افضل اند ازاله این خلجان اینست که هر فعل را از ظروف و متممات و متعلقات خود ناگزیر است گو مذکور نبود اما از مراد ودرلیفقند چنانچه جاء نی زید هر چند ازبیان مکان و زمان ورکوب و عدم رکوب و علة مجیئت و بیان تنهائے و معیت خالی است اما این قیود همه وابسته و امان اوست چون اینقدر گوش کردی بشنو که همچنین فعل اصطفاء که بمعنی چیدن و برگزیدن چیزی از متعدد است نه بمعنی فضلیة چنانکه مشهور است گو چیدن و برگزیدن را بالالتزام فضلیة لازم آید از قیود مشار الیها چاره نبود نظر بقاعده مذکوره چون علت اصطفاء الجنس کردیم همیں تولد عیسوی یافتیم مگر ظاهر است که تولد عیسوی بزمانهٔ خاص است نه اینکه همگی زمانه را فرگرفته نظر بریں مضمونی که از اصطفا فهمیده میشود حضرت مریم رابه نسبت زنان جان زمالیز باشد نه به نسبت زنان بر زمانه و جمله عالم یا گوئیم که جمله اسمیه باشد یا فعلیه تاوقتیکه بر اطلاق خود است متبادر اللهن ازان همیں زمانه حال باشد نه ماضی و استقبال چنانچه بر محاوره دانان مخفی نیست لهذا اندریجمله هم اصطفاء مریمی به نسبت زنان زمانه حال مراد باشد نه جمیع از منه والله اعلم لا ریب فیه ریب نکره ایست در سیاق نفی افتاده و فائده عموم و استغراق درداده مقتضائے این کلام اینست که به نسبت کلام ربانی که همانا قرآن مجید الرحمن است کسی را گنجائے ریب و تردد نبود حالانکه فرق باطله از طرف قرآن آنقدر در ریب و تردد افتاده اندکه زیاده ازان چه باشد مشرکین عرب شعر و کهانت همی گفتند روافض خذلهم الله بیاض عثمانی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

دانند باز این نفی ریب استغراقاً چگونه درست نشیند + جوابش بگوش هوش باید شنید که منشاء ریب و تردد وقتی علم عالم بود و گاهے خفا معلوم آیانمی بینی که اگر سوزنی باریک پیش چشم تیز نظری اندازند داد باوجود حدت بصربنظر نیاید نقصان بصارة نتوان گفت همچنیں بساست که ضعیف نظر انران اشیاء کبیره بنظر نیایند در صورة اولی خفاء مصر است و در صورة ثانی نقصان نظر همیں سان درعلم و معلوم باید فهمید و ازینجادانسته باشی که بداهت و نظریت را تنها بیکی از علم و معلوم منسوب کردن خطااست صفة هردو میتواند شد درما سخن فیه هم ریب از نقصان علم ریب کنندگان برخاسته همنیست که اینجالاریب فیه فرموده از لفظ فیه ایں شبه را از بیخ برکنده اندودر معارضه و تحدی وان کنتم فی ریب مما نزلنا فرموده اندایں اختلاف صله بینی برهمیں اشارتست که گفته شد + هدی للمتقین هداية و اهداء اسبقة ضلالة ضروری است نظر بریں هدی للضالین میباید گفت هداية مقتصیانرا که خود بر کمال هداية باشد چگونه برمحمل مدعا نشانند+بشنو تقوی امری است قلبی و صفتی است معنوی که در حدیث شریف التقویٰ هٰهنا اشاره بآن رفته والرش همیں فکر رضا جوئی خدا وند اکبر است که همواره دل را بیقرار دارد تابکار بندی اوامرو اجتناب از نواهی سردهدوآن صفته پنهانی راهم مثل صفات دیگر او مرتبه است یکی بالقوة دوم بالفعل مرتبه بالقوة راتقویٰ نام نهند و مرتبه بالفعل را ایمان گویند فرقیکه دریں هر دو مرتبه ملحوظ است همیں قوة و فعل است اکنون قدری سخن را در از میکنم بدانکه مرتبه

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ملکۂ ایں صفۃ مثل ملکۂ سمع و بصر و غضب و حلم کہ در انسان ودیعت نہادہ اند مرتبہ خلق و اخلان است کہ در ازل بجلدر طبعیۃ بقیہ کردہ شد وچوں ایں ملکات را تحرک ازموطن خود پدید آید بدون امکنہ بامتعلقی در او........... جوش و تحرک را حال گویند و پس ازانکہ ان کیفیت ظہور فرمود و طلب مدعا نمود ارادہ اش خوانند چنانچہ اشتقاق ارادہ از رود بمعنی طلب و تجسس از ہمیں جا است ازاں تعلق بمراد است ہر چیزیکہ باشد چوں اینقدر محقق شد بشنو کہ درایۃ شریف "متقین بالقوہ " مراداندا عنی انانکہ روز ازل بتقاضائے رحمۃ یزدانی سرمایۂ تقوی بد امان جان شان فروریختہ و آن شوق و طلب مدعا کہ از اثار ضروریہ اوست دست خود باریختہ نظر بریں میفرمایند کہ اینچنیں کسانرا ایں کتاب مستطاب سرمایہ ہدایۃ است وقتیکہ مضامین حقہ آن درگوش اوشان خواہند فتاد فوراً بتقاضائے آن صفۃ مکنونہ خود بہدایت خواہند گرائید+ ان الذین کفروا سواءٌ علھیم ء انذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون + راسواء حالت مستمرہ راگویند کہ از اوّل تااخر یکساں بود و در اجزاء او تفاوتی نیاید و ہمزہ درء انذرتھم براصل معنی خود است کہ استفہام است و حاصل اینست کہ کفار بر حالتہ کفر خود مستمر میروند وایں حالتہ سراپا ضلالۃ اوشان سرِمود فرنی ندارد آیا تو ایشاں را انذار کردۂ بانی کہ ایمان نمی آرند پس ازاں وجہش خود ارشاد می فرمایند کہ ختم اللہ علٰی قلوبھم و علٰی سمعھم و علی ابصارھم غشاوۃ بدانکہ حال قلوب متفاوتست چہ اگریکی قوای الادراک و زکی است و دیگرے ضعیف الادراک و

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

غبی است و مراتب متوسطه بے شمار افتاده اندهمچنیں حال ابصار متفاوت آمده بخلاف قوة سامعه که چنداں تفاوة ندارد لهٰذا قلب و بصررا جمع آوردند و سمع رامفرد یا ازیں را و که قلب هرچه را ادراک مینواند که خواه جوهر بود یا عرض یا ازهر دو مرکب موجود باشد معدوم ممکن بود یاواجب همچنیں ادراک بصری نیز مقید بیک چیز نیست هر جوهر و عرض رامیتواند دریافت بخلاف سمعه که بجز صوت که از قبیل اعراض است ادراک نکند نظر بریں جمع قلب و بصر افراد سمع مناسب افتاد و چوں حال قلب و سمع در بعضے امور مشترک بود چۂ مدرک سمع که صولتست از خارج می رسد و همچنیں مدرک قلب از برون می آید افسانه حصول اشیاء بانفسها خود شنیده باشی لهٰذا هر دور ازیر ختم کشید ند و ادراک بصری بطور محقق بخروج اشعه بود لهٰذا اورا نقشیه مناسب شدیا بایں وجه که قلب و سمع در ادراک خود مقید بجهتی نیستند هر جهات جولانگاه اوشانست و ادراک بصر مقصود به محاذات است جمعیة آن هر دو و انفراد سمع درست کرده شد و همنیست که بصر را جداگانه اوردند و علیٰ ابصارهم غشاوه ایراد لفظه غشاوه که بمعی پرده است برائے چشم بس مناسبة دارد تقدیم قلوب که منبع احساس و ادراک است هر چند بظاهر از بهر عدم ادراک اوشان کافی می نمود مگر نظر باهتمام این معنی که اوسان ادهر قسم ادراک ناکاره اند جواسیس قلب یعنی سمع و بصر رانیز نگذاشتند تکرار لفظ علی بایں وجه کرده اند که مدرکات هر قوة جداگانه اند تمت حرره الحافظ الکسیر اسمه عبدالغنی فلاودے وطنا قاسمی ارزقه لدنک علما من. فقط

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

چند سوالوں کے جوابات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد حمد و صلوۃ جواب مستفسرات خود باید شنید بهر شخص واحدنفس واحد بأشدباعتبار محبت دنیا و غلبۂ محبت خدائے تعالیٰ بر محبت دنیا و عدم غلبۂ آن هماں یک نفس را نفس امّارہ و نفس مطمئنه و نفس لوّامه گویند و ایں بداں ماند که شخص واحد راباعتبارات مختلفه پسر و پدر و برادر توان گفت و حاکم واحد رابلحاظات متنوعه کلکٹر و مجسٹرتوان خواند تفصیل ایں اجمال اینکه محبت را طلب محبوب لازم است کم از کم خواهشی بدان دردل باشد مگر چوں حقیقت امرنیزهمیں طلب است بحیثیت محبت نفس را اَمّاره توان گفت اگر محبوب حسن است عند اللّٰه اماره بالحسن و اماره بالخیر و اماره بالطاعت باشد و اگر محبوبش سیئه عند اللّٰه است اَمّاره بالسوء واماره بالمعصیت بود مگر ازانجا که ایمانرا محبت خدا لازم است چنانچه می فرمایند والذین آمنوا اشد حُبًّا لله و همچنیں درحدیث است مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ و ابغض لِلّٰه واعطی لِلّٰه و منع لِلّٰه فقد استکمل ایمانه و اینطرف محبت آب و نان وغیره ضروریات نفسانی و خواهش آن درنهاد هرکس نهاده اندواجب آمد که وقت تعارض اشارات بهر دو محبت نفس را

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

میلانی یکطرف باشد مگر بعد این میلان دو احتمال است یکی انکه محبت جانب مخالف در محب جانب موافق خود متلاشی شود یانشود بلکه محبت جانب مخالف را اثری از خواهش و طلب پنهانے باقی باشد و رصورت اول غالب اکر محبت خداوندی است نفس را مطمئنه گویندو اگر غلبۂ محبت دنیاست نفس کافره باشد و درصورت ثانی یعنی انکه میلان بیک جانب است اما محبت جانب مخالفت را اثری یاقیست اگر میلان جانب طاعتست نفس رالوّامه باید گفت و اگر میلان بجانب معصیت است نفس را امّاره بالسوء گویند وجه تسمیه اماره همان طلب است که دانسته شد و وجه تسمیه لوامه آن باشدکه وبزجرو توبیخ و ملامت پنهانی کار طاعة می برآید و ازمعصیت بازمی آید ورنه خواهش طبعی بمعصیت کشیده می برد ووجه اطلاق مطمئنه ایں باشد که محب خدا وندی محبت دنیارا چناں از زیرو بالا گرفته که تاب حرکت ومجال اضطراب نمانده بلکه مثل کنجشکی که گربه اش بدهن گرفته باشد دست و پازوں نتواند اینست انچه که مناسب ایں مقام بودمگر چونکه استعمال ایں الفاظ مبنی بر اصطلاح است و در اصطلاح بیشتر قلیل و کثیر اختلاف رود هد ایں هم احتمالست که بعض بزرگان معانی ایں الفاظ را بطور دگر رقم زده باشند مگر هرچه باداباد ماخذ ایں اصطلاحات لحاظ محبت خدا وندی و محبت دنیا خواهد بود لیکن چونکه وجودِ هر دو خواهش در جمله افراد بنی آدم خصوصاً اهل ایمان بدیهی است در عین حالت اطمینان لازم است که نفس اماره هم درآغوش باشد چه اضمحلال و تلاشی یکے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

در دیگری بی وجود طرفین متصور نیست اگر ریزه نمک درچاه افتاده محو شود تا نور کواکب درنور شمس محو گردو ایں نتوان گفت که ریزه نمک و نور کواکب معدوم شدنی بلکه مستور شد و محو و متلاشی گردید و چوں اینست موافق انکه گفته انداشی اذا ثبت ثبت بلوازمه محبت دنیا یا طلب مشار الیها باشد گو اثرش محسوس نبود اندریں صورة نظر برحقیقت چنانکه طبیب آب گرم را بارد بالطبع گوید و بدلیل آن اطفاء ناررا پیش آرد اگرحقیقت شناسان نفوس مطمئنه را اماره بالسوء گویند و ایں اطلاق بلحاظ طبقیه اوباشد بجاست بریں تقریر معنی آیه وما ابرئ نفسی ان النفس لامارة بسوء واضح شده باشد و ایں هم واضح شده باشده که اهل ظاهر را نظر بر ظاهر باشد و اهل حقیقت رابرحقیقت اگر اهل ظاهر باعتبار اطمینان محسوس نفس را مطمئنه گویند منافی آن نیست که اهل حقیقت باعتبار حقیقت نفس اماره گفته اند باقی مایدایں مانداکه انبیاء علیهم السلام قبل بعث درچه جان باشند نفس شان اماره باشد یا لوّامه یا مطمئنه جوابش اینست که قبل بعثت هم نفوس اوشان مطمئنه باشند چه معصومیت اوشان قبل بعثت از صغائر و کبائر که در بعض تحریرات خود عرض کرده ام بے اطمینان سورة نه بندد اگر هوس مطالعه اش باشد قاسم العلوم را از مطبع مجتبائے دهلی طلب فرمایند و اینکه معصومیة از صغائر و کبائر قبل بعثت بظاهر مخالف اقوال دیگران مینماید ازاں رو است که من تحقیق معصیت بطوردیگر کرده ام و مشهور بطور دیگر است پس ایں مخالفت لفظی و نزاع قولیست نه معنوے والله اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب.

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

جواب سوال دوم

تکریر آجة ان تعذبهم فانهم عبادک الخ بشهادة احادیث صحیحه ثابت است اگر تکرار بذات خود مخالف صلوٰة بودے این امر بوقوع نیایدے و ظاهر است که و مزوری وعذری نبود که این فعل را بدامنش گره دهند غرضم اینست که اگر مصلی بوجه ذهول از قرأت قران بازماند ویادنیاید که پس ازیں لفظ مثلاً کدام لفظ است میتوان گفت که معذور است والضرورات تبیح المحذورات همچنیں اگر کسی را بجز یک آیة یادنباشد و بغرض اتمام نصاب قراء ة به کرات و مرات هماں یک آیت رامیخواند الوقت هم تو ان گفتا که ضرورتی متعلق نماز پیش آمد اگر تکرارنه کندچه کند مگر ماهران احادیث را خود معلوم باشد که ازیں قسم ضرورات متعلقه نماز وجه تکریر نبوی صلی الله علیه وسلم آیة مذکوره نبود اگر بود پاس امت بود که بطور انتحال ایں قول میسویرا بمقام دعا و عذر خویش و اوشان به کرات و مرات تلاوة فرمودند و ظاهر است که ایں لحاظ نه از ضروریات صلوة است ونه از مقتضیات آن آری بلحاظ انکه صلوة وقت عجز و نیاز است ایں عجز و نیاز خاص را بآن تناسبی بهمرسید و درخور نظم بسلسله اش گردیدو ایں طرف می بینم که ملاحظه و مراعاة نظم و نسق قرآنی ومحافظت لحن عرب متعلق به نماز است چه رکن اعظم ایں عبادت است و ایں امور مذکوره از محسنات آن نظر بریں اگر یکے را دلم در اثنائے تلاوة قبل از وصول بموقع وقوف بشکست آنرا بغرض وصل بدرجه اولیٰ تکریر یک دو کلمه جائز بود وجه ایں جواز اینست که وقف در موقع وصل و وصل بموقع فصل در نظم قرآنی همچناں

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مخل است که کمی و زیادتی الفاظ مخل آن بود کس نمیداند که از فصل موصولات اکثر تغیر بمعنی رودهدو همچنیں از وصل مفصلات تبدل مراد پیش آید وایں تکریر اگرچه بظاهر از قسم زیادتی است مگر چون رسول الله صلی الله علیه وسلم بغرضی کمتر ازیں که ایں جا باشد تکریر را رواداشتندمارا که اتباع شان کارماست چون ادانبود دوم چون ایں تکریر موهم فهم از تکرر قرآن متلونیست بلکه بجانب تلاوة فهمیده شد نه در مرتبه متلورواشد ورنه احدی را جرأة ایں خیال بدنمی بینم که به نسبت حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم احتمال الحاق در قرآن مجید بدل آرد بالجمله اگردم به بی اختیاری بشکست در جواز تکرار بغرض مذکور فسادی بنظر نمی آید بلکه مستحسن مینماید و بے ضرورة توقف کردن لا ریب خوب نیست واللّٰہ اعلم.

جواب سوال سوم

شاغلان حدیث را معلوم است که روزی رسول اللّٰہ صلی الله علیه وسلم بجائے تشریف برده بودند وقت عصر آمد مردمان حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنه را امام کردند نماز هنوز بآخر نرسیده بود که رسول الله صلی الله علیه وسلم تشریف آوردند بعد از اطلاع ابوبکر صدیق رضی الله عنه دانستند که حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم تشریف آوردند باز پش شدند حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم باشاره فرمودند که بجائے خود باش حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنه دست بشکر برداشتند و بصف رسیدندو حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم قدم رنجه فرمودند ایں قصه را دیده بدو امرپی برویم یکی آنکه بحضور

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم در نمازی که در پس اُمتیان
خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنه خوانده شود هیچ
نقصانی بجز ایں نبود که حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم
امام نبودند القصه در جواز ایں نماز هیچ کلامی نتوان کرد زیاده
ازیں چه باشد که خود رسول الله صلی الله علیه وسلم اجازة دادندو
ارشاد فرمودند که بجائے خود باش دوم انکه مقتدیانرا بهرانقیسم
اصلاح که پیش آمد تنبیه امام خود رواست آری بهتر آنست که به
تسبیح اگاهانند چنانچه تتمه ایں قصه که مذکور شد بران شاهد
است مگر چوں ایں ست دستگیری امام خود بدرجۀ اولی جائز باشد
تفصیل ایں اجمال اینکه هر چند فضائل نمازی که امامش خود
رسول الله صلی الله علیه وسلم باشند مستغنی البیان اندااما
نتوانگفت که بهیچ وجه امامت رسول الله صلی الله علیه وسلم در
خور فرضیة نماز است کس نمیداند که اَوّل امامت از فرائض نماز
نیست باز امامت حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم آں چنان
نیست که هرکس را میسرتوان آمد تا گنجائش تکلیف عام بنظر
آید آری قرآن شریف راچون بغور دیدیم دانستیم که همه قرآن لائق
آنست که در هر رکعت فرض کرده شودچه قراء ة قران بعد فاتحه
همانا جواب اهدنا الصراط المستقیم است و همنیست که از همه
اَوّل بارشاد ذلک الکتاب لا ریب فیه هدی اللمتقین خطاب فرموده
اندتادانندکه مقصود مابرآمد غرض الحمد خوانی به نیابت مقتدیان
بود و پس ازاں قرأة قرانی بخلافت خدا وندی مگر همه راهدی
فرموده اندنه اجزاء آنرا نظر بریں قرأة جمله قرآن قابل افتراض بود
باز که جمله علم ان لن تحصوه فتاب علیکم فاقرؤ اما تیسر منه را
دیدیم آں شهادة وجدانی یا شهادت قرآنی پیهم شد اندرینصورت

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بهر تخفیف عباد از حق خود ساقط میفرمایند نه اینکه حق خود کمتر بود پس هر قدر که خوانده شود همه فرض باشد نه انکه فقط یک آیت فرض باشد بلکه معنی فرضیت یک آیة اینست که بحکم ازاں مسامحت بفرمایند نه انکه استحقاق زائد ندارند و همینست که فقهاء همه قرأة را هرقدر که اتفاق افتد بحساب فرض میشمارند و بتاخیر فرض رکوع از فرض قیام و قرأة بسجده سهو وغیره تلافی آن نمیکنا نند نظر بریں اصلاح قرأة در مقدار سه آیة یا پس ازاں مقتدیاں درست بود والله اعلم اینقدر که نوشته شد بیاد سوال ثالث که یک بار بنظر بالائے دیده شده بود نوشة شد باز که بغرض تطبیق جواب و سوال مکرر برسوال نظرانداختیم بظاهر سوال از آسمان وجواب از ریسمان برآمد نظر بریں حرفی چند دیگر رقم منیرنم که بهمین دلیل امامت ایں قسم تنبیهات هم متیوان برآورد مگر هرچه باشد اینچنیں حرکات از طرف مقتدیان خالی از کراهت ذاتی نیست چه اصل همینست که امام مطاع باشدنه مقتدیان اگر ایں مصلحة اصلاح نماز تلافی ایں کراهة نمیکرد نوبة دور نرسید لهٰذا تا مقدور مقتدیان ساکت باشند و براباحت ماخوذه از قصه امامت حضرت صدیق اکبر رضی الله عنه عزه نشوند که ایں اوّل بار اتفاق افتاده بی انکه دریں باره از حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم هدایتی دیده باشد حسب فهم خود کاری کردند آری درحدیث چوں ممانعت مذکور نیست بلکه بظاهر تقریر مفهوم میشود نتوا جواز داده میشود الغرض بخیال احتمال ممانعة مناسبه و عدم مذکور شدن آں احتیاط لازم است وهم محافظة منصب امامة و اقتداء خواستگار سکوت پس از شبه کراهة خالی نیست گو احتمال فساد نبود تمت بالخیر کتب الحافظ الکسیر.

عبدالغنی غفرلہ روز جمعہ ۱۹؍جمادی الاولیٰ ۱۳۱۳ھ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

علماء مذہب امامیہ اثناء عشریہ امروہہ کے سوالوں کے جوابات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوالات از طرف بعض علماء مذهب اماميه الناء عشريه امروهه ضلع مراد آباد بخدمة مولانا محمد قاسم صاحب بخدمة بابركته جناب مولوی محمد قاسم صاحب سوال اَوّل اینست که لفظ عترة که درحدیث ثقلین داردشدو ازیں کدام کسانند اسماء طیبه آنهارا ارشاد فرمایند. دویمی اینکه مشهور است جناب رسول الله صلی الله علیه وسلم که آنجناب فرمود که بعد از من دوازده خلیفه خواهند شد آیا ایں امر نزد جناب معتبر است یانه . سویمی اینکه اشاعره اهل سنت فرقه قدریه را لغت کرده و مجوس ایں اُمة گفته بکدام وجه و مناسبت میگویند که انفرقه و فرقه معتزله است چار مین الکه صفت عدل را در ذات باری تعالی شانه همچو دیگر صفات کمالیه اعتقاد کردن نزد جناب جائز است یانه بینوا اجرکم الله.

جواب: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الحمد لله ربّ العالمین الرحمن الرحیم والصلوة والسلام علی خیر خلقهٖ محمد خاتم النبیّین و آلهٖ واصحابهٖ و ازواجهٖ اجمعین بعد حمد و صلوة بندۀ هیچمدان

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بنام خدا وند عالم الغیب مالک کون و مکان بجواب سوال اَوّل عرض بردار است که لفظ عترة درلغة بمعنی اقارب است که حسب وضع بیکے از اقربا لخصوصیتی ندارد نظر بریں تخصیص آن بچند کسان معدود تحکم بے جااست و جفاء نا سزا اینکار کار کسانی است که بااهل بیت نبوی صلی الله علیه وسلم سروکاری ندارند علاوه بریں وجه متمسک به بودن عترة نه خصوصیة خاصه کسان چند از عترة است تا سوال تخصیص اسماء را محلی وموقعی بنظیر درآید وجه ایں اشرف عظیم همانا رابطه قرابته نبوی است صلی الله علیه وسلم که همه اقارب حضرت صلی الله علیه وسلم را فراگرفته ورنه تعبیر بلفظ عترة دور از بلاغة بود که جناب ختمی ماب رَابتشریف اُوْتِیْتَ جَوَامِعَ الْکَلِم شرف فرموده الدچه الدریں صورة نام آن کسان میباید گفت یا اوصاف خاصه اوشانراں ارشاد میباید فرمود لفظ عترة رابآن معنی چه سروکار بود که ایں نقاب بررویش فرونشتند تفصیل ایں اجمال اینکه کارنبی تکمیل و تهذیب قوة علمیه و قوة عملیه امة باشد چنانچه جمله و ابعث فیهم رسولاً منهم یتلوا علهیم آیاتک و یعلمهم الکتاب والحکمة و یزکیهم و غیره ایں قسم آیات بایں معنی مشیراند چه تلاوة آیات و تعلیم کتاب و حکمة بالبداهة ارشاد به تهذیب قوة علمیه میفرمایدو تزکیه اشاره به تهذیب قوة عملیه مینماید توجیه ایں اشاره اینست که تزکیه بمعنی پاک کردن است و نزد حقیقة شناسان پیداست که ناپاکی را تا بقوة عملیه رسائی است و بس نظر بریں تزکیه یعنی پاک فرمودن هم ازاں قوة عملیه باشد تفصیل ایںاجمال اینست که قوة علمیه

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

باشدیاقوۃ عملیہ بذات خود بالبداھۃ از اقسام رجس نیستند اگر باشد مورد و محل و معروض رجس باشند مگر ازانجا کہ معروض و محل را از موصوف بالذات و مفیض ناگزیر است در پی آن نظر ترشہ شناس را دواندیم چون علم بمعنی صفۃ کمال را کہ ھمانا قوۃ علمیہ باشد بحکم تضائف وراء فاعل اعنی عالم اگر نظر است سوء مفعول اعنی معلوم است و ھمیں دو چیزاست سرمایہ تحقق علم مذکور کہ اضافی است یا اضافہ را در بروارد لا جرم موصوف بالذات مشار الیہ نیزیکی ازیں دوچیزباشد و بس چہ اضافۃ اگر زیر تصرف است زیر تصرت مضاف یا مضاف الیہ است سوء ماوراء حاشیتین دست التجا در از نہ کند و پیش دگران سر نیاز خم نہ کندتا توان گفت کہ دستکار ھی او دگران ھم نقشبندیھا در اضافۃ دارد مگر اینھم پیداست کہ بنام فاعل اعنی عالم ایں تھمت نتوان بست ورنہ قوۃ علمیہ و قوۃ عملیہ کہ بالبداھۃ طبعیۃ واحدہ است اگر سرمایہ رجس و ناپاک شد فاعل باشد میباید کہ ھمہ عالمان و عاملان ناپاک باشند و بدینوجہ جملہ علوم و جملہ اعمال از قسم رجس باشند معاذ اللہ من ذلک وجہ ایں عموم بلوی اینست کہ چوں علم بمعنی معلوم مثل قوۃ باصرہ طبیعۃ واحدہ برآمد فاعلش اعنی عالم نیز طبیعۃ واحدہ خواھد بود و ایں تفاوۃ و تباین مشھود در مراتب فروتر ازاں پیدا خواھند شد خواہ آن تبائن از قسم تبائن نوعی بود یا شخصیے وجہ ایں اتحاد طبیعۃ فاعلی بوجہ اتحاد فعلی اینست کہ چنانکہ آفتاب و قمر منشاء و مصدرنور بمعنی مابہ التنویر است کہ فعل بمعنی مابہ الفعل مھر و ماہ است ھمچناں در

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

جمله افعال بمعنی مابه الافعال قیاس کن القصه بحیثیت فاعلیة از مصدریة ناگزیر است اگرچه بحیثیة منفعلیه و مفعولیه محل و مورد افعال بمعنی ما به الافعال باهم شد چنانکه درماه می بینم که بحیثیت منفعلیه از مهر اگرچه ماه معروض نوراست اما باعتبار تنویر ارض لا محاله مصدر انواراست چنانچه هوید است و چون فاعلیة را مصدریة لازم افتاد لازم آمد که فاعل طبیعة واحده هم طبیعة واحده باشد ورنه افسانه مشهوره که اتحاد و اختلاف لوازم و اثار دلیل اتحاد و اختلاف ملزومات و مؤثرات میباشد هم غلط باشد و قضیه الواحدلا مصدر الاعن الو احد که پیش نظر صائب همچو آفتاب روشن است کاذب بود الغرض وحدة صادر را وحدة مصدر ضروری است ورنه تعدد صادر بدیهی بود اندریصورة اگر منشاء رجسیة قوة علمیه و قوة عملیه عالم و عامل بود میباید که از خدا وند عالم گرفته تا کائنات همه از قسم رجس باشند باقیماندانیکه باوجود فرق امکان و وجوب چگونه توان گفت که علم و عمل بمعنی مابه العلم وما به العمل در واجب و ممکن طبیعة واحده باشد جوابش اینست که چنانکه نور قمر و کواکب و ذرّات تابنده و آئینه هائے درخشنده عطاء آفتاب است هم چنان وجود و کمالات وجود کائنات همه از فیوض آن مفیض الخیر والجود است و پیداست که عطاء بعد از اعطائهم همان‌باشد که بود کس نمیداند که نور قمر و کواکب هم نور است حقیقتش از اصل خود نه برگردیده آری او فرق بالاء مرتبه حقیقة و طبعیة فرود آمده یکی انکه نور در مهرخانه زاد بود و درجانب ماه مستعار است دوم انکه بضعف تشکیکی که

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

منشاء آن بُعد از مهرست و اختلاط ظلمة این طرف آن صفائی و
اشفاقی که دراصل بود بتاراج رفت سرمایه فرق وجوب و امکان و
قدم وحدوث آن فرق اَوّل است که در اصطلاح قوم باتصاف ذاتی و
عرضی تعبیرش کنند و الله اعلم و منشاء ضعف وجود آن فرق ثانی
است چنانچه هوید است بالجمله فرق وجوب و امکان و قدم و
حدوث مستدعی تعدد طبائع نبود وچون این نیست درصورتیکه
منشاء رجس عالم و عامل بود لا جرم همه علماء و عمال خدا
باشدیا بنده مورد ملام معلوم شوند لهٰذا ضرور است که سرمایه
رجس جانب مفعول بود مگر چون بغور دیدیم دانیستم که دامن علم
بمعنی مابه العلم باین همه اتصال که دانی از تلویث معلوم ناپاک
همچو نور که از تلویث بول و براز در حالة تنویر آنهاو در باشد دور
است میکنم بکل شیء که ذات پاک خدا وندی است از همه اول
موروود و معروض ناپاکی میشدبس چار و ناچار اقرار انحصار آن
درقوة عملیه ضرور آمد و علی رؤس الاشهاد گفتن لازم آمد که
معروض رجس بجز قوة عملیه دگرے نبود و سرمایه رجس آن خبر
مفعول آن دگرنباشد پس اگر عمل قلبی است و آن جز اراوبات
مثل ایمان و کفر دگر نباشد منشاء طهارة و رجس مفعول آن اعنی
مرادباشد و اگر عمل جوارح است همان معمول حسی بود مگر
تادم رونق افروزی جناب ختمی مآب صلی الله علیه وسلم از طرف
تهذیب قوة علمیه و عملیه اندیشه بدل راه نمی یافت که آن مجمع
البحرین خود درکار ما بود البته فکر ما بعد ضرور بود نظر برین
ضرور افتاد که براینکار سامانی گذارند لیکن بهر تهذیب قوة علمیه

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بهتر از قران دگری بنظرے نیامد که تباناً لکل شیء در شان او فرموده اند البته بهر تزکیه قوة عملیه خود صاحب قوة عملیه مزکّی میبایست تا بفیض اثرش ارادات سنجیده ریزند و ارادات پسندیده خیزند القصه بهر اکتساب احوال مرضیه صحبت صاحب مالی باید که رضاء خود را در رضاء مولی درباخته مرکب از هر دو جهان تاخته باشد تاهمیں صحبتش همچو آهن پاره که بفیض صحبة آتش دم انا النار .... اوهم همرنگ آن صاحب حال گردد و ظاهر است که دریں باره فقط تهذیب علمی کافی نیست ورنه علم الکه آتش گرم ساز دو آب سردنماید بهر گرمی و سردی کافی بود مگر ظاهر است که ایں علم فقط باعث طلب آب و آتش شود که آله گرمی و سردی است خود اله اینکار نتوان شد همچنیں ایں‌جا پندارو غلط مانکار مگر چوں معیار سنجیدگی و پسندیدگی احوال و ارادات نبوی است صلی الله علیه وسلم چنانکه ارشاد قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله بان اشاره میفرماید لازم آمد که بمهر کسانیکه از صحبة نبوی صلی الله علیه وسلم محروم مانده اند کسانی بایندکه از معدن نبوة سربراورده باشند اعنی بهر اینکار مینباید که اولاد امجاد حضرت نبوت و اقارب قریبه آنحضرت صلی الله علیه وسلم گذاشته آیند چه فرع تابع اصل باشد والدین متبوع نسل چنانکه از گندم گندم برآید و از جو جوآد از آدمی آدمی زاید و ازاسپ اسپ همچناں در بنی آدم که باشاره حدیث الناس معادن کمعادن الذهب والفضه و هم بحکم مشاهده تفاوت اخلاق که دلیل اختلاف مناشی خود اعنی ارواح است اقرار تنوع آنها

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

وری است مگر چون اینست اولاد امجاد آنحضرت صلی الله
علیہ وسلم را اشتراک طبیعۃ بآنحضرۃ صلی الله علیه وسلم
وری است و هم چنان اقارب قریبه را بحکم قرابۃ قرب معدن
لازم است لو قرن تشکیکی که از تفاوۃ مواد پیدا آمده از درجه نبوۃ
فروتر نشانیده باشد نظر بریں حکمۃ بالغه مصلحۃ آن دید که بهر
کار تزکیه بهر محرومان صحبۃ نبوی صلی الله علیه وسلم ایں
بزرگوارانرا گذاشته آید لیکن اینوجه مخصوص بیکے از عترۃ نبود
تا منحصر در افراد چند کرده آید و بجواب حضرت سائل نام
ونشان غوانیم آری ایں قدر گفتن ضروریست که مسقط اشارۃ
احکام طبیعۃ طبیعۃ من حیث هی باشد نه علی العموم چشم اگر
درباره علم الوان و اشکال مقتداست دو مرتبه طبیعۃ است وزبان
اگر در ادراک ذائقه ها پیشوا است در مرتبه اصل فطرۃ وقته غلبه
صفرا چنانکه ایں هر دو از مرتبه اقتدائے و پیشوائے افتند همچناں
عتره هم در مرتبه من حیث هی که مرتبه اصل فطرۃ است متمسک
بها باشند و وقت فساد طبائع آنها بوجه صحبتهاء نا مالایم از منصب
پیشوائے فروتر روند اینست جواب اجمالی سوال تحریری که
بسیاری از نفائس دربردارو اکنون جواب سوال زبانی هم باید شنید
مگر اَوّل تمثالی گوش باید نهاد اگر مهمانی بے سرو سامانی بخانه
برود و آید اکرام او نه تنها با طعام طعام ضروریست بلکه جمله ما
یحتاج بحکم اکرام ذمه میزبان است پس اگر از همه اَوّل پیش
او دستار خوان بکشند وما حضر برونهند واوهمه را فرد برد میباید
که میزبان فکرنانهاء دگر کند وبهراورد دنش قدم سوء بادر مے خانه

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

زند لیکن اگر مهمانران شکم پرشده باشد بمشاهده مسارعة میزبان بهر آوردن نان آن مهمان خواهد گفت که مرا مهونقدر کافی است که اورده بودید مگر هرکه قلیل و کثیر عقل داشته باشد معنی اینکلام همیں خواهد فهمید که نان دگر ضرور نیست نه انکه کاراب و جامه و حقه و پان و جار پائے و مکان همه ازنان برآمد همیں طور گفتار عمری را باید پنداشت معروض اوشان که در پیرایه حسبنا کتاب الله سرزده بقرینه اکتب لکم کتابا بریں محمل فرود و بایدآورد که حاجة کتاب دگرنیست کتاب الله که بحکم آیة و نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء جامع علوم است کافی است دریں حالته شدة مرض نباید که بپاس خاطر ما حضرة نبوة مآب صلی الله علیه وسلم صعوبتی کشند القصه چنانکه مسارعة میزبان بهرنان دگر بتقاضا شفقة مهمان بود همچناں بعد تمامی نزول قرآن مجید بوجه انکه جامع العلوم است ایں همه اهتمام نبوی بوجه شفقت بود نه بوجه ضرورة شرعی ورنه ارشادات قرآنی مثل و نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی همه الفاظ بے معنی باشند نعوذ بالله باقیماند اینکه اگر قرآن شریف حاوی جمله علوم بود اهتمام نبوی صلی الله علیه وسلم بهر تحریر کتابی دگر گو بوجه شفقت باشد چه معنی داشت و اگر حاوی جمله علوم نبود تبیانًا لکل شئ وغیره چه معنی دارد جواب ایں شبه اینست که علوم قرآنی بدوقسم است انشائیات که همانا احکام دینی باشند و اخبارات که از قسم عقاید و قصص هستند مگر پید است که علوم ضروریه همیں احکام و عقاید اندو قصص بهر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

تائید قبول احکام باشند و بس پس کتابی که تحریرش جناب ختمی مآب همیخواستند پس ازانکه قرانرا تبیانًا لکل شیٔ اعتقاد کنیم غالی ازیں نیست که یا بغرض تفصیل احکام باشد که باجمال و کلیة در معرض بیان آمده اندیا بغرض ایضاح حقایق عقاید و شق ثالث اگر هست اینست که معتقد بایں عقاید و متمثل بایں احکام کدام کسانند از اصحاب و اتباع و غیرهم تفصیل احکام را اگر ضروری پنداریم معنی آن ایں باشد که هر هر فرد افعال جزئیه را که غیر متناهی است درزیر اجناس عالیه فرضیة و وجوب و سنیة و استحباب و حرمة و کراهة وترک اولیٰ جواز متساوی الطرفین کشند و کس نمیداند که ایں محال است اگر ایں امر ضروری بودی منصب اجتهاد مجتهدان لکھنؤ کی میرسد و نصوص فاعتبروا یا اولی الالباب و تفقهوا فی الدین و لعلمه الذین یستنبطونه همه بیکار و پوچ بود وچون ضروری نبا شد لا جرم اهتمامش نا شیٔ از شفقته بود وایں ست که در ادیان سابقه هم دریں باره ره اجمال پیموده شد همچنیں تحقیقات متکلمین و محققین صوفیاء کرام که در ذات و صفات الٰهیه بکار برده انداز مرتبه ضرورت فزوں تر است شیٔ کس نمیداند که علم ذات و صفات فقط بهرانبعاث داعیه انقیاد و اطاعت است و بهر اینکار تحقیقات و تدقیقات مذکوره چنداں ضرور نیست بیان عظمة و وحدة و کبریائی و جلال و اکرام خدا وندی و تسبیح و تحمید او تعالیٰ البته درینکار دخیل است زیاده ازاں چه ضرور بلکه ان موشگافی ها که بزرگواران مذکور کرده انداگر بغور دیده شود در حق افهام عامه همچو غذائے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

قوی است در حق ضعیف المعده تا به شفقت در اظهارش چه رسد باقیماند اینکه معتقد بایں عقائد و متمثل بایں احکام کدام است و کیست که ره خود گم کرده سراز طاعت تامه است ایں علم هم از ضروریات دین نیست ورنه می بایست که تعیین شخصی و تشخیص جزئی کسانیکه خبر از وجود اوشاں درکتب سابقه ولاحقه دارداللہ کرده می شد و باوصاف مخصوصه اوشان قناعة نمی فرمودند بلکه گهر تسلیم ایمان بانبیاء ایں قسم تعینات سابقه ضروری بود چون اینقدر واضح شد دیگر می باید شنید بایں همه عدم ضرورت مناظر ایں همه علوم نصوص قرآنی است در عقاید و احکام خود ظاهر است که ماخذ متکلمین و صوفیه نیز قران است و دستاویز مجتهدین نیز همیں متبیان اهل بیت را بهر اینکار نگما شته اندورنه انی تارک فیکم الثقلین نمیفرمود انی تارک فیکم الثقال می فرمودند چه قطع نظر از انکه ایں خیال مخالف تبیانا لکل شئ است اگر علوم اهل بیت را در باره مدخل بودی علوم نبوی صلی اللہ علیه وسلم که احادیث اندچه کمی داشتند که از پایه اعتبار ساقط فرمودند آری اگر بفرمایند که احادیث تفسیر قران است و بتائید آن قرآن رامی فهمیم مضایقه، ندارد مگر چون اینست علوم اهل بیت هم موضح علوم قرانی باشندنه چیز دیگر تا علوم نبویرا گزاشته ایں علوم را درجنب علوم قرآنی نهاوند و بصیغه تثنیه نداء انّی تارک فیکم الثقلین دادند وچون اینست انحصار مقتدائیتم قرآنی درباره علوم باطل نمیشود بامر جمله ماخذ عقائد و احکام ظاهر شد که قران است باقیمانده اینکه وجود ایں عقائد و اعمال بچه مرتبه در

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کدام است و در کدام نیست و همنیست که هم مذهبان سائل غرض اصلی کتاب مذکور پنداشته اندرهبر این راه هم قران باشدنه غیرچه کلیات قرآنی در هرجزئی که یافته خواهدشد همانرا مصداق آن خواهم فهمید و همنیست طریقه دریافتن اینکه این جزئی تحت کدام کلی سرفرود آورده غرض خود وجود کلی و آثار او دلیل این راه است بالجمله مراتب جزئیه که همانا تنزلات و تشخصات و تعینات کلیات باشند و ادراک آنها بدیهی باشد دلالة بروجود کلیات در بر آنها دارندوجود کلیات علامة آنست که این محل خاص که موصوف بمراتب جزئیه کلیات مذکوره شده مصداق آن عقاید و احکام است که محمود خدا و رسول صلی الله علیه وسلم است مگر در مراتب جزئیه غلط کاریها خبر از اعوجاج طبیعة قوة علمیه میدهد نه آنکه از معلم علوم ضروریه تقصیری بوقوع آمده حاشا وکلا کار آفتاب اینست که عالم را نور برزخ کشد بایں همه اگر کورچشمی نه بیندا وچه کند کار او اعطاء نور بصیر نیست تنویر عالمست و بس القصه بحکم و ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا توضیح معلومات خفیه ضرور است اعطاء نور بصیرة ضرور نیست و همچنیں بحکم یزکیهم کار فرمائی قواء عملیه مزکیان ضرور است خلق قوة ذمه اوشان نیست ورنه نام ضلال و اعوجاج و کفر و فسق از جهان برخاستی و این امتحان مقصود که لیبلوکم ایکم احسن عملا ازاں خبر میدهد و بمقابله بنی آدم این امتحان چنانست که بائع حقیقة شناس زر و نقره را بهر اطمینان مشتری بر معیار میزنند بیکار میرفت بالجمله انچه ذمه خدا وندی است همه در

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

قران آمد و انانکه طبائع سلیمه دارند بهدایة قرآنی همه را بشناختند او شانرا دربارۂ علوم حاجة آن کتاب نماند که باندیشه ضلال کج طبعان حضرت نبوی صلی الله علیه وسلم بغرض شفقت تحریرش میخواستند آری اگر نوبة تحریرش میر سید حضرات شیعه را در تعین خلافة صدیقی مجال دم زدن نمیماند کتاب مذکور تعین اوشان فرموده ختم حجة می فرمود و شفقت کار خود میفرمودمگر ظهور شفقت را حصول مقصود لازم نیست از اتمام حجة و شفقت هدایة کج طبعان معلوم درباره حضرت محمدی صلی الله علیه وسلم چه حجتها و شفقتها است که باختتام نرسیده والله اعلم بحقیقة الحال اینکه میگوئیم بقدر فهم تست مردم اندر حسرة فهه درست زیاده ازیں چه گویم که ایں هم اگر فهم است بس است ورنه دفاتر اگر انبارهم بیکاراست.

جواب سوال دوم

جز دو ازده ائمه لاریب در کتب اهل سنت موجود است مگر نه ازاں جز اتصال زمانی یکے به دیگرے معلوم میشود نه راشدیة خلافت اوشان هوید است اگر از لفظ خلفاء یا ائمه که درآں حدیث است خلفاء راشدین و ائمه هدی مراد گیرند چنانکه مقتضاء مضاف الیه اصلی لفظ خلفاء و اقتضاء عرف سابق در لفظ امام است آن وقت ظهور ایں وعده بتفاوت از منه بروجود باجود حضرت امام موعود سمت اختتام خواهد یافت و اگر بلحاظ انکه لفظ خلیفه و اما م دلالت برحکومة دارند از خلفاء و ائمه مطلق حاکم مراد گیرند در اتصال از منه اوشان حرجی نیست مگر دریں صورة وجود اوشانرا بمقتضاء ایں خبر در بقاء دین و عزة آن مدخلتی نخواهد بود بلکه

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بمنزلة آن باید شناخت که میفرمودند که تافلان سال دین را قوة و عزت خواهد ماند گو منجمله اسباب بقاء عزت دین وجود بعضے خلفاء هم مثل خلفاء راشدین اعنی اصحاب اربعه باشد .

جواب سوال سوم

معتزله منکر خالقیة خدا وندی به نسبت افعال اختیاریه مخلوقات اندو ازیں سبب ایں تهمة بنام قدرة خود زند نظر بریں مصداق قدریه بجز اوشاں که باشد که خود را صاحب اینقدرة میدانند علاوه بریں تشبیه بالمجوس که در حدیث وارد است خود راهبر ایں راه است چه مجوس باینطور بتعدد خالق رفتند که خالق خیر یزدانرا پنداشتند و خالق شر اهرمن را انکاشتند و معتزله و کاسه لیسان اوشان باینطور تعدد خالق را اقرار کردند که خالق افعال اضطراریه که قسم ادون است خدا را شناختند و خالق افعال اختیاری که قسم اعلیٰ است خودراپنداشتند بایں همه در بسیاری از روایات بتصریح آمد که قدریه منکران قدراندو پیداست که همیں اعتقاد انقسام خلق افعال و در خالق و مخلوق که باعث آن بوجه قصور فهم لحاظ صفت عدل خدا وندی افتاده موجب انکار تقدیر شد نظر بریں متعین شد که مصداق ایں لقب همیں فرقه و اتباع شان اند.

جواب سوال چہارم

لا ریب عدل از صفات کمالیه خدا وندی است مگر کار عدل خدا وندی نه اینست که حقوق و اَموال و املاک و حقوق ایجابی بندگانرا باوشان رساند ورنه ظالم خواهد بود نعوذ بالله چه این امر خود موقوف برتحقق املاک و حقوق ایجابی اوشان است مگر همه

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کس دانند که مالک الملک حقیقی همون تعالیٰ است پیش مالکیة او تعالی مالکیة جمله مالکان بمنزله مالکیة مستعیران پیش مالکانست لله ملک السموات والارض لله ما فی السموات والارض بهرایندعوی دلیلی است روشن باقیماند اینکه حقوق ایجابیہ چیست مرادم ازاں اینست که ختی بگردن کسی نهاده آید اجیر و مستاجر و بایع و مشتری هر دو منت کش یکدیگراند وچون میراث را بحکم لا تدرون ایهم اقرب لکم نفعا بانفع رسانی مربوط ساخته اند لا جرم شائبه منت در میراث هم بمیان باشد اینقسم حقوق را از حقوق ایجابیه و حقوق واجبه باید شناخت و همیں قسم حقوق اند که باعِث کشاکشی یکے دیگر یرا تابدر حکام و دارالحکومة می گردد و دستاویزدست و گریباں بودن میباشد بمقابله اینقسم حقوق قسمی دگر است که بحقوق انفعالی اگر تعبیر آنها کرده شود زیبا است مرادم ازاں استحقاق فقرا از اغنیا است فقیر اگر بدر امیر رفته دست طلب در از میکند وبمنة و سماجت و گریه وزاری و عجز ونیاز و اظهار فقر رحمتش رابکار خود می انگیزداین راهم اگرچه سرمایه استحقاق گویند مگر ایں استحقاق نه ایں جانست که مایه دارد گیر تواندشد و باعتماداں نوبة دارد فریاد رسد چون ایں قصه ممهدشد دیگر میباید شنید که خدا وند عالم رانه بائع و مشتری توان گفت نه اجیرو مستاجر توان خواند نه وارث و مورث توان شناخت که مقتضاء ایں مفهومات احتیاج است که خدا وند تعالیٰ شانهٗ ازاں فرسنگها دوراست کس نمیداند که بائع را ضرورة ثمن باعث صرف متاع عزیز است و

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مشتری راحتیاج مبیع موجب انفاق از نفیس همچنیں اجیر و مستاجر محتاج یکدگراند و وارث و مورث محتاج مال اگر احتیاج مال داغ ذلته برناصیه حال بنی آدم نمیزد همچو ملائکه ازیں خلجان کناره کناره میرفتند اندرینصورة حقوق ایجابی ذمه خدا وند تعالیٰ درهم کردن کار خود مندان نبا شد آری متصور حقوق انفعالی دران درگاه باقی است که اینقدر خود دلالة بررفته قدردارد نه برعکس آن تاتامل را مجال باشد مگر چوں ایں چنیں است کار عدل آن باشد که هرگر امناسب ایں متاع دیدند اور اهماں ارزانی فرمودند و و برکرا درخور اینمایه تصورید ند دردامنش همانراں بخش فرمودند انانرا که حقیقة شان غازه حسن خداداد برردداشت بخلعت فاخره تقویٰ بنو اختندو آنانراں که داغ نکوهش از ازل برناصیه حقیقة شان هویدابود بلباس زبوں فسق و فجور پوشیده از نظر انداختند و همیں است معنی اعطی کلشیء خلقه ورنه ایه لایسئل عما یفعل وهم یسئلون را برکدام محمل خواهدنشاند فتدبرفانه دقیق زیاده ازیں گفتن نه مصلحة وقت است نه اینقدر فرصة همیں به که بریقدر قلم انداز م.

سوال پنجم: اگر عدل بر خدائے تعالیٰ واجب نیست ایه کتب علی نفسه الرحمه چه معنی دارد.

ازجواب سوال پنجم

اهل عقل را معلوم شده باشد که بذمه او تعالی اعتقاد وجود حقوق ایجابی عن ذلک علوا کبیرا مگر چون این نیست حقوق انفعالی خود در خودآن وجوب نیند ورنه داد و فریاد را که مانع بود

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

باقیماندا یه کتب علی نفسه الرحمة ازیں آیة وجوب متنازع لیه داشتن از جهل است تعالی الله فهمیدن دلیل کمال خوش فهمی است جناب عالی وجوب حقوق را که جز بحقوق ایجابی نیادیزد موجبی وارء موج علیه ضروراست مقتضاء ایه مسطوره بیش ازیں نیست که خدا وند کریم برخود التزا م کرده که اینچنیں خواهم کرد مگر عاقلی رانمی شناسیم که ازینقدر بیش از وعده میتوان فهمید ورنه تخصیص رحمة چه بود عذاب و غضب بهم بحکم عدل قسیم رحمة و ثواب بود اگر واجب می بود هر دو واجب می بود و شفاعة و دعاء مغفرة وخود مغفرة خدا وندی که بمقتضاء اسم مبارک غفور و غفار از اجله صفات کمالیه او تعالی است همه الفاظ بے معنی بودندی علاوه بریں موجب حقوق ایجابی اگر غیر او تعالی است ان کدام نعمة است که بکار او تعالی آورده واگر خود او تعالیٰ است از مخالفته التزام مذکور اوراچه اندیشه تانوبة بمرتبه وجوب رسد چه مفاد وجوب همیں اندیشه است که در صورة مخالفة امور واجبه زهره را آ سازد.

سوال ششم

اگر واجب تعالی اراده هنود که فلاں چیزرا در فلاں سال پیدا خواهم ساخت پس اگر ممکن باشدکه اورادران سال پیدا نکند علمش بجهل منقلب گردد ورنه لازم آید که خالق آن شی ....

جواب سوال

هر چیزے راکه خدا وند تعالیٰ شانه بهر زمانه معین کرده و پیدا کردنش را بآن زمانه خاص فرموده ازیں تخصیص و تعیین سر رشته

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اختیار از دست آن مختار مطلق بیرون نمی رود آخر سرمایه تعیین همان اختیار مطلق است که ازلے است و از صفات کمالیه و قدیمه او تعالی است تعلق صفتی مثل باصره بمفعولی دلیل تحقق اوست نه علامة عدم و زوال آن پس اندرینصورة ممکن است که او تعالی آن چیز را در انوقت پیدانفرماید آری تعیین علم فعلی جانب وقوع را ترجیح داده نه انکه عدم وقوع را از حیطه اختیار برون کشیده معاذ الله من ذلک القصه مفاد تعیین علمی دوام این انتظام است که فلاں چیز در فلاں وقت بظهور آید و فلاں چیز در فلان وقت نه ضرورة ذاتی وقوع آن چه ضرورة ذاتی وجود را که همانا وجوب ذاتی است ضرور ست که ذات موجود تحقق خود چنان خواهد که موصوفات او صاف ذاتیه خور اخواهند مثل اربع زوجیت راوثلثه فردیته را مگراین امر منحصر در ذات و لوازم ذات او تعالی است زیراکه وجودهم مثل دیگر صفات از دو حال خالی نتوان شدکه مثل حرارة و نور وغیره اوصاف محسوسه یا از ذات موصوف برآید چنانکه در بادی النظر در آفتاب و آتش می بینیم یا از خارج بدست افتد چنانکه دراب گرم و زمین مشاهده می کنیم انحصار اوصاف دریں دو قسم عقلی است چون وجود نیز بمعنی مابه الموجودیة یکے از اوصاف است ورنه اشتقاق موجود راچه معنی بود لا جرم اونیز منقسم بهمیں دو قسم بود مگر اینطرف دیدیم که وجود ممکنات از خارج آمده ورنه اگر از ذات ممکنات می برآید علة وجود خود ذات ممکنات بودی و ازانجاکه معلول ازعلته متخلف نشود لازم بود که عدم را نامممکنات رسائے نبودی هم ازلی بودندی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

وهم ابدی و مرادم از ذوات آنها همان مابه التمیز است که یکی را
از دیگر ی میشنا سیم و ظاهر است که مصداق ایں تمیز حین
وجودنیست که آن خود عام است و جمله موجودات رافرا گرفته
تمیز کار خاص باشد نه عام باقیماندااینکه لحوق چیزے به چیزے
خود مستدعی تغائر حاشیتین است و ازانجا که لحوق نسبة ایجابی
است میباید که حاشیتین ایں نسبة قبل تحقق نسبة بطوری نصیب از
تحقق داشته باشند اندرینصورة وجود قبل الوجود لازم خواهد بود
جوابش اَوّل نیست که ایں حکم باتفاق اهل معقول درماوراء وجود
از محمولات است لحوق وجود باموجودات سبقة وجود را نمی
خواهد ورنه تحقق الشيء قبل نفسه لازم آید دویم اینکه ماهیات
ممکنه از انتزاعیات وجود مذکور اند نه اینکه وجود از التزاعیات
ماهیات مذکوره ورنه موافق آنکه وجود انتزاعیات مستفاد از مناشی
انتزاع باشد بلکه مثل حرکة جالسان سفینه که خود حرکت سفینه
باشد فرق اگر هست فرق انتسابست که بیکطرف بالذات انتساب
دارد و بیکطرف بالعرض وجود انتزاعیات نیز خود وجود مناشی
انتزاع بود فرق اگر باشد همان باشدکه گفته شد لازم بود که وجود
در تحقق خود محتاج دیگران میبود نه دیگران محتاج او وظاهر
است که اینقضیه چقدر غلط است اطلاق موجود برموجودات خود
بوجه لحوق وجود است و ایندلیلی است کامل بهر دعویٰ مذکور
وچون ماهیات ممکنه از اعتباریات و انتزاعیات وجود بمعنی ما به
الموجودیة شدند و ایں چناں باشد که تقطیعات نور از مثمن و مربع
که موافق انداز روشند انها باشد از انتزاعیات نور بمعنی مابه النور

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

باشند تحقق آنها قبل وجود خود از ممتنعات شد چنانکه تحقق
تقطیعات نور قبل ازنور محال است و ممتنع ازینقدر واضح شده
باشد که ضرورة تحقق حاشیتین قبل از اضافة در اجنبیات است یعنی
در غیر مناشی انتزاع و انتزاعیات بالجمله ذوات ممکنه مصدر
وجود بمعنی مابه الموجودیة نیستند بلکه وجود انها از خارج است
اعنی از وجود مطلق که بنست شان بمشابه نور مطلق اسیت بنسبت
تقطیعان نور ورنه ازلی و ابدی بودندی و این حدوث پیرا مون حال
اوشان نمی گردید مگر ازاین جا که هر وصف خارجی را
ضروراست که درخارج بالذات باشد اعنی از ذات او ناشی شده
باشد ورنه تسلسل لازم آید لا جرم ذاتی چنیں هم باشد که مقتضاء
ادبی توسط غیری این وجود باشد و ما همانران خدا و خالق دانیم
مگر اینهم ضرور است که مقتضیات ذاتیه ازانجاکه معلولات ذات
باشند و معلول از علة جدانشود از ذات موصوف تخلف نکنند
وچون عقل سلیم مخبر محض است منشی معلومات نیست لا جرم
بهر حالیکه موصوف وصفت در واقع باشند از همان حال خبر دند
اگر باهم در واقع ارتباط و توقف یکے بردیگرے است کار عقل آن
نباشد که یکے را ازدیگری جداافگند القصه اگر در واقع ارتباط
توقف است در تعقل هم ارتباط و توقف باشد چنانکه در اربع
وزوجیة می بینم مگر اینقسم ارتباط وجود با موجود بالبداهت در
وقائع زمانیه مفقود است این نتوان گفت که فلاں واقعه بخوصیت
وقته مقتضی تحقق خود است مگر انکه کسے را عقل درسر نبود
نظر بریں اعتقاد وجوب و جود و ضرورة وجود سواء خالق کائنات

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

چناں وهمی غلط باشد که پرس و چون این نیست تحققش بمقتضائے تعیین علمی مایه ضرورة ذاتی وجود نتوان شد اگر باشد یا نه دوام باشد وچوں قصه ایں‌چنیں است نقیض آن فعلیة عدم آن انتظام باشد نه امکان ذات تابوجه اعتقاد تحقق نقیضش اعتقاد نفی آن لازم آید مگر چوں دوام همدوش وجوب با لغیر است بعض اوقات اهل فن اینقسیم رابحذف بالغیر واجب گویند و اهل ظاهر بغلط افتند و همچناں گاهے نقیض انرانجدف بالغیر ممتنع خواندو اهل ظاهر را موجب اختلاط احکام یکے بدیگری گردد اینجا سرمایه وجوب ذوات وقائع ممکنه نیست اگر هست هماں تعیین علمی است پس اگر اورا واجب بالذات هم خوانیم وجوب وقائع مذکوره بوجه آن تعیین خواهد بود و بالضرور اقرار وجوب بالغیر لازم خواهد آمدمگر آنانکه چشم بصیرة روشن دارند میدانند که وجوب بالغیر وهم امتناع بالغیر معارض امکان ذاتی واجب و ممتنع نتوان شد ورنه معنی بالغیر چه باشد بالذات گفتن ضرور بود علاوه بریں تعیین علمی خود بذات خود ضروری نیست اگر خلاف تعیین کرده شود حاصلش آن باشد که نقشه عالم را تبدیل فرمودند و پس از تبدیل معیار خلق و پیدایش نمودند نه انکه بخبر عنه پیشتر در ساحة تحقق بود و مخالف آن نقشهٔ عالم در ذهن خدا وندے مرتسم گشت تفصیل ایں اجمال آنکه علم بدوقسم است کے انکه مخبرعنه پیشتر از علم در عالم تحقق بود و بوجه مشاهده او صور مطابقه در ذهن مرتسم گردد ایں را علم انفعالی نام می نهیم دوم انکه مخبرعنه از پیشتر موجود نبود خود عالم نقشهٔ و صورتی مبرّا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

شد و مطابق آن چیزے در خارج پیدا کردہ آید و بازآن وجود خارجی مخبر عنہ و مطابق علم دیگران شود ایں را علم فعلی نام می نہیم مثال اَوّل ظاہر است ہمہ کائنات بہر ما مخبر عنہ است در ذہن ما بمشاہدہ و آن سور مطابقہ مرتسم می گردد و ہمیں تطابق معیار صدق است و مقابل آن لا تطابق مدار کذب است و مثال ثانی نقشہ مکانات را پندار کہ پیشتر از وجود خارجی آنہا اوّل در ذہن خود بذہن خود می تراشیم و مطابق آن بنیاد مکانات نہادہ تعمیر مکانات میکنیم قبل از وجود خارجی آنہا تطابق ...... ولا تطابق دردریں علم راہ نیست بلکہ پس از وجود خارجی معلومات آن موجودات خارجیہ را مطابق علم ولا مطابق آن خوانیم چنانکہ در علم اَوّل علم را مطابق ولا مطابق موجود است می خواندیم و چون قبل ایجاد تطابق ولا تطابق را راہ اینست زیراکہ ہنوز مطابق لہ رانامی ہست نہ نشانی پس اگر دراں نقشہ کہ ہمانا علم فعلی است تغیری راہ یا بدلامطابقۃ نتوان گفت تا احتمال کذب باشد و محل تردو بود ونوبۃ سوال افتد آرے این امر گفتنی ......است کہ ایں تعیئین علمی بلحاظ تطابق ضروری التسلیم نیست گمروجہی دیگر ہم سرمایہ صرورۃ است یانی نظر بریں اینقدر معروض است کہ آری ہست مگر بے ضرورۃ تعلیم ناقلدر شناسان چہ سود علاوہ بریں وقتہ را وسعۃ ومتکلم را فرصۃ و سامع رافھم باید ز باایں ہمہ داعیہ ضرورۃ ضروری است چون ایں ہمہ سامان مفقود است برینقدر قناعۃ لازم افتاد والحمد للہ ملھم الخبر و السدادو والصلوۃ والسلام علی حبیبہ وآلہٖ و ازواجہ و صحبہ ...... بالجملہ امکان شیٔ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

چیزے دیگر است و وقوع آن چیز دگرو انقلاب علم بجهل مرکب اعنی علم غلط چیزے دگر است و تبدل نقشه چیز دگر تبدل نقشه بذات خود ممکن است و در صورة وقوع آن جهل بسیط لازم اید نه جهل مرکب مگر چون ایں ممکن واقع نخواهد شداین محذورهم لازم نخواهد آمد مگر ممتنع بالذات بودن ایں محذور اگر باشد مؤجب امتناع بالغیر عدم وقوع خواهد بودنه سامان امتناع بالذات آن تا امکان منقلب بامتناع شود زیراکه اینوقته امتناع عطاء ممتنع بالذات مذکور خواهد بود نه خانه راو خویش مآما بالذات میگفتم و بالغیر نمی گفتیم انچه عطاء غیر است بالغیرباشدو پیداست که امتناع ما بغیر معارض امکان نیست و از عدم وقوع جبرواضطرارآن وقت لازم آید که سرمایه عدم وقوع مقتضاء صفات باری مثل تعیین علمی نبود بلکه امری خارج از ذات سرمایه آن گفته شود عاقلی راجراة اینسخن نباشد که انچه بحفظ او ضاع خود بالتزام خویشن بر خود لازم می گردانیم موجب اضطرار ماست بلکه خود مصحح اختیار ماست ایں التزام خود بوجه تعلق اختیار و اِراده بایں وضع بوجود آمده و تعلق شی بشی دلیل تحقق آن شی باشد نه علامة عدم آن چنانکه گفته شد والسلام علی من اتبع الهدے ۔

سوال ہفتم

چه می فرمانید علماء دیں دریں عبارة شاه عبدالعزیز صاحب که برصفحه دهم کتاب تحفه اثناء عشرے مطبوعه مطبع احمدی مسطور است که ایں کساں کدام کس اندکه جناب مرتضوی برائی آنهاهم چنین کلمات می فرمودند تفصیل اسماء ایں مرد مان معه

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ولدیت بحواله کتاب هدایة فرموده شود و عبارت تحفه اثناء عشری اینست سوئم از جناب مرتضوی و سائر ائمه اطهار درحق نواصب اشقیا بملاحظه شرائة و بدذاتی و خبائث و بدطینتی آنهاد و نظر بغلبه ظاهری آنها کرده کلمات لعن آمیز در ضمن اوصاف عامه مثل غصب و ظلم و بغض اهل بیت و تغیر سنت رسول واحداشا بدعات و اختراع احکام مخالف شریعة ز امثال این صفات می فرمودند و واقفان حقیقة کارمی فهمیدند این گروه بی اندیشه عجلته پیشه آن همه کلمات رادرحق صحابه کرام و ازواج مطهرات خیرالانام فرود اوردند دان اوصاف را مطابق عقیده فاسده خود منطبق بر آنها یافتند و عذرانکه چرا بتصریح نام آن گردولمی گیرند مصلحة وصة و تصیة قراردادند انتهی عبارة التحضه سائل امیدوارست که بمقابله مدات تفصیل ارقام فرموده شود.

(۱) اوّل اسماء آن کسان که جناب مرتضوی برای آنها میفرمود انچه در عبارة است. (۲) دوم تفصیل اشیاء مغصوبه که از انحضرت چه چیز غصب شده که برایے غاصبان چنیں کلمات میفرمود و اسماء غاصبان. (۳) سوم تفصیل بدعات که کدام بدعات بوقوع آمده که بر بدعتیان ایں چنیں کلمات صادر شد و بر صفحه ۳۸۰ کتاب تحفه مرقوم است که نزد اهل سنت هیچ مرتکب کبیره رالعن حائز نیست.

جواب سوال ہفتم

در اِصطلاح سنیان نواصب اعداء اهل بیت را گویند و اعداء اهل بیت نزد سنیان مروان دیا رانش و اکثر اولاد اوو این طرف بسیاری از عباسیاں هستند چنانچه عبارت تحفه هم از صفحه دهم که

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

نشانش حضرة سائل داده اند بر ینقدر گواه است اگر حضرة سائل
چند سطر پیشتر نظرمی افگندند نوبة سوال از مانمیر سید باقی
تفصیل اسماء او شان اگر بایں فرض است که وقت لعنت مکنون
خاطر حضرة مرتضوی علیه السلام اشاره بکدام کسان بود ایں امر
خود قابل سوال نیست چه حضرة مرتضوی و حضرات ائمه اطهار
نام کس بزبان مبارک نرانده اند تا تفصیل اسماء شان در کتب
بحواله شان مرقوم می شود اگر بایں غرض است که موصوف
باوصاف مشار الیها کدام کسان از مروانیان و عباسیاں بودند ایں
هم خیلی از لیاقة سوال و دراست یعنی ایں امرهم قابل سوال نیست
اگر قابل سوال است انیست که کدام کدام کسان موصوف بایں
اوصاف نبودند زیرا که اکثر مروانیان و عباسیاں ظالم و بیدین بودند
طریقه خلافة راشده راگزاشتند و بر ینقدر هم قناعة نه نمودند بلکه
طریق ظلم و جور را در زیدند باقی ماند ایں که آن کدام چیز است
که از حضرة مرتضوی بغصب بردند ایں وهمی است ناشی از انکه
حضرة سائل عبارة تحفه را بغور مدیده اندوران عبارة ذکر ظلم
مطلق است خصوصیة ظلم برحضرة مرتضوی نیست تا جای ایں
سوال باشد و بدعة شان زیاده ازیں چه باشد که همچوبدگویان
خلفاء ثلاثه او شان بدگوئی و بی بویی اهل بیت را قبله همة خود
ساخته بودند اکثری از جاهلان شام بموشک دوانی مروان زبان از
وهاں برآورده به بدگوئی اهل بیت روی خود سیاه می کردندو
اینطرف بفریب دهی عبدالله بن سبا اهل کوفه بدشت ....
خلفاء ثلاثه و دیگر اصحاب کبار و اَزواج مطهرات رضی الله عنهم

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

دین و ایمان خود را تباه می کردند نه زجر وتبیخ مرتضوی رضی الله عنه اینطرف کارگرشد نه تشدد اصحاب کبار درحق شامیان الظرف مفید افتاد اکنون قصبه جواز لعن و عدم جواز آن باید شنید لعن تخصیص اسم درحق اهل ایمان بشهادة آیات منضمیه اَمر استغفار در حق گناهگاران اهل ایمان ممنوع و همنیست در تحفه اگر در عبارة صفحه ۳۸۰ که رقم فرموده اند باما سبق ومالحق غوری فرمودند حاجة سوال نمی افتاد فقط والسلام علی من اتبع الهدی اگر انطرف انصاف است بهر تسکین خاطر کافی است .... ورنه چه امیدوتا ایفاء وعده چه رسد والعاقل یکفیه الاشاره.

سوال هشتم بعنوان اعتراض اهل سنت ائمه اور انبیاء میں فرقی کرتی هیں لهٰذا حقیقت سے بیگانہ هیں زبیگانه پرهیز کردن نکواست کردشمن توان بود دررروی اووست.

جواب سوال ہشتم

جناب عالی دون کی نہ لیجئے اور ذرا تحقیقی بات سن لیجئے اہل سنت کے نزدیک اماموں اور انبیاء میں فرق ہے انبیاء گناہوں سے اور دین وایمان کی باتوں اور وحی کے سمجھنے میں معصوم ہوتے ہیں اور امام معصوم نہیں ہوتے اگر امام بھی معصوم ہوا کریں تو اَنبیاء میں اور اماموں میں کیا فرق رہ جائے مگر اَنبیاء اور اماموں کے فرق مراتب کی مثال ایسی سمجھئے جیسی طب اور معالجہ کرنے والوں میں فرق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بمنزلہ موجد قواعد وقوانین طب سمجھئے اور اِماموں کو بمنزلہ اطباء حاذق خیال فرمایئے اور قرآن وحدیث کو بمنزلہ کتب طب چنانچہ آیہ فی قلوبھم مرض سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جیسے بدن میں بیماریاں ہوتی ہیں ایسے ہی دِلوں میں بھی بیماریاں ہوتی ہیں اور آیت ''للذین امنوا ھدی و شفاء'' سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

معالجہ روحانی کی کتاب ہے لیکن جیسے بدن بہ نسبت روح اور دِل کے ظاہر ہے ایسے ہی بدن کی بیماریاں بہ نسبت دِل کی بیماریوں کے ظاہر ہیں اگر بدن کی بیماریوں کے پہچاننے میں غلطی اور اختلاف واقع ہو سکے گا تو دِل کی بیماریوں کے بارے پہچاننے میں ضرور اختلاف واقع ہوگا اور بدن کی بیماریوں کے علاج میں اگر دواؤں کا اختلاف اور پرہیز میں فیما بین اطباء خلاف ہو سکے گا تو دِل کی بیماریوں اور پرہیز میں بالضرور فیما بین اطباء روحانی اختلاف اور خلاف واقع ہو سکے گا۔

اب دیکھئے موجد فن طب یونانی کے قواعد اور قوانین کی کتابیں سب اطباء میں ایک جس جس کتاب اور جس جس قاعدہ پہ طبیب علاج کرتا ہے اُسی قاعدے اور اُنہیں قوانین اور کتب سے وہ علاج کرتا ہے اور پھر دیکھ لیجئے کس قدر طبیبوں میں اختلاف ہوتا ہے کوئی کچھ دوا تجویز کرتا ہے اور کوئی کچھ کوئی کسی چیز سے پرہیز کراتا ہے اور کوئی کسی چیز سے جب باوجودیکہ بدن کی بیماریوں کا پہچاننا چنداں دشوار نہ تھا اُس میں اتنا اختلاف ہے تو رُوحانی اَمراض کے پہچاننے میں کیونکر اختلاف نہ ہوگا اگر ایک امام کے نزدیک ایک بات کرنی چاہئے اور دوسرے کے نزدیک دوسری تو کیا بے جا ہیں جیسے اُس اختلاف سے اطباء جسمانی ساقط الاعتبار نہیں ہو جاتے ایسے ہی اس اختلاف سے ائمہ کیوں ساقط الاعتبار ہو جائیں گے باوجود اختلاف مذکور اگر طبیب ظاہری طبیب ہی رہتے ہیں تو اِمام بھی اس اختلاف کے بعد امام اور پیشوا ہی رہیں گے طبیب اور جاہل اگر برابر نہیں ہوتے تو امام اور عوام بھی برابر نہیں ہو سکتے الغرض نہ اِمام انبیاء کے برابر ہوتے ہیں نہ عوام کے درجہ میں ہوتے ہیں اُن کا درجہ دونوں کے درجہ کے بیچ میں ہے اگر شیعوں کی رائے کے موافق ساری باتوں میں سب کے سب موافق اور متفق ہو جایا کرتے تو اَنبیاء میں اور اُن میں کیا فرق رہ جایا کرتا کیونکہ اتفاق بے اس کے متصور نہیں کہ جہاں تک انبیاء کی رسائی ہے وہیں تک اماموں کی رسائی ....اس صورت میں ایسا ہو جاتا جیسا فرض کیجئے آج کل کے طبیب اور موجد لوگ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

زابر ہو جائیں طبیب جسمانی تو موجدوں کے برابر ہو ہی نہیں سکتے امام انبیاء کے برابر کیونکر ہو جائیں حضرات شیعہ بوجہ نارسائی فہم اماموں اور انبیاء میں فرق نہیں کر سکتے بیچ کے درجہ کی اُن کو خبر نہیں حقیقت سے بیگانہ ہیں شعر

زبیگانه پرهیز کردن نلو است　　که دشمن توان بود در رویے دوست

فقط

سوالات از طرف مولانا محمد قاسم صاحب بخدمۃ عالم شیعہ

چه می فرمانید شیعیان هند و سند و دکن و ایران درحق حضرات ائمه که بزعم شان همچو دو از دو فرقه بنی اسرائیل مختلف المشارب اند از طرز اسلام بیگانه اند یا یگانه زیراکه چیزے نزدیکی حلال است و نزددیگر حرام دلیل ایں اختلاف روایة نوادر است که موئدآن در کلینی موجود اوّل از حضرت امام محمد باقر علیه السلام است و ثانی از فرزند ارجمند شان امام جعفر علیه السلام و علی ابائه الکرام دران روایة به نسبت حضرات پنجتن ارشادات " یحلون ما یشاون و یحرّمون ما یشون " ترجمه ایں الفاظ اینست پرچه خواهند حلال سارند و هرچه خواهند حرام گردانند و در روایة موئد ایں اختیار راتا بائمه باقیئین از ائمه اثناء عشر............ چنانچه نی فرمانید فما فوضه الله تعالی الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقد فوضة النباتا اینکه از بعض روایات نسخ حضرت امام مهدی علیه السلام بعض احکام میراث رادر کتب اوشان مصرح است پس ازیں اختلاف معلوم شد که ایشان از دین رسول بیگانه انداگر یگانه بودندے البته بریکطرز کارمی کردند و اینقدر اختلاف را دانمی دانستند ازینجا معلوم شدکه هریکے انچه

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بدست آمد بلا تحقیق اختیار خود کرد و امام شد و..........
تحقیقت نبرد یا فکر آخرة ندارند هرچه دل پر هوا و هوس بدان میکشد بسوی اومیروندوورحلته حرمرة خواهش خود را پیشواء خود دارند نه ارشاد خدا و رسول را صلی الله علیه وسلم بلکه مطابق طرز حضرات شیعه همیں احتمال منیماید چه مفاد جمله ما یشاون همیں است که ذر پے هوا و هوس میروند باانکه وحی از خدامی گیرند و پیغام بخلق میرسانند که ایں حلال است و آن حرام مگر اَوّل ایں احتمال مخالف معنے جمله ما یشاون است دوم اندرینصورة اوشاں و امام نماندند نبی شدند چرا که نبی پیغمبر باشد و کار پیغمبر همیں پیغام رسالی خدا بخلق است که اینکار کنید و اینکارکنید و اینکار مکنید چوں باوشان مفوض شد بد رسیدند و خاتمیة حضرت خاتم پیغمبرانرا صلی الله .... علیه وسلم یکحرف غلط گردانیدند نعوذ بالله منها بالجمله علماء و پیشوایان شیعه پے بحقیقت نبرده اند چراکه از بیگانه تا یگانه فرق زمین و آسمانست وازبیگانه خدرانسب وواجب شعر زبیگانه پرهیز کردن نکواست که دشمن توان بودے در زوے دوست.

سوال دوم: عدل خدا پر واجب ہے تو آیت ’’لا یسئل عما یفعل وهم یسئلون‘‘ کے کیا معنی ہیں؟

سوال سوم: قوۃ ارادیہ مثل دیگر قواء واعضاء مخلوق بشر نہیں مخلوق خالق بشر ہے اس صورۃ میں اگر افعال ارادیہ مخلوق بشر ہوں تو یہ معنی ہوں کہ سامان خلق افعال تو سب خدا کا پر افعال مخلوق بشر ہیں مخلوق خدا نہیں مگر یہ ہو تو اس میں اور اس بات میں کیا فرق ہے کہ زمین زراعۃ اور تخم اور سامان زراعۃ اور صرف زراعۃ تو زید کا ہو خود زراعۃ عمرو کی بن جائے۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

سوال چہارم: ''وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ'' سے صاف ظاہر ہے کہ افعال بشری ارادہ او اختیار خدا میں اور ارادہ واختیار بشری افعال اختیار یہ بشر میں خدا کے اختیار کے سامنے ایسے ہیں جیسے افعال اختیار یہ بشری ارادہ بشری کے سامنے اس صورت میں خالق افعال اختیار یہ بشر کو کہنا اور خدا کو نہ کہنا دوراز عقل ہیں۔

سوال پنجم: ''واللہ خقلکم وما تعملون'' میں ما مصدر یہ ہے اور موصولہ ہے تو کنا یہ عمل سے ہے اور ضمیر محذوف اُس کی طرف راجع ہے اور حاصل مطلب یہ ہے ''واللہ خلقکم و عملا تعملونہ ای حاصل اعمالکم '' اعنی الصور التی صورتموہ بادی النظر ورنہ مفعول بہ ہو تو یہ معنی ہوں کہ جو اجسام تمہارے محل افعال ہیں اُن کو بھی ہم ہی نے پیدا کیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ بات اوّل تو سیاق سے بعید دوسرے اُنہیں اجسام کی کیا تخصیص تھی۔ تیسرے ''خلق السموات والارض وما بینھما'' میں یہ مضمون ربط وضبط کی ساتھ آچکا تھا اس بے ربطی کے ساتھ یہاں بے ضرورت کیوں ذکر فرمایا۔

سوال ششم: مانع دیدار جہۃ وجود ہے تو تمام موجودات کا دیدار ممتنع ہو جائے اور جہۃ عدم مانع ہے تو خدا میں جو معطی وجود ہے جہۃ عدم کے ہونے کے کیا معنی اور اگر مطلق کیفیۃ اقتران وجود وعدم ہے یا خصوصیت کیفیۃ اقتران وجود وعدم ہے تو یہ بات جب متصور ہو کہ خالق کو مثل ممکنات حاصل اقتران وجود وعدم کہئے مصداق مطلق وجود نہ کہئے مگر حاصل اقتران ہو اور خود مصداق وجود مطلق نہ ہو تو وجوب کی کوئی صورۃ نہیں امکان ذاتی وصف ذات خداوندی ہوگا کیونکہ حقیقت ممکن یہی حاصل اقتران ہے اور جو یہ نہ ہو تو یا صرف وجود ہو یا صرف عدم یا کچھ نہ ہو پہلی صورت میں وجود ذاتی ضروری ہے اس لئے کہ وجود پر حمل وجود ضروری ہے اور مقتضاء ذات ہے اور عدم صرف ہو تو امتناع ذاتی لازم ہے کیونکہ حمل وجود عدم پر بالضرورۃ اور بالبداہۃ اور بے واسطہ ممتنع ہے اور کچھ نہ ہو تو واسطہ بین الوجود والعدم

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

لازم آئے ہاں بعض ممکنات کی کیفیت اقترانیہ اگر مانع ابصار ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اُس کے یہ معنی ہوں گے کہ مثل آئینہ آنکھ بھی مثلاً آوازوں وغیرہ پر منطبق نہیں ہوسکتی اور وجہ اُس کی یہ ہے کہ جیسی حاصل اقتران سطح داخل مثلث اور عدم داخل سطح مثلث یعنی سطح خارج حاصل اقتران سطح داخل دائرہ وخارج دائرہ پر منطبق نہیں ہوسکتی ایسے ہی یہاں بھی حاصل اقتران وجود وعدم جو آنکھ میں ہے اور حاصل اقتران وجود وعدم جو اصوات وغیرہ میں ہے باہم منطبق نہیں مگر یہ بات جیسے مطلق سطح کی نسبت دائرہ اور مثلث میں متصور نہیں کیونکہ ہر مقید میں مطلق ضرور ہوتا ہے ایسا ہی مطلق وجود اور کیفیتہ حاسہ اقتران وجود وعدم بصر بشری میں بھی یہ بات متصور نہیں۔

سوال ہفتم: سارا ثواب وعتاب اگر اُمور اختیاریہ ہیں جیسے حرکات قیام وقعود ورکوع وسجود تو یہ باتیں تو ہر طالب خیر کو میسر ہیں پھر کیا وجہ کہ درجات اعمال ثواب وعقاب میں باوجود جدوجہد متفاوت ہیں اور اگر مناط مذکور کوئی اَمر غیر اختیاری ہیں تو خالق افعال بن کر کیا ہاتھ آیا۔

سوال ہشتم: تفاوت مراتب حقیقت انسانی اور حقیقت خر دخنزیر اگر ذاتی ہے اور یہی صحیح ہے تو یہ تفاوت تو ان کے اختیار سے خارج ہے اسی طرح اگر تفاوت اعمال بھی ہو تو خالق افعال بنے کی کیا حاجت ہے اور اگر اختیاری ہے تو فرمائیے آدمی گدھا وغیرہ کیوں نہیں ہوسکتا اور گدھا وغیرہ آدمی کیوں نہیں بن سکتا۔ فقط

تمت بالخیر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

فرائدِ قاسمیہ

قاسم العُلوم والمعارف حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

کے

غیر مطبوعہ مضامین کا ایک نادر مجموعہ

جمع کردہ

حضرت مولانا حافظ سید عبدالغنی پھلاودی رحمۃ اللہ علیہ

مقدمہ و تعارف

(حضرت) مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امروہی

ادارۂ دینیات دلی۔ گلی قاسم جان دہلی

۱۴۰۰ھ —— ۱۹۸۰ء

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

مقدمہ وتعارف

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فرائدِ قاسمیہ کا یہ نسخہ قطب الوقت حضرت مولانا حافظ حاجی سید عبدالغنی صاحب پھلاؤدیؒ کے کتب خانہ کا ایک نادر قلمی نسخہ ہے۔ مولانا حافظ سید عبدالغنی پھلاؤدیؒ ایک جامع کمالات اور اعلیٰ صفات کے بزرگ تھے۔ ان کے حالات میں ایک مستقل کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ اس وقت میں ان کے مختصر حالات پیش کر رہا ہوں تاکہ فرائد قاسمیہ کی اہمیت سامنے آجائے۔

حضرت مولانا حافظ سید عبدالغنیؒ پھلاؤدہ تحصیل موانہ ضلع میرٹھ کے باشندے تھے آپ کا خاندان سادات رضویہ کا ایک مشہور ومعروف خاندان ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۴ ذی قعدہ ۱۲۶۵ھ مطابق ۹ اگست ۱۸۴۹ء بروز جمعہ ہوئی۔ آپ کا تاریخی نام محمد عبید الغنی تھا۔ مولانا حافظ سید عبدالغنی صاحبؒ نے ابتدائی تعلیم کن اساتذہ سے حاصل کی اس کی پوری تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔ قاسم العلوم والمعارف حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے بھی آپ کا علمی وروحانی تعلق تھا جس زمانے میں حضرت مولانا نانوتویؒ کا قیام میرٹھ میں تھا، غالباً حافظ صاحبؒ نے اسی زمانے میں حضرتؒ سے تعلیم حاصل کی ہوگی۔ آپ نے کس سنہ میں اور کتنے عرصے تک تعلیم پائی اس کا پتا نہ چل سکا۔ حضرت نانوتویؒ کے بہت سے خطوط آپ کے نام ہیں جن سے آپ کے اور حضرت نانوتویؒ کے ______ علمی وروحانی روابط کا پتا چلتا ہے۔ مولانا حافظ عبدالغنیؒ اردو اور فارسی کے ایک بہترین اور بلند پایہ ادیب وشاعر تھے حافظ تخلص کرتے تھے۔ آپ کی نثر ونظم کے دو مجموعے کتب خانہ پھلاؤدہ میں موجود ہیں جو شائع نہیں ہو سکے۔ ان میں علاوہ ادبی خوبیوں کے تاریخی سرمایہ بھی موجود

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

۷۔ آپ نے اپنی تمام عمر تکمیل سلوک، تزکیۂ نفس اور تعلیم و تدوین علوم دینیہ میں گزاری۔
آخر عمر میں بصارت جاتی رہی تھی مگر تمام علوم و فنونِ متداولہ مستحضر تھے۔

حضرت مولانا نانوتویؒ کے تلمیذ رشید رأس الاذکیاء حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امروہیؒ خورجہ، دہلی وغیرہ میں تعلیم دینے کے بعد ۱۲۹۶ھ (۱۸۷۹ء) میں مدرسہ شاہی مراد آباد کے سب سے پہلے صدر المدرسین ہوئے۔ جب ۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ (۱۸۸۰ء) میں حضرت نانوتویؒ کی وفات ہوئی تو حضرت مولانا حافظ عبد الرحمٰن صدیقی مفسر امروہیؒ جنھوں نے ترمذی شریف مسجد چھتہ دیوبند میں حضرت نانوتویؒ سے پڑھی تھی اور جو دار العلوم دیوبند کے فرزندانِ قدیم میں سے تھے، مدرسہ شاہی مراد آباد چلے گئے اور وہاں حضرت امروہیؒ کے حلقۂ درس میں شامل ہو گئے تھے۔ ۱۳۰۱ ہجری (۱۸۸۴ء) میں مولانا حافظ عبد الرحمٰن صاحب امروہیؒ کو مدرسہ شاہی سے سندِ فراغ ملی۔ غالباً حضرت حافظ سید عبد الغنیؒ کو بھی اسی سنہ میں مدرسہ شاہی سے سندِ فراغت ملی ہے۔ جب ۱۳۰۳ھ (۱۸۸۶ء) میں مدرسہ شاہی سے ترکِ تعلق کر کے حضرت امروہیؒ نے اپنے وطن امروہہ میں مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد قائم کیا تو مولانا حافظ عبد الرحمٰن صاحب صدیقی اور مولانا حافظ سید عبد الغنی پھلاوَدی دونوں اس مدرسہ کے مدرس ہوئے۔ کئی سال اس مدرسے امروہہ میں حضرت پھلاوَدیؒ نے درس دیا۔ حافظ صاحب پھلاوَدی کے قیام امروہہ کے زمانے میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا مکہ معظمہ سے آیا ہوا ایک مکتوبِ گرامی پھلاوَدہ میں موجود ہے، جو مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ کے پتے پر حضرت حافظ صاحب پھلاوَدیؒ کو بھیجا گیا ہے۔ اس مکتوب میں حضرت حاجی صاحبؒ نے اس مدرسہ اسلامیہ کے حق میں دعائے خیر تحریر فرمائی ہے۔

حضرت مولانا نانوتویؒ اور حضرت مولانا امروہیؒ سے حضرت پھلاوَدیؒ کا جو تعلق تھا اس کا پورا پورا علم اُن خطوط سے ہوتا ہے جو دونوں بزرگوں نے مولانا پھلاوَدیؒ کو تحریر فرمائے ہیں۔ نیز اس مجموعۂ نظم و نثر سے بھی ہوتا ہے جو حضرت حافظ صاحب پھلاوَدی کے ذہن و فکر کا بہترین نتیجہ ہے اور ادبی نقطۂ نگاہ سے ایک عظیم سرمایہ ہے۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت مولانا امروہی رحؒ کے مرسلہ مکتوبات بنام حضرت حافظ صاحب پھلاؤدی بڑی تعداد میں ہیں جن میں سو۱۰۰ سے زائد پوسٹ کارڈ ہیں اور کچھ کم پچاس لفافے ہیں۔ یہ خطوط حضرت مولانا نانوتویؒ کے زمانۂ حیات کے آخری حصّہ سے لے کر حضرت مولانا امروہیؒ کی وفات تک کے ہیں۔ یہ مجموعہ بھی ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں ۱۲۹۵ھ (۱۸۷۸ء) سے لے کر حضرت امروہیؒ کی وفات کے قریبی زمانے تک کے خطوط میں امروہہ، مرادآباد، دیوبند، گنگوہ وغیرہ کے بزرگوں کا ذکر ہے اور اُس زمانے کے اہم واقعات کا تذکرہ ملتا ہے۔ یہ خطوط بھی اگر شائع ہو جائیں تو معلومات کی بہت سی راہیں کھلیں گی۔ حضرت حافظ صاحبؒ کو حضرت نانوتویؒ اور حضرت امروہیؒ سے محبت کا وہ مقام حاصل تھا جسے عشق کہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں دو چار باتیں عرض کرتا ہوں:

حضرت نانوتویؒ نے مطبع مجتبائی کے حمائل کی تصحیح کی تھی۔ حافظ صاحب اسی حمائل سے تلاوتِ قرآن کرتے تھے اور اس کے غلاف پر اپنے قلم سے ان کا یہ شعر لکھا ہوا ہے:

کرد تصحیح حضرتِ قاسم　　　ایں حمائل کہ حرزِ جانِ من است

حضرت نانوتویؒ کی تمام مطبوعات کا ذخیرہ اُن کے کتب خانے میں موجود ہے، جن میں وہ اڈیشن بھی ہیں جن کا وجود بہت کم کتب خانوں میں پایا جاتا ہے حضرت پھلاؤدیؒ کو یہ فکر رہتی تھی کہ حضرت کی وہ تحریریں جو طبع نہیں ہوئیں ان کو جمع کر لیں۔ آبِ حیات مصنفہ حضرت نانوتویؒ میں سے چند اوراق کتابت و طباعت کے وقت دقیق مضمون پر مشتمل ہونے کی بنا پر اس زمانے کے بعض بزرگوں کے مشورے سے نکال دیے گئے تھے۔ حضرت حافظ صاحبؒ کو ان اوراقِ مستخرجہ کے حاصل کرنے کی مدتوں جستجو اور فکر رہی۔ وہ اپنے ایک مکتوب میں بھی جو حضرت امروہیؒ کے نام ہے خاص طور پر ان اوراقِ مستخرجہ کا ذکر کرتے ہیں۔

آپ حضرت نانوتویؒ کی ہر چھوٹی اور بڑی غیر مطبوعہ تحریر کو نہایت ہی کوشش اور تلاش سے حاصل کر کے جمع کرتے رہے اور اس مجموعے کا نام "فرائدِ قاسمیہ" رکھا۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہ فرائدِ قاسمیہ درحقیقت علمی جواہرات کا ایک بیش بہا ذخیرہ ہے۔ اس میں وہ تحریریں ہیں جو حضرت کی مطبوعہ تصنیفات و تالیفات کے علاوہ ہیں، اور میرے علم میں ان میں کی کوئی تحریر بھی ایسی نہیں ہے جو اب تک کہیں شائع ہوئی ہو۔ مجھے خیال ہوا تھا کہ اس مجموعہ فرائدِ قاسمیہ کی کوئی تحریر شاید مکتوبات قاسم العلوم میں ہو لیکن جب مراجعت کی گئی تو اس میں بھی کوئی تحریر اس مجموعہ کی نہیں تھی۔ حضرت امروہیؒ سے مولانا پھلاودیؒ کو جیسا کہ لکھ چکا ہوں بڑا گہرا تعلق تھا اور حضرت امروہیؒ بھی اُن کو اپنے گھر کے ایک فرد کی طرح سمجھتے تھے۔ حضرت امروہیؒ کے خطوط سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ حضرت پھلاودیؒ سے اس طرح مراسلت کرتے ہیں جس طرح ایک دوست دوسرے دوست سے۔ اور اپنے تمام حالات، مدرسہ سے متعلق ہوں یا گھر کے، ان کو لکھ دیتے ہیں، جس سے انتہائی بے تکلفی اور تعلقِ قلبی کا اندازہ ہوتا ہے۔ خود حضرت پھلاودیؒ کے خطوط جو حضرت امروہیؒ کے نام ہیں اُن میں بھی ادب و احترام کے ساتھ ساتھ بے تکلفانہ اندازِ بیان ہے۔ حضرت امروہیؒ پھلاودہ جاتے تھے تو حضرت پھلاودیؒ باغ باغ ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت امروہیؒ براہِ میرٹھ دیوبند پہنچے اور بغیر پھلاودہ تشریف لے جائے ہوئے امروہہ واپس ہو گئے۔ اس کی خبر حضرت پھلاودیؒ کو ہوئی تو ایک شعراں کی زبانِ قلم پر آیا جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے:

تو بہ دیوبند رسیدہ دلِ مانہ رخت کشیدہ

حضرت مولانا گنگوہی سے بھی حضرت پھلاودیؒ کا عقیدت و ارادت کا تعلق تھا۔ حضرت گنگوہیؒ کے بھی بہت سے مکاتیب آپ کے نام ہیں۔ آپ نے ایک مشترک قصیدہ حضرت نانوتویؒ اور حضرت گنگوہیؒ کی شان میں لکھا ہے جس کا قافیہ یکساں، گلستاں، وغیرہ ہے اور ردیف 'دونوں' ہے۔

حضرت شیخ الہند اور حضرت مولانا حکیم محمد صدیق قاسمی مرادآبادی وغیرہ نے بھی ان دونوں حضرات کی شان میں اسی زمین میں قصائد کہے ہیں۔

مولانا پھلاودیؒ کو خلافت و اجازت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے ملی تھی۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اب میں فرائد قاسمیہ پر تھوڑی سی روشنی اور ڈالنا چاہتا ہوں۔ اس نسخہ کے متعلق پہلے ورق پر حضرت حافظ صاحب پھلاوُدیؒ نے اس طرح تحریر فرمایا ہے:

"فرائد قاسمیہ کہ فقیر عبدالغنی آں را بہ ہزار عرق ریزی فراہم آوردہ"

اس کتاب کے آخر میں دو مختصر علمی رسالے بزبانِ عربی ہیں جن میں ایک اثباتِ جزء لایتجزیٰ سے متعلق ہے اور دوسرے کا نام کلمۃ اللہ ھی العلیا ہے۔ چونکہ یہ یہ دونوں رسالے دقیق مضامین پر مشتمل ہیں اس لئے یہ مناسب سمجھا گیا کہ فی الحال ان دونوں رسالوں کے علاوہ کل ذخیرے کو جو ۱۴۲ صفحات[1] پر مشتمل ہے عکس لے کر شائع کرادیا جائے۔ شروع سے لے کر صفحہ ۱۴۶ تک اُردو زبان کی نادر تحریرات ہیں اس کے بعد بہ استثنائے چند اوراق فارسی زبان کی نادر تحریرات ہیں۔ پھر آخر میں آٹھ سوال مذہب امامیہ کے علماء کے سامنے حضرت نانوتوی نے پیش فرمائے ہیں جن میں پہلا سوال فارسی میں اور باقی اُردو میں ہیں۔ سب سے پہلی تحریر شرک کی حقیقت کے بارے میں ایک سوال کا جواب ہے۔ اس کے بعد دوسری تحریر ایہام کی بحث میں ہے۔

صفحہ ۱۲ سے لیکر صفحہ ۱۴ تک تعلیم فلسفیات کا بیان ہے کہ مباح ہے یا حرام؟ صفحہ ۱۴ سے ۶۳ تک رفع تعارض بین الحدیث والقرآن کا بیان ہے۔ صفحہ ۶۴ سے لے کر ۹۲ تک فرقِ مراتبِ تقویٰ وعلم وعمل ومعنیٔ حدیث فضل العالم الخ کا بیان ہے اور یہ تحریر ایک مکتوب ہے جو حکیم ضیاء الدین صاحب رامپوریؒ کے نام ہے۔

صفحہ ۹۲ سے لیکر صفحہ ۹۶ تک عمل بظاہر الحدیث کا بیان ہے۔ یہ مکتوب مولانا نصر اللہ خاں کے نام ہے۔ صفحہ ۹۶ سے ۱۰۳ تک پادریوں کے اعتراض کا جواب ہے جو تعدد نکاح کے بارے میں تھا۔ صفحہ ۱۰۳ سے ۱۲۲ تک تحقیق مالِ حرام کا بیان ہے صفحہ ۱۲۲ سے ۱۴۶ تک ایک مکتوب در مبحث امکان وامتناع نظیر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ مکتوب قاضی محمد اسمٰعیل منگلوری کے نام ہے۔

---

[1] جلد ہٰذا میں متن کتاب کے صفحوں کے نمبر آئے ہیں ان میں ہر جگہ ایک عدد کا اضافہ کر لیا جائے۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

صفحہ ۱۴۶ سے صفحہ ۱۵۲ تک قرأۃ فاتحہ خلف الامام کی بحث ہے۔
صفحہ ۱۵۲ سے ۱۵۶ تک ایک خط مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ کے نام ہے جس میں تحقیق کلی متشکک یا النوع کا ذکر ہے۔
صفحہ ۱۵۶ سے ۱۶۰ تک واسطہ فی العروض کے موضوع پر ایک مکتوب ہے۔
یہ مکتوب بھی مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ کے نام ہے اور اس کے آخر میں یہ تحریر ہے:
"ایں چند سطور رقم زدہ ام بس از ملاحظہ ایں نامہ یا نقل ایں نامہ بخدمت مولوی احمد حسن صاحب (امروہی) نیز ضرور باید فرستاد"
صفحہ ۱۶۰ سے لے کر ۱۶۳ تک تحقیق مختصر در بیان حدیث متشابہ ہے اور یہ مکتوب گرامی حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امروہیؒ کے نام ہے۔
صفحہ ۱۶۳ سے لے کر ۱۶۸ تک تاکید و تردد در رمضان بہ جماعت و سنیت بست رکعت در تراویح کا بیان ہے۔ یہ مکتوب منشی حمید الدین صاحب بیخود سنبھلیؒ کے نام ہے
اس مکتوب کے آخر میں یہ تحریر ہے:
"در مصابیح التراویح از تحریر ایں ہمچو خیالات فارغ شدہ ام"
صفحہ ۱۶۸ سے لے کر ۱۷۱ تک سرقہ و غصب کے درمیان فرق کا بیان ہے
یہ مکتوب بھی حضرت مولانا احمد حسن محدث امروہیؒ کے نام ہے۔
صفحہ ۱۷۱ سے لے کر ۱۷۸ تک جواب اعتراض اہلِ تشیع ہے۔
صفحہ ۱۷۸ سے لے کر ۱۸۳ تک ایک شعر کا مطلب ہے اور یہ تحریر ایک مکتوب کی شکل میں مولانا منصور علی خاں مرادآبادیؒ کے نام ہے۔
صفحہ ۱۸۳ تا ۱۹۱ اشاراتِ اجمالیہ در مبحث امکان نظیر کا بیان ہے۔
صفحہ ۱۹۱ تا ۱۹۴ تتمۂ تقریر حل نجازی إلا الکفور ہے۔
صفحہ ۱۹۴ تا ۱۹۶ ایک مکتوب گرامی ہے جس کے مکتوب الیہ کا پتہ نہ چل سکا۔
صفحہ ۱۹۶ سے ۱۹۸ تک مولانا عبدالعزیز امرو کے نام ایک مکتوب ہے۔
صفحہ ۱۹۹ تا ۲۰۶ نکاتِ چند از علوم قاسمیہ (تفاسیر بعض آیات میں)۔
صفحہ ۲۰۷ تا ۲۱۳ چند سوالات کے جوابات ہیں۔ صفحہ ۲۱۴ سے لے کر تا ختم کتاب

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ان سوالات کے جوابات ہیں جو علماء مذہب امامیہ اثنا عشریہ امروہہ نے حضرتؒ کی خدمت میں پیش کیے تھے۔

حافظ صاحب پھلاوُدیؒ نے وفات سے قبل ایک وصیت نامہ فارسی زبان میں لکھا تھا جس کا ترجمہ منشی امجد علی مضطر پھلاوُدیؒ نے کیا تھا اور اس کو مع ترجمہ شائع بھی کر دیا گیا ہے۔ یہ وصیت نامہ ایک وعظ ہے جو علاوہ اعزاؒ کے تمام مسلمانوں کے لئے مفید ہے۔ اس میں اپنی مملوکہ کتب کا خصوصاً تصانیف و تحریرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ و حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امروہیؒ کا تذکرہ کیا ہے۔

وفات حضرت مولانا حافظ عبدالغنی پھلاوُدیؒ نے بتاریخ ۲، ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۳۲ء بروز چہار شنبہ وفات پائی۔ سنہ ہجری کے لحاظ سے آپ کی عمر تقریباً ۸۴ سال ہوئی۔

اولاد آپ کے ایک صاحبزادے محترم سید محمد قاسم تھے۔ ان کا تاریخی نام خلیل خورشید حسنین ۱۲۹۷ھ تھا۔ یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ اپنے صاحبزادے کا نام مولانا نانوتویؒ کے نام پر رکھا تو ساتھ ہی ساتھ اس کا بھی لحاظ رکھا کہ تاریخی نام بھی تقریباً اسی طرح کا ہو جو مولانا نانوتویؒ کا تھا۔ مولانا نانوتویؒ کا تاریخی نام خورشید حسین تھا نون بڑھا کر خورشید حسنین اپنے صاحبزادے کا نام رکھا جو مولانا نانوتویؒ کی وفات ۱۲۹۶ھ کے ایک سال بعد ۱۲۹۷ھ (۱۸۸۰ء) میں پیدا ہوئے تھے۔

ان ہی صاحبزادہ گرامی سید محمد قاسم صاحب کے صاحبزادے مولانا حکیم سید عبدالمغنی زید مجدہم ہیں۔ انھوں نے اپنے جد امجدؒ کی بہت کچھ صحبت اٹھائی ہے اور ان کی خدمت کی ہے۔ آپ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بیعت ہیں۔

مولانا سید عبدالمغنی سے میری ملاقات میں حضرت پھلاوُدی سے ملاقات نہ کر سکا تھا۔ ان کی وفات سے ایک دو سال قبل ان کی خدمت میں ایک عریضہ روانہ کیا تھا۔ اس کے جواب میں انھوں نے اپنی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

سخت علالت اور ثقلِ سماعت اور معدومیٔ بصارت کا ذکر کیا تھا۔

میں اپنی طالب علمی کے زمانے سے یہ سنتا رہا کہ حضرت پھلاودیؒ مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ میں مدرس رہے ہیں اور ان کو مقامات حریری کے کئی مقامات زبانی یاد تھے۔ تقسیم ہند کے کچھ دنوں بعد میں پہلی مرتبہ پھلاودہ گیا تو مولانا پھلاودیؒ کے صاحبزادے محترم سید محمد قاسم صاحب اور پوتے مکرمی مولانا سید عبدالمغنی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ غالباً ایک دو دن رہنا ہوا۔ مولانا عبدالمغنی صاحب نے اپنی عنایات سے بہت کچھ نوازا اور حضرت پھلاودیؒ کے کتب خانے کی سیر بھی کرائی اور ان کے کچھ حالات و واقعات بھی سنائے۔ اُن کا اکابر دیوبند خصوصاً حضرت نانوتویؒ اور حضرت امروہیؒ سے جو ربط تھا اس کا ذکر بھی خصوصیت سے کیا۔ اس کے بعد بھی میں کئی مرتبہ پھلاودہ حاضر ہوا۔ ایک مرتبہ تقریباً ایک ہفتہ رہنا ہوا اور بہت سے نوادر کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ فرائدِ قاسمیہ کو بھی یاد پڑتا ہے کہ عربی کے دو رسالے چھوڑ کر اُس وقت دیکھ لیا تھا ــــــ مولانا حافظ عبدالغنی صاحبؒ کے کتب خانے میں حضرت قاسم العلوم والمعارف رحمۃ اللہ علیہ کا غیر مطبوعہ کلام بھی موجود ہے جو عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں ہے۔ عرصہ ہوا احقر نے ایک مقالہ حضرت نانوتویؒ کی شاعری پر لکھا تھا اور اس میں اس غیر مطبوعہ کلام کو درج کیا تھا۔ یہ مقالہ رسالہ دارالعلوم دیوبند میں شائع ہوا تھا۔

مولانا عبدالمغنی صاحب نے بتایا کہ مولانا نانوتویؒ کے اشعار کا ایک اور مجموعہ بھی اس مجموعے کے علاوہ تھا جو کتب خانے میں موجود تھا اور اب نہیں ہے۔

چونکہ یہ نادر مجموعۂ تحریرات و مضامین ذی استعداد اہلِ علم کے استفادے کے لئے شائع کیا جا رہا ہے، اس لئے فارسی زبان کے مضامین کے ترجمے کی فی الحال ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ بعد میں اگر کوئی صاحب اس کا ترجمہ کرنا چاہیں اور اُن کو علومِ قاسمیہ سے مناسبت بھی ہو تو وہ ترجمہ کر سکتے ہیں۔ اس وقت تو ان مضامین کا شائع ہونا ہی بسا غنیمت ہے۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اِس نسخہ خطیہ میں اکثر جگہ یائے معروف کی جگہ یائے مجہول اور یائے مجہول کی جگہ یائے معروف ہے۔ قدیم طرزِ کتابت کے مطابق ہر جگہ گول تا (ۃ) لکھی گئی ہے۔ اکثر جگہ حروف کو ملا کر لکھا گیا ہے۔ بعض جگہ شں کے تین نقطوں کی جگہ اُلٹا واؤ تحریر کیا گیا ہے۔ گ کا ایک مرکز لگایا گیا ہے۔ ناظرین اس کا خیال رکھیں بعض جگہ کچھ غلطیاں بھی ہیں جن کی نشان دہی آخر میں کر دی جائیگی۔ البتہ تمام غلطیوں کا استیعاب نہیں ہو سکا۔ چونکہ خود یہ کتاب خوشخط اور کافی حد تک صحیح ہے اس لئے کسی کاتب سے کتابت کرا کے شائع کرنے کے مقابلے میں سہولت اسی میں نظر آئی کہ اس کا عکس لے کر شائع کرایا جائے۔

اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ حضرت قاسم العلوم والمعارف کے مختصر سوانح حیات اور اس مجموعے میں جن حضرات کے نام مکاتیب ہیں اُن کے مختصر حالات لکھوں:

قاسم العلوم والمعارف حضرت مولانا محمد قاسم، شیخ اسد علی صدیقی نانوتویؒ کے باکمال صاحبزادے تھے۔ ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۲ء) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں پائی پھر دہلی جا کر مولانا مملوک علی نانوتویؒ کی خدمت میں علاوہ حدیث کے تمام کتب درسیہ پڑھیں۔ حضرت مولانا مملوک علیؒ ایک جید عالم اور قدیم دہلی کالج کے صدر مدرس تھے۔ جو رئیس المتکلمین مولانا رشید الدین خاں دہلویؒ کے شاگرد تھے۔ مولانا رشید الدین صاحب، حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ اور شاہ رفیع الدین دہلویؒ کے شاگرد تھے۔ حضرت مولانا نانوتویؒ نے حضرت مولانا شاہ عبد الغنی فاروقی مجددیؒ سے خانقاہ مظہریہ دہلی میں دورۂ حدیث پڑھا۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ بھی شریک درس حدیث تھے۔ آپ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے بیعت تھے۔ سلوک کے تمام منازل طے کر کے ان ہی سے خلافت و اجازت حاصل کی۔ جہادِ حریت ۱۸۵۷ء میں آپ نے بھی حضرت حاجی امداد اللہ کی قیادت میں عملی حصہ لیا اور شاملی کے میدان میں مجاہدین کی صف میں شریک رہے۔ حضرت مولانا نانوتویؒ نے امن حاصل ہو جانے کے بعد مدارس کے قیام کی طرف توجہ فرمائی۔ میرٹھ میں مطبع مجتبائی اور مطبع ہاشمی میں

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

تصحیح کا کام بھی انجام دیتے رہے اور درس حدیث و تفسیر اور دیگر علوم کی تعلیم بھی دیتے رہے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد اگرچہ کم ہے لیکن استعداد کی بلند پائیگی کے لحاظ سے وہ سب ممتاز ہیں۔ آپ کے چند مشہور تلامذہ یہ ہیں: (۱) حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امروہی (۲) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندی (۳) حضرت مولانا فخر الحسن گنگوہی (۴) نواب قاضی محی الدین فاروقی مرادآبادی (۵) مولانا منصور علی خاں مرادآبادی (۶) مولانا حافظ عبدالرحمٰن صاحب صدیقی امروہی (۷) حضرت مولانا حافظ سید عبدالغنی پھلاؤدی (۸) مولانا عبدالعلی فریدی قاسمی (۹) مولانا محمد مراد فریدی فاروقی مظفر نگری (۱۰) مولانا حکیم رحیم اللہ صاحب بجنوری۔

حضرت مولانا نانوتوی کے مریدین میں صرف ایک خلیفہ کا مجھے علم ہوا ہے اور وہ مولانا حکیم محمد صدیق[۲۵] قاسمی مرادآبادی ہیں جو بعد کو حضرت حاجی صاحب کے خلیفہ بھی ہو گئے اور حضرت گنگوہی کے بھی ـــــ حضرت نانوتوی کی بہت سی تصانیف ہیں جو شائع ہو چکی ہیں اور مشہور و معروف ہیں۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ محمد احمد ـــــ تھے جو مدتوں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم رہے اور آج کل حضرت مولانا حافظ محمد احمد کے صاحبزادے حضرت مولانا قاری محمد طیب ـــــ دامت برکاتہم دارالعلوم دیوبند کے مہتمم ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم کے حالات میں مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی نے ایک مختصر مگر جامع رسالہ لکھا تھا۔ پھر اس کے بعد مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم نے سوانح قاسمی بڑی تفصیل سے کئی جلدوں میں لکھی۔ نزہۃ الخواطر، تذکرہ علمائے ہند اور دیگر کتب تاریخ و تذکرہ میں بھی آپ کا ذکر بغیر اختصار یا کچھ تفصیل سے ملتا ہے۔

حضرت مولانا نانوتوی کا وصال ۴۔ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۴۔ اپریل ۱۸۸۰ء کو دیوبند میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

عجیب اتفاق ہے کہ شمسی حساب سے حضرت نانوتوی کے وصال سے ٹھیک سو سال بعد مئی ۱۹۸۰ء میں فرائدِ قاسمیہ کا یہ نسخہ خطیہ شائع ہو رہا ہے۔

---

[۲۵] تاریخ دارالعلوم دیوبند مرتبہ سید محبوب رضوی مرحوم سے حضرت نانوتوی کے ایک اور خلیفہ مولانا محمد مراد فریدی کا علم ہوا۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مکتوب الیہم کے مختصر حالات

حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امروہیؒ

حضرت مولانا احمد حسن محدث امروہیؒ ۱۲۶۷ھ میں سادات رضویہ کے ایک مشہور گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم امروہہ کے اساتذہ سے حاصل کرنے کے بعد حضرت نانوتویؒ سے میرٹھ میں کتب درسیہ پڑھیں پھر مدرسہ دیوبند سے بھی تعلیمی ربط قائم ہوا تحریر وتقریر اور اندازِ تعلیم وتدریس میں اپنے استاذ مکرم کے بہت مشابہ ہونے کی وجہ تصویرِ قاسم اور قاسمِ ثانی کہلاتے تھے۔ چنانچہ حضرت شیخ الہندؒ نے آپ کی وفات کے غم میں جو اشعار لکھے ہیں ان میں آخری مصرع جو مادہ تاریخ وفات بھی ہے یہ ہے ع

مٹ ہوئی تصویرِ قاسم صفحۂ دنیا سے لو

آپ نے ۱۳۳۰ھ (۱۹۱۲ء) میں ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور جامع مسجد امروہہ کے صحن میں جانبِ جنوب دفن ہوئے۔

مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ آپ کی بہترین علمی یادگار ہے۔ آپ کے اکلوتے صاحبزادے مولانا سید محمد عرف مولانا بنّے میاں تھے جن کا ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ میں وصال ہوا ہے۔ ان کے کئی صاحبزادے ہیں۔

حضرت مولانا امروہیؒ کے خطوط کا مجموعہ جو پھلاودہ سے حاصل ہوا ہے اور جو بنام مولانا حافظ عبد الغنی صاحب پھلاودیؒ ہے اس کے شائع کرنے کا بھی ارادہ ہے۔ مولانا کی ایک کتاب تحذیر الناس کے اعتراضات کے جواب میں ہے اور پھلاودہ کے کتب خانے سے مجھے مطالعہ کے لئے ملی ہے جو قلمی اور غیر مطبوعہ ہے۔ عرصہ ہوا احقر نے رسالہ دارالعلوم دیوبند میں حضرت محدث امروہیؒ پر نو قسطوں میں ایک مقالہ لکھ کر شائع کیا تھا۔ ضرورت ہے کہ حضرت کی مفصل سوانح حیات شائع کی جائے۔ افاداتِ احمدیہ کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ پھلاودہ میں موجود ہے۔ یہ کتاب اُس تحریری مناظرے پر مشتمل ہے جو حضرت امروہیؒ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور مولانا محمد حسن اسرائیلی سنبھلیؒ کے درمیان ہوا تھا۔ ایک کتاب افاداتِ احمدیہ نام کی شائع ہو چکی ہے جو چند علمی و تحقیقی مضامین پر مشتمل ہے اور جس کو آپ کے صاحبزادے مولانا سید محمد رضوی مرحوم نے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کی تصحیح کے ساتھ شائع کرایا تھا اب یہ کتاب نایاب ہے۔ اس کے علاوہ کثیر تعداد میں فتاویٰ ہیں جو ابھی تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہو سکے ہیں۔

اپنے استاد مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک سفرِ حج میں مولانا احمد حسن صاحب امروہویؒ شریکِ سفر تھے وہاں استاذ الاساتذہ مولانا شاہ عبد الغنی مجددی فاروقیؒ محدث دار الہجرہ سے سندِ حدیث حاصل کی۔ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی سے مکہ معظمہ میں بیعت ہوئے اور ان سے خلافت و اجازت حاصل ہوئی۔

حضرت مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ ابنِ عبد الرحمٰن گنگوہیؒ

ان کے حالات زیادہ معلوم نہ ہو سکے۔ نزہۃ الخواطر جلد ہشتم میں آپ کا ذکرِ خیر بھی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حکیم محمود خاں دہلویؒ سے طب پڑھی تھی۔ نزہۃ الخواطر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مولانا نانوتویؒ کے شاگرد ہی نہیں تھے بلکہ سفر و حضر کے رفیق بھی تھے۔ سنن ابی داؤد پر آپ کا ایک عمدہ حاشیہ ہے جس کا نام تعلیق المحمود ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ کے کتبِ درسیہ پر حواشی ہیں۔ آخر میں آپ کانپور چلے گئے تھے، وہاں مطب کرتے تھے اور کانپور ہی میں ۱۳۱۵ھ (۱۸۹۷ء) میں آپ کا وصال ہوا۔

قاضی محمد اسمٰعیل منگلوریؒ

آپ حضرت شیخ محمد محدث تھانویؒ کے ارشد خلفاء میں سے تھے۔ آپ کے صاحبزادے قاضی عبد الغنی منگلوریؒ تھے جو آپ کے بعد جانشین ہوئے۔ ہندوستان کے دو مشہور و معروف باکمال شاعر اصغر گونڈوی اور جگر مراد آبادی، قاضی عبد الغنی منگلوریؒ کے مرید تھے۔ قاضی محمد اسمٰعیلؒ اور قاضی عبد الغنیؒ اپنے وطن منگلور ضلع سہارنپور میں مدفون ہیں۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

منشی حمید الدین بیخود سنبھلیؒ

آپ ایک اچھے ادیب وشاعر تھے، بیخود تخلص فرماتے تھے۔ آپ کو مولانا نانوتویؒ سے بڑا ربط وتعلق تھا اور سفر وحضر کے ساتھی تھے۔ آپ کے کئی صاحبزادے تھے۔ اُن میں حکیم ظہور الدین عیش سنبھلی دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور افادات شرح مقامات حریری کے مؤلف تھے۔

مولانا منصور علی خاں مرادآبادیؒ

آپ کے حالات بھی زیادہ معلوم نہ ہو سکے۔ اتنا معلوم ہے کہ حضرت نانوتویؒ کے شاگرد تھے۔ اور مذہب منصور نام کی آپ کی ایک تصنیف ہے جو چھپ چکی ہے۔[1] مدرسہ عباسیہ بچھرایوں ضلع مرادآباد میں آپ مدرس رہے۔ آپ کے صاحبزادے حکیم مقصود علی خاں تھے جو حیدرآباد دکن کے افسر الاطبا اور دارالعلوم دیوبند کے رکن مجلسِ شوریٰ تھے۔ مولانا منصور علی خاں نے مکہ معظمہ میں ۱۳۴۶ھ میں انتقال کیا۔

حضرت حاجی محمد عابد صاحب دیوبندیؒ

حاجی محمد عابد صاحب جن کو عرفِ عام میں حاجی محمد عابد حسین بھی کہا جاتا ہے دیوبند کے ساداتِ رضویہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۴ء) میں پیدا ہوئے بڑے با اخلاق اور درد وشانہ مزاج کے بزرگ تھے۔ تذکرۃ العابدین سے معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ اسلامیہ دیوبند کے قیام کا الہام والقار آپ کے قلب میں ہوا جبکہ آپ مسجد چھتہ میں چلہ نشین تھے۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے مجوزین اور مہتممین میں ایک ممتاز فرد تھے۔ آپ ایک مشہور عامل بھی تھے۔ آپ نے ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ کو ۸۱ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ کی معرفت ایک مکتوب حضرت نانوتویؒ کو موصول ہوا ہے جو اس مجموعے میں شامل ہے مگر مکتوب الیہ کا نام درج نہیں ہے۔

---

[1] فتح المبین اور سیار الاادو یہ بھی آپ کی تصانیف ہیں

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

حکیم ضیاء الدین انصاری رامپوری رح

آپ رامپور منہیاران ضلع سہارنپور کے باشندے تھے اور راتوبی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ حافظ محمد ضامن شہیدؒ سے بیعت ہوئے۔ ان کی شہادت کے بعد ایک کتاب اُن کے حالات میں لکھی جس کا نام مونسِ مہجوراں ہے۔ مدرسہ صولتیہ کے کتب خانے میں یہ کتاب حضرت حاجی صاحبؒ کے ذخیرۂ کتب میں رکھی ہوئی ہے۔ احقر نے اس کا خلاصہ رسالہ تذکرہ دیوبند میں ایک مقالے کی شکل میں شائع کرادیا ہے۔ آپ مجلسِ شوریٰ دیوبند کے ایک رُکن تھے۔ حضرت حافظ ضامن شہیدؒ کے بعد حضرت حاجی امداد اللہؒ کی طرف رجوع کیا اور ان سے خلافت حاصل کی۔ مزید حالات اور سنہ وفات کا علم نہ ہوسکا۔ ۱۳۶۳ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

مولانا نصر اللہ خاں صاحب

صفحہ ۹۲ تا صفحہ ۹۶ کا مکتوب مولانا نصر اللہ خاں صاحب کے نام ہے۔ متعین طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ مولانا نصر اللہ خاں خویشگی خورجوی مصنف تاریخِ دکن ہوں۔ انھوں نے ۱۲۹۹ھ میں انتقال کیا۔

مولانا عبد العزیز امروہیؒ

آپ مولانا احمد حسن مرادآبادیؒ تلمیذ مولانا فضل حق خیرآبادیؒ کے شاگردِ رشید تھے۔ مدینہ منورہ میں رہ کر حضرت مولانا شاہ عبدالغنی مجددی دہلویؒ مہاجر سے علم حدیث پڑھا۔ حضرت نانوتویؒ سے ایک علمی مسئلہ میں تحریری مناظرہ ہوا تھا جو مناظرۂ عجیبہ کے نام سے شائع ہوچکا ہے۔ آپ حضرت مولانا سید امانت علی چشتی امروہیؒ کے مُرید تھے۔ ۱۳۰۴ھ میں انتقال ہوا۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

معاونین و محسنین

محترم المقام مولانا سید عبدالمغنی صاحب پھلاؤدی نبیرۂ قطب الوقت حضرت پھلاؤدی
سب سے پہلے شکریہ کے مستحق ہیں جنھوں نے ازراہ کرم فرائد قاسمیہ کا نسخہ طباعت کے لئے
میرے سپرد کیا۔ وہ اس نسخے کو دیگر مخطوطات کی طرح مولانا پھلاؤدیؒ کی حیات کے اس
زمانے سے جبکہ وہ آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے نہایت حفاظت کے ساتھ رکھے ہوئے تھے
مولانا پھلاؤدیؒ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے مولانا عبدالمغنی صاحب زید مجدہم ہی کو
اس نسخے کی حفاظت کرائی اور محض اپنے فضل و کرم سے مولانا کو یہ توفیق دی کہ انھوں
نے اپنے جدِ امجد کی کتابوں خطوط، مضامین اور تحریرات کو حرزِ دل و جاں بنائے رکھا
ایک کچے مکان میں یہ تمام اہم کتابیں نوادر اور تبرکات مدتوں سے موجود ہیں۔ تقریباً ۹۰
سال کے عرصے میں کتنی سخت بارشیں ہوئی ہوں گی اور کتنے مکانات گرے ہوں گے جس
کی وجہ سے کتنی دستاویزات اور کاغذات ضائع ہوئے ہوں گے لیکن اسکو اللہ کی رحمت
اور حضرت مولانا پھلاؤدیؒ کی کرامت کہیئے کہ آپ کی تمام کتابیں اور کاغذات خصوصاً
فرائد قاسمیہ کا یہ نسخہ کچے مکان کی کچی چھت کے نیچے بھی محفوظ رہا

میں مولانا حافظ محمد یامین صاحب میرٹھی کا بھی شکرگزار ہوں کہ انھوں نے مولانا
کو اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں مزید توجہ دلائی۔

میاں مولوی محب الحق قاسمی دربھنگوی سلمہٗ نے بھی اس کتاب کے حصول کے
سلسلے میں میرے ہمراہ میرٹھ اور پھر پھلاؤدہ پہنچ کر اس کتاب کو اور اس کے ساتھ
تنویر النبراس اور مکتوبات حضرت محدث امروہیؒ کو حفاظت کے ساتھ امروہہ لانے،
ان کے مضامین سے آگاہ کرنے میں اور پھر اس کتاب کی ترتیب میں میری بہت مدد کی۔

مولوی حافظ محمد یوسف امروہی سلمہٗ نے اس کتاب کا مقدمہ املاءً لکھا اور فہرست
مضامین کے لکھوانے اور تیار کرنے میں میری کافی مدد کی۔

میاں ڈاکٹر نثار احمد فاروقی سلمہٗ نے اس کتاب کا پہلا عکس اپنے اہتمام سے تیار کرایا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور اس کی جانچ کی۔ میاں افضال الرحمٰن فاروقی بھیرایونی اور شیخ عبدالرحیم صاحب ناگپوری نے بھی اس کتاب کے عکس کی جانچ کی اور اوراق پر نمبر ڈالے۔

اس کتاب کے دوسرے عکس اور طباعت کی تکمیل کے سلسلے میں حکیم محمد احمد خاں صاحب مالک جید برقی پریس دہلی نے پورا پورا انتظام فرمایا۔ مکرمی محمد یٰسین صاحب ابن حاجی محمد نسیم پٹن والے نے بھی اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں مجھے بڑی سہولت بہم پہنچائی۔ قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری داماد شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ، مولانا محمد راشد صاحب بجنوری اور میاں انیس احمد فاروقی سلمہٗ نے بھی اس کتاب کی تدوین و تکمیل میں مجھے کافی مدد دی۔

عزیزم میاں خلیق عباس عباسی کے اہتمام میں یہ نسخہ جید برقی پریس دہلی میں شائع ہوا۔ میرے احباب میں ماسٹر حاجی علاءالدین صاحب بھی قابل صد شکریہ ہیں جنھوں نے میری آنکھوں کی معذوری کے عالم میں میری رفاقت اور نصرت فرمائی اور کئی مرتبہ اس سلسلے میں دہلی کے سفر میں میرے ہمراہ رہے۔ میں ان سب معاونین کے حق میں دعائے خیر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ
۱۶ اپریل ۱۹۸۰ء (چہارشنبہ)
محلہ جھنڈا شہید، امروہہ (ضلع مرادآباد)

نسیم احمد فریدی امروہی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

الحمد للہ والمنۃ کہ مجموعہ بے عدیل مسمّٰی بہ

فرائد قاسمیہ

کہ فقیر محمد یحییٰ از انبار مرقومات فراہم آوردہ

در سلک تحریر آمدہ منظر نظر فروز خاطر خستہ دل گردید

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

سوال علماء دین متین محمدی و ورثاء علم سید مصطفوی صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
ارشاد فرماویں کہ حقیقت اوس شرک کی کیا ہے جسکے سبب مشرک ایسا نجس
ہو جاتا ہے کہ اوسکا ذبیحہ درست نہیں ہوتا اور اوسکا نکاح مسلم سے نہیں
ہو سکتا اور وہ شرک ایسا امر ہو کہ مختص بمشرکین ہو اہل کتاب میں نہ پایا جاوے
اسواسطے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے اور کتابیہ سے نکاح مسلم کا بھی
درست ہے حالانکہ وہ امور شرکیہ جو عام اہل اسلام میں مشہور ہیں اونمیں اہل
کتاب اور مشرکین شریک ہیں جیسے مشرکین کا قول ہے اَلْمَلَائِکَۃُ بَنَاتُ
اللّٰہِ ایسا ہی اہل کتاب کا قول ہے عزیر ابن اللہ و مسیح ابن اللہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مشرکین الہ کا اطلاق غیر اللہ پر کرتے ہیں اجعل الالہۃ الٰہا واحدا بل کتاب بھی ایسا ہی کرتے ہیں انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ باایں ہمہ دونوں فرقہ اپنے معبودوں کو مستقل فی التاثیر اور غایت معظم نہیں جانتے صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے قال کان المشرکون یقولون لبیک لاشریک لک قال فیقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویلکم قد قد فیقولون الاشریک ھو لک تملکہ وما ملک الحدیث ولئن سألتہم من خلق السموات والارض لیقولن خلقھن العزیز العلیم الایۃ اور سجدہ غیر اللہ کو بھی دونوں فریق کرتے ہیں عبادۃ کرتے ہوں یا تعظیماً مگر وہ کہتے ہیں کہ ہم تعظیماً و تحیۃ کرتے ہیں اور ظاہر یہی ہے کہ ان کا سجدہ سجدہ عبادت نہ ہو اسلئے کہ ان کی عقیدہ میں غیر اللہ غایت معظم نہیں ہے پس نیت قصد غایت تعظیم نہ ہوگا کلام مولانا شاہ عبد العزیز صاحب سے تفسیر عزیزی میں یہ مفہوم ہوتا ہے کہ سجدہ غایت تعظیم اور تذلل ہے لائق ہے کہ غایت معظم کو ہو پس اگر غایت تعظیم ہو تو سجدہ عبادت ہے والا سجدہ تحیۃ بالجملہ وہ حقیقت شرک مطلوب بالبیان ہے کہ جس سے شرک اور تبائن ممتاز ہو جاوی اور نہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

فقط صرف لسانی ہونا اہل کتاب کا بہ مشرکین کا امتیاز کرنے کے لئے کافی نہیں معلوم ہوتا ہے
اسلئے کہ اہل اسلام میں سے جو عقاید شرکیہ رکھتے ہیں باوجود اقرار لسانی کے
حکم شرک اونپر لگایا جاتا ہے علاوہ اسکے مدار کار عقیدہ پر ہے نہ اقرار زبانی پر
بینوا توجروا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواب لفظ شرک مثل لفظ تصور دو معنوں میں باصطلاح اہل شرع
مستعمل ہوتا ہے جنمیں سے ایک معنی دوسرے معنوں کی نسبت عام ہے اور دوسرے
معنی خاص غرض جیسے اصطلاح منطق میں تصور کے دو معنے ہیں ایک عام ایک
خاص ایسے ہی اصطلاح شرع میں شرک کبھی تو مقابل موحد بولا جاتا ہے اور
یہہ معنی عام ہیں اور کبھی اس معنی کے ساتھہ مفہوم الذی لم یوت الکتاب کی
قید بڑھاکر اوس عام کو خاص کرلیتے ہیں اور مشرک بمعنی ثانی اہل کتاب کے
مقابل میں استعمال کرتے ہیں اور اس اعتبار سے یہہ تفریق ہے کہ اہل کتاب کا
ذبیحہ درست ہے مشرک کا نہیں کتابیہ سے نکاح درست ہے ۔ مشرکہ سے درست
نہیں چونکہ وجہہ تخصیص نہ ہو سکے بیان سے اوسیطرح ظاہر ہے جیسے تصور کے
تخصیص کی وجہہ بمقابل تصدیق یعنی جیسا وہاں تصور بمعنی مقابل تصدیق کا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بہ نسبت تصدیق کے تصور ہونا ظاہر تھا کیونکہ حصول صورت وہاں اثر
ایسی ہی یہاں آثار شرک شرکین بمعنی ثانی ہیں بہ نسبت اہل کتاب کے ظاہر و
اسلئے بیان وجہ کیطرف توجہ کچھ ضروری معلوم نہیں ہوتی ہاں اس بات کا
بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تفریق حکم ذبیحہ و نکاح بطور معلوم کیوں
کی گئی ہر چند ہمسے نابکاروں کا فہم اسباب میں معتبر نہیں خدا کی باتیں خدا
ہی جانے یا اوسکا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مگر بقدر فہم نارسا معروض ہے
اول تو خیال فرمائے کہ اہل کتاب تو مثل اہل اسلام موافق توریت شریف
علی العموم خدا ہی کے نام پر ذبح کیا کرتے تھے اور اگر کسی نے شاذ و نادر کسی غیر کی
نیت سے ذبح ہی کیا تو بوجہ ندرت ایسی ہی قابل اعتبار و لحاظ تھا جیسے شیخ
سدو وغیرہ کی نیت سے یہاں اہل اسلام بعض مقامات میں شاذ و نادر ذبح
کرتے ہیں اور اس وجہ سے ذبیحہ اہل اسلام میں تامل نہیں کیا جاتا دوسری یہ کہ
ایمان ایک کلی مشکک ہے جسکے لئے مدارج کثیرہ ہیں جنمیں سے وہ مرتبہ جس سے
نجات عن الخلود فی النار شروع ہوجاتی ہے وہ تو اہل اسلام ہی کے ساتھ
مخصوص ہے اس صورت میں مراتب باقی تو کیونکر اونکی نسبت مخصوص نہونگی
پر مراتب سافلہ اور اقوام میں بھی موجود ہیں غرض نجات عن الخلود اور چیز ہے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور ایمان با دو چیز ہے موافق اشارہ ۔ آیت لا ینفع نفسا ایمانہا
قیامت کو ایمان تو کفار میں بھی ہو گا پر نجات عن الخلود نہو گی بالجملہ مراتب
سافلہ ایمان میں سے جو نسا مرتبہ اہل کتاب میں پایا جاتا ہے باین وجہ کہ وہ
ایک کتاب خداوندی پر تو ایمان رکھتے ہیں اوس مرتبہ ایمان سے عمدہ تھا جو
مشرکین میں ہوتا ہے اور اگر فرض کرو اونمیں ایمان بالکل نہیں ہوتا تو لوگو
بھی دعا سہل ہو گیا بہرحال اونمیں ہوئی ایمان زیادہ تھی اسلئے قابلیت اتحاد و
اختلاط بھی اونمیں بہ نسبت مشرکین زیادہ نکلی ادہر دیکھا تو سرمایہ حلت
اصل میں تقرب الی اللہ ہے جسمیں اب تک وہ شریک ہیں اگرچہ بوجہ امور
خارجیہ وقت ارتداد اوس اصل پر نظر نہیں کیجاتی چنانچہ وجہ ثالث سے
انشاء اللہ تعالی واضح ہوا جاتا ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ تورات وانجیل میں
بشارات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مندرج ہیں مگر یہ بات کہ آپ مصداق
ان بشارات کے ہو سکتے ہیں یا نہیں بعد ملاقات متواتر وجلسہا طویلہ
واختلاطات کثیرہ متصور ہے اسلئے اسقدر اختلاط روا رکہا گیا کہ کتابیہ سے
نکاح جائز ہو تا کہ بعد استماع اوصاف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تطبیق اون
بشارات کی اونکو سہل ہو جاوی اور ہر زوجیت کی محکومیت اور اوسکا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ستانثر ہونا ظاہر و باہر ہے مگر چونکہ درصورت معکوسہ دوسرا اندیشہ تہا مرد کتابی سے نکاح کرنیکے زن مسلمہ کو اجازت نہوی علی ہذا القیاس اونکی کہانی کہلانی مین ایک نوع اختلاط کی امید تہی جس سے مقصود معلوم کی امید گونہ نظر آتی تہی البتہ مسلمان ہوکر مرتد ہونے مین وہ امید منقطع ہوجاتی ہے بعد وضوح منقبت اسلام اہل اسلام و مشاہدہ و استماع احوال سنیہ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اگر کوئی شخص مرتد ہوگا تو باعث اوسکا بجز تعنت و عناد اور کچھ نہوگا اسصورت مین وہ اختلاط جو موجب کشف راز اور باعث وضوح حقیقت الحال سمجہا گیا تہا اسباب مین بیکار نظر آیا ہاں اولٹا اہل اسلام کو اونکی صحبت سے گمراہ ہوجانیکا اندیشہ تہا اسلئے اس پر بہی نظر نہین کیجاتی کہ علت علت بدستور ہے غرض حسب قاعدہ مقررہ جسکے طرف آیت قل فیہما اثم کبیر و منافع للناس و اثمہما اکبر من نفعہما مشیر ہے ان احکام مین غلبہ علل منافع و مضار پر نظر ہے واللہ اعلم

جواب یہہ ایک سوال نہین بقدر الفاظ مندرجہ استفتا سوالات سمجہئے مگر چونکہ الفاظ باعتبار اغراض و احکام متحد معلوم ہوتی ہین اسلئے باعتبار اغراض و احکام سوالات مسطورہ کو تعداد اصلی سے کم مین لاکر عرض جواب کیطرف بنام خدا متوجہ ہوتا ہوں پر بطور تمہید اول یہہ گذارش ہے کہ استعمال الفاظ

[illegible]

موضوعہ کبھی اپنے معنی حقیقیہ میں ہوتا ہے کبھی معانی مجازیہ میں پہر معانی حقیقیہ میں
اگر استعمال کئے جائیں تو اوسکے پہر دو صورتیں ہیں ایک تو یہہ کہ سوا معنی مراد
اون الفاظ کے تھے اور کوئی معنے ہی نہوں ایک یہہ کہ اور معنی بہی ہوں دوسرے یہ کہ
ایک لفظ کے کئی معنے ہوں اور ان معانی میں سے کوئی معنی مخالف مقاصد شرع
ہوں تو ایسے لفظونکا اصل سے استعمال کرنا ہی ناجائز ہے اس پر کچہہ موقوف نہیں
کہ معنی مخالف مقاصد شرعیہ مراد ہوں تو استعمال ممنوع ہے نہیں تو نہیں سند
اس دعوی کی کلام اللہ میں موجود ہے فرماتے ہیں یا ایہا الذین آمنوا لاتقولوا
راعنا وقولوا انظرنا دیکہئے راعنا گو عربی میں انظرنا کے مرادف باعتبار
المعنے ہے لیکن یہود یونکی اصطلاح میں یا عبرانی زبان میں دشنام تہی تو اہل اسلام کو
منع فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس لفظ سے خطاب مت کیا کرو
بلکہ راعنا کی جا انظرنا کہا کرو دیکہئے غیر زبان کے معنی پر ایسے مواقع میں جب لحاظ ہے
تو زبان کے معانی کثیرہ کا کیونکر لحاظ نہوگا دیکہئے اسماء اور اعلام مشتقہ میں ایک
وضع جدید ہوتی ہے اور با اینہمہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وضع قدیم و
سابق کا لحاظ کیا اور عبداللہ اور عبدالرحمن کو احب الاسماء فرمایا اور ملک
الاملاک کو ابغض الاسماء علی ہذا القیاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور بس زناکو لوگونکے ایسے نامونکی تغیر اور تبدیل فرمائی جنکے معانی اصلیہ کا لحاظ موہم کفر وشرک یا بداخلاقی یا بزرگی و بڑائی کا ہوتا تھا یا بدشگنی کا موہم ہوتا تھا چنانچہ ماہران حدیث شریف پر واضح ہے الغرض ایہام مذکور پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی نظر ہے جیسی خدای تعالی نے لحاظ فرمایا اور سبب باعتبار معانی الفاظ مشترکہ مین یہہ حکم ہے تو وہ لفظ جسکے معنی واحد ہوں پر مخالف مقاصد شرعیہ ہوں ایسے لفظ کا کسی معنی صحیح مین مجازا استعمال کرنا بدرجہ اولی ممنوع ہوگا وجہ اوسکی یہہ ہے کہ الفاظ کثیرۃ المعانی الموضوعہ کے سب معانی باہم اجنبی اور متباین ہوتے ہین ایک کو دوسری سے کچھہ علاقہ نہین ہوتا اگر علاقہ ہوتا ہے تو اتحاد لفظ کا علاقہ ہوتا ہے اور معانی مجازی اور حقیقی مین علاوہ اتحاد لفظ کے اور علاقہ بھی ہوتا ہے جس پر مدار تجوز ہوتا ہے مگر ایسے الفاظ کا استعمال کرنا خواہ معانی — حقیقی صحیح مین ہو خواہ معانی مجازی عمدہ مین دو طرح متصور ہے ایک تو یہہ کہ تعین محکوم علیہ اون الفاظ کے سیاق کلام سے ظاہر ہو جیسے کہا کوئی زید قائم مثلا سو یہان ظاہر ہے کہ محکوم علیہ زید ہے اور اوسمین کسیطرح کا شبہہ نہیں غرض ایک تو یہہ کہ بالیقین موصوف اون اوصاف کا متعین معلوم ہو اور ایک یہہ کہ تعین محکوم علیہ سیاق کلام سے ظاہر نہو گو واقع مین متعین ہو سو شکل

اولی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اول ہیں تو ایسے الفاظ اگر ایسے محکوم علیہ کی شان میں استعمال کیے ہیں کہ اونکی شان
میں ایسے الفاظ کا استعمال بارادہ معنی قبیحہ ممنوع ہو تو دوسری معانی حسنہ ہیں ہی
اونکا استعمال بوجہہ مذکور ممنوع ہے اور شکل ثانی ایرادہ معانی قبیحہ تو ممنوع ہے
ارادہ معانی حسنہ ممنوع نہیں اسلئے کہ ارادہ معنی حسن تو کچھ برا ہی نہیں اگر
برا ہے تو ایہام معنی قبیح برا ہے جسکی وجہہ سے استعمال بطور مذکور ممنوع ہے
سو یہہ ایہام جبہی متصور ہے کہ اور ونکو تعین محکوم علیہ کی خبر ہو اور جب محکوم علیہ
متعین نہیں تو پھر کچھہ خرابی نہیں غرض جب کوئی فساد خارجی نہیں تو پھر بشہادت
انما الاعمال بالنیات عنداللہ ایسی الفاظ کا معانی صحیحہ حسنہ میں استعمال
ممنوع نہیں اگر محمل اشعار دیوان حافظ و دیگر کلمات بزرگان جو اس قسم کے ہیں
حسن بھی اور سو ضوع اور محکوم علیہ اونکی کلام کا خود خداوند کریم ہے تو بانیوجہہ کہ
سیاق کلام سے تعین محکوم علیہ معلوم نہیں ہوتا تو بوجہہ ایہام معانی قبیحہ جو اکثر معانی
ظاہر ہی ہیں کفر و تحریم وغیرہ نہ دینا چاہیے جب یہہ تمہید ممہد ہو چکی تو اب التماس یہہ ہے
کہ بشہادت مندرجہ سوال متعلقہ جسم شریف میں دو احتمال ہیں ایک تو یہہ کہ تشبیہہ
عاشقانہ اور مضمون شاعرانہ ہو دوسری یہہ کہ تشبیہہ عاشقانہ نہو بلکہ دشمنانہ ہو
یا بعض الفاظ میں معنی حقیقی ہوں جیسا غارتگر عالم یا خونریز خلق کہ بلحاظ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

جہادات و غزوات نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہی اطلاق ان الفاظ کا آپ پر ممکن ہے
گو یہاں بھی دو احتمال ہیں ایک تو یہہ کہ محبانہ ہو سو یہہ محاورات کلام سے ہرگز کوئی
مراد نہیں لی سکتا یعنی بمعنی مجاہد ان الفاظ کا استعمال صحیح نہیں دوسری یہہ کہ دشمنانہ ہو
چنانچہ ظاہر ہے بالجملہ ہر طور ممنوع ہے اتنا فرق ہے کہ تشبیہہ عاشقانہ ہو تو کفر نہیں
اور دشمنانہ ہو تو استعمال الفاظ مذکورہ بنسبت ذات پاک نبوی صلے اللہ علیہ وسلم
کفر صریح ہے رہی یہہ بات کہ کفر نہیں تو پہر کیا ہے چونکہ ایہام توہین ہے اور توہین کفر
تو ایہام مذکور حرام ہوگا مثلاً لباس کفار اور شعار کفار میں فقط ایہام کفر ہی ہے عین
کفر نہیں تو عند اللہ حرام ہے علی ہذا القیاس یہاں بھی یہی سمجھئے ہاں اتنا فرق ہے کہ
ملاحظہ شعار عند القضا موجب تکفیر ہو سکتا ہے اور ایہام الفاظ مذکورہ موجب
تکفیر نہیں وجہہ اوسکی یہہ ہے کہ استعمال الفاظ موضوعہ جیسا معنی حقیقیہ میں شایع ہے
ویسا ہی معانی مجازیہ میں پر شعار میں یہہ بات متصور نہیں شعار اوسے ہی کہتے ہیں
کہ کسیکے ساتھہ مخصوص ہو اور چونکہ اس وجہہ سے ایہام میں تخفیف ہوتی ہے تو حرمت
میں بھی بظاہر تخفیف ہوگی مگر باین نظر کہ تاہم موجب اذیت خاطر نبوی صلے اللہ علیہ وسلم
ہوگا اور یہہ ممانعت لاجل حق النبی صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور اوسکی ادنی اذیت بھی
بحکم ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلہم

عذابا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

عذا با مہینا موجب لعنت ہے اور باعث عذاب کیونکہ اطلاق یوذون سے
ہر قسم کی اذیت اسمین سمجھی جاتی ہے اسلئے درجہ حرمت سے بھی اوپر کراہیہ ممانعت
حد کراہت مین داخل نہوگی بلکہ باینوجہ کہ یہہ الفاظ موجب اذیت ہین اور شعار
مین کوئی اذیت نہین وہ حقیقیہ حرمت جو بوجہہ کمی ابہام تہی اور شدید ہوجاویگی
حرمت شعار سے بڑہ جاویگی اور اگر باین خیال کہ ایہام توہین ہے کوئی قاضی یا مفتے
ایسے لوگونکو کافر کہے تو چندان بعید بہی نہین ہان عنداللہ نیت پر مدار کار ہے واللہ
اعلم بما فی الصدور بالجملہ ایسے الفاظ عاشقانہ کا استعمال ایسے محبوب یزدانی
کی شان مین اگرچہ بعد تجرید معانی ماحصل سب کا محبوب نکل آئے باین وجہ کہ موہم توہین
اور شعر تشبیہ و تساوی معشوقان صوریہ ہے جائز نہین ہان اگر محبوبیت ایمانی محبوبیت
جسمانی سے فوق ہوتی تو مضائقہ بہی نتہا مگر چہ نسبت خاک را با عالم پاک محبوب ربانی
و ایمانی وو بہی حضرت رسول ربانی صلے اللہ علیہ وسلم کجا اور لعبتان خوش منظر اور
زنان پری پیکر کجا آخری مقصود اس محبت دنیا کا فعل شنیع ہے اور مقصود اعظم
محبت ایمانی کا قرب خدای رفیع اور ظاہر ہے کہ ایہام اسباب مین ایہام مقاصد
و نتایج مندرج ہے باین وجہ الفاظ مشار الیہا کا ایسے موقع شریف مین استعمال
کرنا اگرچہ نیت قائل فاسد نہ سہی ہرگز درست نہین اور مقتضای محبت نہین کہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایسے الفاظ نازیبا سے اظہار ما فی الضمیر کر کے بجای التفات خدا و نبی صلے اللہ علیہ وسلم
مورد لعن خداوندی و غضب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہوئے ہین یہہ تو جواب تہا تشبیہات
متعلقہ ذات شریف کا جو مدعیان محبت مثل عاشقان صوری اوسکے مرتکب ہوتے ہین
یعنی سائل نے ان تشبیہات سارائیہ کے بعد اون کلمات کو لکہا ہے جو بغرض تعظیم
بولی جاتے ہین بغرض اظہار محبت مثل تشبیہات مذکورہ نہین ہوتے اگرچہ بعضی جا
تشبیہ سے ہون الغرض سائل نے جو یہہ پوچہا ہے کہ یہہ کہنا کیسا ہے کہ خدا محمد ہوگیا
او محمد خدا ہوگئے یہہ چار سوال متواتر اون کلمات سے متعلق ہین جو بغرض تعظیم اور
اظہار عظمت مراتب محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ت ج م کے محبان نادان بولتے ہین
سو ان الفاظ کی اطلاق اور اس قسم کی بول چال کا حال اور حکم بہی وہی ہے جو
الفاظ تشبیہ سابقہ کا ہی مگر ہان علت ممانعت مین فرق ہے اور اسلئے وجہ ممانعت
مین بہی تفاوت ہے بنای کار ممانعت الفاظ سابقہ ایہام توہین نبوی صلے اللہ علیہ وسلم
تہا اور وجہ ممانعت الفاظ تعظیمیہ یقین توہین خداوندی ہے غرض سوای خداوند
رفیع الدرجات کے ہر ایک کے رتبہ کی حد ہے اوس حد سے کہٹانے مین اوسکی توہین ہے
اور اوس حد سے بڑہانے مین جسکا رتبہ اوس حد سے بلند ہے اوسکی توہین ہے
کیونکہ نیچے کے رتبہ والونکو اگر اوپر کے رتبہ مین پہونچا دیجیے تو یہہ معنی ہون کہ دونو

اوپر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

برابر ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑوں کو چھوٹوں کی برابری سے عیب لگتا ہے اور یہی کو توہین
کہتے ہیں غرض رتبہ معین سے کہٹانا تو ہین ہے اونچے کے درجہ والوں سے برابر کردینا
بھی کہٹانا ہی ہے مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رتبہ سے اوپر سوای خدا
اور کسیکا رتبہ نہیں سو اگر رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپکی رتبہ محدود معین
ذرا بھی بڑہاتینگے تو اسیقدر رتبہ خداوندی میں آپکو داخل کرینگے اور اسیقدر رتبہ
خداوندی کو اسکو داخل سمجھا جائیگا اور اسیقدر شرک حقیقی لازم آئیگا اور سب جانتے ہیں
کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور بجز توبہ اوسکی مغفرت کی کوئی صورت نہیں اور
وجہ اسکی ایسی بُری ہونیکی وہی توہین خداوندی ہے جسکی توضیح سے ابھی
فراغت پائی اور ظاہر ہے کہ توہین خداوندی اور توہین نبوی صلے اللہ علیہ وسلم
میں اسیقدر فرق ہے جسقدر خدا میں اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں مگر کسی
اہل ایمان کو اسمیں تامل نہوگا کہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باینہمہ عظمت و رفعت
مراتب خدا کے ساتھ کچھ نسبت نہیں رکھتے یہاں اگر رتبہ بڑہتا ہی تو عبدیت اور
عبودیت سے بڑہتا ہے جسکی حقیقت خاکساری اور عجز و نیاز اور اظہار تذلل ہے
سو جتنا کوئی سوا خدا کے عالی مرتبہ ہوگا اوسمیں بنسبت اوروں کی یہہ باتیں زیادہ
ہونگی اور ظاہر ہے کہ خدا میں ان باتونکا وہم کرنا بھی عقل کی نادانی ہے اگر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کسیکو خدا کی نسبت ایسے خیالات ہوں تو اوسکے کفر مین کیا تامل ہے الغرض
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا ذو رفیع الدرجات غنی من العالمین سے کوئی
نسبت نہین تساوی تو درکنار ہیران الفاظ مین کہ خدا محمد ہو گیا اور محمد خدا ہو گیا
ایہام درکنار اسبات کی تصریح ہے کہ خدا اپنے رتبہ سے معزول ہو گئی اور اونکا
رتبہ گھٹ گیا علی ہذا القیاس اس لفظ مین خدا جسم ہو گیا اور محمد جان ہو گئی اسکی
تصریح ہے کہ محمد کا رتبہ خدا سے بڑہا ہوا ہے اور خدا کا رتبہ اوسسے گھٹا ہوا ان الفاظ
مین کسی استعارہ صحیحہ اور تشبیہہ صحیحہ کی گنجایش نہین اور اگر کوئی احتمال بعید نکالے
کہ یہان بھی وہی محبت اور محبوبیت مراد ہے تو ہمنے مانا کہ مراد قائل یہی ہو پر ایک
بات انصاف طلب ہے اور قابل غور ہے اہل انصاف وفہم کو اسکے سن لینے
کے بعد انشاء اللہ تعالی اسمین تامل نرہیگا کہ کلمات مذکورہ مین اگرچہ معنی
محبت اور محبوبیت ہوں پر توہین خداوندی بہرحال لازم آتی ہے یہہ بات تجربہ
کرد ہا ہم کہ خطابات مین لفظ تو اور تم اور جناب اور حضرت اور قبلہ وغیرہ الفاظ
خطاب مین فرق کرتے ہین تم کو بہ نسبت تو کے اور جناب کو بہ نسبت تم کے اور
حضرت کو بہ نسبت جناب کے بہتر سمجھکر موقع تعظیم مین استعمال کرتے ہین اور
ہر لفظ مین بہ نسبت سابق کے تعظیم اور بہ نسبت مابعد کے توہین خیال کرتی ہین

مقصود

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مقصود بہر حال ایک ہوتا ہے یعنے مصداق کلمات مذکورہ بہر طرح ذات واحد
خالق ہے بہر بہر تعظیم اور توہین بجز تحریۃ الفاظ اور کچھ نہیں کہا جاتا معنی کیطرف ہرگز
منسوب نہیں کر سکتے بہر حسب ہم اور تم باوجود اس اتحاد نوعی اور اشتراک لوازم
بشری اور حوائج ضروری اور عیوب مقرری کے ایک تھوڑی سی بات کسی بات بے
آپس میں اتنے ملتے باریک فرقوں پر نظر رکھتے ہیں اور اسی وجہ سے اکثر لڑتے
رہتے ہیں تم کی جلیہ اگر کوئی تو کہدے تو اوسکے چھری ماریں یا آب زہر کہا دیں
تو خداوند مجید مالک ہر جزو کل رفیع الدرجات غنی عن العالمین جبار قہار کو جسکے
ایک کن میں لاکہ ایسے عالم پیدا ہوں لاکہ ایسے ایسے غارت ہو جائیں ایسی الفاظ
یاد کرنا جنکے معنی حقیقی لئے جائیں تو بیشک کفر و توہین لازم آئی کیونکر موجب توہین
نہو گا الغرض الفاظ مذکورہ میں اول تو گنجایش استعارہ و تجوز نہیں اور ہو بہی
تو ایسی ہے جیسی بی بی خاوند کو باپ اور باپ بیٹے کو بوجہ خبرگیری خورد و نوش
جو اصل میں باپ کا کام ہے یا بیٹے یا بہن کو بوجہ محبت و ہمزادگی زوجہ بی بی کو
بوجہ نگہداری آبرو و ناموس ماں کہکر پکارے صاحب یہ فرماتے اسمیں توہین اور استہزا
نہیں تو اور کیا ہے اور کونسے عاقل نے اس قسم کی باتوں کو بلا ضرورت روا
رکہا ہے لیکن اس قسم کے الفاظ کے استعمال کی وجہ ممانعت بجز اسکے کچھ نہیں

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ اگر خاوند بی بی کو اماں کہیگا تو ایہام تولد ہوگا علیٰ ہذا القیاس کوئی صاحب
فرمائیں تو سہی کہ اگر ایہام مذکور اسقدر موجب ممانعت ہے اور ایسا موجب استہزا
اور توہین سمجھا جاتا ہے تو کیا استہزا اور توہین سے احتراز فقط آپس ہی میں ضرور ہے
خداوند رفیع الدرجات کی نسبت اس قسم استہزا اور توہین سے احتراز ضروری نہیں
باہم کی ان رشتہ داریوں میں اگر فرق ہے تو ایک رشتہ کا ہی فرق ہے اور سب باتوں میں
اشتراک ہے انسانیت اور لوازم انسانیت ضروریات بشری حوائج امکانی سب میں
برابر ایک ذرا سے رشتہ کے فرق پر یہ استہزا اور توہین سمجھی جاتی اور خدا کے ساتھ
باوجود اس فرق کے کہ کسی بات میں اشتراک تو کیا نسبت اور مناسبت بھی نہیں اس
ایہام بیجا میں کچھ استہزا اور توہین نہو الغرض جیسی زوجیت اور ماں ہونا یا باپ ہونا
یا زوجیت اور بہن ہونا وغیرہ باعتبار حکم شرع کسیطرح مجتمع نہیں ہو سکتا اور
اس وجہ سے ایہام مذکور بھی بیموقع ہے خدائی کے ساتھ محمد ہونا اور جسم ہونا اور
محمد کے ساتھ اوس خدائی کی ہوتی بندہ نہونا اور خدائی اور ولد ہونا ہرگز ممکن الاجتماع
نہیں وہاں تو یہ احتمال ہی ہے کہ خدا اپنے حکم کو بدل دے یہاں حکم کی بات ہی نہیں
جو بدل دیجے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی توہین اور اوسکے ساتھ استہزا سب میں
بڑھ کر حرام ہے شرک میں برائی ہے تو اسی بات کے برائی ہے نعوذ باللہ من

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

هذا الخرافات اہل ایمان کا کام نہیں اور بلا ایمانوں سے کلام نہیں لیکن تماشا ہے
کہ آج کل مدعیان ایمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تذلیل اور توہین سے
تو اسقدر محترز ہیں کہ خدا کی سامنے بھی عاجز نکہو او خدا کی توہین میں یہہ جرأت
کہ الله الله خداوند کریم ہدایت کری اور ایسی لغویات سے بچای على ہذا القیاس
اس نظم میں کہ خدا میرا منہہ چوم لیتا ہے اول تو خداوند پاک سبوح قدوس کی
نسبت اس بات کا ایہام ہے کہ اوسکے جسم اور لب اور منہہ ایسے ہیں جیسے ہمارے
دوسری خواہش بوس و کنار کا ایہام علی ہذا القیاس خدا کے عاشق اور اپنے رقیب
ہونیمیں خدا کی طرف تو بیقراری کا ایہام ہے اور اپنی طرف خدا کی مخالفت کا ایہام
ہے رہی یہہ بات کہ عشق عین محبت ہے جسکا خدا کی نسبت ثبوت کلام الله
میں موجود ہی سو اسکا جواب یہہ ہے کہ اتحاد معنی محض خیال خام مردمان کم فہم ہے
جنکو ہم مرادف سمجھتی ہیں وہ باہم مرادف کم ہوتے ہیں ظاہر میں حسن و جمال
میں ترادف ہی مگر نظر غور سے دیکھیے تو ترادف نہیں تفاوت ہے حسن صفت
اضافی ہے اگرچہ بظاہر معلوم نہو اور جمال صفت اضافی نہیں شرح اوسکی یہہ ہے
کہ جمال اوس کیفیت کو کہتے ہیں جو جملہ اعضاء یا ارکان ضروریہ مناسبہ کے ملنے سے
پیدا ہوتی ہے چنانچہ جملہ ہونیکا مضمون بے لفظ جمال سے ظاہر ہے سو یہہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کیفیت تو کسی جمیل کے ساتھہ رہتی ہے اور حسن اوس کیفیت کو ادراک کر کے
خوشی اور محظوظ ہونیکو کہتے ہین چنانچہ حُسْنُ لَذَّتْ بولنا اس بات پر شاہد ہے
اور ظاہر ہے کہ یہہ بات دوسروں کی دیکھنے بہالنے پر موقوف ہے اور دوسروں کے متعلق
مگر چونکہ خدا کی صفات دوسروں پر موقوف نہین تو جمیل تو خدا کو کہتے ہین اور حسین
نہین کہتے سو جیسی یہان ترادف معلوم ہوتا ہے اور بعد تحقیق معلوم ہوا کہ ترادف
نہین ایسے ہی اور الفاظ مین عجب نہین کہ ترادف معلوم ہوتا ہو اور واقعی نہو سو
جب تک یقینا ترادف معلوم نہو تب تک عرف ظاہر پر بہروسا کر کے ایک معنے کی جگہہ دوسرے
لفظ کو خدا کی نسبت بولدینے مین احتمال توہین ہے اور توقیف شرعی کے یہی
معنے ہین یہہ جو عقاید مین مقرر ہے کہ اسمای الہی توقیفی ہین تو اوسکی یہی وجہ ہے
سو اول تو احتمال توہین ہے اس ممانعت کی لئے کافی ہے دوسری تحقیق مفہوم
عشق اور محبت سے بہی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دونون لفظ جدی جدی معنوں کے لئے
موضوع ہین ہان بوجہہ تلازم یا تقارن جو اکثر مواضع مین مشہود ہے بظاہر دونو کو
ترادف معلوم ہوتا ہے حب اور حبۃ دانہ کو کہتے ہین اور تخم کو بولتے ہین جو وسط قلب
اور تہہ دل مین ہوا کرتا ہے سو محبت تو اوس کیفیت کو کہتے ہین جو وسط قلب اور
تہہ دل مین دوسری چیز کی نسبت ہوتی ہے اور عشق اوس جذبہ کو کہتے ہین جسکو حملہ

القین

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

عرف میں عشق پیچاں کہتے ہیں سو جیسے سبزہ مذکور قرب وجوار کی اشیا پر
چاروں طرف سے لپٹ جاتا ہے اور جن چیزوں پر لپٹ جاتا ہے اگر وہ از قسم
سبزہ ہوتی ہیں تو اوسکو سکھلا دیتا ہے ایسی ہی کیفیت مذکورہ جبہ دل سے
جوش مار کر کیفیات باقیہ کو دبا لیتی ہیں اور گویا نیست و نابود کر دیتی ہے اور
اوس شخص کو جسکے دل میں عشق ہوتا ہے سکھا دیتی ہے غرض اوس کیفیت کو فقط
لیجئے تو محبت ہے اور اس مضمونکے ساتھ لیجئے کہ اور کیفیات کو دبا لیتی ہے
اور صاحب کیفیت کو سکھا دیتی ہے تو اوسکو عشق کہتے ہیں سو امر اول اگر ذات
خداوندی میں نہو تو ایسا ہے جیسے اور اضافیات علم اور قدرت اونکی تسلیم
میں جیسے تردد نہیں بوجہ شہادت کلام ربانی امر اول کی تحقیق میں بھی تامل
نکرنا چاہئے اور امر ثانی کو خدا کی ذات پاک میں تسلیم کیجئے تو یہہ معنی ہوں
کہ خداوند پاک نعوذ باللہ مجبور اور معذور ہے تعالی اللہ عن ذالک علوا
کبیرا الغرض استعمال لفظ عشق میں ایہام بیقراری اور اضطرار ہے جس سے
خداوند پاک منزہ اور پاک ہے باقی رہا یہہ جملہ کہ میری مغفرت گناہ کرنے سے
ہوی اگر میں گناہ نکرتا تو میری مغفرت نہوتی اس جملہ کو اس بات پر محمول
کرنا چاہئے کہ بخشش گناہوں کی معافی کو کہتے ہیں فقط جنت میں داخل کرنیکو

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں کہتے اور یہہ بات جو کہ بیجا نہیں سو ایسے الفاظ اگر کسیکے منہہ سے نکل جاتین
تو درگذر لازم ہے اور یہہ احتمال کہ جنت مین داخل کرنا گناہ پر موقوف ہے اگر سیاق
کلام سے ظاہر ہو جیسا کہ ایہام شاعرانہ اسی غرض سے ہوتے ہین تو یہان بھی وہی حکم ہے
کیونکہ اسصورت مین اس بات کا ایہام بھی لازم آئیگا کہ گناہ خدا کے نزدیک مقبول ہے
اور طاعت مردود اور اسمین قطع نظر مخالفت قرآنی اور احادیث متواترہ اور بیباکی اور
استخفاف شریعت مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم کی ایکنوع کا اغوا اور امر منکر بھی ہے
جو صفات کفار اور منافقین اور شعار مخالفان دین مین سی ہے واللہ اعلم وعلمہ
اتم واحکم والجزم مگر یہہ ہے کہ اس جملہ مین اور تاویلات ممکن ہین اس جملہ کی وجہ سے
تکفیر اور تفسیق نچاہئے مگر کہنے والونکو خود احتراز لازم ہے اور اس بات مین شبہہ کوئی
بس نچاہئے کہ اونکی تاویلات اور خیالات کو عوام کی عقلین نہین پہونچتی علاوہ برین بعضے
بزرگان دین سے اگر اس قسم کے الفاظ صادر ہوتی ہونگے تو غلبہ حال مین صادر ہوئی ہو
اور غلبہ حال بوجہ زوال عقل انسانی مرفوع القلم ہوجاتا ہے باقی تقریر بالا سے اہل فہم و
فراست خود سمجھ گئے ہونگے کہ بقدر ایہام مذکور اور حسب مدارج قبح مفہوم وہمی حرمت و
ممانعت شدید و خفیف ہوگی اس صورت مین استعمال لفظ بت اور صنم وغیرہ الفاظ
قبیحہ جنکے معانی اصلیہ کے قبح مین کچھہ تامل نہین اور الفاظ باقیہ کی قبح سے اسکا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

فیع بدرجہا بڑھکر ہے بہ نسبت اور الفاظ کے زیادہ تر ممنوع ہونگی واللعاقل
تکفیۃ الاشارۃ

در بحث تعلیم فلسفیات کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم مباح اند یا حرام

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین
وخاتم النبیین وآلہ وصحبہ اجمعین بعد حمد وصلوۃ یہ گذارش ہے کہ وجہ
استفتا کچھ سمجھ میں نہیں آتی استفسار اوس امر کا کیا کرتے ہیں جسمیں کچھ خفا اور احتمال ہو
کسی وجہ سے مخفی و مستتر ہو جو بات ہر پہلو سے ظاہر و باہر ہو اوسکا استفسار
کیا کیجئے بانیان مدرسہ کی نیت اچھی مدرس کی نیت اچھی معقود علیہ یعنی بدرس صرف و نحو
وادب و علم معانی واکثر انواع معقولات مثل حساب و ہندسہ و منطق جنہیں نہ
مخالفت عقاید اسلام ہے نہ ضروریات دین اسلام کا بیان بالیقین مباح و وقت کار
محدود و معلوم ہیں نہ معلوم باعث اشتباہ کیا چیز ہوئی جو استفتا کی نوبت آئی
ہاں وقت کار اگر غیر محدود و یا غیر معلوم ہوتا تو بوجہ استلزام مجہولیت معقود علیہ
البتہ خیال بطلان اجارہ کا موقع تہا معقود علیہ اگر کوئی امر حرام ہوتا تو مثل
صدر الصدوری و منصفی و ڈپٹی کلکٹری وغیرہ مناصب حکومت جنہیں خلاف
ما انزل اللہ حکم کرنیکی شرط ہے یا مثل تحصیل مسکرات و شراب فروشی و زناکاری

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

وغیرہ جنمین خود کوئی گناہ یا وسایل گناہ پر اجارہ منعقد ہوتا ہے نوکری مدرسی ہی
حرام ہو جاتی ہے اور ایسی مدرسہ مین پڑہنا بہی جائز نہو نا اوس وجہ سے یون کہہ سکتے ہین
کہ چندہ دینا اور اوسکے وصول مین کوشش وسعی کرنی گناہ کی تائید ہے یہہ جائز ہو
تو کیونکر ہو اور ایسے مدرسہ کے طالب علمونکو زکاۃ دیجئے تو یون کہہ ایسے لوگونکو زکاۃ
دیے جن سے شیوع امور محرمہ کا متصور ہے تائید دین یا اطاعت رب العالمین کی
امید نہین جو اصلی غرض عبادات مالی ہے ہے کیونکہ جب اموال بشہادت خلق لکم ما
فی الارض جمیعا ہمارے لیے مخلوق ہوے ـ ـــــ اور ہم بشہادت وما
خلقت الجن والانس الا لیعبدون عبادت کیلئے پیدا ہوے تو یہہ ایسا
قصہ ہو گیا جیسے یون کہئے کہ گہاس دانہ گہوڑے کے لئے اور گہوڑا اسواری کے لئے ہے
سو جیسے ہر عاقل اس ارتباط سے یہہ سمجہتا ہے کہ گہاس دانہ بہی سواری کیلئے ہے
یہی وجہ ہے کہ جو گہوڑا اسواری ندے اوسکو گہاس دانہ نہین دیتے بلکہ گولی
حوالہ کرتے ہین ایسے ہی ہر عاقل دونون آیتونکی ارتباط سے یہہ سمجہتا ہے کہ اموال بہی
اصل مین عبادت کیلئے ہین یہی وجہ ہے کہ جہان یہہ غرض بالیقین مفقود ہو جاتی ہے
وہان سلب اموال کے ادیان سابقہ سے لیکر اس دین تک اجازت ہے اور
زکاۃ جو بحکم خداوند خالق اموال دیجاتی ہے کفار کو اوس سے محروم رکہا ہے

[illegible]

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

صدقات نافلہ جنمیں خدا کی حکم کا واسطہ نہیں اگر کفار کو دی جاتیں یا حیوانات کے
کام میں صرف کیے جاتیں تو بایں وجہ جائز ہوتی کہ خدا کے حکم سے ہوتی تو خدا کی طرف سے
سمجھے جاتی اور چونکہ احکام شرع صفت حکومت و معبودیت سے متعلق ہیں تو اگر زکوٰۃ
کفار کو دیجائے یا حیوانات کے کام میں آئے تو یہہ معنی ہوے کہ امداد کفر داخل عبادت
ہیں جو معبود حقیقی اور حاکم تحقیقی کی طرف سے بطور تقاضا دی اونکی یہہ اعانت ہوئی
ہاں وجود عالم صفت خالقیت و ربوبیت سے مربوط ہے اور ظاہر ہے کہ وجود
حیوانات و بنی آدم غذا پر موقوف اسلئے مقتضائے صفت خالقیت یہہ ہوا کہ مومن ہو،
یا کافر حیوان ہو یا بنی آدم غذا سے اوسکی امداد لازم ہے غرض ربوبیت عام ہے
اسلئے رب العالمین ہونا خدا کا ضرور ہوا اور معبودیت بالفعل خاص ہے اسلئے معبود المسلمین
کہلائیگا معبود المومنین و الکافرین نہ کہہ سکیں گے بالجملہ صدقات نافلہ کا کارخانہ ربوبیت
کی پیشکاری ہے اسلئے کفار و حیوانات بھی اوس سے متمتع ہوں تو چنداں بیجا
نہیں گو اولی تو یہہ ہو کہ مومنین ہی کو ملیں اور زکاۃ و صدقات واجبہ محکمہ حکومت
کی کارگذاری اور خدمت گاری ہے اسلئے بندگان عبادت شعار یعنی مومنان
زار و نزار اوسکے مستحق ہیں غرض تعلیم و تعلم علوم مذکورہ اگر منجملہ مبرات
ہوتی تو یوں کہہ سکتے تھے کہ گو ہر مومن کو مطیع ہو یا عاصی بوجہ ایمان جو اصل عبادت

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

زکاۃ دینی جائز ہے بہ لحاظ اصلی اسطرف مشیر ہے کہ جو لوگ امور مذکورہ مین منہمک ہون
اونکا محروم رہنا ہے اولیٰ ہے چنانچہ حدیث لا یاکل طعامک الا تقی اسپر
شاہد اور اسی لئے زکاۃ کے لینے بہی وہی لوگ اولیٰ ہیں جو متقی و پرہیزگار ہون
علی ہذا القیاس معقود علیہ درس منقولات و علوم دین ہوتا تب بہی یہہ شبہہ ہو سکتا تھا
کہ جیسے ملازمان سرکار کو بجز سرکار اور کسی سے کچھ لینا ممنوع ہے ایسی ہی اونکو
جو ملازمان خاص اور بندگان با اختصاص رب الناس ہین تعلیم علوم دینی پر جو
بالیقین کار خداوندی ہے اجرۃ کا لینا جائز کیونکر ہو سکتا ہے جو متاخرین نے
اسپر اجرۃ کے لینے کا فتوی دیا اور بنای روزگار اوسکے بہروسہ اپنی اجرۃ کو جائز
سمجہیں یا وجہ دینے والے اور وصول کرنے والے با وجود حرمۃ عقد کو مستند وار
ثواب تا ابد ہون الحاصل یا عبادات پر اجرۃ کا لینا ممنوع ہے یہی وجہ ہوئی کہ اجرۃ
صوم و صلوٰۃ و ذکر و شغل وغیرہ حرام ہوئی یا معاصی پر اجرۃ کا لینا حرام ہے
یہی وجہ ہوئی کہ اجرۃ زنا و کہانتہ وغیرہ کی ممانعت ہوئی اور وجہ وہی ہے
کہ محکوم کو نہ حاکم کی مخالفت پر کچھ لینا روا ہے کیونکہ خود مخالفت ہی روا نہیں اور
نہ حاکم کے تعمیل حکم پر کسی سے لینا درست ہے کیونکہ وہ حق حاکم ہے تیسری حرمۃ عقد
اجارہ یعنی نوکری مزدوری کی ایک یہہ صورت ہے کہ کار معقود علیہ کو امر مباح ہو

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

پر کسی امر حرام کا ذریعہ ہو مثلاً تعمیر گو کار مباح ہے پر تعمیر مندر و شوالہ و گرجا وغیرہ
معابد مخالفان دین اسلام بانیوں جنبا جائیے ہے کہ وہ ذریعہ عبادت غیر اللہ ہے
یا یوں کہئے کہ تعلیم ریاضی یعنی حساب و ہندسہ و صرف و نحو و ادب وغیرہ علوم
مباحہ اگرچہ امر مباح ہے پر مدارس اسلامی کے سوای اور مدارس میں بطمع نوکری جاکر
علوم مذکورہ کا تعلیم کرنا اسلئے بیجا ہے کہ اجارات میں نیت مستاجر کا اعتبار
ہوتا ہے یہی وجہ ہوئی کہ تعمیر معابد غیر اسلام ناجایز ہوئی اور ظاہر ہے کہ بحسب
نیت بانیان مدارس مشارالیہا عمل عبادات و حسنات تو معلوم البتہ یہہ احتمال
قوی ہے کہ ارتفاع علوم شرعیہ مقصود ہو چنانچہ تنزل علوم شرعیہ یومیہ ترقی مدارس
جو سب کو معلوم ہے بعد لحاظ مخالفت دینی بانیان مدارس مذکورہ اسپر شاہد ہے
اور اگر یہہ نیت نہو تب بھی تنزل مذکورہ بوجہ ترقی مسطورہ احتراز کے لئے
کافی ہے اور ایسے ہی جانے دیجئے اگر نیت مدرس ہے تعلیم علوم مذکورہ سے
تائید مذاہب باطلہ یا ترویج عقاید فاسدہ ہوئی تب بھی احتمال حرمت
عطاء چندہ و سعی چندہ بجای خود تہا مگر جب مستفتی خود یہہ کہتا ہے کہ وجہ
تخصیص علوم مذکورہ مدرس کیطرف سے فقط احتیاط ہے تو موافق ارشاد
للمنفی من یتقی الشبہات ایسا مدرس تو اس قابل ہے کہ اوسکے قدم لیجئے اور جانسے

تدریجی پہر ایسے مدرس سے یہہ کب ہو سکتا ہے کہ اوسکے دل مین خیال ابطال عقاید
دین ذوالجلال آئے بالفہمہ وقت معین کا رمجدد دیر خدا جانے وہ کونسی بات ہے
جسپر مستفتی خواہان تضییع اوقات مجیب ہوا ایسے ہی سوالات لایق ترشروئی
ہوتے ہین چنانچہ حدیث لقطہ جو سایل نے حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے
شتر گم شدہ کی نسبت پوچہا کہ اسکو پکڑلین یا یون ہی چہوڑ دین تو آپ نے غصہ ہو کر
یہہ ایسا فرمایا مالک ومعہا خذاءٗ وسقاءھا او کما قال ہان یہہ بات البتہ
قابل استفسار تہی کہ لفظ معقولات ایک لفظ عام ہے فقط ریاضی و منطق ہے
اوسکے تلے داخل نہین طبیعیات اور فلکیات اور الہیات حکمت بہی اسمین داخل ہین
اور ظاہر ہے کہ اکثر مسائل علوم مذکورہ مخالف عقاید اسلام ہین پہر اونکا تعلیم
و تعلم جایز ہو تو کیونکر ہو جو تصحیح عقد مذکورہ کیجئے اور چیندہ دیجئے مین تامل نکیجئے
اور اگر فرض کرو لفظ مذکور عقد مین عام نہین یا تعلم تعلیم علوم مذکورہ حرام نہین
تو بیشک بر بنین نیست کہ مباح ہو مضمون تعبد سے پہر بہی دور ہے تو اسکی امید
پہر بہی گنجایش نہین ہان کسیطرح تعلیم و تعلم مذکور کا عبادت ہونا ثابت ہو تو
کیون نہین سو مستفتی نے تو نہ پوچہا ہم خود بغرض مصلحت عرض کرتے ہین سنئے
اگر کوئی بادشاہ یہہ شرط کرلے کہ مین گوشت وغیرہ سالن پکوادیا کرونگا روٹی
پکوانا

نہ پکایا کردیگا تو کوئی دیوانہ ہی بخیال عموم لفظ گوشت یون نہ کہیگا کہ اسمین سگ اور خوک کا
بھی گوشت آگیا اور اوسکا کہانا پکانا حرام ہے اسلئے باورچی مذکور کے نوکری ناجائز ہوگئے
ایسے ہی عموم لفظ معقولات سے بخیال بطلان علوم مذکورہ عقد درس مدرس مذکور کے
حلت مین متامل ہونا کو دنون اور وہمیون کا کام ہے عقلا سے اگرچہ جاہل ہی کیون نہون
اس قسم کی تین پانچ متوقع نہین البتہ یہہ صحیح ہے کہ امور مباحہ بذات خود مستوجب ثواب
ہوتی ہین نہ موجب عذاب مگر جب امور مباحہ وسیلہ حسنات یا ذریعہ سیئات ہوجاتے ہیں
تو ایسی طرح حسنات و سیئات کی ذیل مین محسوب ہوجاتی ہین جیسے اوپلا لکڑی
کہانیکے حساب مین یعنے جیسے مبنی بر مثلا کہانیکا حساب کرتے ہین تو اوپلی لکڑی کے
دام لگاکر یون کہا کرتے ہین کہ کہانا اتنے مین پڑا اور کہانیمین اتنا صرف ہوا جسکا حاصل
یہہ ہوتا ہے کہ اشیاء مذکورہ باین وجہ کہ ذریعہ حصول طعام ہوتی ہین طعام ہی کے مدمین
داخل ہوجاتی ہین ایسے ہی امور مباحہ بعد توسل حسنات تو حسنات کے مد مین داخل
ہوجاتی ہین اور بعد تسبب سیئات سیئات کے حساب مین محسوب ہونگی چنانچہ مسجد کیطرف
رفتار اور نماز کے لیے انتظار پر جو ثواب نماز ملتاہے اسکی بہی وجہ تو ہے کہ امور مذکورہ
ذریعہ حصول نماز یعنی تکثیر صلوٰۃ باجماعت ہین ورنہ کون نہین جانتا کہ رفتار کسی قسم کی
نماز ہے اور نہ انتظار کسیطرح نماز یا نیاز ہے علی ہذا القیاس لینا دینا پڑہنا لکہنا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

گواہی شہادت جو بالیقین اصل سے مباح ہیں ورنہ امور مذکورہ اسیطرح کسی موقع میں
جائز نہوتی اگر ذریعہ اکل ربا وسود خواری ہوجائیں تو اسی لعنت کے مستحق ہوجائیں جو
اصل میں شایان سود خواران ہے اسیطرح بوس وکنار جسکی اباحت پر جواز بلکہ استحباب
بوسہ اولاد شاہد ہے اگر ذریعہ زنا ہوجائیں تو موافق ارشاد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم زنا ہی
کے حساب میں داخل ہوجائیں اور شرع کیطرف سے اطلاق زنا اونپر کیا جائیگا حالانکہ
بالبداہتہ وہ غیر زنا ہیں تعمیر مکان مسجد جو منجملہ عبادات سمجھی جاتی ہے تو کیوں سمجھی جاتی ہے فقط
اسلئے کہ وہ عبادتخانہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ وہ سامان عبادت اور ذریعہ اطاعت ہے
تعمیر معابد ادیان باطلہ جو منجملہ معاصی شمار کیا گیا تو کیوں شمار کیا گیا فقط اسلئے کہ وہ
ذریعہ معصیت اور سامان شرک وکفر وغیرہ ہے غرض کہاں تک گنتا ہوں ہزاروں نظیریں
قرآن وحدیث میں موجود کتب فقہ واصول وعقاید وتصوف میں مذکور ایک ہو تو کہئے
کہاں تک کہئے پھر تعلیم صرف ونحو ومعانی وبیان وادب وریاضی ومنطق ہی نے کیا قصور کیا ہے
جو یہ ذریعہ علوم دین ہوکر بھی داخل حساب علوم دین اور مستوجب ثواب کار دین نہوں
صرف ونحو تو اوضاع صیغہای مختلفہ اور مدلولات اضافات متعددہ مثل فاعلیت
ومفعولیت میں محتاج الیہ علم ادب اطلاع لغات وصلات ومحاورات میں مفید اور
علوم معانی وبیان قدرشناسی فصاحت وبلاغت یعنی حسن عبارت قرآن وحدیث

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مین کار آمد علم منطق کمال استدلال و دلایل خداوندی و نبوی صلے اللہ علیہ وسلم مین نافع ہی
اور ظاہر ہے کہ جو نسبت عبارت و معانی مین ہے وہی نسبت حسن عبارت اور خوبی استدلال
مین ہوگی کیونکہ عبارات سے متعلق ہے تو یہہ معانی سے مربوط ہیں کیونکر کہہ دیجئے کہ علم معانی و بیان
تو جائز ہو اور منطق ناجائز ہو صرف و نحو و ادب و معانی و بیان مین اگر مخالفت دین اسلام
نہیں تو منطق بھی اس عیب سے پاک ہے اور اگر اشتغال منطق گہ و بیگاہ بابعض افراد کے حق
مین موجب محرومی علوم دینیہ ہو جاتا ہے تو یہہ بات صرف و نحو وغیرہ علوم مسلمۃ الاباحت
مین بھی بالبداہت موجود ہے غرض اگر تحصیل صرف و نحو و معانی و منطق سے توسل
علوم دینی ہے تو بیشک علوم مذکورہ مستوجب ثواب ہونگی نہین تو نہین سو یہہ بات نیت
بانیان مدرسہ و نیت معلم و متعلمین پر موقوف باقی جو کسی جیسے بزرگان دین نے منطق کو
برا کہا ہے یا بایں نظر کہا ہے کہ کم فہموں اور کم ہمتوں کے حق مین اوسکا شغلہ تحصیل
علوم دین مین حارج ہوا سو اوس وقت وہ ذریعہ خیر نہ رہا وسیلہ شر ہو گیا اور یا بایں وجہ
کہ خود بوجہہ کمال فہم منطق کی ضرورت نہوتی جو مطالعہ کی نوبت آتی اور عدم مخالفت
معلوم ہو جاتی یہہ سمجھے کہ یہہ علم منجملہ ایجاد کردہ حکماء یونان ہے اور اونکی ایجاد کئے
ہوئی علوم کی مخالفت کسیقدر یقینی تھی اسلئے یہی خیال دل مین جم گیا کہ یہہ علم بھی مخالف
دین اسلام ہی ہوگا ورنہ اس علم کی حقیقت سے آگاہ ہوتی اور اس زمانہ کے نیم ملاؤن کے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

الہام کو دیکھئے جو چھوٹتے ہی قرآن و حدیث کو لی بیٹھتے ہیں اور باوجودیکہ قرآن
کتاب مبین اور اوسکے آیات واقعی بینات ہیں فہم مطالب و احکام میں ایسی طرح
دھکے کہاتے ہیں جیسے آفتاب نیمروزکی ہوتے اندہی دھکے کہاتے ہیں اور پہر اون خرابیوں کو
دیکھئے جو ایسے لوگوں کے ہاتہوں دین میں واقع ہوتی ہیں تو ہرگز یوں نفرماتے
بلکہ علمای جامعین کی برکات اور فیوض کو دیکھکر تو تعجب نہیں بشرط حسن نیت بوجہ
توسل مذکور ترغیب ہے فرماتی اور کیوں نفرماتی وجہ ممنوعیت علوم فلسفہ اگر ہی تو مخالفت
دین اسلام ہے چنانچہ تصریحات فقہا اسپر شاہد ہے سو فرماتے تو سہی منطق کا وہ کونسا
مسئلہ ہے جسکو یوں کہئے کہ مخالف عقاید دین اسلام و احکام دین و ایمان سے
مگر جب مخالفت نہیں اور وجہ ممانعت مخالفت تہی تو پہر اور کیا کہئے کہ بوجہ ناواقفیت
حقیقت علم مذکور فقط انتساب فلاسفہ سے اون فقہا کو دہوکا ہوا جو اسکو بہی
ہمسنگ علوم مخالفہ سمجہ گئے رہا فتوا یجوز الاستنجاء باوراقہ اس سے
حرمت منطق پر استدلال کرنا ایسا ہے جیسے یوں کہتے کہ ڈہیلوں سے استنجا کرنا
جائز ہے اسلئے ڈہیلوں کا اکہٹا کرنا جائز نہیں اور اگر بالفرض والتقدیر تحصیل منطق
بہی ہمسنگ تحصیل علوم مخالفہ دین و اسلام ہے یا لفظ معقولات ایسا عام ہے
کہ ہر جگہہ علوم مخالفہ کا مراد ہونا ضرور ہے تو پہر کیا حرمت عقیدہ بہی لازم نہیں آتی۔

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کیونکہ بعض امور بجمیع وجوہ غیر مشروع ہوتے ہیں جیسے زنا اور قتل ناحق اور بعض امور
ایک وجہ سے غیر مشروع ہوتے ہیں تو ایک وجہ سے مشروع بھی ہوتے ہیں مثلاً شعر کی
ممانعت کی طرف آیہ والشعراء یتبعھم الغاوون الم تر انھم فی کل واد
یھیمون وانھم یقولون ما لا یفعلون اور نیز آیہ وما علمناہ الشعر وما
ینبغی لہ اور سوا انکی اور آیتیں میں تصریحات اور اشارات موجود ہیں اور حدیث
لان یمتلی جوف احدکم قیحا یریہ خیر لہ من ان یمتلی شعرا اور نیز
اور احادیث جو اسکے قریب المعنی ہیں اسپر شاہد ہیں مگر بایں ہمہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور خلفا کے زمانہ میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ ممبر پر چڑھ چڑھکر
اشعار پڑھا کرتے تھے اور سوای انکے حضرت عبداللہ بن رواحہ اور زہیر صاحب
قصیدہ بانت سعاد وغیرہ اصحاب کا آپکے سامنے اشعار کا پڑھنا اور آپ کا
خوش ہونا کتب احادیث میں منقول ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بعد دفن حضرت
سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم اشعار کا پڑھنا اکثر طالب علموں کو معلوم ہوگا علاوہ
بریں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد کہ علیکم بدیوان العرب مشہور ہے
اور حضرت عبداللہ بن مسعود کا ان لوگوں کو جنکے طرف بوجہ استماع وعظ ونصائح
احتمال ملال ہوتا تھا یہ فرمانا کہ حمضوا مجالسکم اکثر ذکو معلوم کتب احادیث میں

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مثل بخاری شریف و صحیح مسلم اشعار مذکور ہیں کتب تفاسیر میں مثل بیضاوی شریف و
مدارک و تفسیر کبیر اشعار مسطور اور ہزاروں صحابہ اور اولیا اور علماء سے شعر گوئی اور
شعر خوانی کا ثبوت مسلم وجہ اسکی کیا ہے وہی ہے کہ شعر و شاعری بجمیع الوجوہ ممنوع
نہیں ورنہ بعد ارشاد والشعراء یتبعھم الغاون جو علی العموم ہر قسم کے اشعار کے
مذمت پر دلالت کرتا ہے اور بعد ہدایہ الا ان یمتلی الخ جو علی الاطلاق ہر قسم کے
اشعار کی ممانعت پر شاہد ہے ایسی مخالفت صریح اول سے آخر تک تمام امت کی
امت میں شایع و ذایع نہ ہو جاتی اور ایسے ایسے ارکان دین یوں مخالفت ظاہر ہو پر کمر
نہ باندھتے مگر یہ ہے تو پھر کلام فقہاء سے بہ نسبت علوم فلسفہ ایسی ممانعت عامہ مطلقہ
سمجھ لینا اونہیں کا کام ہے جنکو فہم ثاقب خداوند عالم نے عطا نہیں کیا صاحبوں
زمانہ سے لیکر آغاز سلطنت عباسیہ تک جسمیں علوم فلسفہ یونانی سے عربی میں
ترجمہ ہوتی لاکھوں اولیا و علما ایسے ہیں اور گذرے ہیں جنکو علوم مذکورہ میں مہارت
کاملہ تھی ابھی مولوی ارشاد حسین صاحب رامپور میں اور مولوی عبدالحی صاحب
لکھنؤ میں اور مولوی شکر اللہ صاحب مراد آباد میں باوجود تقوی و دینداری کے علوم
مذکورہ میں کمال رکھتے ہیں دلی میں مولوی نذیر حسین صاحب بھی جنکو صلاح و
تقوی میں اگر دیکھکے نہ یک ضرب المثل کہتے تو بیجا ہی ان علوم سے خالی نہیں علما

رہی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ضلع سہارنپور کی جامعیت خود مشہور ہے پہلی زمانہ کی سنئے مولوی بشیرالدین صاحب
مرحوم مولوی عالم علی صاحب مرحوم مدتون تک مرادآباد مین درس معقولات مین
مشغول رہے مولانا عبدالحی صاحب مولانا اسمعیل صاحب شہید مولانا شاہ
عبدالقادر صاحب مولانا شاہ رفیع الدین صاحب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب
مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہم کا کمال علوم مذکورہ مین شہرہ آفاق ہے
حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
کا کمال علوم مذکورہ مین انکی تصانیف سے ظاہر ہو رہا ہے حضرت علامہ سعدالدین
تفتازانی اور علامہ سید شریف مصنفان شرح مقاصد و شرح مواقف اور علامہ
جلال الدین دوانی مصنف شرح عقاید ملا جلال جو تینونکی تینون امام علم عقاید مین
علوم مذکورہ مین ایسے کامل کہ کاہیکو کوئی ہوگا حضرت امام فخرالدین رازی حضرت
امام غزالی حضرت شیخ محی الدین عربی یعنے حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا
علوم مذکورہ مین کمال ایسا نہین جو ادنی سے اعلی تک کسی پر مخفی ہو جب ایسے ایسے
علماء ربانی اور اولیاء کرام اور سوا اونکی اور اکابرین دین علم مذکورہ کیطرف سے
ملتفت رہے تو یا تو یون کہئے کہ سب کے سب معاذاللہ ایسے امر قبیح و حرام کے باصرار
مرتکب ہو کر مستوجب غضب الہی ہوتے یا یون کہئے کہ مثل اشعار اگرچہ علوم مذکورہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ممنوع اور اصل سے مکروہ و حرام ہیں پر جیسے شعر میں انہماک اور اوسکے ہمیں پڑھانا اور اوسکو مقصود اصلی اور مطلوب اہم بنالینا ممنوع ہے مطلقا شغل شعر ممنوع نہیں چنانچہ حدیث مین لفظ تمیلی اوسکی طرف مشیر ہے اور آیتہ مین استثنای الا الذین آمنوا اسپر شاہد ہے لیسے ہی قبلہ سمت اور کعبہ ملطین الینا تو خیر کے ممنوع پر بغرض تشحیذ اذہان یا بخیال رد عقاید باطلہ علوم مذکورہ کا حاصل کرنا یا بہ نیت ملوس بطلان علوم مذکورہ کو ایسی استاد کامل سے حاصل کرنا جو وقت درس اوسکا بطلان ثابت کرتا جاتا ہو ہرگز ممنوع نہیں بلکہ بشرط لیاقت و حسن نیت اگر مستحب ہو تو بجا ہے جیسے بغرض استصار یا تمحیض مجلس یا تائید علم تفسیر شغل شعر مستحب ہو جاتا ہے چنانچہ اہل فہم پر ارشاد عمری اور رہائیہ عبد اللہ بن مسعود سے ظاہر و باہر ہے مگر جب شعر مین جسکی ممانعت قرآن و حدیث مین منصوص ہو بوجہ مذکور یہ استحباب آجاتا ہے تو وہ ممنوعات جنکی ممانعت قرآن و حدیث مین مصرح نہو فقط قیاس فقہا شعر وغیرہ ممنوعات پر اسکی ممانعت کا منظر ہو کیونکر بوجہ مذکور بشرط لیاقت و حسن نیت مثل تشحیذ ذہن یعنے ذہن کو باریک فہمی کی عادت ڈالنی جس سے حقایق غامضہ عقاید و احکام کو سمجھ سکے مستحب نہو جاینگی ہان اگر کسی مین لیاقت علمی نہو جیسے آج کل کے وہ صاحب علم جو بے سوچے سمجھے شعر و علوم مذکورہ کو علی الاطلاق حرام تبلاتے ہیں

بقیہ فرمائیے

یا نیت درست نہو مثلاً قبل طلب انہیں علوم کو بنا لے بطور مذکور ذریعہ نہ بناتے
یا ذریعہ بناتی تو علوم باطلہ کی تائید کا بناتی جیسے فرض کرو اور مذہب والی الغرض
تائید مذہب یا مقابلہ اسلام حاصل کریں تو اونکے حق میں اگر شغلہ علوم مذکورہ
مکروہ یا حرام مطلق ہو تو بجا نہیں اور اس وجہ سے انکی حق میں درس علوم مذکورہ پر
اجرت لینا جائز نہو گا وہ آمدنی اگر بجمیع الوجوہ مکروہ یا حرام رہی تو دور از عقل
نہیں اور اونکی حامی اور موید تائید ارحرام کی مصداق ہوں تو لائق قبول ہے
خاصکر اوس صورت میں کہ مستاجر مسلمان نہو کسی اور مذہب کا آدمی ہو کیونکہ فعل
اجیر تابع نیت مستاجر ہوتا ہے مثال درکار ہے تو لیجیے کار معمار فی حد ذاتہ جائز ہے
مگر کوئی شخص شوالہ مندر جو تعمیر کرواتی تو کار تعمیر حرام ہو جائیگا اور مکان و مسجد تعمیر کراتے
تو اور حکم ہو جائیگا ہاں اگر نیت اچھی ہے اور لیاقت کما ینبغی خداداد موجود ہو یعنی
معلم و متعلم بغرض تشحیذ ذہن یا رد عقاید باطلہ یہ شغلہ اختیار کریں اور پھر دونوں میں لیاقت
بھی ہو کہ معلم اظہار بطلان پر قادر ہو اور متعلم دلایل ابطال کے سمجھنے کی لیاقت رکھتا ہو تو بیشک
تحصیل علوم مذکورہ داخل مثوبات و حسنات ہونگی چنانچہ تقریر گذشتہ اس باب میں
کافی ہے مگر جب یہ ہے تو بیشک چندہ دینے والی و سعی کر کے وصول کرنیوالی اس وجہ سے
مصیب بہ ثواب ہونگی اور پھر اوسکے ساتھ بیہودہ جدی یہ کہ جیسے ہندیوں کو

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ معظمہ میں پہنچنا مثلاً بذریعہ جہاز و ریل ممکن نہیں ایسے ہی درس علوم دینیہ مراد آباد میں بے قیام عالم علوم دین ممکن نہیں پھر جیسے کوئی شخص ریل کا کرایہ یا جہاز کا نول دیکر کسی عازم بیت اللہ کو ریل یا جہاز پر سوار کرادے تو کوئی نادان بھی اسمیں تامل نہو گا کہ کرایہ دینے والے کو امداد حج کا ثواب نہیں ملتا اور یہہ کوئی نہ کہیگا کہ بذریعہ جہاز عرب میں پہنچ جانیکو تو یہہ لازم نہیں کہ سوار ہونیوالا حج بھی کر ہی لے اور اسپر جہاز والا یا ریل والے بغرض تمول و حصول دنیا سوار کرتے میں اور پھر ریل اور جہاز میں چڑھکر کہیں جانا کوئی عبادت نہیں اس صورت میں کرایہ دینے والے کو ثواب ملی تو کیونکر ملی ایسے ہی کوئی عاقل اگرچہ جاہل ہے کیوں نہو اسمیں متامل نہیں ہوسکتا کہ درس فنون دانشمندی یعنی صرف و نحو وغیرہ پر درس ہی کی وجہ قیام عالم مشار الیہ ہو اجرت کے دینے والیکو ثواب امداد دین اور ترویج منقولات نہ ملیگا اور یہہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ بغرض درس فنون دانشمندی اگر کہیں قیام ہو تو اوسکو یہہ لازم نہیں کہ علوم دین کی بھی درس کا بھی اتفاق ہوا کری اور پھر اسپر درس علوم دانشمندی کوئی عبادت نہیں مہندا درس بغرض حصول تنخواہ درس میں مشغول رہنے اس صورت میں تنخواہ دینے والیکو ثواب ملی تو کیونکر ملی مگر یہہ بھی تو یہہ سعی کرنیوالوں اور دربدر پھر کر وصول کرنیوالوں کو بشرط حسن نیت ثواب نملنے سے کیا معنی اگر یہہ وہم ہے کہ سوال حرام ہے تو اپنے لئے بیشک ضرورت حرام ہے دوسروں کے لئے سوال کرنا اور سعی اور ترغیب کرکے دلانا حرام نہیں اگر یہہ بھی حرام ہو تو

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ترغیبات خاصکر وہ جو اپنے زمانہ کے محتاجون
اور مفلسون کی تسلی فرماتی ہین نعوذ باللہ داخل سوال حرام ہو جائین سو اس بات کے کہنے کی
اہل اسلام مین سے کسکو جرأت ہے اور چندہ دینے والون اور دلانی والون اور سعی
کرنیوالون اور وصول کرنیوالون کو بوجہ مذکورہ بالا ثواب ملا تو بیشک یہہ کار ایک کار خیر کا
اور کیون نہو اشاعت علوم ربانی اور تائید عقائد احکام حقانی منجملہ سبیل اللہ بلکہ سبیل اللہ
مین بہی اول درجہ کا اسلئے کہ قوام و قیام دین بعلوم دین و تائید علوم دین اور رد عقاید
مخالفہ عقاید دین متصور نہین اگر تمام عالم مسلمان ہو جاتی تو اعلاء کلمۃ اللہ کی حاجت نہو
پر علوم دین کی حاجت جونکی تون رہتی ہے غرض دین کے حق مین اصل اور محتاج الیہ اور
تدریس علم دین ہے بڑہکر کوئی چیز نہین اسلئے اسکی تائید اور ترویج مین صرف کرنا اعلی
درجہ کا فی سبیل اللہ ہے اور اگر فرض کرو تائید علوم اور ترویج عقاید یقینی کو فی سبیل اللہ
نہین کہہ سکتے یہہ اطلاق اعلاء کلمۃ اللہ ہی کے ساتہہ مخصوص ہے تو اس کارخانہ کو
اعلاء کلمۃ اللہ سے بہی بڑہکر کہنا پڑیگا اور اسلئے اسکی بربادی کے درپی ہونیوالون کو
منجملہ الصدون عن سبیل اللہ جنکی مذمت سے قرآن و حدیث پر ہے سمجہنا لازم ہوگا
یا اونسے بہی بڑہکر انکو سمجہا جائیگا مگر میری سمجہ مین نہین آتا کہ ایسے مدرسہ کو کون برا
کہتا ہوگا اور کون اسکے درپی تخریب ہوگا کہ جسمین اکثر سبق منقولات کے پڑہائی جاتے ہون

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور دو تین سبق معقولات کے بہی پڑہائی جاتے ہون اور ادہر کہین کسی موقع مین اگر کوئی
مسئلہ مخالف عقاید اسلام بلکہ مخالف رائے اکابر آگیا گو مخالف اسلام نہو تو اوسکی
تردید کا مبحث کیجائی ہان کوئی کیسہ خواہ مدرسین یا خواہ دین اپنی آنکہون مین خاک ڈالکر ایسی بات
لینے لگے تو کہنے لگے ہای افسوس جہان دین کی ترقی اور علوم دین کی ترویج کا کوئی سامان کہین
خدا کی عنایت سے برپا ہوا تو شیطان یہہ شعبدہ بازیان کہڑی کر دیتا ہے جنکو مل جان سے
بہی زیادہ عزیز ہے اونکو ندینے کے لئے ایک بہانا ہو جاتا ہے اہل انصاف کو لازم ہے کہ کچہ تو عقل کو
کام مین لائین اور آنکہین ذرا کہولین اور دیکہین کہ کون حق کہتا ہے اور کیون تردید علم کی باتین کر کے
دین مین رخنہ انداز ہوتا ہے کیا قیامت ہے کہ طلب دنیا مین تو ہمکو یہہ سرگرمی ہو کہ امید موہوم پر دوڑ دہوپ
سعی کیجاتی اور دین مین یہہ شیشہ کہیلین یا نہ چلین یا چندہ فراہمی سامان ترقی ناحق کے
حجتین نکالی جاتین اگر ایسے لوگ اپنی دلکو ٹٹولین تو یہی نکلے جو مین کہتا ہون یعنے ایسے
کارخانہ کو کارخانہ خیری سمجہین پر سبب تعصب نہون مگر کینہ اور عداوت بہی شامل محبت سلطانی قدیمی
وتعظیم ہے اور کیون نہو کسی سی عداوت بہی کسی محبت کا نتیجہ ہوتا ہے وہ مال کی محبت ہو یا
عزت کی محبت ہو یا کسی اور چیز کی محبت ہو بہر حال یہہ سب باتین ذہن نشین ہو چکی تو اب اسکا
لیا جاتا ہے کہ ایسے مدرسہ کے طالب علمونکو زکاۃ دیجئے یا نہیں ہر شخص سمجہہ گیا ہوگا کہ انکا دینا
فی سبیل اللہ ہے اور ظاہر ہے کہ قرآن مین مصارف زکاۃ کے بیان مین ذوی الارحام کا ذکر نہین

بیان

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

انکو دینے کی فضیلت اگر ہے تو احادیث میں ہے اور فی سبیل اللہ خود قران میں بیان مصارف
میں موجود ہے اسلئے باین وجہ کہ قران شریف حدیث شریف پر مقدم ہے فی سبیل اللہ والے
جیسے وہ طالب علم مثلاً جو علوم دین پڑھتے ہوں یا بطور مذکور الصدر معقولات کی تحصیل
کرتے ہوں ذوی الارحام پر مقدم ہونگی علاوہ بریں عقل اگر سلیم ہو تو اسپر شاہد ہے کہ اپنی عزیز داری
سے خدا کی واسطہ داری مقدم ہے اپنوں سے اللہ والے اولیٰ ہیں تو بہتر ہے اور بیک
وہ لوگ جو ذوق ایمان رکھتے ہیں خدا کی واسطہ داری کو اپنے عزیزوں سی زیادہ عزیز سمجھتے ہیں
انصار کو دیکھئے مہاجرین کے ساتھ جو کچھ سلوک کیا وہ اپنوں کے ساتھ کبھی نکیا ہوگا بیچ مہاجرین
وہ اگر انہوں نکو مقدم رکھتے تھے تو انکے لئے بھی فی سبیل اللہ تھی غرض ایسے مدرسوں کی طالب علموں کو
دینا انہوں کی دینے سی زیادہ اولیٰ معلوم ہوتا ہے سو دینے والی زیادہ نہ سمجھیں برابر ہی سمجھیں
برابر نہ سمجھیں بلکہ کم سمجھیں پر کمیں کچھ دیں تو بھی خدا سی بھی سرخرو ہوں حدیث ایسا نہو بروز
حساب جیسے حدیث شریف میں آیا ہے خدا فرمانے لگیں گے میں بھوکا تھا تونے مجھے کھانا نکھلایا حدیث
شریف میں آیا ہے کہ جن بندوں سی یہ خطاب ہوگا وہ کہیں گے الہی ایسا عرض کرینگے تو بھوک
پیاس سے پاک کھانے پینے سے مبرا اسپر خداوند تعالیٰ شانہ فرمائیگا فلانا میرا بندہ بھوکا تھا
تو اگر اسکو کھلاتا وہ میری حساب میں ہوتا انتہی اب اہل فہم سے یہ عرض ہے کہ ایسے لوگ
جنکا کھلایا خدا کے حساب میں محسوب ہو سوا انکی اور کون ہو سکتے ہیں جو خدا کے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کام ہوا لگے ہوتی ہوں یعنی وہ کام کرتے ہوں جنمیں نیابت کی گنجایش ہو یعنی خدا سے ہی وہ کام
سرزد ہو سکے سو ایسی باتیں یہی تعلیم وہدایت و قہر اعداء وغیرہ ہیں عبادت نہیں
کیونکہ خدا سے عبادت متصور نہیں البتہ ہدایت اور تعلیم اور قہر اعداء اور نصرت اولیا اوسکا
کام ہے کون نہیں جانتا کہ بموافق ارشاد وعلم آدم الاسماء معلم اصلی خدا ہی ہے
اور بموافق ہدایت واللہ یھدی من یشاء الخ ہادی اصلی خدا ہی ہی اور بموافق
فرمان واجب الاذعان آیۃ تلک الایام نداولھا بین الناس اور آیۃ ان تنصروا اللہ
ینصرکم ولقد نصرکم اللہ ببدر وغیرہ آیات نصرت ہی جسکا حاصل وہی قتال لاعداء
کے بعد قہر اعداء ہے اصل میں خدا ہی کا کام ہے باقی رہا یہ شبہ کہ طالب علم علم سیکھتے ہیں
اور ظاہر ہے کہ یہ بات خدا کیطرف منسوب نہیں ہو سکتی اسکا جواب یہ ہی کہ جیسے اس غرض سے
کوئی پڑھے کہ پڑھ کر پڑھاونگا اور دنکو ہدایت کرونگا اور یہ نہیں تو اپنے آپکو ہی ہدایت کرونگا
تو یہ پڑھنا پڑھانے اور ہدایت کے حساب میں ہو جائیگا اور جیسے سامان اعلاء کلمۃ اللہ کا صرف
وہ اعلاء کلمۃ اللہ کے حساب میں محسوب ہوتا ہے ایسے ہی یہاں بھی ہوگا مگر یہ یاد رہے کہ زکوٰۃ میں
تملیک شرط ہے اسلئے چندہ تنخواہ مدرسین میں زکوٰۃ دیجائیگی تو زکوٰۃ ادا نہوگی ہاں مدرسین کو کوئی
دے یا طالب علم کو بشرط ملکیت دے وہ مصرف زکوٰۃ ہوں بعد تملیک ادا ہوجائیگی اسے زیادہ کیا عرض
کیجئے فضائل طلبہ علم اکثر اہل اسلام کے گوش زد ہیں اسلئے یہاں ہی ختم لازم ہے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

الحمد للہ رب العالمین تمام شد فقط ۔ للائمۃ احادیث للبزدی سوال وجواب

رفع تعارض بل بسم اللہ الرحمن الرحیم آیات واحادیث

سوال اول حدیث کتاب بخاری شریف صفحہ ۴۷۳ سطر ۴ عن ابی ہریرۃ عن النبی
صلعم قال یلقی ابراہیم اباہ آزر یوم القیمۃ وعلی وجہ آزر غبرۃ وقترۃ
فیقول لہ ابراہیم الم اقل لک لا تعصنی فیقول ابوہ فالیوم لا اعصیک
فیقول ابراہیم یا رب انک وعدتنی ان لا تخزنی یوم یبعثون فای خزی
اخزی من ابی الابعد فیقول اللہ انی حرمت الجنۃ علی الکافرین الخ اس حدیث
میں اور آیہ فلما تبین لہ انہ عدو للہ تبرأ منہ میں تعارض ہے اور نیز آیہ
لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا اور آیہ من ذا الذی یشفع
عندہ الا باذنہ میں حدیث اور آیہ اول میں اسطرح تعارض ہے کہ حدیث سے
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آذر کے لئے سفارش کرنا ثابت ہوتا ہے اور آیہ سے دنیا
ہی میں تبری فرمانا ثابت ہوتا ہے اور وجہ تبری کی دنیا میں عداوت اللہ واقع ہوئی تھی
پھر آخرت میں آذر کو کونسی اللہ سے محبت ہوگئی تھی جو اس کے محبت حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے دل میں ایسی سمائی کہ بلا استمزاج واذن سفارش فرمانے لگے اور حدیث اور آیہ ثانیہ
میں اسطرح تعارض ہے کہ بدون ارشاد خداوندی کوئی شخص کسی کی سفارش نہیں کرسکتا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور حدیث سے شفاعت بلا اذن میں عند نفسہ کرنی معلوم ہوتی ہے فقط

جواب: بعلاؤہ انہ علم عند اللہ یہہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آزر کو خدا سے عداوت تھی
یہہ نہیں کہ خدا کو اوس سے عداوت تھی مگر قیامت میں آزر کی عداوت مبدل بمحبت ہو جاویگی
اور کیوں نہو خدا کی محبت سب کے تہ دل میں ہے دنیا کی محبتیں اوسکو دبا لیتی ہیں پر قیامت کو
بحکم کل نسب وصہر منقطع یوم القیامۃ الخ اور آیہ یوم یفر المرء من
اخیہ الخ دل لبریز محبت خدا سے دنیا کی محبت ایسی طرح زایل ہو جاویگی جیسے راکہ آگ کے
اوپر سے اوتر جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ روز قیامت کو کفار کے حق میں یوم الحسرۃ کہا حسرت
بے محبت متصور نہیں اور محبت طبعی قابل زوال نہیں اپنی محبت طبعی ہی اور خالق کی محبت
اوس سے مقدم کیونکہ حقایق ممکنہ نہ موجود صرف یا وجود صرف ہیں ورنہ واجب جیسا اور
نہ معدوم محض یا عدم محض ہیں ورنہ ممتنع یا محال ہوتی بشکل خطوط فاصل بین النور والظلمۃ
وحدود فاصل بین الوجود والعدم یا بین الموجود والمعدوم ہیں اور ظاہر ہے کہ اس
صورت میں جیسے خط فاصل کی حقیقت ایک امر اضافی ہے یعنی انتہاء نور مثلاً اوسکو
کہتے ہیں اور اوس سے زیادہ اوسکی تعریف ممکن نہیں ایسے ہی حقایق ممکنہ امور اضافیہ یعنی انتہا
وجود صرف ہونگی اسلئے اونکا تعقل ذی انتہا کی تعقل پر موقوف ہوگا اور کیوں نہو انتہا کا
تصور بے تصور ذی انتہا متصور ہی نہیں اس سے زیادہ اور کیا چیز اوسکے اضافی ہونے پر دلالت

اکی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کریگی مگر یہہ بھی تو ممکنات کا تحقق بوجہ ذی منتہا کی تحقق پر موقوف ہوگا اسلئے انکی محبت بھی
اپنے ذی منتہا کی محبت پر موقوف ہوگی اور چونکہ ذی انتہا وجود محض ہی اور ایکو ذات خداوندی
سے ایسی ہی نسبت ہے جیسی شعاعونکو ذات آفتاب کیساتھہ تو جیسے شعاعین بہ نسبت آفتاب
اضافی ہیں کیونکہ انکی حقیقت اس سے زیادہ اور کیا بیان میں آسکتی ہی کہ وہ ایک پرتو آفتاب
ایسے ہی وجود موصوف بھی بہ نسبت ذات خداوندی ایک امر اضافی ہوگا اور اس وجہ سے
اوسکا تحقق ذات خداوندی کی تحقق پر موقوف ہوگا اور اوسکی محبت ذات خداوندی کی محبت پر
موقوف ہوگی اور کیوں نہو اپنی محبت اسوجہ سے ہے کہ اپنا تحقق اپنے ہی ساتھہ ہی ہو بہت
اپنی موقوف علیہ میں بدرجہ اولی یاد رکھو یہہ تقریر تو عقلی تہی توجیہ نقلی بھی مرقوم ہے
سنئے خدا کا یہہ ارشاد ان اللہ لا یحب الکافرین موقع نزشرولی محبت واضح ہیسکا
صد رسا دیکو ہو سکتا ہے جسکی دلمیں خدا کی محبت ہو کیونکہ تو شرولی محبوب سے عجب ہیکا
دل تڑپ سکتا ہے اجنبیونکو تو اسکے کہنے کی گنجایش ہے کہ نہیں محبت تو ہماری یہانسے
اس بہو رسمیں آذر روز قیامت مصداق صدو الد نزیبگا بلکہ محب اللہ ہو جاویگا اور جلتے
تبری نرایل ہو جاینگی اور وجہ عنایت ملتبہ آئیگی آخر کون نہیں جانتا کہ محبت خداوندی
فی حد ذاتہ ایک عمدہ بات ہے اور محبت خداوندی بہر طور لایق مراعات باقی عتاب خداوندی
مانع محبت مذکورہ نہیں بلکہ یہہ عتاب خود اوسی محبت پر مبنی ہے البتہ مقتضائی محبت مدیہ تہا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ محبوب کو اوسکے حال پر نظر عنایت ہوتی مگر اسکے ساتھہ یہہ بہی شرط ہے کہ رضا جوئی کی
ورنہ وہ محبت زبانی تو سرمایہ عتاب ہوتی ہے مگر جیسے یہہ مخالفت رضا موجب عتاب
ہوجاتی ہے ایسی ہی وہ محبت اکثر باعث سفارش ہوجاتی ہے بالجملہ یہہ سب کا خلاصہ یعنی
عتاب و عنایت اور سفارش مقتضیات طبیعت میں سے ہے اسکی مخالفت بالارادہ
کیا جاتا ہے یہی وجہ ہوتی ہے کہ اہل دل اوس وقت سفارش سے باز رہتے ہیں جبکہ اودہر سے
مخالفت ہوجاوی یہی وجہ ہوئی کہ کفار کی شفاعت نکیجائیگی یہہ نہیں کہ لوگوں کی شفاعت
ہو نہیں سکتی یعنی محال ہے بالجملہ مراعات محبت خداوندی امر طبعی ہے پر کافر ہو تو بوجہ
مخالفت خداوندی شفاعت کی گنجائش نہیں مگر البتہ کچہہ شفاعت ہی میں منحصر نہیں
یہہ مراعات حضرت ابراہیم علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام غور سے دیکہئے تو از قسم
شفاعت نہیں بلکہ از قبیل طلب حق ہے یعنی اذر کی کیفیت معلوم کرکے اپنی رسوائی
سمجہ کر یہہ عرض کیا کہ مجہہ سے یہہ وعدہ تہا کہ روز قیامت تجہکو رسوا نکرونگا شفاعت
ہوتی تو وعدہ کے جتلانیکی حاجت نہوتی وعدہ کا جتلانا خود اس بات پر شاہد ہے
کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے حق کے طالب ہیں کیونکہ وعدہ سے ایک قسم کا حق
وعدہ کرنیوالی پر ثابت ہوجاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایفای وعدہ ضرور ہے اور ظاہر ہے
کہ شفاعت میں اپنے حق پر نظر نہیں ہوتی اور اس وجہ سے قبول نکرنے سے وہ شخص

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

جس سے سفارش اور شفاعت کیجائے گی وہ عتاب اور نشانہ تیر ملامت نہیں ہو سکتا تو تو

سوال دوم حدیث مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۲ سطر ۹ عن انس قال قال رسول اللہ صلعم

ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا وله ما فی الارض من شیء الا الشہید

یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ متفق علیہ سطر ۱۴

فاطلع علیہم ربہم اطلاعۃ فقال ھل تشتہون شیئا قالوا ای شیء نشتہی

ونحن نسرح من الجنۃ حیث شئنا ففعل بہم ثلث مرات فلما راوا انہم لم

یترکوا من ان یسالوا قالوا یا رب نرید ان ترد ارواحنا فی اجسادنا حتی نقتل

فی سبیلک مرۃ اخری فلما رای ان لیس لہم حاجۃ ترکوا رواہ مسلم ہر دو حدیث

کے الفاظ سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ شہدا خود بخود بلا استفسار اپنی تمنا کو ظاہر کریں گے

اور تمنا بھی اس مرتبہ شہید ہو جانے کی کریں گے کہ جس سے کیا کچھ ذوق و شوق شہادت ہویدا

ہوتا ہے اور دوسری حدیث صحیح سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ خود خداوند کریم مکرر

سہ کرار ارشاد فرماویں گے اور اسقدر اصرار فرمایا جائیگا کہ شہدا جان جائیں گے کہ بدون امر کئے

کہ ہم کچھ نہ کچھ جواب دیں ہمارا چھٹکارا نہیں ہوگا ناچار ہو کر یہ کہیں گے کہ خدایا ہمارا دل مرنے کو

بالکل چاہتا ہے کہ دوبارہ پھر تیری راستہ میں شہید ہو جاویں پس اس سے نہ وہ لبریزی جو حدیث

سابق سے معلوم ہوتی ہے پائی گئی اور نہ جنیگی صدعہ گونہ کرنا بلکہ لفظ مرۃ اخری ہے کہ جس سے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایک مرتبہ ثابت ہوتا ہے اور نیز جو کہ جملہ فلما رای الخ یعنی جب شہدا یہہ سوال کرینگے
کہ ہم چاہتے ہیں کہ دوبارہ تیری راستہ میں اپنا سر دیں تو اسکی کچھ انکے لئے ضرورت نہ دیکھی
جائیگی کیونکہ اگر دوبارہ پھر شہید ہوں تو بھی انکے لئے یہی درجہ ہے غرضیکہ دوبارہ دنیا میں بھیجکر
شہید کرانکی کچھ حاجت نہیں اسلئے پھر اونسے سوال کرنا موقوف ہوگا اس جملہ کے معنی میں یہہ
شبہہ ہوتا ہے کہ خداوند تعالی کی ذات بے نہایت ہے اور اوسکے سب کارخانے ایسی ہی ہیں
کیا اوسکو قدرت نہیں کہ مدارج غیر متناہی دنیا چلا جائے دوسری یہہ کہ جنتیوں سے وعدہ ہو چکا ہے
کہ ولکم فیہا ما تشتہیہ الانفس اب یا تو یہہ کہو کہ شہدا کا یہہ عرض کرنا تہ
دلسے نہ تہا ورنہ وعدہ اور قدرت اعطاء مدارج غیر متناہیہ کا کیا جواب ہوگا علاوہ برین ہے
یہہ کہ بالخصوص شہدا کا متمنی ہونا ہی بظاہر سمجھنا مشکل ہے کیونکہ اونکو جو تمنا کا باعث ہوا ہے
وہ تو وہ مزہ ہے جو وقت شہادت کے ملا ہے یا درجات آخرت کا ہی اگر شہادت کا مزہ مراد ہے
تو کوئی سی عبادت بھی مزہ سے خالی نہیں چنانچہ لفظ قرۃ عینی فی الصلوۃ اسپر
شاہد ہے اور اگر آخرت کا درجہ مراد ہے تو اور جنتی بھی کسی نہ کسی درجہ کے مستحق ہونگے ہی میں
بظاہر قرین قیاس تو یہہ امر تہا کہ جو شہدا سے نیچے درجہ کے لوگ ہیں وہ اپنی ترقی مدارج کیلئے
متمنی ہوں کہ خدایا ہمکو دنیا میں پھر واپس فرما تاکہ ہم اپنی مرتبہ بڑی بڑی مجاہدہ کریں
کیونکہ جب وہ لوگ یہہ دیکھینگے کہ ہمنے تہوڑی سی عبادت میں یہہ کچھ مزہ پایا ہے تو اگر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اگلی مرتبہ بڑی کی بڑی کلام مثل حیات و فتح گرینگے تو اور مدارج بڑہیں گے غرضکہ ہمیں بے لوگوں کا
تمنا کرنا مناسب ہے اگر کریں او جو لوگ پہلے ہیں سے اعلیٰ درجہ کا مجاہدہ کر چکے ہیں اب وہ
کس بات کی تمنا کرینگے اگر اسوجہ سے یہ لوگ مستحق ہیں تو ہم کہے جو پہلے لوگ بدرجہ اعلیٰ
تمنا کے مستحق ہیں اور نیز قابل استفسار یہی ہے کہ درجہ والی باعتبار اپنی قلیل العقلی کے
ہیں۔ اور برکسہ درجہ والی کیونکہ یہ تو کسی مدارج علیا پر پہونچ چکی ہو جواب
تمنا ایک امر قلبی ہے اور اظہار ایک فعل زبانی مثلاً اسلئے یہ ضرور نہیں کہ زبان پر کئی
دفعہ کا ذکر آوے بلکہ ایکدفعہ بھی ضرور نہیں خاص کر یہاں کیونکہ دوام قیام جنت کبھی ہے
اول اسوجہ سے کہ توقع مراجعت نہیں اظہار تمنا بے سود سمجھا جب اعہرے استغنا
بہ تکرار ہوا بظاہر صورت امید کچہ نظر آئی یہ اپنی سی کر گذری لو عرض کر چکی پر جان قربان نہو
تو کیا کریں علاوہ بریں حدیث میں مذکور نہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وقت
استفسار بھی ذکر نہیں کیا لفظ مروا اخری اگر تحدید کیلئے ہو تا تو مضائقہ نہ تھا مگر
اسکو کیا کیجئے کہ تمنا نفس شہادت سے متعلق ہے تعداد کو اس میں کچہ دخل نہیں اور ظاہر ہے
کہ محبوب ہمیشہ محبوب رہتا ہے یعنی یہ ممکن نہیں کہ محب میں بلکہ محبت ہو اور محبوب میں
شان محبوبیت اور یہ اور اسکو اوس سے محبت نہو بہت ہوگا تو یہ ہوگا کہ ایک محبت
دوسری کی محبت کو دبالی مگر دبا لینا اوسکا وجود پر دلالت کرتا ہے نہ زوال پر مگر محب

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

نفس شہادت لائق تمنا ٹہری اور تعداد کو کچھہ دخل نرہا تو پہر نہ مرۂ اخری سی وحدت
مراد ہوگی نہ عشر مرات سی تحدید اوس سے تکرار اس سے تکثر مراد ہوگا اور اگر مرۂ اخری سے
وحدت ہی مراد ہو تو اوسکی یہہ وجہہ نہین کہ ایک ہی دفعہ کی شہادت اوسکو محبوب آرزو ہے
بلکہ یہہ غرض ہے کہ جیسے لذیذ کہانا مرغوب و محبوب ہے پر ایکبار اوتنا ہی کہایا جا سکتا ہے
جتنا معدہ مین آسکتا ہی ایسی ہی شہادت کتنی ہی بار کیون نہو مرغوب و محبوب ہے پر ایکبار
دس شہادتین یا زیادہ اکٹہی نہین ہو سکتی وہان اگر قصور معدہ ہی قصور تمنا نہین
یہی وجہہ ہے کہ بعد خلو معدہ پہر وہی نوشا نوش تو یہان بہی قصور محل شہادت ہی باقی
وجہہ فقط یہی نہین کہ ثواب زیادہ ہے یا اوسمین موافق قول شاعر ع بہا خون کوئی قاتل
میرا اوسکو خون بہا سمجہی وہ ذائقہ ہے کہ اور دل مین نہین جو شبہہ مرقومہ وارد ہو
اصل وجہہ یہہ ہے کہ اور سب عبادتین جنت مین ادا ہو سکتی ہین بوجہہ منافی ادا انکی جاتی ہین
تو دوسری بات ہے پر جہاد جنت مین ممکن نہین اور نہ شہادت وہان متصور نماز و روزہ
حج و زکوۃ اگر جنت مین بہی فرض ہوتی تو وہان بہی ادا ہو سکتی تہی پر جنت مین کافر
نہین جو جہاد ہو دوزخ مین جا نہین سکتی اور جاتین تو کافر اب کافر نہین رہے یعنی
وہ انکار و جحود نہین جو لوہین سے جہاد کیجیتی اور نہ شہادت ملتی لیجئے اسکی کہ دنیا مین
جاتین یہہ بات متصور نہین مگر یہہ ہی تو سوای شہیدا کسکو آرزو ہی ہر اہل جنت دنیا مین ہوکی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

نماز والوں کو جو کچھ ملا وہ بطفیل نماز ملا وہ وہاں ادا ہو سکتی ہے علی ہذا القیاس زکوٰۃ
و صوم و حج کو خیال کر لیجئے کیونکہ بیت المعمور جو وہاں موجود ہے بجائے خانہ کعبہ کی سجدہ میں ہے
اور یہہ بات مقرر ہے کہ تحت الثریٰ سے فلک الافلاک تک کعبہ کے مقابل میں قبلہ ہی قبلہ ہے
غرض ادائے جملہ عبادات سوائے جہاد جنت میں ممکن ہے اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ جس جسکو کسی
راہ سے کوئی نعمت ملتی ہے وہ اوس راہ کو نہیں چھوڑ سکتا تا مقدور اوسیمیں عمر کھپاتا ہے
یہی وجہ ہے کہ تاجروں کو زراعت اور مزارعوں کو تجارت نوکری پیشوں کو زمینداری اور زمینداروں کو
نوکری دشوار ہو جاتی ہے یہاں تک کہ سائلوں سے باوجود اوس ذلت اور خواری کے
در در بھیک مانگنے کا اپنا انداز نہیں چھوڑا جاتا اسلئے شہدا ہی کو پھر آرزو ہوگی باقی
آیۃ ولکم فیہا ما تشتہیہ الانفس میں لفظ فیہا سے یہہ ظاہر ہے کہ وعدہ اگر ہے
تو انہیں چیزوں کا ہے جو جنت میں ہیں دنیا کی چیزوں کا وعدہ نہیں اور لفظ الانفس میں بھی
اسی طرف اشارہ ہے اور کیوں نہ ہو لفظ حاجت خود اس پر شاہد ہے اسلئے کہ حاجت
اسی کو کہتے ہیں کہ کوئی چیز ضروریات دین و دنیا میں سے ہو اور قوام بنیاد بشری یا دین پر
موقوف ہو جیسی غذا وغیرہ یا قیام دین کا اوس پر مدار ہو جیسے علم اور پھر اسوجہ سے
اوسکی خواہش ہو آرزو کو حاجت نہیں کہتے ہیں لہذا ظاہر ہے کہ جنت میں اس قسم کی
چیزیں جنکی حاجت متعلق ہو سب موجود ہونگی اور دنیا میں جانا اور بار بار لیجانا اس قسم کی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

چیز نہیں ہے۔ سوال سوم حدیث مشکوٰۃ صفحہ ۲۱ سطر ۹ عن عائشہ رض قالت دعی
رسول اللہ صلعم الی جنازۃ صبی من الانصار فقلت یا رسول اللہ طوبی لھذا
عصفور من عصافیر الجنۃ لم یعمل بسوء ولم یدرکہ فقال او غیر ذالک
یا عائشہ ان اللہ خلق للجنۃ اھلا خلقھم لھا وھم فی اصلاب
اباءھم وخلق للنار اھلا خلقھم وھم فی اصلاب اباءھم رواہ مسلم
صفحہ ۲۱ سطر ۲۲ عن عائشہ رض قالت قلت یا رسول اللہ ذراری المشرکین
قال ھم من اباءھم فقلت یا رسول بلا عمل قال اللہ اعلم بما کانوا عاملین
قلت فذراری المشرکین قال ھم من اباءھم قلت بلا عمل قال اللہ اعلم
بما کانوا عاملین رواہ ابوداؤد صفحہ ۲۲ سطر ۱ المولود فی الجنۃ

پہلی حدیث کا یہہ مضمون ہے کہ اے عائشہ اسکو بالیقین جنتی کہنا نہ چاہیے کیونکہ یہہ امر خدا کے
علم میں ہے کہ اسکو اللہ نے دوزخی لکھدیا ہے یا جنتی جیسا کچھ ہوتا ہے وہ باپ کی پشت
مین ہونیکی وقت لکھا ہوتا ہے اس سے یہہ معلوم ہوا کہ مسلمان کے مری ہوئی بچی کو قطعی
جنتی نہ جانین اور دوسری حدیث سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی بچی تو قطعی جنتی ہیں اور مشرکین کے
دوزخی ہیں اور تیسری حدیث کے ہونے سے یہہ لکھا ثابت ہوتا ہے کہ سب کے سب بچے جنتی ہیں تعارض ہوگیا
اور دوسری حدیث میں جو دونوں فریق کے بچونکی دوزخی اور جنتی ہونیکی نسبت لفظ اللہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اعلم بما کانوا عاملین فرمایا ہے یہہ بھی بظاہر مشکل ہے کیونکہ جب لوگونکے عمل کی ہی خبر نہیں
کہ خیر و شر کس قسم کا عمل انسے سرزد ہوگا پھر ایک فریق کے بچونکا قطعی جنتی اور دوسری فریق کے
بچونکا قطعی دوزخی فرما دینا کسطرح ٹھیک ہوگا اور نیز قبل اسکے کہ انکو کسی فعل کی قدرت ہو
وہ فطرت اسلامی پر پیدا ہوتے ہیں دوزخ کی کسطرح مستحق ہو سکتی ہیں جواب جملہ
ہم من آبائہم جملہ طبعیہ ہے مگر اسکی یہہ معنی ہیں کہ موضوع اور محمول میں علاقہ طبعی ہے
یعنی جیسے آدمی کے آدمی اور گدہے کے گدہا پیدا ہوتا ہے اور یہہ دوام طبعی ہے اگر اسکے
مخالف ہو تو وہ بوجہ تغیر اصل طبعیت ہوتا ہے بوجہ اصل طبعیت نہیں ہوتا غرض اصل
طبعیت کو تو یہی لازم ہے اور اسوجہ سے جیسے یوں کہہ سکتے کہ آدمی کے آدمی ہوا کرتا ہے
ایسی ہی یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم من آبائہم مگر جیسے بوجہ احتمال معلوم کسی خاص
حمل کے نسبت یہہ یقین نہیں ہوتا کہ موافق طبعیت اصلیہ ہوگا ایسے ہی خاص کسی مولود کی
نسبت یہہ نہیں کہہ سکتے کہ یہہ جنتی ہوگا یا دوزخی ہوگا اور اللہ اعلم بما کانوا عاملین
سے یہہ غرض ہے کہ جیسی ہمارے قیمت زر و نقرہ اصل حقیقت پر ہے کسوٹی پر لگانا فقط
اوسکے دریافت کرنے کے لئے ہے ثواب و عذاب لو مقدار ثواب و عذاب اصل
طبعیت پر ہے اعمال فقط اوسکے مظہر ہیں مثلاً خطوط کسوٹی فقط بغرض امتحان مطلوب ہیں
چنانچہ لیبلو کہ ایک مراحسن علاوہ اس پر شاہد ہے مگر جونکہ امتحان

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

وہ غرض سے ہوتا ہے کبھی اپنے اطمینان کے لئے جیسے مشتری کا زر و نقرہ کو کسوٹی پر لگانا
اور کبھی دوسرے کی امتحان کے لئے جیسے بائع زر و نقرہ کا اونکو کسوٹی پر لگانا اور دکھانا
یہاں پہلی صورت متصور نہیں کیونکہ وہ علیم و خبیر ہے تو خواہ مخواہ دوسری ہی صورت کا
اقرار کرنا پڑیگا مگر یہہ بھی تو جبھی ہو کہ بچونکی امتحان کی کچھ ضرورت نہیں خدا کو پہلی ہی انکی
حقیقت کی خبر ہے خود اونکو مثل بائعونکے اسکے کہنے کی گنجایش نہیں کہ لو ان اللہ ھدانی
لکنت من المتقین کیونکہ اصل طبیعت گو موجود ہے پر سامان کارگذاری طبیعت موجود
نہیں یعنی جیسے سانپ بھیڑئے کے بچی میں پیدا ہوتی ہے طبیعت نوعیہ یعنی خلقیہ جس سے پہلے
اجمالی ہے پر اسوقت بوجہ ضعف جثہ و کمی قوت اپنا کام نہیں کرسکتے انسان کے بچونکو بھی
سمجھئے اسوقت تعین طبیعت نوعیہ کے لئے جو نتیجہ امتحان ہوتا ہے اس سے بہتر کوئی
طریقہ نہیں کہ اونکی اصل کو ٹٹولی سو وہ ھم من ابائکم سے مفہوم ہو چکا القصہ
ھم من ابائھم اس پر شاہد ہے کہ امتحان کی حاجت نہیں یہہ بات تو موافق
مفہوم ظاہری تھی اور غور سے دیکھئے تو یہہ معنی ہیں کہ وہ اپنے آبا سے پیدا ہوئی ہیں
اونکی طبیعت نوعیہ کو اونکی طبیعت نوعیہ میں دخل ہے اونکی طبیعت شخصیہ کو انکی
طبیعت شخصیہ میں دخل ہے وقت علوق ماں باپ کے طبیعت پر جو کیفیت عارض ہوتی ہے
نطفہ کی جبلت میں داخل ہو جاتی ہے اور اسوجہ سے عوارض لاحقہ یہاں ذاتی

ہوگئے

ہو جاتی ہیں اور یہ لوازم ماہیت شیء میں شمار کئے جاتے ہیں اور وجہ اوسکے یہ ہوتی ہے جیسکہ والدین ولد کے حق میں مبدا و سبب ہوتے ہیں اور مبدا کا یہ کام ہے کہ وہاں سے کوئی چیز نکلکر دوسری طرف جاتی ہے تو جیسے مبدا نور مثلاً آفتاب ہے اور اوسکے روبرو کوئی سرخ یا سبز آئینہ ہو اور اوسکا نور آئینہ کو نکلکر جاوے تو گو آئینہ آفتاب کے حساب سے اوپر کی چیز ہے پر آئینہ دوسری طرف رنگ اوسکو نور کی ذات میں داخل ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ جدا نہیں کر سکتے ایسے ہی کیفیات عقوق والدین کے حق میں تو عارضی ہوتی ہیں پر اولاد کی حق میں جو اونکا جزو ذاتی بن جاتی ہیں اسی بنا پر اختلاف شکل و صورت و مزاج و انداز ہے مگر یہی تو پھر جملہ ارشاد یہ ہوگا کہ وہ ملنے والدین سے پیدا ہو گئے ہیں اونکی حقیقت اور اوس وقت کی کیفیت معلوم ہو سکتی ہے کہ اونکی کیا حقیقت اور کیا قدر و قیمت ہے باقی عمل کی کچھ حاجت نہیں عمل فقط امتحان کیلئے تھا اور خدا کو امتحان کی حاجت نہیں اوسکو معلوم ہے کہ آگ سے اثر ظاہر ہو تو یہ ہو کہ جلاتی ہو یا پانی سے اثر ظاہر ہو تو یہ ہو کہ بجھا دی اور چونکہ اونکی حقیقت کی تحقیق کے موافق اونسے معاملہ کیا جاویگا تو یہ فالیوم لا تظلم نفس الخ کے مخالف ہوگا اور یہ روایت اولیٰ کے معارض واللہ اعلم پہلی صورت میں سن کو تصغیر لیا تھا اور صورت میں سن کو ابتدائیہ اور اگر پہلی صورت میں بھی ابتدائیہ ہی سمجھتی تو کچھ حرج نہیں فقط

سوال چہارم ۴

حدیث مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱ سطر ۳ عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

علیہ وسلم الوائدۃ والموؤدۃ فی النار صفحہ ۲۳ سطر ۱ والوئید فی الجنۃ سے پہلی حدیث سے سو وہ جسکو زندہ دفن کردیا ہو دوزخی ہونا ثابت ہوتا ہے اور دوسری حدیث جملہ سے جنتی ہونا معلوم ہوتا ہے صریح تعارض ہے سو دوزخی ہونیکی کوئی وجہ بیان کرنی چاہئے وہ تو معصوم محض ہے بیچ میں اونکی طرف سے کیا الزام ہے اگر کوئی یہ کہے کہ چونکہ اوسکا پیدا ہونا اونکے والدین کو باعث ایسی فعل شنیع کا ہوا اسواسطے وہ دوزخی ہوئی یہ جواب بھی چسپاں نہیں ہوتا کیونکہ اوسکو اپنے پیدا نہ پیدا ہونیکا اختیار نہیں جو اوسکی طرف پھر الزام عاید ہوسکے

جواب الوائدۃ والموؤدۃ اور علی ہذا القیاس الوئید من الغلام جو بعید لیجیئے تو کچھ تعارض ہی نہیں اول حدیث میں اور فرد ہوگا اور دوسری میں اور فرد اور اگر طبیعت ہی مراد لیجئے تو احتمال اختلاف زمان ممکن ہے ہوسکتا ہے کہ پہلی دوزخ میں جاتی اور پھر جنت میں آجاتی اور صورت اوسکی یہ ہو کہ جیسے وہ مائیں جو اپنی بال بچوں کی نگہبان نہیں اس محبت کے باعث بطفیل اطفال جنت میں جاوینگی اور اولاد بھی اس محبت کے مکافاۃ میں محبت سے پیش آکر جنت میں کھینچ لیجاوینگے ایسی ہی وہ مائیں جو اپنی بچوں کو زندہ دفن کردینگی یا قتل کردینگی اس عداوت و سنگدلی کے باعث دوزخ میں جاتیں اور اونکی بچے اوس بیرحمی کی مکافاۃ میں عداوت سے پیش آئیں اور دیکھکر دوزخ میں ہوتیجاتیں اس معصیت کے باعث جو ہوتیجانیکی سبب ظہور میں آئیگی یہ ارشاد ہوا کہ الوائدۃ والموؤدۃ فی النار یہ چونکہ موؤدہ کا یہ کام ایسا ہوگا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

جیسا ملائکہ کرتی ہیں تو اس وجہ سے وہ بمنزلہ ملازمان سرکاری ہونگی جو خدمات
جیلخانہ سپرد ہوتے ہیں جیسی انکو اس وجہ سے کہ وہ اہل تعذیب نہیں اور کارپردازان
تکلیف ہوتے ہیں جیلخانہ کی کچھ تکلیف نہیں پہنچتی ایسے ہی یہ جو وہی عذاب سے
محفوظ رہینگی اور نار اسکو نہ ستائیگی ورنہ ایسا قصہ ہو کہ ایک ملازم دوسری ملازم کو
ستائے اس قسم کے الفاظ کی ساتھ اس مضمون کی ادا کرنے سے غرض یہ ہو کہ اس تعریض سے
لوگونکی دلوں میں خوف پیدا ہو یعنی جب یہ سنینگی کہ سو وہ ہی دوزخ میں جائینگی تو اپنی فہم
کی موافق یہی سمجھینگے کہ اس فعل شنیع کی نحوست کے سبب یہ بلا اونکو پیش آئی اس سے انہیں
انکو یہ اندیشہ ہوگا کہ جب اس فعل شنیع کی باعث ملازم معصوم تک ماری پڑی تو کیا عجب ہے
کہ انکا وبال اڑوس پڑوس تک پہنچے اسلئے اپنی بچاؤ کی لئے اس امر سے ہر شخص مانع ہوگا
اور تعریض کا اس غرض کی لئے جائز ہونا بدلالت نص اس سے ثابت ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے بطرز خوش طبعی ایک بوڑھیا سے یہ ارشاد کیا کہ بڑھیا جنت
میں نجائیگی جب وہ آزردہ ہوئی تو یوں فرمایا کہ جوان ہو کر جائینگی بڑھاپے کی صورت
میں نجائینگی الغرض یہ ارشاد کہ بڑھیا جنت میں نجائیگی باعتبار معنی مطابقی اس بات پر
دلالت نہیں کرتا کہ جو یہاں بڑھیا ہو چکی وہ جنت میں نجائیگی مگر بایں خیال کہ وقت کلام تو
وہ بڑھیا تھی اسطرف ذہن دوڑ گیا کہ جو یہاں بڑھیا ہو چکی وہ جنت میں نجائیگی اسلئے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

لیکن فی النار باعتبار رسمی مسلا بقی تعذیب پر دلالت نہیں کرتا مگر چونکہ بنی آدم کا دوزخ میں
جانا باعتبار اصل و منع بغرض عذاب ہی ہوگا تو اس طرف ذہن دوڑتا ہے اور اس سے
فائدہ منع بمعاصی اور نہی عن المنکر حاصل ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ وہ بات ہے
جو اصل بعثت انبیا اور غرض ارسال رسل ہے جب زجر و تخویف طبعی کے لئے تعزیر
جائز ہوتیں حالانکہ ان کو غرض بعثت نہیں کہہ سکتے تو نہی عن المنکر اور تخویف کہ تے جو
مثل امر بالمعروف اور بشارت منجملہ اغراض بعثت ہیں کیونکر جائز نہ ہوگی اور اگر لفظ
فی النار سے تعذیب ہی مقصود ہو تو یہ ایسی صورت ہوگی کہ جیسے اپنی جہل اور اپنی اعضا
قطع کی باعث قاتل و قاطع کے جمیع اجزاء دوزخ میں جائینگی سر مقتول بھی اور دوسری اور
عضو مقطوع بھی اور باقی بدن ایسی ہی یہ بوجہ کہ ہنوز استغنا عن الالام اور استقلال
میسر نہیں آیا یہ وقید ہی مثل اعضا مقتول مذکور ہے یعنی جیسی اوسکے اعضا اپنے قیام و قرار
و غذا وغیرہ میں مستغنی اور مستقل نہیں بدن کے تابع ہیں ایسی ہی موودہ بھی والد ہی کا تابع ہے
اوسکا قتل کرنا بمنزلہ قطع اعضا و قطع راس درست ہو جاتا ہے اسلئے اوسکی تعذیب
ہی بحکم حکمت ضرور ہے نہ بایں وجہ کہ فعل تابع قتل کو اوس سے تعلق ہے جو یہ شبہ ہو
کہ حضرت عیسی علیہ السلام بوجہ شرک امت کیوں نہ ہوئی بہر حال اگر تعذیب ہو تو اس وجہ
ہو مگر چونکہ مظلوم سبب مستحق دخول جنت ہے تو بعد جنیدی موودہ بھی اوس سے جدا ہو کر
لتر بھی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

جنت میں آجاوے اور بعد عذاب راحت پاوی اور کیوں نہو کہ بجمیع الوجوہ عدم استقلال و
عدم استغنا نہیں تعدد روح سے ظاہر ہے کہ من وجہ استقلال اور استغنا بھی ہے زندگانی
میں بالکل تابع نہیں حصول غذا ہی بتوسط والدہ متصور ہے اگر بجمیع الوجوہ استقلال نہوتا
تو پھر جدائی بھی نہوتی علی الدوام والدہ کے ساتھ دوزخ میں گذرتے ؎ ؎ ؎ سوال پنجم ـ
جملہ حدیث کتاب مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۰ سطر ۹ فانطلق بی جبرئیل حتی اتی السماء الدنیا
فاستفتح قیل من ھذا قال جبرئیل قیل ومن معک قال محمد قیل وقد ارسل
الیہ قال نعم قیل مرحبا بہ فنعم المجئ جاء ففتح الخ اسکے معنی سے یہہ بات معلوم ہوتی
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج کی اسمانوں پر شہرت نہی کیونکہ اگر خبر مشہور ہوتی
تو ہر آسمان کے دربان متعجب ہوتی دریافت نکرتے بلکہ دروازے ہی بند نکرتے کیونکہ جو
کوئی اپنے مکان یا سیر باغ کو بلاتا ہے اور بلانا اتنی تپاک سے ہو کہ خاص شخص لینے جاتے
پھر دروازونکا بند کرنا تعجب کی بات ہے اور نیز اشتیاق ملاقات پر بھی حرف آتا ہے
جواب دربار عام کیوقت ایوان شاہی کی دروازہ کہولے جاتے ہیں ورنہ بمقتضای
رفعت منزلت اور شوکت سلطنت یہہ ہوتا ہے کہ دروازہ بند رہی تاکہ ہر کس و ناکس
نہ آنے پاتے اور دیکہنے والوںکو یہہ اشارہ ہو کہ ہماری بادشاہی کوئی نہیں جو دروازہ
کہلا رکہتے اور رسم ملاقات جاری ہوا اسکے بعد اگر کہولا جاوے تو وہ کہولنا خواہ مخواہ اسبات پر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

شاہد ہو گا کہ جسکے لیے کہولا گیا ہے بڑا ہی رفیع المنزلت ہی جو یون ملاقات کی ٹہری مگر یہہ
دلالت اوسیوقت کامل ہوگی جب وقت پر دروازہ کہلی وہ نہ پہر اوکی خصوصیت کی سمجہنے کی
کوئی صورت نہیں اسلئے رمضان مین تو دروازے برابر کہلے رہتے ہین کیونکہ وہ وقت بمنزلہ
وقت دربار عام ہوتا ہے اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی لیے پہلی نہ کہولا گیا تاکہ اوکی خصوصیت
معلوم ہو جاتی اور یہی وجہ ہوئی جو دربانونکو یہ اطلاع نہوئی کہ آج محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
آتے ہین اونکی لیے دروازہ کہولدینا بلکہ شہرت رفعت منزلت محمدی پر قناعت کی تا قبل
حکم الکا نام سنکر کہولدینا اسنے وا انکی لیے آپکے قرب و منزلت کے پہچاننے کی لیے ذریعہ کامل
ہو جاوے یعنی اسوقت اگر پہلی سے حکم دیا جاتا تو یہہ احتمال تہا کہ دربان یون ہی کہولنی اور
عجب نہتا کہدیتے ہم کیا جانین تم کون ہو حکم ہوا تو تعمیل کردی باسے کچہہ بحث نہو الا ہی
یا پوچہتا ہی اتفاق سے اسی طرح بلا لیا ہے جیسی کسی سفیر و رئیس کو رئیس لازم ہون اور غلامونکو
بلا لیا کرتی ہین جب پہلے سے دربان کو کچہہ حکم نہیں ہوا اور یہہ نام سنتی ہی دروازہ کہولا گیا تو معلوم ہوا
کہ قرب منزلت محمدی ہر کس و ناکس کو معلوم ہی اور جب اس وجہ سے دربانونکو اطلاع کی ضرورت
نہوئی تو اور کونسی وجہ تہی جو انکو اطلاع کیجاتی منجملہ ارکان دولت ہوتی اور زمرہ ارباب مجلس
مین سے ہوتی تو یون ہی سہی سوال ششم صفحہ ۳ سطر ۲ عن ابی ہریرۃ قال قال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ کما تنتج البہیمۃ بہیمۃ جمعاء ھل تحسون
فیہا من جدعاء ثم یقول فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل
لخلق اللہ — آیت اور حدیث سے ہر انسان کا فطرت پر پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن
جب اللہ تعالی نے فطرت پر پیدا کیا تو فطرت اسلامی یعنی اصل طبیعت جسکو جبلت کہتے ہیں
بدلتی کیونکر معنی لفظ جبلہ اللہ کے خلقہ اللہ آتے ہیں اور ایک جگہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی
یہ کہے کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل گیا ہے تو اعتبار کر لینا مگر اس بات کا اعتبار نہ کرنا کہ کوئی اپنی
جبلت سے ٹل گیا ہے دونوں حدیثوں میں بظاہر تعارض ہے اور دوسری یہ کہ جب ہر مولود
قبل پیدائش شقی یا سعید لکھا جاتا ہے تو پھر فطرت پر پیدا ہونگے کیا معنی وہ تو اوسی اپنی
سعادت یا شقاوت سکونت پر پیدا ہوگا الجواب فطرت اور کچھ ہے اور طبیعت اور ختم
اور کچھ ہے مرتبہ فطرت مرتبہ مختوم علیہ ہے مرتبہ ختم نہیں مرتبہ اول مقدم بالذات ہے اور مرتبہ
مؤخر بالذات پر زمانہ کی اعتبار سے کچھ تقدم و تاخر نہیں یا بنائی زمانہ ذات سے دونوں متصف
ہیں پر اتنا ہی کہ جیسی شہوت اور غضب کے تحرک کیلئے اسباب معلومہ کی ضرورت ہے اور اصل
صفت کے وجود کیلئے کسی اور کی حاجت نہیں ایسی ہی تحرک مرتبہ ختم کیلئے جو معرض بعثت
ہے اسباب خارجیہ کی ضرورت ہے والدین کی صحبت اور ان کا اغوا اسکی تحرک کا باعث
ہو جاتا ہے اسلئے یہ ارشاد ہوا کہ فابواہ یہودانہ الخ الغرض مرتبہ فطرت مختوم علیہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور مستور ہو جاتا ہے اور مرتبہ ختم سا تیرہ پر مرتبہ ختم کی وجہ سے مرتبہ فطرت زایل نہیں ہو جاتا
جو یہہ شبہہ ہو کہ منفعت اصلی کو ماں باپ کسطرح زایل کر دیتے ہیں حالانکہ یہہ ارشاد ہو چکا ہے
لا تبدیل لخلق اللہ مگر مرتبہ فطرت وہ اعتقاد توحید ہے خاصکر اس مقام میں ظاہر ہے
اور ظاہر ہے کہ وہ تہ دل سے زایل نہیں ہو سکتا کیونکہ جب اپنی حقیقت کو خدا کی نسبت ایک امر
انتزاعی سمجھا اور یہہ تر دد ہو بیجو ایک سطح نورانی اور منتہای اشعہ ہوتا ہے وجود محض کے
حق میں ایک جسد فاصل خیال کیا تو لا ریب یہی کہنا پڑیگا کہ جیسا سطح بشرط ادراک سوا
اوس جسم کے جسکی وہ سطح ہے اوسکو اپنا منشا موجود اور لایق نیاز سمجھینگے تو یہ حقایق ممکنہ
بھی بشرط ادراک سوای اپنے منشا انتزاع کے اور کسیکو اپنا مبدا اور قابل نیاز نہیں سمجھ سکتے
سو انسان کے ادراک و شعور میں تو تامل ہی نہیں تو اس اعتقاد کی تہ دل میں ہونے سے بھی
انکار نہیں ہو سکتا اور چونکہ اپنی حقیقت اولا اپنے ادراک میں کوئی چیز حایل نہیں تو اور کسی
چیز کا علم ہو سکے یا نہو سکے پر اپنے علم سے کوئی چیز مانع نہیں ہو سکتی یعنی کوئی چیز حجاب
فیما بین نہوگا اور جب اپنے علم کا یہہ حال ہے تو جس چیز کے علم پر اپنا علم ہی موقوف ہو اور جس
ادراک میں کوئی حایل نہوگا اور اوسکا علم ہوا تو اسی شان کی سلسلہ ہوگا کہ وہ اپنا مبدا
اور قیوم ہی اور سوا اوسکے اور کچھہ نہیں تو پھر اعتقاد توحید میں کیا کلام ہے اس اعتقاد کا
مقتضا یہہ تہا کہ اسکی اطاعت میں سر مو تفاوت نہوتا انکار وجود تو در کنار مگر چونکہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بجملہ صفات سلوبیہ بیانکار حجود ہیں ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ مرتبہ فعلیت ہے تو بالضرور اس فعلیت کیلئے
ایک مرتبہ قوت ہوگا اوسکو مرتبہ ختم خیال فرمائی اور ظاہر ہے کہ مرتبہ قوت ذات موصوف سے
جدا نہیں ہوتا بجملہ لوازم ہوا کرتا ہے اسلئے اگر یون کہا جاوی کہ یہہ مرتبہ جو اصل شقاوت ہے
اور اوسکے مقابل کا مرتبہ جسکو سعادت کہتی ماں کی پیٹ ہی سے ساتھہ ہے تو کچھ غلط نہوگا
سراسر صحیح وصواب ہوگا واللہ تعالی اعلم و ثانیاً اول تو دفع تعارض المولود فی الجنۃ
جو نسبت ہم من اباہم اور نیز ان اللہ خلق للجنۃ اھلا وکما قال بتلاہر سوم
ہوتا ہے یاد نہ رہا اور بعد اختتام یاد آیا تو جہاں اوسکا موقع تہا جگہ نہ باقی حاشیہ پر کچھہ
لکھنا شروع کیا تہا مگر آخر کار گنجایش نہ نکلی اسلئے آخر میں لکھنا پڑا اور پہر جو دیکہا تو بعض
وجوہ سے یہی اچہا ہوا کیونکہ بعض پہلو تقریر متعلق المولود فی الجنۃ کی تقریر جواب سوال
اخیر پر موقوف ہیں بالجملہ اپنے موقع پر تو لکھنے کا اتفاق نہوا لاجرم آخر میں لکھتا ہوں
المولود میں بشرط صحت حدیث اگر الف لام عہد ہو تب تو کچھ تعارض ہی نہیں ورنہ دو
صورتیں ہیں ایک تو یہہ کہ فرق افراد ذراری و مولود بوسیلہ فرق حقیقت کیا جاوے
دوسرے یہہ ہے کہ ہم من اباہم کو خبر انکشافی اور مولود فی الجنۃ کو حکم وہی قرار دیکر
پہر جزیکہ انکشافی ہونی پر یہی دو احتمال ہیں ایک تو یہہ کہ جواب مطابق سوال ہو ظاہر ہے کہ
اور واقع میں بہی اسی صورت میں تو یہہ جز انکشافی بدلالت التزامی جواب سوال ہے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

دلالت کریگی مگر چونکہ یہ بیر التزامی مطابق نہیں تو ارشاد والمولود فی الجنۃ سے اوسکی اصلاح
کی گئی اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ کلام از قبیل تعریض ہو جواب واقعی نہو صورت جواب ہو
تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ذریۃ کہنا تو اوس وقت جائز ہو جبکہ اثر صحبت والدین کچھہ
نہ کچھہ آچکا ہو اور قبل وصول اثر انکو ذریۃ کہنا باعتبار لغت جائز تھا اور جائز ہی ہو تو
اس اعتبار سے ہو کہ وہ خورد ونوش وغیرہ امور ضروریہ میں تابع والدین ہے کیونکہ ذریۃ میں
مضمون اتباع ملحوظ ہے مگر لفظ ذراری المؤمنین اور لفظ ذراری المشرکین باعتبار حقیقت
اسطرف ناظر ہے کہ وہ اتباع شرک وایمان میں ہے، سو یہ بات قبل وصول اثر صحبت متصور نہیں
البتہ قبل وصول مذکور لفظ مولود کہنا صحیح ہے سو ذریۃ تو بوجہ قبول اثر مذکور مصداق ہم
من آباءہم ہوں مگر چونکہ بوجہ ضعف معلوم قبل بلوغ زمانہ معتدبہ تمیز تو بلا عمل کہنا
درست ہو اسلئے مگر اسوقت میں جسمیں بجز تاثیر اعتقادی بوجہ صغر سنی عمل کی نوبت ہی
نہ آئی ہو اوسکے بعد ارشاد اللہ اعلم بما کانوا عاملین اس غرض کے لئے ہو
کہ اثر مذکور اور قوی وملکات ذریۃ کے بعد تخمینہ عمل صحیح صحیح معلوم ہو سکتا ہے
رہی حدیث رفع القلم عن ثلاثۃ وہ بظاہر معارض مواخذہ ذریۃ معلوم ہوتی ہے
مگر غور سے دیکھئے تو یہ مطلب ہے کہ اس زمانہ کی عمل کا اور عدم عمل کا اعتبار نہو گا پر وقت اعتبار
یعنی وقت بلوغ جو کچھہ اونسے سرزد ہوگا اوسی استعداد کا ثمرہ جو پہلے سے مکنون تھا بہر حال

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

غرض یہ ہے کہ اک استعداد پہلی سے تھی اب یہ اثر ظاہر ہوا اسکی بوفق تخمینہ ہوجاویگا مگر یہ ہے
تو یہ المولود فی الجنۃ کی یہ معنی ہونگی کہ مرتبہ فطرۃ تو فعلیۃ تک پہونچا ہوا در مرتبہ ختم ہوہی (الخ)
نہ ہو مرتبہ قوت ہی میں ہی یا مرتبہ فعلیۃ تک نہیں پہونچا اسلئے بوجہ بیکاری مرتبہ ختم اور
فعلیۃ مرتبہ فطرت مولود مستحق جنت ہوگا اور اوسوقت ختم شقاوت سے عاری رہیگا پھر
ظاہر ہے حاصل اس تقریر کا تو یہہ ہوگا کہ مولود اوریں اور ذریۃ اور مگر اسوقت وہ تقریر
جو متعلق سوال سوم ہے کسیقدر غلط ہوگی پر حدیثیں سبکی سب باعتبار مدلول صحیح ہونگی
اور اگر جملہ ہم من آباءہم کو خیال انکشافی نہ کہتی اور تعریض کہتے تب بھی یہی صورت ہی
کیونکہ اس صورت میں اصل مطلب تو اتنا ہی ہوگا کہ ذراری باعتبار حقیقت بنی نوع
آباء میں پر ظاہر یہہ کلام اسپر بھی دلالت کرتا ہے کہ دوجہتی دوزخی ہونے میں بھی آباء کے
شریک حال ہیں خاصکر جبکہ یوں کہا جاوے کہ اصل سوال اس امر کا تہا کہ وہ جنتی ہیں یا دوزخ
اور اس دولت ظاہری سے جسکے اعتبار سے اوسی تعریض کہہ سکتے ہیں غرض دینی تخویف
اور تحذیر ہو تا کہ سننے والے مشرکین کی صحبت چھوڑیں اور مومنین کی صحبت اختیار کریں غرض
اسیصورت میں بھی باعتبار مدلول سب حدیثیں واقعی ہونگی اور اگر یہہ کہیئے کہ انکشاف
مذکور کی بنا پر آپنے ہم من آباءہم فرمایا اور مطلب یہہ ہو کہ ذراری کو شریک نوع آبا
سمجھکر شرکت عذاب وثواب کی طرف اشارہ فرمایا تہا تو اس صورت میں انکشاف تو

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

صحیح پر حکم اشتراک فی العذاب والصواب غلط اور اس قسم کی غلطی انبیاء کرام علیہم السلام سے ممکن ہے پر اصلاح اوسکی ضروری ہے اسلئے بطور اصلاح بحکم وحی یہہ ارشاد ہوا ہو کہ المولود فی الجنۃ تو یہہ بھی احتمال ہے کہ غلطی نہو بلکہ اول اول وہی حکم ہو مگر آخر کار بمقتضای کرم یہہ ارشاد ہوا ہو کہ المولود فی الجنۃ غرض درصورت صحت جملہ احادیث انطباق سب طرح ممکن ہے اور شاید یہی وجہ ہوئی کہ ذراری کے باب میں اختلاف عظیم ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۔

نقل مراتب تبرکی علم و عمل بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ در معنی حدیث فضل العالم الخ

حسب درخواست جناب حکیم ضیاء الدین صاحب ثبتہ اللہ دایما علی الصراط المستقیم جو بندہ کے مخدوم و مکرم ہیں طبع نارسا یون متقاضی ہے کہ درباب تفضیل علم یا عبادت ایک قول فیصل واضح ایسا لکھیے کہ جس سے خلجان یک لخت اہل انصاف کی دل سے اوٹھ جاوے اور حق صریح واضح ہو جاوی اسلئے اول بطور دعوی یہہ معروض ہے کہ مایۂ فخر انسانی کل تین چیزیں ہیں علم اور تقوی اور عمل جسے عبادت کہتے ہیں پھر ان تینوں میں سے اصل اور عمدہ تقوی ہے بعد ازان علم بعد ازان عمل جب یہہ دعوی مشرح ہو چکا تو اب لازم ہے کہ اسکے دلائل نقلیہ اور عقلیہ دونوں قسم کے پیش کیجیے تاکہ موجب مزید اطمینان ہو مگر چونکہ بیان دلائل دعوی مذکور پر موقوف ایک

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

تفصیل یہ ہے اسلئے بطور تمہید اول گوش گذار اہل انصاف ہے کہ خداوند بیمثل و لامثال اور بندگان سراپا امتثال کی مثال ایسی ہے جیسی کوئی شہنشاہ ذی جاہ جو حسن و جمال اور جود و سخا اور حسن اخلاق اور ہر قسم کے کمال مین یکتا ہو اور اوسکو کسیطرح کی حاجت اوروں کی عارض حال نہو بلکہ وہ بے نیازی اور بیغرضی مین بیہمتا اور بایںہمہ اوسکی ذات جملہ کمالات جیسے عیوب سے منزہ اور مبرا ہو یعنی ہر قسم کی وہ خوبیان جسکے سبب دوسرونکو محبت پیدا ہوتی ہے موجود ہون اور علی ہذا القیاس ہر طرح کی وہ باتین جنسے اورونکو خوف اور اندیشہ ہو اوسکی ذات مین حاصل ہون اب ظاہر ہے کہ رعایای بادشاہی مین سے جو کوئی صاحب عقل صاحب دل صاحب نظر ہوگا اور اسپر نظارہ جمال باکمال بادشاہی اور الطاف شہنشاہی سے بہرہ ور اور باسوا اسکے اور کمالات سے مطلع ہوگا تو بیشک وہ مرد سلیم فریفتہ جمال اور دلدادہ ہر کمال ہوگا محبت حسنی اور احسانی اور کمال سے شیفتہ اور فریفتہ ہو کر ہر دم جویای رضای بادشاہی رہیگا اور بالطبع بتقاضا محبت خلاف رضاء بادشاہی سے متنفر اور مجتنب ہوگا علی ہذا خیال شوکت و سلطنت و بیغرضی اور بے نیازی سے ہر دم خایف و ترسان رہیگا اور اس سبب سے بہی رضا کا طالب اور ناخوشی سے مجتنب ہوگا مگر چونکہ طلب رضا اور اجتناب امور غیر مرضیہ موقوف علم مرضیات اور علم غیر مرضیات پر ہے تو لاجرم قوانین ادب اور

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

دیگر احکام صادرہ کو محفوظ اور مستحضر کرکے ہر دم و ہر لحظہ پابند قوانین ادب اور احکام سلاطین
ہو سکا اور وجہ اس شمول کی یہی تعلق ہو بیکی خدا وند ذوالجلال والاکرام اور بندگان خاص سلاطین کے
کیونکہ خداوند کریم کا جامع جمیع کمالات ہونا خواہ جمالیہ ہوں خواہ اور کمال جلیلہ کا تمام
خصوصاً اہل اسلام ہے اور علی ہذا القیاس خداوند اکرم الاکرمین کا جمیع عیوب اور نقصانات
سے منزہ اور مقدس ہونا بھی ہر فرد بشر خصوصاً امت خیر البشر صلے اللہ علیہ وسلم کی
نزدیک مسلم بلکہ کسی بادشاہ وغیرہ کا جامع جمیع کمالات ہونا اور عیوب سے منزہ ہونا تو
ایک فرض محال ہے البتہ خداوند جلیل کا جامع جمیع کمالات ہونا اور تمام عیوب سے منزہ ہونا
اور تحقیق ہے انسانوں میں تو جامع جمیع کمالات انسانی ہونا اور عیوب نفسانی سے بری ہونا
بھی ایک اعجوبہ ہی بجز ذات مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم اور کسیکو کہا نہیں جا سکتا
سو شوکت سلطنت اور حشم و خدم ملوکانہ کا ہونا بظاہر وہاں بھی نہ تھا مگر تفہیم
کے تئے ایسے امور کی فرض کر لینے میں کچھ حرج نہیں الغرض جناب باری عز اسمہ کا جامع
جمال و جلال اور منزہ از ہر عیب اور موصوف بہر کمال ہونا سب کے نزدیک محقق ہے اور مسلم
علی ہذا القیاس بندگان خاص کا جمال خداوندی پر عاشق ہونا اور بتقاضائے محبت
جویای رضا اور خلاف مرضی ہو جانے سے اندیشہ مند رہنا اور اسیطرح اوسکی
بے غرضی اور بے نیازی اور شوکت کی وجہ سے اوسکے غصے سے خائف ہو کر اپنی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بیاول فکر میں گذارش سب کے نزدیک خصوصاً اہل اسلام کے نزدیک محقق اور مسلم ہے
جب یہ بات ذہن نشین ہو چکی تو اب اہل فہم کی خدمت میں یہ گذارش ہے کہ بندگان خاص کے
احوال کی تنقیح اور تشریح کرنے سے چند باتیں مرتب معلوم ہوتی ہیں اول تو خداوند عالم کے
جلال و جمال و کمال کا یقین ہونا ضروری کا ہے کیونکہ اگر خدا کے اوصاف کمال اور جلال کی
کسی وجہ سے اطلاع نہ ہوگی تو نہ خدا سے محبت ہوگی اور نہ اوس سے خوف پیدا ہوگا کیونکہ
محبت کا مدار جمال اور اوصاف کمال پر ہے اور خوف کا مدار یہ غرض اوجلال پر ہے پھر جب
انکی اطلاع ہی نہ ہوئی تو محبت اور خوف کا نام و نشان بھی نہ ہوگا مزید توضیح کے لئے عرض کرتا
ہوں کہ اگر شیر اندھیری میں پاس کھڑا ہو اور آدمی اوسکو غلطی سے گائے سمجھ جاتی تو ہرگز اوس کو
خوف نہ ہوگا علی ہذا القیاس اندھیری میں اگر حسین بے نظیر کسی عاشق مزاج کے پاس موجود ہو
اور وہ اوسکو بسبب اندھیری کے قبیح للمنظر سمجھے تو پوری محبت بھی اوسکے دل میں نہ آئیگی
اور جب محبت ہوئی اور نہ خوف تو طلب رضا اور غیر مرضیات سے احتراز کی کوئی صورت نہیں
چنانچہ ظاہر ہے کہ نفس آرام طلب بغیر ان دو محرکوں کے کار دشوار عبادت و تقوی
کو ہرگز سر نہیں اوٹھا سکتا اسی واسطے خداوند کریم بھی فرماتے ہیں وانها لکبیرۃ
الا علی الخٰشعین الذین یظنون انهم ملاقوا ربهم وانهم الیه راجعون
یعنی بیشک نماز ایک بھاری چیز ہے مگر خشوع والوں پر جو یوں سمجھتے ہیں کہ بیشک خدا سے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بلتا ہے اور ہم اوسکے طرف جانی والی ہین فقط اسی سے معلوم ہوا کہ نماز کا ادا کرنا
بے خشوع بہت دشوار ہے اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ خشوع ان دو خیالون پر موقوف ہے
ذہن خدا سے ملاقات کرنی ہے اور اوسکی طرف جانا ہے سو اس میں سے تمنائی وصال
اور اندیشہ باز پرس جو محبت اور خوف پر موقوف ہین دونون نکلتے ہین اور اگر کوئی
اس ظن ملاقات اور رجوع کو فقط باعث خوف ہی قرار دیگا اور محبت سے مربوط نہ سمجھی تو
آیہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی تو اس باب میں صریح ہے کہ محبت
سہولت اتباع شرع کا باعث قوی ہے کیونکہ امتحان محبت نبی یہہ ہوا کہ اتباع کر کے
دکہلا دو علی ہذا القیاس فاما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی
فان الجنۃ ہی الماوی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خوف خداوندی بہی سبب
نفس کو اوسکی خواہش سے روک سکتی ہین اسلئے اول خاف فرمایا بعد ازان ونہی النفس
اور یہہ ظاہر ہے کہ نفس کا خواہش نفسانی سے روکنا ہی دینداری ہے کیونکہ اتباع شرع
اور مجاہدہ اور عبادت میں جو اشکال ہے تو اسی سبب سے کہ خلاف خواہش کرنا پڑتا ہی
النفس تا وقتیکہ جمال و جلال خداوندی پر اطلاع اور اوسکا یقین نہو تو محبت اور خوف کا
ہونا موجود و کیونکر ہوین اور بسبب امکان اتباع شرع متین میں متصور نہین اور جب یہی نہوی
تو یہہ نفس کافر کیش تو خود آرام طلب ہے عبادت و تقوی اوسکی بلا کریگی تو لاچرم بندگان

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

خاص کا جلال و جمال خداوندی پر بالیقین مطلع ہونا ضرور ہے مگر اطلاع یقینی دو طرح
ہو سکتی ہے ایک تو دیکھی بھالی دوسری سنی سنائی چنانچہ ان دونوں قسموں کی طرف
جملہ مندرجہ حدیث متفق علیہ صحیحین میں اشارہ موجود ہے وہ جملہ یہ ہے ان الاحسان
ان تعبد ربک کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک مطلب یہ
کہ احسان یعنے عبادت کی خوبی یہ ہے کہ خدا کی عبادت تو ایسی طرح کرے جانو تو اوسے
دیکھتا ہے اور جو دیکھنا نصیب نہو تو یہی سہی کہ یوں سمجھے کہ وہ مجھے دیکھتا ہے سو مضمون
اول باول کیطرف مشیر ہے اور مضمون دوم دوم کیطرف باقی رہا یہ شبہہ کہ
کانک تراہ بلفظ تشبیہ فرمایا ہے سو اس سے عین رویت نہیں نکلتی جو معرفت کی
طرف اشارہ ہو کیونکہ معرفت کے باب میں اوس یقین کو ہم نے معتبر رکھا ہے جو
دیکھنے بھالنے سے پیدا ہوتا ہے بلکہ اوس سے یوں ثابت ہوتا ہے کہ ایسی حالت ہو جو
مشابہ رویت کے ہو سو اسکا جواب یہ ہے کہ رویت کا لفظ عرف میں چشم ظاہری سے
دیکھنے کو کہتے ہیں سو اگر یہی دیدار کی کیفیت اس آنکھ سے حاصل نہو بلکہ کسی اور جا سے
سے ہو جیسی خواب میں یا معاملا و مکاشفہ میں تو اوروں کی سمجھانیکو بطور تشبیہ کے کہدیا
کرتے ہیں جانو میں یوں دیکھتا ہوں ورنہ حقیقت میں رویت چشم قلب سے متعلق ہے آنکھ
فقط بمنزلہ عینک کے ہے مدد کی نہیں چنانچہ سب اہل فہم جانتے ہیں اسلئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کانک تراہ فرمایا فقط تراہ نہ فرمایا بلکہ نظر مکاشفہ اہل حق میں جس قدر وضاحت اور یقین ہوتا ہے نظر ظاہری میں نہیں ہوتا اس لئے کہ نظر ظاہری بوسیلہ نور آفتاب وغیرہ کام دیتی ہے اور نظر باطن اہل حق میں نور خداوندی سے کام چلتا ہے چنانچہ حدیث میں موجود ہے اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ یعنی مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ بوسیلہ اللہ کے نور کے دیکھتا ہے الغرض دیدہ باطن کا مشاہدہ حق معاینہ چشم ظاہری جو بہ نسبت اجسام و اشکال و الوان کے ہوتا ہے بڑھ کر ہے سو معرفت حقیقت میں ایک قسم کی رویت ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ خدا کی تجلیات کا کچھ ٹھکانا نہیں ایک سے ایک زیادہ واضح ہی سو معرفت میں گو رویت ہے کیوں نہو پر قیامت کو جو دیدار ہوگا تو اوس تجلی کے سامنے معرفت کی تجلی ایسی ہے جیسے شمع فانوس کے پردہ میں نظر آتی ہے بے پردہ نہو سو اس لئے آپ نے کانک تراہ فرمایا تراہ نہ فرمایا کیونکہ تراہ جب اپنی موقع پر ہو جب بیچ کا حجاب باقی نہ رہے جیسے خدا نصیب کرے قیامت کو ہوگا مگر یہ بھی واضح ہے کہ جیسے شمع کی تجلی کو فانوس میں دیکھنا بھی کہتے ہیں سو خدا کی تجلی کو جو معرفت میں حجابوں کے بیچ میں سے ہوتی ہے اسی رویت کیوں نہ کہتے جب یہ معلوم ہو چکا تو اتنا اور بھی سنئے کہ ہم اول کو معرفت کہتے ہیں اور دوسری شناسائی یقینی کو لقا الغرض خداوند جلیل کے جلال و جمال کا علم الیقین ہونا بندگان خاص کے لئے ضرور ہے اور اسی علم کی طرف آیۃ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء میں اشارہ ہے کیونکہ اسکے یہ معنی ہیں کہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

خدا سے عالم ہی ڈرتے ہیں سو اگر عالم سے عالم جلال و جمال مراد نہو بلکہ عالم مسائل صوم و صلوٰۃ
و دیگر احکام مراد ہو تو قطع نظر اسکے کہ صدہا جاہل اسکے خلاف مشہود ہے عالم مسائل
فاسق و فاجر بھی باور بہت سے جاہل خدا سے ڈرتے ہیں خوف کو علم مسائل سے کچھ علاقہ بھی
تو نہیں ہاں جیسے علم ذات و صفات بغیر موجب خوف نہیں ہے ایسی ہی یہ علم ذات و صفات
خداوندی جو علم جمال و جلال ہے البتہ موجب خوف خداوندی ہے اس صورت میں یہ معنی ہونگے
کہ خدا سے جاننے والے ہی ڈرتے ہیں جو اوسی جانتے ہیں اونہیں کے دل میں اوسکا
خوف ہے الغرض حال اول بندگان خاص کا تو یہی علم یقینی جو مسمی بمعرفت و اعتقاد ہے
اوسکے بعد بقدر قابلیت و ادراک محبت اور خوف پیدا ہو کر دل میں فکر رضا جوئی
اور غیر مرضیات سے احتراز و اجتناب کا عزم پیدا ہوتا ہے اسکا نام تقوی ہے خود خوف
جیسا کہ مشہور ہے تقوی نہیں کیونکہ تقوی لغتاً عربی میں بچاؤ کو کہتے ہیں سو بچاؤ کا
مضمون خوف پر متفرع ہوتا ہے وہ خوف کسیطرح کا ہو خواہ بوجہ محبت ہو یا بوجہ
خیال بے نیازی و قہاری و جباری دوسری حدیث صحیح میں وارد ہے المتقی
من یتقی الشبہات یعنی متقی وہ ہے جو شبہات سے بھی بچے اس سے صاف
واضح ہوگیا کہ تقوی بری کاموں سے بچنے کو اور اپنے بچاؤ کر لینے کو کہتے ہیں ڈرنے کو
نہیں کہتے ہاں بے ڈر کے تقوی البتہ ہو نہیں سکتا تقوی خوف ہی پر متفرع ہوتا ہے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اب ایک اور گذارش ہے کہ صبر اور شکر اور توکل اور احسان جسکے شرح بحوالہ حدیث مذکور ہو چکی اور محبت اور خوف اور اخلاص اور رضا وغیرہ مقامات واحوال محمودہ مرضیہ سب تقوی کے ساتھ دست وگریبان ہیں یہہ سب امور مذکورہ اور تقوی آپس میں لازم وملزوم ہیں اگر محبت اور خوف اور رضا اور اخلاص و تقوی کے مبادی اور معدات میں سے ہیں چنانچہ ظاہر ہے کہ گناہ سے بچنی کے اسباب یہی ہیں تو توکل اور صبر اور شکر اوسکے لوازم اور توابع بلکہ اوسکے اجزا میں سے ہیں کیونکہ اگر صبر یا شکر یا توکل نہوگا تو بیشک موجب ناراضامندی خالق ہوگا اور ناراضامندی کا موجب ہے بچنی ہی کو تقوی کہتے ہیں بہر حال جب ناراضامندی کی نوبت آئی تو تقوی کہاں غرض ناظران اوراق میں سے کسیکو یہہ شبہہ نگذرے کہ محرر اوراق اس بات کا مدعی ہے کہ مایہ شرف انسانی کل تین ہی چیزیں ہیں علم تقوی عمل حالانکہ مقامات مذکورہ اور احوال متعددہ مذکورہ بھی موجب شرف انسان ہیں کیونکہ یہہ سب تقوی کے لازم وملزوم اور باانیہمہ جو اسکے ملزوم ہیں وہ علم مذکور یعنی معرفت اور اعتقاد کی لوازم میں سے ہیں سوان دونوں کو ذکر کرنا سب کا ذکر کرنا ہے الحاصل جب فکر رضا جوئی اور عزم احتراز امور غیر مرضیہ باعث کمال معرفت اور رسوخ اعتقاد کے قلب پر غالب اور مستولی ہوا تو مقام تقوی انسان کو حاصل ہو گیا لیکن یہہ فکر اور عزم چین نہیں لینے دیتا تاوقتیکہ تفصیل امور مرضیہ و غیر مرضیہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

معلوم ہوا اس سے تقوی کو لازم ہوا کہ انسان اپنے شان کی موافق رضا مندی نا رضامندی
کی باتیں دریافت کری مثلاً اگر مال ہو تو زکوۃ و حج کے مسایل بھی معلوم ہوں ورنہ کچھ
ضرورت نہیں غرض تقوی کے واسطے علم احکام لازم ہوا اگر اس علم کی دو قسمیں ہیں
ایک تو علم احکام متعلقہ اخلاق و احوال قلبیہ اسکو تو ہم علم طریقت اور علم باطنی کہتے ہیں
دوسری علم احکام متعلق باعمال بدنیہ اسکو علم فقہ اور علم ظاہر کہتے ہیں اس سے یہ بھی
معلوم ہو گیا کہ علم خضر علیہ السلام باین اصطلاح علم باطن نہ تھا جو کوئی یوں کہی کہ
حضرت خضر علیہ السلام علم طریقت اور علم باطنی میں حضرت موسی علیہ السلام سے
فائق تھی بلکہ یہہ غلط فہمی ہے علم ظاہری و باطنی اور علم معرفت و اعتقاد میں جو
لوازم اور ملزوم تقوی ہیں حضرت موسی علیہ السلام ہی فائق تھی ورنہ یہہ افضلیت
جو موسی علیہ السلام کو بہ نسبت خضر علیہ السلام کی جمیع علیہ اہل اسلام ہے حضرت موسی
علیہ السلام کو نصیب ہوں کیونکہ مدار افضلیت مزید تقوی پر ہے چنانچہ انشاء اللہ قریب ہی
ثابت ہو تا ہے؛ و ظاہر ہے کہ ملزوم بقدر لازم اور لازم بقدر ملزوم ہوتا ہے جتنی آگ
ہو گی ذنی ہی حرارت ہو گی جسقدر حرارت ہو گی ذنی آگ پہر جب بدلیل افضلیت حضرت
موسی علیہ السلام کا حضرت خضر علیہ السلام سے تقوی میں فائق ہونا ثابت ہوا تو علم
معرفت و اعتقاد اور علم احکام میں بھی ان کا فائق ہونا لازم آیا ہاں علم وقائع میں

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

البتہ حضرت خضر علیہ السلام کا قدم آگے بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہی سو یہہ علم علم معرفت اعتقاد اور
علم احکام سے کچھ نسبت نہیں رکھتا کیونکہ وہ تین واقعہ جو حضرت خضر علیہ السلام کو بطور
مکاشفہ معلوم ہوئے عوام کو بطور معاینہ معلوم ہو سکتے ہیں بادشاہ غاصب کا پیچھے سے آنا
حضرت خضر علیہ السلام کو اگر دور سے معلوم ہو گیا اور حجاب بعد مکانی اونکی حق میں حائل نہ تھے
تو جو لوگ بادشاہ مذکور کے ہمراہ تہی اونکو بطور معاینہ پاس سے بیحجاب یہہ بات معلوم ہوتی
علی ہذا القیاس لڑکے کا کافر ہونا اگر اونکو قبل بلوغ معلوم ہو گیا اور بعد زمانی اونکی حق میں
حجاب نہوا تو بشرط بلوغ جو اوس لڑکے کے ہمعصر ہوتے عوام خواص اوسکے کفر کو آنکھوں سے
دیکھتے علی ہذا القیاس ایک دیوار کا یتیموں کی ملک ہونا اور اوسکے نیچے خزانہ کا ہونا اور آن
یتیموں کی باپ کا صالح ہونا یہہ سارے امور ایسے ہیں کہ عوام کو بطور معاینہ بے وساطت غیر
معلوم ہو سکتے ہیں مگر اتنا فرق ہے کہ اونکی حق میں یہہ سا زمانہ مستقبل قصہ قتل طفل میں حجاب ہو گیا تھا
اور حضرت خضر کے حق میں حجاب نہیں ہوا تھا یہاں دربارہ صلاحیت پدر یتیمان زمانہ ماضی
عوام کے لئے حجاب ہو گیا اور حضرت خضر کے لئے نہوا اور بیچ قصہ شکستن کشتی میں بعد مکانی
عوام کی نظر وں کے لئے حجاب ہو گیا اور حضرت خضر علیہ السلام کے لئے نہوا یہاں حائل جسمانی
یعنی دیوار دربارہ خزانہ عوام کے ابصار کا حجاب ہو گیا حضرت خضر علیہ السلام کی لئے
نہوا باقی رہی یہہ بات کہ بعد اسکے منکشف ہو جائیگے کہ ایک بادشاہ غاصب کشتیاں پکڑ لیتا ہے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اونہون نے کشتی کو باین غرض توڑ ڈالا کہ وہ ٹوٹی دیکہکر چہوڑ جاوی اور اوسکے مالک ایک
درست کرکے بعد اوسکے چلے جانے کے پہر اپنا کام چلاتین تو یہہ منجملہ احکام شرعیہ تہا جسمین
حضرت موسی علیہ السلام کا قائل ہونا معلوم ہے کیونکہ اسکا حاصل احسان اور مروت
اور مکافات احسان ہے سو یہہ باتین منجملہ علم طریقت ہین علی ہذا القیاس بعد اسکی معلوم
ہونے کے کہ یہہ لڑکا کافر تہا دیکہا ہے جیسی بہیڑیے یا شیر کا بچہ بعد بڑی ہونے کے پہاڑنے
کہانے لگتا ہے گو روز پیدائش اوسمین یہہ بات نہ پائی جاتی ہو ایسی ہی یہہ بہی بعد بلوغ
رنگ لائیگا اور اپنے دانت دکہلائیگا سو جیسی شیر بہیڑیے کے بچہ کو اول ہی قتل کر دینا عین
مصلحت خلاف انصاف نہین ایسی ہی اوس لڑکے کے قتل کو بہی حضرت خضر نے
مین مصلحت دینی سمجہ کر قتل کردیا تو کوئی بات عیب کی نہوئی بلکہ منجملہ اتباع احکام شرعیہ
ہوا جو حضرت موسی علیہ السلام کا خاص منصب تہا کیونکہ اسکا ماحصل قتل کفار ہوا جسکے
لئے جہاد شرائع مین مقرر ہوا ہے الغرض علوم خاص خضری علوم عوام سے اگر ممتاز
ہین تو طرق حصول مین ممتاز ہین حقیقت مین متحد ہین ہان علوم موسوی یعنی علوم انبیا
جو ذات باریتعالی اور علم صفات باریتعالی اور علم احکام باریتعالی ہین اونکی کسیکو صحیح
عوام کو اطلاع ہی نہین ہوسکتی جس سے یہہ معلوم ہوا کہ احکام جزئی الحقیقت مافی الضمیر جناب
باریتعالی ہے کیونکہ ہماری تمہارے مافی الضمیر جب ایسی مستور و محجوب ہین کہ کسی سے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

سینہ کیا اگر دلکو پاک کرکے دل سے ملاتی تو بے اظہار صاحب ما فی الضمیر اوسکے ما فی الضمیر کی اطلاع ہو
تو ما فی الضمیر جناب باریتعالی جسکا حجاب بخود ذات جناب باری ہے چنانچہ سورہ جن میں لفظ
علی غیبہ میں غیب کا ضمیر جناب باریتعالی کی طرف مضاف کرنا بھی اسپر شاہد ہے بے اوسکے
اظہار کے کیونکر معلوم ہوگا مگر ظاہر ہے کہ کوئی اپنا ما فی الضمیر اوسی سے کہتا ہے جس سے اوسکا
دل ملتا ہے تو ما فی الضمیر جناب باریتعالی لاجرم اونہیں پر ظاہر کیا جائیگا جو کمال درجہ کو
پسندیدہ جناب باریتعالی ہونگی اور اوروں کو اونکی ساتھہ کچھہ نسبت نہوگی اسلئے جناب
باریتعالی نے ارشاد فرمایا کہ لا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول
یعنی نہیں ظاہر کرتا خداوند کریم اپنے ما فی الضمیر کو کسی پر مگر رسولوں پر جو اوسکے چہیتے ہوتے
ہیں القصہ علوم موسوی عوام کو بوساطت رسول کسیطرح معلوم نہیں ہو سکتی
اور علوم خضری بوساطت غیر عوام کو معلوم ہو سکتے ہیں چنانچہ واضح ہو چکا ہے باقی رہا
اس بات کا الہام کہ فلانی دیوار کو سیدھی کردو جیسا کہ لفظ وما فعلتہ عن امری
اس پر دلالت کرتا ہے سو یہ بات ہر چند عوام کو معلوم نہیں ہو سکتی پر انبیا کو بدرجہ اولی
اس قسم کی باتیں معلوم ہو سکتی ہیں چہ جائیکہ رسول معہذا ایک امر جزئی کا الہام قواعد کلیہ
یعنی احکام کے الہام کی برابر نہیں ہو سکتا اس تقریر سے وہ شبہہ بھی مرتفع ہو گیا جو
بعض کم فہموں کو اس قصہ کو دیکھکر پیدا ہوتا ہے کہ حضرت خضر کے باب میں تحمل عمیق

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ وہ دل میں نبی نہیں پہر کیا وجہہ کہ اوکو خلاف شریعت الہام ہوا حالانکہ خداوند کریم دیکھیے
باب میں فرماتا ہے آتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما یعنی دی ہمنے
اوسکو اپنے پاس کی رحمت اور سکہلایا ہمنے اوسکو اپنے پاس سے علم اور یہہ بہی تحقیق ہے کہ
مکاشفہ خلاف شرع غلط ہوتا ہے قابل تعریف کہاں بلکہ صحت مکاشفہ کے لیے میزان یہی ہے
کہ شریعت کے خلاف نہو اور وجہ اس شبہہ کی رفع ہوجانے کی یہہ ہے کہ جو باتیں حضرت
خضر کو منکشف ہوئی ہیں وہ شرع کے مخالف نہیں بلکہ ان امور میں مخالفت اور
موافقت کی گنجایش ہی نہیں کیونکہ شرع علم احکام کا نام ہے احکام طریقت ہوں یا
احکام شریعت علم وقائع جزئیہ ایک بات جدا گانہ ہے اور بعد مکشوف ہونی امور معلومہ
کے جو کچھ انسے صادر ہوا وہ سب موافق شرع تہا یا احسان کا بدلا احسان کیا یا
ایک کافر کو ہلاک کیا یا یتیموں کیے ساتہہ احسان کیا سو یہہ تینوں باتیں ظاہر ہیں کہ
عین دین و ایمان ہیں اور نیز اس قصہ کو دیکھکر جو بعضی کم فہم بدین یہہ استدلال
کیا کرتے ہیں کہ مرید کو لازم ہے کہ اگر پیر خلاف شرع بہی کہی تب ہی فرمانبرداری
میں قصور نہ کری اوکو یہی گنجایش استدلال باقی نہی کیونکہ حضرت خضر علیہ السلام کو کوئی امر
خلاف شرع مکشوف نہیں ہوا تہا جو اور پیروں کی نسبت یہہ گمان کیا جاوی بلکہ حدیث
صحیح لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق اس باب میں نص صریح ہے کہ خلاف

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

شرع کوئی بی کیون نکمی ہرگز تسلیم نکرنا چاہیے ہان مومنان کامل اور پیران عظام کی
نسبت بدگمان نہو اگر کوئی بات کسی پیر کامل کے اپنی آنکو خلاف شرع بہی معلوم ہو
تب بہی مثل افعال حضرت خضر علیہ السلام کے کہ بظاہر خلاف شرع معلوم ہوتی تہی اور حقیقت
مین مخالف نہ تہی اونکی افعال کی مخالفت کو اپنے قصور فہم پر محمول کرکے نہ دل سے
اون افعال کو موافق ہی سمجہی اور موافق نص صریح ظنوا المؤمنین خیرا کی حسن عقیدہ
اور حسن ظن سے پیش آئی اب بات کہین کی کہین جا پڑی کہتا تہا کچہہ کہنے لگا کچہہ پہر
بر سر مطلب آتا ہون غرض یہہ ہے کہ تقوی کو علم الاحکام جو منقسم بعلم طریقت و علم شریعت ہے
لازم ہے اور تقوی کا وجود دو علمون پر موقوف ہے ایک فوقانی جو علم معرفت و اعتقاد ہے
دوسرا علم تحتانی جو علم احکام ہے ایک تقوی کے لیے ہے ایک تقوی کے لیے نہین ایک اوسکا سبب ہے ایک
اوسکا اثر مگر جو بکہ تحصیل علم الاحکام بوجہ تقوی بغرض عمل ہی ہو تو عمل موافق علم مذکور حسب استطاعت
آپ لازم ہوگا اور اون اعمال کے ساتہہ تقوی کو ایسی نسبت ہوگی جیسے روح کو بدن کے ساتہہ
سو جیسے بسبب کمال ارتباط کے جسم انسانی کو انسان کہدیتے ہین حالانکہ انسان حقیقی وہ
روح ہے بدن نہین بدن ایک آلہ ہے ایسے ہی حقیقت مین تقوی وہی اوسی فکر اور عزم مصمم کا
نام ہے جسکا اوپر تذکرہ ہو چکا اعمال اوسکے لیے بمنزلہ بدن کے روح کے لیے ہین اور
صاحب اعمال نیک اور مجتنب اعمال بد کو جو متقی کہتے ہین تو اسی سبب سے کہتے ہین کہ اعمال آلہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

تقوی کہ میں یعنے عذاب اور عتاب خداوندی سے بچاؤ انہیں اعمال کے سبب میسر آتا ہے
جیسے بوسیلہ سپر تروار کے وار سے آدمی بچ سکتا ہے اور جیسا کہ روح کو بدن کے
ساتھ کمال درجہ ارتباط ہے گویا ہر جزو بدن میں سرایت کئی ہوئی ہے ایسا ہی تقوی یعنی
مذکورہ اعمال شرعی متین کے ساتھ بعینہ یہی نسبت ہے جیسی روح پر مدار مدارج شرف و
منفعت بدن ہے ایسا ہی تقوی پر مدار مدارج شرف و منفعت اعمال ہے اسی واسطے —
جناب باریتعالی فرماتے ہیں لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ
التقوی منکم یعنی نہیں پہنچتا اللہ کے یہاں گوشت اور خون قربانیوں کا بلکہ پہونچتا ہے
اللہ کے یہاں تقوی تمہارا یعنی وہ فکر اور عزم مصمم جسکے سبب نوبت قربانیوں کی آتی ہے
اوسیکی پرسش ہے اور اوسی پر نظر ہے اسیکی موافق حدیث شریف میں اسطرح کے
الفاظ ہیں ان اللہ لا ینظر الی اعمالکم و صورکم ولکن اللہ ینظر الی قلوبکم
ونیاتکم یعنی اللہ تعالی نہیں دیکھتا تمہاری اعمال اور صورتوں کو بلکہ اللہ دیکھتا ہے
تمہارے دلوں کو اور نیتوں کو سو اعمال خیر کی نیت وہی تقوی ہے کیونکہ نیت حقیقت میں
اوس خیال کو کہتے ہیں جو باعث عمل ہو مثلاً کوئی خدا کی رضا کے لئے نماز پڑہتا ہی سو
خیال رضا اوسکی نیت ہوئی اور کوئی دکہلانے کے لئے پڑہتا ہے سو اوسکی نیت خیال ریا
ہوا اور ظاہر ہے کہ بندگان مخلص کے حق میں باعث اعمال وہی خیال رضا جوئی اور عزم

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

امور غیر مرضیہ ہے سو یہی تقوی مذکور ہے اب ہر کوئی اس تشریح و تنقیح سے سمجھ گیا ہوگا کہ
بندگان خاص کو اول علم معرفت و اعتقاد پیدا ہوتا ہے بعد ازان تقوی پھر بعد علم
احکام اوسکے بعد عمل جب یہ بقدر مہد ہو چکا تو سامعین شائقین کو معلوم ہو کہ یہ بات
تو اثنائے تقریر تمہید مین آپ واضح ہو گئی کہ پایہ شرف انسانی کل تین امور مذکورہ مین منحصر
رہی یہ بات کہ ان سب مین افضل تقوی ہے اسکی کیا دلیل اسلئے سامعین کو تکلیف
توجہ و انصاف دیکر عرض رسا ہون کہ جناب باریتعالی کی بات تو بہر جناب باریتعالی ہی کی
بات ہے وہ جو کچھہ فرمادین سر مو اوسمین تفاوت نہین ہو سکتا سو کلام ربانی مین انہین
منقول موجود ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی بیشک خدا کے نزدیک بڑی
عزت والا وہی ہے جو زیادہ تقوی والا ہے اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ جناب باری جل شانہ
صاف صراحۃ نہ کہ اشارۃ بتاکید یون فرماتے ہین کہ سب مین معزز و مکرم وہی ہے جو سب مین
زیادہ متقی ہے اب اگر ہمکو یہ بات معلوم یا مظنون ہو کہ ایک شخص تو تقوی مین زیادہ ہے
اور دوسرا علم مین تو ہم بیشک بشہادت خداوندی بطور یقین کے یا ظن کے اوسکو افضل
کہین گے جو تقوی مین زیادہ ہوگا دوسری جگہ یون ارشاد ہے ام نجعل المتقین
کالفجار یعنی کیا ہم برابر کر دین متقیون کو فاجرون کی ساتھہ لو ظاہر ہے کہ فاجر اوسی ہی
کہتے ہین جو متقی نہو اگرچہ عالم ہو بلکہ عالم ہو کر متقی نہو تو سب فاجرونکا فاجر ہے یہہ جب عالم

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

فاجر برابر بھی نہوا تو افضل تو کیا بکو ہوگا لیکن اتنی بات اور سمجھ لینی چاہیے کہ بموافق حدیث
شریف حب الدنیا راس کل خطیئة اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ جسکو محبت
دنیا زیادہ ہوگی وہ فسق و فجور میں بھی زیادہ ہوگا اور جسمیں محبت دنیا نہوگی یا کم ہوگی اوسمیں
فسق و فجور بھی نہوگا یا کم ہوگا اور جسقدر فسق و فجور کی کمی ہوگی اوسیقدر تقوی زیادہ ہوگا
اگر بالکل فسق و فجور نہوگا تو بالکل تقوی ہی تقوی ہوگا اسکی ایسی مثال ہے جیسے نور اور
ظلمت کہ اونمیں سے جسقدر ایک کم ہوگا دوسرا اوتنا ہی زیادہ ہوگا اور اگر ایک بالکل
نہوگا تو دوسرا بالکل ہوگا اس سے یہہ بات ثابت ہوگئی کہ صوفیان صافی جنکا قلب
محبت دنیا سے پاک و صاف ہوکر محبت خداوندی سے پر ہوگیا ہے بنسبت اون
علما کے جو فقط علم احکام اونکو نصیب ہوا اور بسبب عمل نہونے علم معرفت و اعتقاد
کے ابھی اونکا قلب نہ محبت دنیا سے پاک ہوا اور نہ محبت خدا سے پر افضل و اشرف
ہوں معہذا در بارہ امور قلبیہ بہ نسبت امور ناپسندیدہ بدنیہ کے نہی شدید ہی چنانچہ حدیث
ان اللہ لا ینظر الی اعمالکم و صورکم الخ جو مذکور ہو چکی اوسپر شاہد ہی سو جو شخص
امور غیر مرضیہ قلبیہ سے منزہ ہوا اور در بارہ احوال و اخلاق قلبی متقی ہوا اگرچہ نادانی سے
بمقتضائے بشری نہ بوجہ دیگر در باب احکام بدنی کچھ قصور بھی ہوگا تو بشرط قدر شناسی
شریعت و اعزاز و اکرام دین ظاہر اور عدم استحقاق احکام ظاہرہ اوس شخص سے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

افضل ہی ہوگا جو علم احکام مین اون سے فائق ہے اور رعایت تقوی درباره احکام بدنی
بہی کما حقہ کرتا ہے پر قلب اوسکا احوال و اخلاق ناپسندیدہ سے اب ہی تک پاک نہین ہوا
حبذا ان اللہ یحب المتقین ان اللہ مع المتقین سے کلام اللہ بہرا ہوا ہے
ان اللہ یحب العلماء ایک جا بہی نہین اور یہ بہی واضح ہے کہ محبت اوسی چیز سے
ہوتی ہے جو اپنے نزدیک اون اشیا سے اچہی ہو جن اشیا سے محبت نہو جب یہ بات مسلم
ہو چکی تو اب ایک اور گذارش ہے کہ عالم ظاہری بے عمل یا کم عمل سے تو متقی کا افضل و اشرف ہونا
قطع نظر دلائل مذکورہ کے یون بہی مسلم ہی کیونکہ جہان مین تارکان دنیا اور متقیان بے غرض کے
ساتہہ جسقدر محبت کرتے ہین عالمان بے عمل یا کم عمل کے ساتہہ ویسی نہین کرتے پہر عارفان
ربانی سمجہتے تہے ابناء زمان کے نزدیک بسبب قصور فہم کے تقوی کی کچہہ حاجت نہین بلکہ جسکی طرف
عارف ہونیکا گمان ہو اگر وہ بیقید ہو تو ابناء زمان دونی اوسکے معتقد ہوتے ہین اسلئے
یہ معروض ہے کہ اول تو عارف بے تقوی ایک مفہوم بے مصداق اور لفظ بے معنی ہے اسلئے کہ عارف کو
تقوی لازم ہے یہ ممکن ہی نہین کہ معرفت نصیب ہو اور با اینہمہ فکر رضا جوئی خداوندی اور عزم
احتراز منہیات دل مین پیدا نہو کیونکہ ہر انسان کی فطرت مین یہ دو باتین رکہی ہوئی ہین کہ لذت کی
چیز اگر پیش آتی ہو تو اوسکی طرف راغب اور جو ہیبت کی شی پیش آتی تو اوس سے ڈرتی ہے یہ کلیہ
اگرچہ بدیہی ہے محتاج دلیل نہین پر بعض کم عقلان مدعیان دینداری کہتے تہے یہہ بہی مرقوم ہے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مگر اہل شرع کی نزدیک بھی مسلم ہی نہیں تو وعدہ وعید اور ثواب و عقاب آخرت سب لغو ہیں پھر
جب اسقدر محقق ہو چکا تو اب عرض یہ ہے کہ در صورت حصول معرفت لازم ہے کہ جمال و جلال
خداوندی مکشوف و مشہود ہو اور یہ بھی ظاہر و متیقن ہے کہ جمال خداوندی سے زیادہ کوئی
لذت کی چیز نہیں اور جلال خداوندی سے زیادہ کوئی چیز خوفناک نہیں قطع نظر اسکے بدیہی اور مسلم
الثبوت ہونے کی احادیث صحیحہ میں اسکی طرف اشارہ موجود ہے اور اہل فہم تو آیت کلا انہم
عن ربہم یومئذ لمحجوبون ثم انہم لصالوا الجحیم سے یہ مطلب نکال سکتے ہیں
کیونکہ اس آیہ کا ماحصل تو یہ ہے کہ کفار اپنے رب کے دیدار سے محروم رہینگے پھر اسکے ساتھ
جہنم میں جلدی سکیں گے اور یہ کچھ ارشاد ہے بطور دھمکانی اور ڈرانے کے فرمایا ہے اور یہ
قاعدہ ہی کہ آدمی تکلیف کی چیز سے ڈرتا ہے سو دیدار سے محروم رہ جانے میں جب تکلیف ہو
کہ دیدار میں آرام و لذت اور اوسکی تمنا ہو اور چونکہ محرومی دیدار کو اول لیا اور عذاب نار کو
بطور ضمیمہ کے بعد میں بیان کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ بڑا عذاب اوس روز محرومی دیدار ہی ہے
یعنی کفار اوس روز دیدار سے محروم و محجوب تو ہوں ہی گے پر اوسکے ساتھ یہ بھی نصیب ہوگا
کہ عافیت ظاہری بھی نہ ہو بلکہ عذاب نار بھی ہوگا تاکہ من جمیع الوجوہ تکلیف ہی تکلیف ہو اور جب
محرومی دیدار سب عذابوں سے اول نمبر ٹھہرا تو دیدار نعمت ہونے میں سب سے اول ہوگا اور
جب دیدار خداوندی سب نعمتوں سے بڑھ کر ہوا تو صاحب معرفت کو بھی آخر ایک قسم کا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

دیدار ہوتا ہے مثل دیدار جنت و انکشاف اور بے پردہ نہ سہی پھر کیا معنی کہ صاحب معرفت
کو محبت اور لذت پیدا نہو اور بتقاضائے محبت اوسکے پھر طلبگاری بفکر رضا اور اندیشہ ناخوشی
اوسکے دل میں پیدا نہو اور جب یہہ پیدا ہوا تو پھر تقوی آپ حاصل ہوگا کیونکہ اوپر کی تحقیقات سے
واضح ہو چکا ہے کہ تقوی اسیکا نام ہے اس سے ثابت ہوا کہ ابلیس کو معرفت حاصل تھی
ورنہ خلاف رضامندی باوسکے ظہور میں نہ آتا اور اگر بپاس خاطر معترض و مخالف ہم اس بات
کو تسلیم ہی کرلیں تو اول تو ہمکو یہہ کہنے کی گنجایش ہے کہ کلام بنی آدم میں تھی مقصود یہہ تہا کہ
انسانوں میں یہہ بھی ممکن ہے کہ عارف ہو اور متقی نہو یا نہیں سو یہہ بات واضح ہو گئی کہ ہر فرد
بشر کی خمیر اور نہاد میں رغبت و محبت اشیاء لذیذہ اور نفرت اشیاء ناپسندیدہ رکہی ہے،
پھر کب ہو سکتا ہے کہ مشاہدہ جیسی چیز لذیذ میسر آئے اور اوسکو رغبت اور محبت پیدا نہو اور
شیفتہ رضاء خداوندی نہ ہو اور ناخوشی کا اندیشہ نہو اگر ابلیس میں یہہ بات نہو تو نہو وہ اور
نوع ہے انسان اور نوع دوسری یہہ کہ اگر بالفرض باوجود معرفت کے تقوی یعنی رعایت
رضاء و خوف عدم رضا نہو تو وہ مثل ابلیس کے مطرود و ملعون درگاہ ہو گیا موافق
مثل مشہور عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد اس صورت میں ہمیں اس سے زیادہ
اور کیا حجت ملیگی کہ ابلیس باوجود معرفت کے بسبب نہونے تقوی کے جب ایسا ملعون ہو گیا
تو اور ونکا تو کیا ذکر الغرض بوجوہ مذکورہ یہہ بات کالعیان معلوم ہوتی ہے کہ اگر بالفرض معرفت،

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور تقوی نہو تو وہ معرفت کچھ کام نہ آئیگی بلکہ اوُلٹی موجب شدت عقاب ہو جائیگی خیر یہ بھی
ظاہر ہی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ اگر حکام وقت کو کوئی خبر یا تا ہو اور اسیطرح کا احتمال نا واقفیت
نہو وہ اگر سامنے آجاتی اور سلام نکرے اور ادب سے پیش نہ آئی تو لاجرم مورد عتاب ہوگا
اور اگر کوئی اندھا بہرا نا واقف سامنے آجاتی اور سلام نکرے تو اوس سے حکام کو کچھ بھی خلش
نہوگی غرض عالم علم الاحکام کو تقوی کی اتنی ضرورت نہیں جتنی عالم علم معرفت کو ضرورت ہے۔
پھر جب عالم علم الاحکام کو در صورت نہونے تقوی کے اہل عالم اتنا ذلیل و خوار سمجھتے ہوں تو
عالم علم معرفت کو در صورت نہونے تقوی کے اور بھی بدتر سمجھنا چاہئے معہذا کلام اللہ
ہی سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اہل معرفت کو یہی تقوی ہی سے شرف ہے تفصیل اسکی یہ ہے
کہ یہ تو پہلی معلوم ہو چکا کہ آیہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء میں علم
علم معرفت و اعتقاد مراد ہے اور پھر ایسے علما کی تعریف میں یوں فرمایا کہ یہ لوگ
خدا سے ڈرتے ہیں بعد موجب تعریف علماء ربانی یہی خوف ہی فقط علم حق تعریف میں کافی
نہیں بلکہ علم حق کی یہی شرط تعریف یہی کہ بدرجہ صلاح خوف ہی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ خوف
روح تقوی ہے تو معلوم ہوا کہ تقوی ہی باعث افضلیت ہے علم معرفت بذات خود باعث
افضلیت نہیں توضیح کے لئے ایک مثال عرض کرتا ہوں جیسا یوں کہتے ہیں کہ روشنی
آفتاب ہی میں ہے سو اوس سے اہل عقل دو باتیں سمجھتے ہیں ایک تو یہ کہ آفتاب اور

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اشیاء منورہ سے روشنی میں بڑا ہوا ہے دوسری یہ ہے کہ باعث تعریف آفتاب یہی روشنی ہے
ورنہ قطع نظر روشنی کے آفتاب میں بذات خود کوئی بات قابل تعریف نہیں اگر ہوگا تو کوئی اور
وصف ہوگا جیسے اوسکی گولائی بلکہ اوسکی یہی بڑی تعریف ہے کہ ایسی روشنی کی اوسمیں
قابلیت ہے مثلاً یہ کہ ذات آفتاب فقط قابل تعریف ہے ایسی ہی آیۂ انما یخشی اللہ سے بھی
اہل فہم دو باتیں سمجھتے ہیں ایک تو یہ کہ علماء ربانی خوف و خشیہ میں اوروں سے بڑھے ہوتے ہیں بلکہ
اونہیں میں یہ بات منحصر ہے کیونکہ خوف جاننے والے ہی کو ہوتا ہے جو نجانے اوسکو کیا اندیشہ دوسرے
یہ کہ باعث تعریف و موجب شان علماء ربانی یہی خوف ہے یا اور کوئی وصف فقط علم کچھ قابل
تعریف نہیں گو جہاں کہیں بظاہر فقط علم کی تعریف بھی آئی ہے جیسے مثلاً حدیث فضل العالم
علی العابد کفضلی علی ادناکم میں جسکے یہ معنی ہیں کہ بزرگی عالم کی عابد پر ایسی ہے
جیسے بزرگی میری اوپر ادنیٰ تمہارے کے فقط تو حقیقت میں نفس علم کی فضیلت مقصود نہیں بلکہ
وجہ اوسکے یہی اہل فہم کے نزدیک وہی سہولت تقویٰ ہے کیونکہ اسکی ایسی مثال ہے جیسے لوگ کہتے
ہیں علم سیف یا تفنگ جاننے والے انجان لڑنے والوں سے افضل ہیں سب جانتے ہیں کہ پٹا وغیرہ فنون
سپہ گری کو جو فضیلت ہے تو اسی وجہ سے ہے کہ اونکی وسیلہ سے آدمی حریف کے وار سے
بچ سکتا ہے اور حریف کو اگرچہ قوی اور صاحب سلاح ہو ایک دفعہ نہیں تو کبھی نہ مار سکتا ہے
ایسے ہی عالم کو فقط عابد پر بزرگی ہے تو اس وجہ سے ہی کہ بوسیلہ علم آدمی شیطان کے مکر

اور فریب

اور خدا کی ناخوشی سے بچ سکتا ہے بلکہ شیطان کو ایسے لوگوں سے دبکر رہنا پڑتا ہے چنانچہ

الشیطان یفر من ظل عمر اور فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف

عابد سے یہی سوئی حملہ میں غرض شرف علم کی بات پر تقوی ہی پر جا پڑی معہذا جیسے اس

مثال میں کہ بیا سیف بالکمر وغیرہ فنون سپہ گری کے جاننے والیکو انجان لڑنے والے پر فضیلت ہے

اہل دانش و فہم فنون سپہ گری کی جاننے والی کی جانب بھی لڑنے کی قید سمجھتے ہیں اور سکا حاصل

انکی نزدیک یہی کلام عرفا یہہ ہوتا ہے کہ فنون سپہ گری کا جاننے والا اگر لڑے تو انجان لڑنے والی

اچھا رہیگا چنانچہ ظاہر ہے کیونکہ بے لڑے اور بے مقابلہ حریف کی سامنے جیسے لڑنے کی ہے

ٹھیں جاننے میں انجان لڑنے والی پر کیا فوقیت ہے ایسی ہی حدیث فضل العالم علی العابد میں

اہل علم و فہم قید عبادت سمجھتے ہیں یا اس صورت میں اس حدیث کے یہہ معنی ہونگے علم کی موافق

عبادت کرنیوالیکو فقط انجان عبادت کرنیوالی پر ایسی فضیلت ہے جیسے تمہاری کسی ادنی پر

اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ علم کے موافق عبادت ہو تو تقوی پہلی ہوگا کیونکہ علم احکام تو نام اسی

بات کا ہی کہ مرضی غیر مرضی خدا کو پہچانے اور مرضی غیر مرضی کو پہچان کر کام کریگا تو تقوی ساتھ

رہیگا اور اگر ہم بپاس خاطر علما ظاہر اس سے بھی درگذر کریں اور یوں ہی کہیں کہ علم

ہر طرح عبادت پر فوقیت ہے تو اول تو یہہ بات ہماری کسی دعوی اصلی کے مخالف

نہیں کیونکہ ہم تقوی کو علم سے افضل کہتے ہیں نہ عبادت سے علم افضل ہوا تو ہوا

کیا نقصان بہر حال علماء ظاہر فقط بوجہ علم ظاہر یا بوجہ تقوی ظاہر صوفیان صافی پر جنکے مفہوم میں
تقوی بھی داخل ہے اور ہر چند تقوی بھی ایسا کہ اصل دنیا ہی سے احتراز ہے جسکے محبت خطا و گناہ تھی
ہرگز افضل نہیں ہو سکتے اور اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ حدیث فضل العالم میں اگر عالم سے
عالم مسائل و احکام مراد ہو جیسا کہ ظاہر یہی ہے تب بھی علماء ظاہر کو اہل تقوی پر جو
فی الحقیقت صوفیان صافی اور متعان ظاہر و باطن ہیں فضیلت نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ عالم سے
عالم کامل جامع علم معرفت و علم احکام مراد ہو چنانچہ بنظر تدقیق یہی معلوم ہوتا ہے تو صورت
میں تو ہمارا دعوی حریف ہی کی دلیل سے ثابت ہو جائیگا کیونکہ جامع علم معرفت و علم احکام
بجز صوفیہ کرام اور کوئی نہیں ہوتا علماء ظاہر کو اگر علم معرفت نصیب ہوتا تو علماء ظاہر ہی
کیوں کہلاتے باقی رہی یہ بات کہ بنظر تدقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس حدیث میں
عالم سے عالم کامل جامع علم معرفت و علم احکام مراد ہیں اسکے کیا وجہ ہیں سو جناب من
میری جانب متوجہ ہو کر سنئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یوں فرمایا کہ عالم کو عابد پر
ایسی فضیلت ہے جیسی مجھ کو تمہارے ادنی پر تو یہ معنی نہیں کہ میری اور عالم کی فضیلت
دونوں طرح سے برابر ہیں ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر البشر نہ رہینگے بلکہ
علماء کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ادنی فضیلت نکلیگی کیونکہ ادنی مسلمان ہے یا ادنی صحابی
مسلمان عابد یا صحابی عابد بالیقین افضل ہے تو اس صورت میں جو نسبت کہ رسول اللہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

صلے اللہ علیہ وسلم کو ادنیٰ مسلمان یا ادنیٰ صحابی سے بھی وہی نسبت عالم کو مسلمان عابد
یا صحابی عابد کے ساتھ نکلی تو جیسے عابد ادنیٰ سے افضل تھا عالم بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم سے افضل ہوگا اور بعینہ یہ ایسا قصہ ہو جائیگا جیسا کہا کرتے ہیں جو بیس کو بارہ کے ساتھ
وہی نسبت ہے جو آٹھ کو چار کے ساتھ تو جیسی برابری نسبت کے بیس آٹھ سے زیادہ ہی ایسی ہی
باوجود برابری تفضیلات کے عالم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر تفضیلات ہوگی بلکہ مطلب یہ ہی
کہ عالم کو عابد پر اوس قسم کی تفضیل ہے جس قسم کی مجکو ادنیٰ پر یعنی تشبیہ نوعی مراد ہی تشبیہ
شخصی مراد نہیں یا اور تشبیہ نوعی مراد ہو تو یہ صورت ہوگی جیسا کہا کرتے ہیں کہ سونا چاندی
سے افضل ہے یعنی سونے کی نوع چاندی کی نوع سے افضل ہے سو اس صورت میں
ماشہ برابر سونیکو جیسا ماشہ برابر چاندی پر شرف ہے ویسا ہی ہزار من چاندی پر شرف
اسیطرح نوع علم کو اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہو نوع عبادت پر اگرچہ بہت ہی کیوں نہو شرف
اور فضل ہوگا مگر جیسے سونے اور چاندی کی مثال میں درصورتیکہ سونا ماشہ برابر اور چاندی
ہزار من ہو چاندی کو ایک شرف کثرت ایسا حاصل ہوگا کہ سونیکو باوجود شرف ذاتی ہونیکے
اوسکے ساتھ کچھ نسبت نہیں ہزار من چاندی سے جو ثروت ہوگی اور جسقدر عیش و آرام دینی و
دنیوی میسر آسکتا ہے ماشہ برابر سونے سے ہرگز نہ وہ ثروت ہوسکتی ہے اور نہ وہ عیش
و آرام میسر آسکتا ہے ایسی ہی علم و عبادت کا حال سمجھنا چاہئیے یعنی ہرچند نوع علم کو اگرچہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ناشتہ برابر ہو ہزار ہن عبادت پر شرف ہے اور یوں کہہ سکتے ہیں کہ اس عالم کو اس عابد پر ایسا
شرف ہے جیسا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی ادنی پر مگر عابد مذکور کو توجہہ ہزار ہن سونے
عبادت کی اوس عالم پر ایسا شرف ہے کہ یہاں اگر اوسکی کفش برداری ہی کرے تو بجا ہے
کیونکہ ناشتہ بہر سونیکا مالک لاجرم ہزار ہن جاندیکی مالک کی خدمتگاری کر سکتا ہے پر برعکس
نہیں ہو سکتا اس صورت میں علما کو مطلقا اہل عبادت پر بھی شرف نہیں ہو سکتا ہے چہ جائیکہ اہل تقو
اور خلاصہ اہل تقوی اور عبادت یعنی صوفیان صافی پر خیر یہہ بات تو من جانب اللہ دوسری مطلب
کی تصدیق میں اگلی مطلب یہہ تہا کہ اس حدیث میں عالم سے عالم کامل جامع علم معرفت و علم
احکام جو منقسم بعلم طریقت و شریعت ہے مراد ہے سو اوسکی وجہہ یہہ ہے کہ جب تشبیہ نوعی مراد ہوئے
تو اب دریافت کر لینا چاہیے کہ رسول کو ادنی امتی پر کس نوع کا شرف ہوتا ہے اسلئے
معروض ہے کہ اس جگہہ شرف حسن وجمال یا کثرت مال یا شرف حسب ونسب تو مراد ہی نہیں اگر
تو شرف عند اللہ مراد ہے سو وہ شرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو امتیوں پر بوجہہ علم
معرفت و تقوی و علم احکام ولوازم علم معرفت و علم احکام ہے سو اس قسم کا شرف اوسی
عالم کو ہوگا جو جامع علم معرفت و علم احکام ہو کیونکہ علم معرفت و علم احکام تو اوسمیں ہیں ہی
پہر تقوی بھی ساتہہ ہوگا کیونکہ پہلی ثابت ہو چکا ہی کہ علم معرفت کو خشیت اور تقوی لازم ہے
سو ایسا عالم بجز صوفیان کامل اور کوئی نہیں ہوتا جب یہہ بات ثابت ہوگئی تو اب اس

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

حدیث میں علماء ظاہر کے افضل کہنے والوں کی تو دلیل باقی نہیں بلکہ انکی دلیل اونکے
مخالفوں کے دعوی کی دلیل ہوگئی مگر ناظران سطور پر اتنا اور واضح رہے کہ غرض محرر سطور یہ نہیں
کہ صوفی صورتونکو جیسے آجکل کے صوفی ہیں علماء ظاہر پر فضیلت ہے اور نہ یہ کہ علم ظاہر کچھ چیز ہی نہیں
حاشا وکلا اس خاکپای فقرا و خادم علماء کو دونوں سے نسبت نیازمندی حاصل ہے یہ
بیان فرق مراتب بعد دفع اوہام بعض احباب کے لئے ان اوراق کا سیاہ کرنا پڑا یہ عرض
یہ ہے کہ تقوی کی افضلیت علم پر اور علم کی عبادت پر شرح ہوگئی پر علم معرفت اور علم احکام
میں جو کچھ نسبت ہے باقی رہ گئی اسلئے بطور یاد دہانید گوش گذار ہوں کہ تقریر متعلق آیہ
انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء سے اتنی بات تو ثابت ہوگئی ہے کہ تقوی
علم معرفت سے حاصل ہوتا ہے علم احکام کو اوسکی حصول میں کچھ تاثیر نہیں ہاں اوسکا آلہ کچھ ہے
تو تجارتی جیسی عبادت بھی اوسکا آلہ ہے تو اس صورت میں لاجرم علم معرفت جو باعث حصول تقوی
ہے جو سب سے اشرف ہے علم احکام سے اشرف ہوگا معہذا علم بمعنی دانستن ہے اور دانستن سب میں
مشترک ہے علم خوشبو ہو یا علم بدبو علم اشیاء عمدہ ہو یا علم اشیاء غیر عمدہ تو اس صورت میں
کسی علم کو کسی علم پر شرف ذاتی تو ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ حقیقۃ اور ذات ہر علم کی وہی ایک
دانستن ہے بلکہ شرف ہوگا تو باعتبار معلوم کے ہوگا یعنی جس علم کا معلوم عمدہ اور افضل
ہوگا وہ علم بھی اوس علم سے افضل اور عمدہ ہوگا جسکا معلوم افضل و عمدہ نہو گا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مثلاً علم طب علم بول و براز سے اس وجہ سے افضل ہے کہ اسکا معلوم علم بول و براز کے معلوم یعنی بول و براز سے افضل ہے اور جب افضلیت علم باعتبار افضلیت معلوم ہوئی تو علم ذات و صفات و تجلیات و شیون باری تعالی جو علم معرفت ہی علم احکام سے افضل ہوگا اس صورت میں صوفیہ کرام کو قطع نظر شرف تقوی و لوازم تقوی علماء ظاہر کی نسبت دوسرا ایک شرف ذاتی ہوگا اور حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء اگر بایہ ثبوت کو بھی پہونچ جاوے تو علماء علم معرفت وہ شریک وراثت ہونگے بلکہ جیسی اولاد بنا کی اولاد و وارث ہوتی ہے اور اولاد میں سے اولاد پسری کا حصہ اولاد دختری سے دونا ہوتا ہے ایسا ہی وراثت انبیا میں علمای معرفت کا حصہ علمای علم احکام کے حصہ سے زیادہ ہوگا فقط

مہربان من بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد الحمد

کمترین عالم پاکستان ہیچمدان محمد قاسم جناب مولوی نصر اللہ خان صاحب کے خدمت میں بعد سلام مسنون عرض پرداز ہے آپکا عنایت نامہ اور یہہ دس سوالونکا استفتا جسپر مولوی عبد الکریم صاحب پنجابی کے جواب لکھے ہوی ہیں اور مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی عبید اللہ صاحب حنفی اونکی تصدیق فرماتے ہیں کئی روز ہوئی میری پاس پہونچا مگر کچھ اپنی طبیعت بشگافی نہ تہی کچھ کثرت مشاغل ضروریہ کا ہجوم اسلیے دل لگا کر دیکھنے کی فرصت نہ ملی آج ساتوین صفر کو لیکر بیٹھا ہوں تمہید استفتا کو دیکھکر بہت رنج ہوا افسوس ہر قوم میں اتحاد ہی نہیں تو

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مسلمانوں میں نہیں جتنی جھگڑے اور قصے ساری عالم میں ہو گئی وقتی ہی شاید اس قوم میں
ہوں انا للہ وانا الیہ راجعون خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو کیسی کیسی
تاکیدیں اتفاق کے باب میں فرمائیں اور نزاع و جدال سے کس کس طرح روکیں باایں ہمہ تینوں کے
تو نزاع میں ہو گئی سو تو اتفاق میں سو علما کی کم فہمی کی باعث اختلاف پیدا ہوا تعصب کے
باعث اوس اختلاف کے عداوت کی کوئی صورت نکلی تفسیر خود رائی کی یہہ نوبت ہو گئی کہ
ترجمہ کرنیوالی بلکہ ترجمہ پڑھنے والے اپنی فہم کے پیرو ہوئی مولانا صاحب یہہ نوبت پہونچی
تو ایسی وقت میں استفتا و فتوی کس مرض کی دوا ہے بجز اسکے کہ اختلاف سابق
میں ایک اور شاخ نکل آئی اب ہر ایک حنفیہ جدی جدی ہو گئی ہر کوئی اپنی وضع کی سنتا ہے
مولویوں کی بات اگر سنتے ہیں تو اس کانسی آئی دوسری کان میں سے نکل گئے ایسی وقت میں
اس حدیث پر عمل کا وقت ہے اذا رایت ھوی متبعا وشحا مطاعا ودنیا مؤثرۃ
واعجاب کل ذی رای برایہ فعلیک بخاصۃ نفسک ودع
امر العوام او کما قال علاوہ بریں باتیں کم علمی اور بے سروسامانی سے اب تک
مسائل متردد مشہورہ میں بھی مجھکو جواب دینے کا اتفاق نہیں ہوا ہاں اتنی بات ہے کہ اگر مسئلہ
معلوم ہوتا ہے اور احباب کو اوسکی دھیان تلاش ہوتی ہے اور مجھ تک مشورہ کی نوبت
آتی ہے تو اگر بذریعہ خطوط استفسار کی نوبت آتی ہے تو کبھی کبھی بہت سے تقاضا ہو تو کچھ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بعد تکرر کا اتفاق ہو جاتا ہے مگر اب اس سے بھی احتراز ہے اولی معلوم ہوتا ہی ہدایت کی
کوئی صورت نہیں البتہ فتنہ برپا ہو جاتے ہیں اسلئے تمکو ان سوالونکی جواب میں کچھ عرض
معروض کرنا بھی دشوار ہے البتہ آپکے خاطر سے ڈرتے ڈرتے اتنا لکھتا ہون کہ میں تمام
مسائل مسطورہ میں ایک مضیر ہون مگر ہان مخالفت تقلید کو بھی اس زمانہ میں خالی
فتنہ انگیزی سے نہیں سمجھتا یہہ میری گذارش اگرچہ اوصاحبونکو بری لگی پر میں کیا کرون
اپنی سمجھ سے معذور ہون لکھتا ہون تو او صاحبونکی ناخوشی کا اندیشہ جس سے ایک فتنہ تازہ
اور نزاع کا نکلنا ہے اور نہیں لکھتا ہون تو کتمان علم کا الزام موجود گو میری نزدیک تاوقت
کی خاموشی کو کتمان کہہ سکتی ہیں یا قدرے اس یکسوئی کو سکوت سے تعبیر کر سکتے ہیں بلکہ علیکم
انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اهتدیتم کی موافق اوسکو خود رائے
کہئے تو بجا ہی مولانا اس زمانہ کی ترک تقلید کو فتنہ انگیزی کہنا ایسا ہی جیسا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو بوجہ تطویل قراۃ فتان کہا تھا طول قنوت
فضائل یقینی ہے ہون اور پھر آپ فتان فرمائیں بجز اسکے کہ تفرق جماعت نماز کا
نقصان طول قنوت کے نفع سے زیادہ سمجھا ہو اور کیا کہئے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ امور
مختلف فیہا جنکے باب میں ہم کوئی یقینی بات نہیں کہہ سکتے ورنہ اختلاف کی نوبت ہی
کیون آتی اس زمانہ میں موجب تفرق جماعت اسلام ہو گئی جسکا نقصان تفرق نماز سے
بھی زیادہ ہے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہیں زیادہ ہے باوجود اسکے ایسی باتوں پر اڑنا کیونکر موجب فتنہ انگیزی نہوگا بوجہ جیسا معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عثمان رضی نے سبع قرات یعنی سبع لغات کو جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باستدعا تمام بشہادت احادیث خدای تعالی سے حاصل کیا تھا موقوف کردیا صحابہ نے سمجھا کہ تفرق جماعت اسلام کی نوبت سر پر آئی اگر امت کو نہ سنبھالا تو دیکھتی کیا ہوتا ہے الغرض باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضائل طول قنوت پر مراعات جماعت قلیل کو مقدم رکھا اور صحابہ نے رعایت سبع لغات سے بقاء اجتماع اہل اسلام کو افضل سمجھا حسب تصریح بوجہ عدم توقع قبول نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضائل طول قنوت مقتدیان حضرت معاذ کو سمجھا کر اوس فتنہ کو دبایا اور نہ صحابہ رضی نے سبع لغات کی حقیقت امت مرحومہ کو سمجھا کر اس فتنہ کو بجھایا اسیطرح اب بھی عوام کالانعام سے توقع نہیں آپ ملحوں سے بوجہ علم البتہ توقع باقی ہے ان شبہات سے آپ بھی سمجھ گئے ہونگے کہ میں تارکان تقلید کو کیسا سمجھتا ہوں اور اونکی برا کہنے والونکو کیسا اور مقلدوں کو کیسا جانتا ہوں اور اونکی انداز کو کیسا غرض باوجود ارشاد مذکور حضرت معاذ کی فضائل کا کوئی منکر نہیں ہوسکتا پر جو بتقصیر قرات میں بھی شک کی گنجائش نہیں ایسے ہی تارکان تقلید کو نزلہ نیت خیر اس سے زیادہ برا نہیں کہہ سکتا کہ فتنہ انگیز ہیں اور اس سبب سے اونکی ایذا مجکو والونکو بہت برا سمجھتا ہوں باقی جو کچھ آپنے تمہید میں لکھا ہے کیا اس سے زیادہ اور

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کیا عرض کروں مہر میری پاس ایک تھی سو وہ بھی نہیں اسلئے مہر لگانے سے معذور ہوں

العبد بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد قاسم

براد کرم السلام علیکم وہ عنایت نامہ جسمیں اعتراض پادریان مرقوم تھا گنگوہ میں پہونچا تھا
مگر بوجہ نکاح صاحبزادہ مولانا وہاں احباب کا ہجوم تھا وہاں تو اسلئے جواب کا موقع نہ ملا
نانوتہ آکر جواب لکھکر روانہ کیا تھا مگر فقیر پندرہ دن سے ہوتی ہونگی تک رسید کا پتہ نہیں
شاید ضرورت نہ تھی ہو ورنہ پھر یہی احتمال ہے کہ نہ پہونچا ہو اس خیال سے مکرر جواب عرض
کرتا ہوں بہت سے محکوم ہونا اسباب عزت میں سے ہے اور کثرت حکام موجب ذلت
میں سے بادشاہ کی نسبت سب محکوم ہیں وہ سب میں معزز ہوتا ہے اور رعیت کے حق میں
چوکیدار اور کنسٹبل سے لیکر بادشاہ اور لاٹ تک سب حاکم ہوتے ہیں وہ سب میں ذلیل
سمجھے جاتے ہیں اس صورت میں اگر کسی ملازم کو نیچے کے عہدہ سے بڑھاتے بڑھاتے گورنری
اور سلطنت تک پہونچادیں تو مرتبت میں بوجہ افزائش حکومت و تکثر رعیت
عزت کو ترقی ہوگی اور اگر سلطان وقت کو گھٹاتے گھٹاتے عوام الناس رعیت میں
داخل کردیں تو مرتبت میں بوجہ نقصان حکومت و کمی رعیت ذلت و خواری کو زیادتی
ہوگی غرض رعیت کے حاکم بہت ہوتے ہیں اور بادشاہ کی محکوم زیادہ ہوتے ہیں وہ سب سے
زیادہ معزز یہ سب میں زیادہ ذلیل ہوتے ہیں یہ مضمون دلپذیر عجیب دلنشین ہو چکا تو اور

مرتبہ

[illegible]

سنئے مسلمانوں کی طور پر تو زوج حاکم ہوتا ہے اور زوجہ محکوم اور نصرانیان زمانہ حال کے طور پر عورت حاکم ہوتی ہے اور خاوند محکوم وجہ اسکی یہ ہے کہ مسلمانوں میں خاوند کی طرف سے مہر ہوتا ہے عورت کی طرف سے کچھ نہیں ہوتا مرد کو اختیار طلاق ہوتا ہے عورت کو نہیں ہوتا مرد خود مختار ہوتا ہے عورت نہیں ہوتی یعنی مرد کہیں آنے جانے میں عورت کی اجازت کا محتاج نہیں عورت اپنی جانے آنے میں مرد کی اجازت کی محتاج ایک مرد چار عورت تک نکاح میں لا سکتا ہے عورت ایک سے زیادہ سے نکاح کی مجاز نہیں اور نصرانیان زمانہ حال کے طور پر نہ مرد کی طرف سے مہر ہے نہ اسکو اختیار طلاق ہے عورت خود مختار کیا فعل مختار رہتی ہے مرد کو ایک سے زیادہ کی اجازت نہیں ان امور کو دیکھنے سے مسلمانوں کی طور پر خاوند کی حکومت اور عورت کی محکومی ظاہر ہوتی ہے مرد کی وحدت اور عورتوں کی کثرت سے یہ بات عیاں ہے کہ مرد محکوم نہیں اگر ہیں تو عورتیں محکوم ہیں کیونکہ حاکم ایک ہوتا ہے نہ محکوم ہاں محکوم البتہ متعدد ہوا کرتے ہیں چنانچہ مشاہدہ احوال سلاطین ورعایا سے ظاہر ہے مرد کی خود مختاری اور عورت کی بے اختیاری تو ہر کوئی جانتا ہے کہ بلا حکومت مرد و محکومی عورت درست نہیں ہو سکتی مرد کی طرف سے طلاق کا ہونا اور عورت کی طرف سے نہ ہونا اس بات پر شاہد ہے کہ مرد صاحب رعیت ہے اور عورت منجملہ رعیت اخر یہی اختیار صاحب رعیت کو بہ نسبت رعیت حاصل ہوا کرتا ہے جب چاہی صاحب رعیت اپنی رعیت کو اپنی مکان سے باہر کر دی علی ہذا القیاس آقا کو بہ نسبت نوکر اور مالک کو بہ نسبت غلام

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہی اختیار ہوتا ہے سو اگر جب چاہی غلام کو آزاد کردی پر غلام بطور خود آزاد نہیں ہو سکتا
بادشاہ جس وقت اور جب چاہی نوکر کو موقوف کردی پر نوکر بے قبول استعفا نوکری نہیں چھوڑ سکتا
رہا مہر وہ دلیل خریداری ہے جس سے مالکیت زوج کا تسلیم کرنا ضرور ہو جاتا ہے ہاں اتنی بات سے
کہ جیسی اپنے اقربا کی خریداری کے بعد انکی بیع کا اختیار نہیں رہتا ایسے ہی بعد خریداری زوجہ
زوج کو اوسکی بیع کا اختیار نہیں رہتا جیسے چھت کی کڑیونکو باوجود چھت میں لگی رہنے کے بیع
نہیں کر سکتا ایسے ہی زوجہ کو باوجود زوجہ ہونے کے بیع نہیں کر سکتا البتہ وجہ ممانعت بیع جدا
جدی ہے چھت کی کڑیونکو قبل انفصال تسلیم نہیں کر سکتا پہر بیع کرے تو کیونکر کرے اپنے
اقربا مملوک ہوتے ہی آزاد ہو جاتے ہیں پہر بیع کیجئے تو کسکو کیجئے اور زوجہ کی بیع کا مانع وہی
امر ہے جو مانع تعدد ازواج اور سبب امتناع نکاح وقت عدت ہے اوسکی اطلاع مد نظر ہو تو
سنئے بشہادت جملہ نساء کم حرث لکم مقصود اصلی عورتونسے اولاد ہی ہے در صورت تعدد
ازواج و اجتماع چند شوہر اشتراک اولاد لازم آئیگا اور تقسیم کے کوئی صورت نہ نکلیگی کیونکہ
اول تو یہہ ضرور نہیں کہ بقدر تعداد ازواج ہی اولاد ہو اور ہو بہی تو سب شکل و صورت و ہنر و کمال
و مزاج و سیرت میں یکسان ہون دوسری اولاد کی تقسیم جب ہو سکی جبکہ محبت کی تقسیم
ہو سکے وہ ممکن نہیں یہہ کیونکر ہو مگر تعداد ازواج کی صورت میں جیسی یہہ دشواری ہے وقت
عدت نکاح کیا جائی تو جب بہی یہی احتمال اشتراک نسب ہے کیونکہ وجہ تقرر عدت یہی ہے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اسلیکہ حمل مین کسیکا نطفہ شریک نہو جاوی اگر بعد طلاق و موت خاوند دوسرون سے
نکاح کی اجازت ہو تو ہوسکتا ہے کہ ایک ساعت پیشتر پہلی شوہر سے اتفاق مجامعت ہوا ہو
اور اوسکا نطفہ رحم زن مین ٹہرا ہو اور دوسری ساعت مین شوہر ثانی سے اتفاق ہوا اور اوسکا
نطفہ قرار پاوی اسلیے اوس عورت کی عدت جسکو بوجہ مفارقت یا موت شوہر حمل معلوم ہو پہر
یا اثناء عدت مین حمل ظاہر ہوجاوی فقط وضع حمل مقرر ہوئی خواہ ایک ساعت بعد اتفاق وضع ہو
یا مدت دراز کے بعد اور اس تقریر سے یہ بہی معلوم ہوسکتا ہے کہ متعہ اور نکاح موقت بہی
جایز نہین ہوسکتی کیونکہ اس صورت مین عورت مدت معینہ کے لیے اجیر ہوگی سو جیسی بعد
اختتام مدت اجارہ اور اجیرونکو دوسرون سے عقد اجارہ کا اختیار ہوتا ہے ایسی ہی بعد
انقضاء مدت متعہ و نکاح اوسکو اختیار ہوگا چنانچہ مجوزان متعہ و نکاح موقت کے
نزدیک متعہ اور نکاح موقت مین عدت کا نہونا بہی اسپر شاہد ہے مگر اس صورت مین
درصورت نکاح بعد انقضاء مدت متعہ و نکاح موقت وہی امکان قربت زوجین
کی ایک دو ساعت کے پس و پیش مین لازم آئیگا جس سے احتمال اختلاط نطفتین اور اشترا
نسب کا کہ کسکا پیدا ہوگا مگر جب وجہ ممانعت تعدد شوہر و نکاح وقت عدت احتمال
اشتراک نسب ہے تو بیع زوجہ بہی کسیطرح صحیح نہین ہوسکتی ورنہ بعد بیع جیسے اور مبیع مین
مشتری کو اختیار تصرف ہوتا ہے اسیطرح مشتری زوجہ کو بہی زوجہ پر تصرف کا اختیا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوگا اور اس صورت میں یہہ ممکن ہوگا کہ ایک ساعت پیشتر بیع سے زوج اول سے مباشرت کا اتفاق ہوا ہو اور ایک ساعت بعد بیع سے شوہر ثانی کو اتفاق قربت ہو اور دونوں کا نطفہ مشترک ہوجائے اور اشتراک نسب اور اختلاط ولدیت لازم آئے بالجملہ مہر دلیل خریداری ہے جس سے زوجہ کا مملوک ہونا ثابت ہوتا ہے پر باوجود مملوکیت اوسکا بیع نکر سکنا ایک امر خارجی کی باعث ہے مقتضاء اصل عقد نہیں اس تقریر سے زنان اہل اسلام کا محکوم شوہر ہونا تو بوجہ احسن ظاہر ہوگیا زنان نصرانیان زمانہ حال کا حاکم ہونا بھی اس لیے مہر و طلاق وغیرہ امور مذکور کا نہونا اس امر کے لیے تو دلیل کامل ہے کہ وہ محکوم شوہر تو نہیں پر اونکے حاکم ہونیکو اتنی بات ہی کافی ہے کہ اگر اتفاق مفارقت بوجہ ناخوشی ہوجائے تو عورت کہیں جیتی رہے مثل خراج سلطانی شوہر کے ذمہ زر مقرر کا ہوتے جانا ضرور ہوگا اور قوانین حسن معاشرت نصرانیان زمانہ حال کو دیکھیئے تو جسقدر مردوں کی ذمہ مدارات زنان ہے اوسقدر عورتوں کی ذمہ مراعات مزاج مردان نہیں مگر یوں کہیئے کہ نصرانیان زمانہ حال بوجہ کمال شفقت زوجہ کو مثل اولاد سمجھتے ہیں تو اوسکا جواب یہی ہے کہ بجائے اولاد میں منصب حکومت ہی حاصل ہوتا ہے عورتوں پر حکومت کا نہونا اس پر شاہد ہے کہ نصرانیان زمانہ حال اپنی ازواج کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ سمجھتے ہیں باوجود زیادتی یہی ہے کہ اولاد محکوم ہی ہوتی ہے ازواج محکوم تو کیا الٹی حاکم ہوتی ہیں وہ کیوں نہوں بوجہ کمال حسن وجمال محبوبیت میں یکتا ہوتی ہیں اور اہل محبت جانتے ہیں کہ محبوبیت

اسباب کمال حکومت میں سے ہی بالجملہ زنان اہل اسلام اپنی شوہروں کی محکوم ہیں اور زنان نصرانیان
زمانہ حال البتہ خاوندوں کی حاکم اور ظاہر ہے کہ جنت میں جو کچھ ہوگا انعام واکرام ہوگا سو حکام کی زیادہ
تو انعام واکرام کی اقسام میں سے ہو ہی نہیں سکتے البتہ محکوموں کی کثرت از قسم انعام واکرام ہے
اس لئے مردان اہل اسلام کو تو بالضرور چار سے زیادہ پر حکومت ملیگی اور زنان اہل اسلام پر
ایک شوہر سے زیادہ کوئی حاکم نہوگا پر نصرانیان زمانہ حال کے حق میں بعوض محال اگر مغفرت
نصیب ہوئی تو معاملہ بالعکس ہوگا عورتوں کی لئے ایک شوہر سے زیادہ بہت سے شوہر محکوم
ملینگے اور مردوں پر ایک عورت سے زیادہ اور کوئی عورت حاکم نہوگی اور اگر بالفرض والتقدیر
مسلمانوں کی سامنی نصرانیان زمانہ حال بوجہ شرم وخجالت عورتوں کی حکومت اور مردوں کی
محکومیت میں کچھ نہ گفتگو کریں یا انکار کر بیٹھیں تو اسکا جواب کہ حاکم نہیں تو محکوم ہی نہیں
محکوم ہونے میں ہرگز مجال دم زدن نہیں اس صورت میں مرد وزن ایک دوسرے کے حق میں مثل دیگر لذائذ
و نعماء ہونگی سو جیسی لذیذ کھانے اور بستر پاکیزہ و عمدہ پوشاکیں اور عمدہ سواریاں سب کو
بکثرت عنایت ہونگی ایسی ہی یہ لذت کے سامان بھی زنان نصرانیان زمانہ حال کو بکثرت
میسر آئینگی اور اس بات میں مرد وزن دونوں برابر رہینگی کیونکہ جیسی عورت مرد کی لئے
سامان لذت و راحت ہے ایسی ہی مرد عورت کی لئے سامان لذت و راحت ہے ہاں یہ
عذر کریں تو بجا ہے کہ ہمیں جنت ہی نصیب نہوگی باقی یہ عذر کہ جنت میں یہ سامان ہی نہ ہو سکے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اہل عقل کے نزدیک کو نشر سے کم نہین کیونکہ یہ سامان اگر شان خلاق قدوس کے مناسب نہ تہی تو دنیا مین کیون پیدا کی بلکہ مناسب یون تہا کہ اگر پیدا ہی کرنا تہا تو جنت مین پیدا کرنا تہا دنیا مین ان سامانونکو پیدا کرنا مناسب تہا وجہ اسکی یہ ہے کہ دنیا دار عبادت ہے اور جنت خانہ راحت یہ سامان عبادت مین حارج ہین راحت مین حارج نہین بلکہ خود سامان راحت ہین علاوہ برین کمال تحمل باختیار خود اپنی محبوبات اور مرغوبات سی تجنب دستبردار نہین ہوسکتا جبتک کہ اوسی بہتر کی امید نہو کسان غلہ کو زمین مین ڈالکر اسی امید پر خراب کرتا ہے کہ اوس سے زیادہ کی امید ہو تاجر اپنا روپیہ یا بعوض مال اسباب کو یونہی دے سکتا ہے کہ اوس مال کی کمی پر اوس سے زیادہ مال کے پیدا ہونے کے حصول کی توقع ہو اور ظاہر ہے کہ زیادہ کم ہونیکے لئے ضرور ہے کہ کم و زیادہ باہم ایک نوع کے ضرور ہون اور دونون ایک قسم سے ہون مقادیر متصلہ اور مقادیر منفصلہ مین کمی زیادتی کا ایک دوسرے کی نسبت اطلاق درست نہین علی ہذا القیاس وزن اور مساحت مین ایک دوسری کی نسبت کمی زیادتی کی اطلاق کی کوئی صورت نہین جسم کی زیادتی اور گرمی سردی کی اور سیاہی سفیدی کی اور نور ظلمت کی اور خوشبو اور بدبو کی وغیرہ کی زیادتی کمی ایک دوسرے دوسری کو کچھ نسبت نہین ایک کو دوسری کی نسبت کم زیادہ نہین کہہ سکتے اور ظاہر ہے یہ بھی ہے کہ انعام کے وعدہ پر کسی بد کام کا ترک کرنا اسپر شاہد ہے کہ تارک کار بد اپنی اوس کار بد کو جو اوسکا محبوب ہے باختیار خود ترک کرتا ہے بلکہ عذاب کی دہمکی بہی اہل عقل کے نزدیک

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

دلیل اختیار ہے اگر اختیار نہ ہو تو دعوے مکانی کی کیا معنی جیسے اینٹ پتھر کو ہم ملامت نہیں کرتے ہیں اسی طرح
اگر حال بشر بھی ہوتا تو نہ وعدہ انعام کی کوئی صورت تھی نہ وعید عذاب کی کوئی شکل اس صورت میں
خواہ مخواہ یہ ماننا پڑیگا کہ تارکان لذائذ دنیا کے جو باختیار خود حسب فرمان واجب الاذعان
حضرت خالق چھوڑتے ہیں یا دنیا کی کسی قسم کی لذتیں بلکہ اونسی بہتر جنت میں عطا ہوں بالجملہ نصرانیان
زمانہ حال مسلمانوں کی ہمسائی بااس مقدمہ میں دم نہیں مار سکتے ہاں اگر متبعان تعلیم عیسوی جنکا
ایمان نہیں اور بوجہ تحریف سب ضائع ہوگئی اگر کہتے تو مضائقہ نہ تھا مگر اونکی انکار حکومت
زمان سے ہمکو اندیشہ بھی نہ تھا ہم پر بوجہ اتحاد مشرب معترض بیچ نہ ہوسکتے واللہ اعلم بالصواب فقط

در تحقیق آل کرام بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ و حرمت زکوٰۃ سادات

جناب مرزا صاحب السلام علیکم بندہ کمترین اور میرے متعلقین خدا کا شکر ہے خیریت
سے ہیں ایک احمد کی والدہ کس قدر کسلمندی الٹی ہے امید ہے جلد اچھی ہو جائے احمد کو دیوبند
بھیج دیا ہے خدا جانے کیا کرتا ہے جب یہ خیال آتا ہے کہ وہ کہاں پڑھائی والی کثیر الشاغل ہے
اس برادر بکمترین مانع تادیب تو ایک یاس سی ہو جاتی ہے اور جب اپنی کیفیت ایام تحصیل یاد آتی ہے
تو امید ہو جاتی ہے آپ سے بھی دعا کا امیدوار ہوں اپنا اظہار حال تو ہو چکا آج اونتیسویں
ذی الحجہ روز شنبہ ہی صبح چٹھی رسان آیا آپکا عنایت نامہ دیا کھولکر دیکھا تو سارے ہی نمبر
کے کٹ بھی نکلے کسی روز انشاء اللہ آپکے ارشاد کی تعمیل کیجاویگی بالفعل تو آپکے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

عنایات کا شکر ادا کرتا ہوں اور یہ عرض کرتا ہوں ذوق طبیعت کا آپ کی وہیاں آتا ہے
تو جی خوش ہو جاتا ہے شکر خدا ہی سے نکلتا ہے آپکی ضعف و ناتوانی کو خیال کرتا ہوں تو ڈرتا
ہوں جی میں کہتا ہوں دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے زیادہ کاوش ریاضت سے منع کیجئے تو آپکی ہمت
امید قبول نہیں تیسیر کی مجاہدہ میں امید ذوق نہیں اور ذوق نہیں تو دل بارکش بیحساب ہے
کچھ حصول نہیں ریاضت جس قدر ممکن ہو جس سے سکون قلب و اطمینان دل ہے پاسکو کیا کیجئے آپ
مین تاب و تحمل نہیں آپکی ہمت یہہ کام کراتی ہے ورنہ جریان بول و اندیشہ خروج براز اسباب نہیں
کہ پھر بھی یہہ کام کیا جائے خیر جو ہو لیا سو ہو لیا آیندہ کی لیے وقت صعوبت یہہ دعا عاجزانہ کیجئے
اللھم انی ضعیف فقونی فی رضاک اپنی ضعف و ناتوانی پر خدا کی امداد کا سہارا ہو تو
کام سہل ہے ورنہ جہد بے توفیق جان کندن بود مرزا صاحب بزرگونکی تصدق سے اصل
نسبت اور ایک قسم کا ذوق آپ کو میسر آگیا خدا کا شکر ادا کیجئے اور اوسکی ترقی اور بقاکی
التجا کیجئے اللھم انی اعوذ بک من الحور بعد الکور اور اللھم زدنا ولا تنقص
دعا کی وقت پڑھا کیجئے زیادہ کیا عرض کیجئے ہاں پہلی خطوط کا مکرر جواب عرض کرتا ہوں پر اتنا
کہی دیتا ہوں کہ مولوی فخر الحسن صاحب سے مجکو خط وصول نہیں ہوا دو خط اونکی پہلی متحد المضمون
ڈاک میں آئی تھی جنمیں سے مولوی فخر الحسن صاحب کے متعلق جتنا مضمون تھا اوسکی تعمیل
اول تو بذریعہ خطوط کئی طرح نے لی تھی چنانچہ آپ کے خط میں بھی کسیقدر گذارش کیگئی تھی

۱۰ اکتوبر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بر تقدیر سے دخل نہ ہونچا اوسکے بعد وہ خود آنکلے جو کچھ کہنا تہا کہہ دیا بالمشافہ عرض کیا گیا مگر
اتفاقات تقدیر سے اونہیں ایام مین مولوی عبد الرب صاحب بہی کسی ضرورت مین آ ہونچے
مولوی رشید احمد صاحب سے اس باب مین کچھ گفتگو کرتے رہے مولوی قمر الحسن صاحب بہی
بولتے رہے جسکا انجام یہہ ہوا کہ بنی بنائی بات پہر بگڑ گئی مینے اس پر بہی مولوی فخر الحسن صاحب سے
عرض کر دیا تہا کہ محبت اور تعظیم سے لیجاتین تو بجنسہ رد یہی پر چلے جانا کاش کوئی اتفاق
کی صورت نکل آتے ورنہ اب تو ایک ہی کا ظلم و بال جان رہیگا پہر دو کا فکر ستیگا آپ
مضمون مال حرام عرض کرتا ہوں مال حرام کی دو صورتین ہین ایک تو یہہ کہ ملک ہی مین نہ آئے
دوسری یہہ کہ مملوک تو ہو جائے پر کسی قسم کی خباثت ساتھہ لگ جائے پہلی صورت مین تو
بشرط امکان واپس کرنا اصل مالک کی طرف ضرور ہے اور واپس کرنا طاقت بشری سے
خارج ہو تو تصدق لازم ہے پر ہر کسیکو نذر ایسے اموال کے مصرف وہ لوگ ہین جنکو
مردار حلال ہے وہ کون ہین جنکی جان لب پر آجائے نہ کہاتین تو مر جاتین اور دوسری
صورت مین تا مقدور فسخ معاملہ ضرور ہے ورنہ بایع اور مشتری اور اجیر اور مستاجر دونون
گنہگار ہونگے فسخ معاملہ کے اسلئے سوجہائی کہ یہہ صورت معاملات فاسدہ ہی مین ہوا کرتی ہے
اور فسخ معاملہ دشوار ہو تو اپنا کہانا پینا تو ناجایز ہی ہے — ناچار تصدق ہی لازم ہے
اپنے خیال مین تو یہہ ہے کہ اس قسم مین وہ تمانشد نہین جتنا قسم اول مین تہا مگر فسخ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

معاملہ نہو سکے تو یہی کچھ ضرور نہیں کہ کسی طرح صاحب ہی کو تلاش کرے کسی دوسرے حاجتمند کو ہی
دیدے تو گنجایش ہے پر یقیناً نہیں کہہ سکتا شاید کسی کتاب میں اسکے مخالف نکل آئے مگر جب
یہ خیال آتا ہے کہ یہاں ملک موجود دوسرے کو دیجیے تو خباثت کے ساتھ جانیکا تعین نہیں تو پھر یہ
مسکین حاجتمند کے دیدینے کیلئے کہنی کو جی چاہتا ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مال غصب
و رشوت و قیمت میتہ و خون و زن و مرد آزاد و خمر و خنزیر و اجرت مغنی مثل اجرت مزامیر
نوازی و اجرت نوحہ گری و اجرت زنا وغیرہ مملوک نہیں ہوتی مال غصب و مکسوبہ رشوت کا
مملوک نہ ہونا تو آپکے نزدیک بھی مسلم ہی ہوگا اسکے مملوک ہونیکے لئے کوئی وجہ استحقاق متصور نہیں
ہاں اموال باقیہ میں شاید تردد ہو اسلئے عرض رساں ہوں کہ بیع میں مبادلۃ المال بالمال بالتراضی
و بالاختیار ہوتا ہے اور اجارہ میں مبادلۃ المال بالمنافع اسیطرح ہوتا ہے مگر مال اوس شی کو
کہتے ہیں جسکی طرف طبائع سلیمہ بالطبع مائل ہوں ورنہ مال نہیں وبال ہے مثال کی ضرورت ہو
تو اس قصہ کو ایسا سمجھیے جیسے اچھوں کو اچھے کھانے بہلتے ہیں اور جنکی طبیعت میں حالت
اعتدال سے انحراف آجاتا ہے اونکو افیون اور تماکو اور مٹی بھی مزا دیجاتی ہے ایسی ہی اہل
طبائع سلیمہ کو تو وہ اشیاء مرغوب ہوتی ہیں جنمیں منافع روحانی ہوں بلاواسطہ یا بواسطہ بدن
اور اونکو نظر آتی ہیں کیونکہ میلان کیلئے منافع شرط ہیں غیر نافع یا مضر کیطرف باوجود علم
حقیقت میلان محال ہے اور پھر منافع میں بھی لحاظ اصل و متبوع ضرور مثلاً حریری و پس

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اگرچہ اشیاء نافعہ اور اغذیہ مرغوبہ ہیں مگر باعث خریداری اگر خیال انسان ہی ہو تو ہر چیز کے اوپر بس ہی ویسا ہی بیکار ہے جیسا انسان کی حق میں خاک اور ڈھیلا اس صورت خواہ مخواہ اس بات کا اقرار لازم ہے کہ اموال نافعہ جسم میں لحاظ روحانی ضرور ہوگا اور کیوں نہ ہو صحیح ہے کہ جسم بدن مرکب روح اصل ہے بدن تابع ہے سب اغذیہ اور لباس و شراب وغیرہ مفردات میں تقویت بدن یا حفظ بدن کے سوا تغیر مزاج روحانی میں مداخلت مشہود واقعی بات تو ہے مگر کیا ظاہر ہے کہ ان اشیاء سے لذت یا الم روح کو حاصل ہوتا ہے یہ تغیر احوال نہیں تو اور کیا ہے؟ اسی قیاس پر احوال نیک و بد کو غذا وغیرہ اشیاء کی ساتھ مربوط سمجھیے یہی وجہ ہوئی کہ بہت سی غذائیں اور بہت سے لباس حرام ہو گئے ہاں اتنا فرق ہے کہ بعض اشیاء سب کے حق میں مضر روحانی ہیں بعض بعض کے حق میں مضر بعض کے حق میں غیر مضر اول کے سب کے حق میں مال نہ ہونگی دوسری قسم جن کے حق میں ــــ نافع ہیں مضر نہیں مال ہونگی جن کے حق میں ــ مضر ہیں نافع نہیں ان لوگوں کی حق میں مال نہ ہونگی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ خمر و خنزیر کفار کے حق میں مال سمجھے گئے اہل اسلام نے مال نہ سمجھے گئے اگر کفار باہم معاملہ اشیاء مذکورہ کریں تو اثمان یعنی قیمت میں تصرف مالکانہ ان کو روا ہوگا اور ان کا دینا اور ان کی حق میں موجب ملک ہو جائیگا اہل اسلام گر ان سے معاملہ کریں تو قیمت میں تصرف مالکانہ بائع کو درست نہ ہوگا اور ان کا دینا اور ان کی حق میں موجب ملک نہ ہوگا وجہ فرق یہی ہے کہ مزاج ایمانی ہے کہ جو ایک صفت روحانی ہے،

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

قوۃ علمیہ کے ضرورت قوۃ عملیہ کی حاجت جیسا دکار طہارت مطلوب قوۃ علمیہ نہو تو
کا ہیسے خدا کو خدا اور خود کو بندہ سمجھی قوۃ عملیہ نہو تو کیونکر دل سے عرض نیاز کرین تن بدنسے
کسطرح خدمت بجالائی خمر یعنی شراب سے قوۃ علمیہ کا نقصان افیون وغیرہ مفترات سے
قوۃ عملیہ مین فتور علی ہذا القیاس اگر طہارت باطن نہو تو نجاست باطن بجادۂ معروفہ
مین موافق قاعدہ مقررہ جیسی اصل ویسی ہی نسل جیسا تخم ویسا ہی پھل یہان بھی کیفیات
قلبیہ جو پیداوار مزرعہ دل ہین ناپاک ہون اور قابل قبولی درگاہ قدوسی نہون ایسی ہی ایمانکو
لازم ہے کہ خدا سے شرمائی اگر نہ شرمائی تو یون کہو خدا کو مثل جمادات زمین وآسمان
در و دیوار سمجھتا ہے کسیطرح نہین شرماتا خدا کو مستحق حیا تو سمجھتا ہے پر اوسکو علیم
وخبیر سمیع بصیر نہین سمجھتا جو اوس سے شرم کی نوبت آئی باول صورۃ مین خدا کا معبود
ہونا غلط ہوجائیگا سب جانتے ہین کہ معبود ہونیکے لئے عظمت لازم ہے اور یہان اوسکا نام
ونشان نہین دوسری صورت مین اگرچہ فی الجملہ عظمت ہوگی مگر اتنی نہوگی جتنی خدا کو اور دنکی
ہونی چاہئے وہ کسقدر ہے جسقدر آفتاب کو نورانیت مین اور کواکب پر ہے یعنی جب
اس بات کو تسلیم کیا کہ نور قمر و کواکب نور آفتاب سے مستفاد ہے تو یون کہو جہان کہین
ان ستارونکا نور ہے وہان نور آفتاب ہی ہے ایسے ہی جب اس بات کو مانا کہ ہم مین جو
کمال ہے وجود ہے یا اوصاف وجود مثل سمع بصر علم قدرت وہ سب خدا ہی کا فیض ہے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

تو جہاں جہاں ہماری سمع بصر علم قدرت ہونگی وہاں وہاں خدا کی علم و سمع و بصر و
قدرت کا اقرار بھی لازم ہوگا جس سے خدا کا اپنی نسبت علیم و خبیر سمیع و بصیر ہونا
ماننا پڑیگا اسیطرح اور محرمات کی وجوہ حرمت نکل سکتی ہیں مگر جب یہ لحاظ کیا جائے
کہ بعض اشیاء مذکورہ اصل ایمان کی جڑ کاٹتی ہیں اور بعض اشیاء فقط اوسکی تفریعات
یعنی شاخ و برگ کو مضر ہیں جس سے اوسکا بیکار ہونا لازم آتا ہے زوال اصل لازم نہیں آتا
تو ان اشیاء کی حرمت اور احکام حرمت میں تفاوت ماننا پڑیگا خمر و خنزیر و میت
تو اصل ایمان مطلوب کو مضر ہیں خمر سے فہم و علم کا زوال لازم آتا ہے جس پر حصول ایمان
موقوف ہے کون نہیں جانتا کہ بے فہم و عقل لا الہ الا اللہ وغیرہ کا اعتقاد متصور نہیں
اور قلب ناپاک سے اگرچہ ایمان اسیطرح متصور ہے جیسے جسم ناپاک سے یعنی بے وضو و غسل
ادا ارکان نماز مگر جیسے نماز بے طہارت کہنی کو اگرچہ نماز ہے پر نماز مطلوب نہیں ایسی ہی
ایمان قلب ناپاک اگرچہ برائے نام ایمان ہے پر ایمان مطلوب نہیں مگر جیسے شراب خمر سے
کیفیت سکر روح پر طاری ہوتی ہے حالانکہ شرب شراب فعل جسمانی ہے شراب جزو
ہوتی ہے تو جزو بدن ہوتی ہے جزو روح نہیں ہوتی داخل اگر ہوتی ہے تو جسم میں داخل
ہوتی ہے روح میں داخل نہیں ہوتی ایسی ہی میت اور خنزیر کا کھانا اگرچہ فعل جسمانی
ہے گوشت میت و خنزیر جزو ہوتا ہے تو جزو بدن ہوتا ہے داخل اگر ہوتا ہے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

تو بدن ہی میں داخل ہوتا ہے روح کو ان باتوں سے سروکار نہیں مگر باوجود اسکے
ایک طرح کی نجاست مثل سکر روح پر عارض ہوتی ہے اور کیفیت ایمانی کو خراب کر دیتی ہے
غرض بوجہ ہمردمنی اس قسم کی اشیاء تو سرحد مالیت سے خارج ہو جاتی ہیں اور اس وجہ سے
اونکی بیع منعقد نہیں ہو سکتی جو حصول ملک قیمہ متصور ہو اور جو اشیاء اس قسم کی
ہوں کہ اونسے اصل و معدن ایمان میں فرق و نقصان آئے نہ محل و قابل ایمان میں
خرابی واقع ہو بلکہ ثمرات ایمان میں فساد آجائے تو اونکو یوں نہیں کہہ سکتے کہ وہ
اشیاء سرحد مالکیت سے خارج ہو گئیں ہاں بوجہ نقصان مذکور اونکا کہانا حرام
ہو جائیگا پر اور طرح اونسے منتفع ہونا حرام نہوگا اور اسلئے اونکی بیع و شرا کی اجازت
ہوگی اور انعقاد بیع متصور ہوگا جس سے حصول ملک زر قیمت لازم آئیگا سگان شکار
کی بیع و شرا کی اجازہ کی یہی وجہ ہے کہ اونکی کہانے سے فقط اندیشہ حصول اخلاق سگانہ
تہا مگر اخلاق سگانہ نہ اصل ایمان کے معارض ہیں نہ محل ایمانی کے مفسد کون نہیں جانتا
کہ جیسے نور کیلئے آفتاب منبع ہے ایسے ہی اعتقاد ایمانی کیلئے قوۃ علمی یعنی عقل منبع ہے
اور جیسے نور آفتاب کیلئے آئینہ محل قابل ہے ایسے ہی اعتقادیات کیلئے قوۃ عملیہ یعنی
قلب جسمیں انقلاب اور تبدل کیفیات رہتا ہے محل قابل منبع کی خرابی اور محل کا فساد
دونوں تابع اور جمال کے خرابی کے باعث ہوتی ہیں آفتاب اگر منکسف ہو جائے

تو نور

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

یا آئینہ کی قلعی بگڑ جاوی یا اوسمین مورچہ پڑ جاوی تو دونون طرح نور آئینہ مین قصور آویگا ہان
اگر گرد و غبار آئینہ کو آ دباوی اور اس وجہ سے آئینہ بیکار ہو جاوی تو یہہ بیکاری اگرچہ
خارج کار ہے مگر ایسی نہین جس سے امید کار منقطع ہو جاوے رہی یہہ بات کہ کہانے مین سگ و
خوک دونون برابر رہے اگر اور استعمال مین بہی خوک و سگ برابر رہتے تو کیا بیجا تہا جیسے سگ کے
کتی سے شکار کرنا موجب حدوث اخلاق سگانہ نہین ایسے ہی اگر خوک کو نکہاتے اور کسی اور
طرح استعمال کرتے تو ناپاکی قلب کا اندیشہ نہ تہا جو اور طرح استعمال بہی کہانی کی طرح حرام
ہی رہا اور اسوجہ سے اجازت بیع و شراء نہوئی اور در صورت وقوع اوسکو موجب ملک نہ سمجہا
اسکا جواب اول تو یہہ ہے کہ شور سے اور کوئی منفعت متعلق ہی نہین چنانچہ ظاہر ہے
ورنہ اور بہی کسیکو نہ سوجہتی تو انگریزونکو تو ضرور سوجہتی ایک مدت سے انکا استعمال
کرتے کرتے قرن گذر گئے دوسری ناپاکی ایسی صفت ہے کہ اول جسم ہی پر عارض ہوتی ہے
اور اوسکے واسطے سے روح مین خباثت آجاتی ہے اور اخلاق وغیرہ ایسی کیفیات ہین
کہ اونکا مولد اول اگر ہے تو روح ہے جسم اس باب مین فقط سفیر محض ہے نجاست
مین جسم کا توسط ایسا ہے جیسا کشتی کا توسط حرکت جالس کشتی کے لئے اور اخلاق مین
جسم کا توسط ایسا ہے جیسا عینک کا توسط نگاہ کے لئے وہان تو کشتی اول متحرک
ہوتی ہے پہر اوس کے حرکت سے جالس کو متحرک اور یہان آنکہ ہی دیکہتی ہے عینک نہین دیکہتی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایسے ہی نجاست تو اول اجسام پر عارض ہوتی ہے چنانچہ ظاہر ہے اونکی بعد ارواح پر بنا سبب
ارواح نجاست عارض ہوتی ہے اور اخلاق اول ہی ارواح مین پیدا ہوتی ہین یہہ نہیں کہ اول
جسم مین اخلاق پیدا ہوتی ہون اوسکے بعد ارواح تک نوبت پہنچتی ہو غرض نجاست اصل
مین صفت جسمانی ہے اسلئے تا اوسکو اوسکے حصول مین احتیاج جسم ضروری اور اخلاق اصل مین
صفات روحانی ہین اور جسم روح کے حق مین قابل ایسا جسم ایسی روح کے لئے ہر جسم ہر کی روح
کے لئے جسم انسانی روح انسان کے لئے حادث ہے اور جسم کلبی روح کلبی کا حادث اور
ہر روح کو اوسکے اخلاق لازم اس فرق کے سمجھ لینے کے بعد یہہ بات خود ظاہر ہوگئی ہوگی
کہ خنزیر کا اگر اوسیطرح بھی استعمال کرین تب بھی اسی جسم سے قرب و اتصال لازم تھا کیونکہ
انتفاع اور استعمال بے اسکے متصور نہین یا در قرب و اتصال کی صورۃ مین وہی تلاقی نجاست
جسم کو لازم ہی جس سے خود جسم کا تنجس اور اوسکے واسطے سے روح کا تنجس لازم تھا الغرض
جو چیزین ایمان کی معارض ہون یا محل ایمان کی مفسد ہون وہ تو مال ہی نہین بیع ہو تو کیونکر ہو
اور وہ اشیاء مملوک ہون تو کسطرح ہون اسلئے ایسی اشیا کی بیع کو بیع باطل کہینگے
کیونکہ باطل اوس شئے کو کہتے ہین جسکے لئے تحقق اور وجود نہو علی ہذا القیاس اون اجارات
کو جنمین منفعت از قسم معصیت خداوندی ہو یا معصیت تو نہو پر شئے نافعہ اپنی مملوک نہو
اجارات باطلہ کہئیے مملوک نہونیکی صورۃ مین تو حقیقت حال خود ظاہر ہے منافع کا مالک

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

دی ہوتا ہے جو اشیا منافعہ کا مالک ہو کون نہیں جانتا جو کبوتر یکا مالک ہی اوسکے منافع سواریکا مالک رہی معصیت کی بات اوسکی دو وجہ ہین ایک تو یہہ کہ بدن انسانی مملوک انسانی نہین اس کہنے سے غرض یہہ ہے کہ بیع و شرا کا اختیار نہین اسکا اختیار مالک حقیقی یعنے خداوند مالک الملک کو ہے بدن بہی مثل دیگر مخلوقات اوسکا مملوک ہے انسان کے پاس فقط مستعار ہے اسکو وتنا ہی اختیار ہے جتنا مستعیر کو ہوتا ہے یعنی بقدر اجازت معیر تصرف کا اختیار ہے سو معاصی مین مشغول کرنیکا اختیار نہین پہر جاوئکی بیع کا نہ اجارہ معاصی کا اختیار ہو دوسرا جواب یہہ ہے کہ منافع کے منافع ہونے مین فقط جسم ہی کا لحاظ نہیں اگر ہے تو روح کا لحاظ ہے وجہ اسکی وہی تابعیت و محکومیت ہے خادم اور نوکر کو کام کرنے مین رضاء آقا کا خیال ضرور ہے اپنی رضا سے کام نہین چلتا اور یہہ ہے تو منافع مین نفع روح پر نظر کرنی چاہیئے نفع جسم پر نظر بیجا ہے جب یہہ بات ذہن نشین ہوگئی تو اوسنئے خداء تعالی نے اونہین چیزون سے منع کیا ہے جو روح انسانی کو مضر ہین وہ مضرۃ اصل مین اول روح ہی کو پہونچتی ہو جیسے زنا اور شرب خمر مین یا بواسطہ بدن جیسے زہر کے کہانے مین جسم کا خراب ہو جانا لازم ہے یا یون کہو روح کے قابو کا اوسکا نکلجانا ضرور ہے بہر حال روح کا بیکار تمے بار ہجانا اور بے سامان ہو جانا لازم آتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس بیکاری اور بے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

سود ساما نی سے کسقدر دین و دنیا کا نقصان پیش آتا ہے بہرحال معاصی کو مضرت روحانی سمجھیے
اسلئے اونسے ممانعت ہوئی ورنہ خداوند جل مجدہ کا کوئی نقصان نہ تہا اوسکے اوامر ونواہی سب
اسی قسم کے ہین جیسے اطباء کے اوامر ونواہی بہ نسبت مریض ہوا کرتے ہین اور جب یہ بات ٹہیری
تو اجارہ مین معاصی کو ایسا سمجہنا چاہئے جیسا بیع مین خمر و خنزیر تہی جیسی اوسکی بیع باطل تہی
ویسے ہی انکا اجارہ باطل ہوگا جیسے وہان ملک زر قیمت کی امید نہ تہی ایسے ہی یہان ملک زر اجرۃ
کی توقع نہین اسلئے اس قسم کے اموال بدستور سابق مشتری یا ورکرایہ دار ہی کی ملک مین رہتے ہین
اونکا حق ساقط نہین ہوتا جو نوشجان کریجیے جسطرح بن پڑے اونکو واپس کیجئے اور اگر اونکا
کسیطرح پتا نہ ملے تو اس قسم کے لوگونکو عطا کیجئے جنکو مردار حلال ہوجاتا ہے اب یہہ بات باقی رہی
کہ اس تصدق کا ثواب ہوگا یا نہوگا اور ہوگا تو کسکو ہوگا مالک اصلی کو یا دینے والے کو لینا یا پینا جائز
ہوگا یا نہوگا اور مالک اوسکے وہ ہونگے یا نہونگے لینے والونکی حق مین جائز ہونا تو اسی بات سے
ظاہر ہے کہ اونکو حرام ہی حلال ہوگیا اس وقت پہر اوس سے کیا بحث ہے کہ وہ مال اونکی ملک
ہی ہوجاتا یا نہوا اگر بالفرض کچہہ کہہ بہی دیجئے تو کچہہ حرج نہین میری خیال مین یہہ ہے کہ لینے والے
مثل فقرا اوسکے بہی مالک ہوجاتینگے ملک نہ ہوتی تو تصدق کیون کہتی اور جب لینے
والونکو مالک سمجہا تو پہر اصل مالک کے ملک کا ارتفاع آپ لازم آئیگا ہان بعد تصدق
اگر اصل مالکونکا پتا لگ جائیگا تو پہر تصدق کرنیوالونکو اوسکا تاوان دینا پڑیگا اور اوسوقت مین

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اوس تصدق کا ثواب تصدق کرنیوالونکو ملیگا نہیں تو دینیوالی کے حق میں یہ تصدق
فقط رافع عذاب ہوگا موجب ثواب نہ سمجہا جائیگا رہے اصل مالک اونکی ثواب کیلئے ہی
بوجہ فقدان نیت کوئی صورۃ نہیں ہان جیسے کہیتی کا نقصان جو جانور کر جاتے ہیں بادشاہ
کسیقدر اسلئے دلوا دیتے ہیں کہ آخر اتنا تو مزارع خود بہی بہی ہوتا ہے کہ جانور و نکی حفاظت
نہ کیجئے تو پہر نقصان ضرور ہے اور پہر بہی حفاظت قرار واقعی نکی ایسے ہی یہان یوں سمجہئے کہ
اصل مالک نے جو اپنے مال سے قبضہ کر لیا تو اوس سے بیغرضی آپ لازم آتی جس سے دوسرونکی
گنجایش دست اندازی نظر آتی ہے اور ثواب کی صورت نکل آتی ہے اسلئے کہ اسوقت
دو حال سے خالی نہیں یا تو کہا لینے والونکو اباحت کی نیت کرلی یا آخرۃ کا دہوی رکہا
اگر اباحت کی ٹہان لی تب تو ثواب مقرر ہے ہوچکا ورنہ دعوی آخرۃ تہا تو وہان اجر
کے نرخ پر عوض دلائینگے وجہ اسکے یہ ہے کہ مال دنیا و مین کرنے ہی پیدا کیا گیا ہے
غرض اصلی اس مال سے امداد عبادت ہے جیسے گہاس دانہ سے غرض اصلی امداد سواری ہے
بہر حال ثواب کا ہونا مسلم ہان اتنی بات بہی مسلم کہ اگر نیت تصدق ہوتی تو صدقہ میں
نفاست شدہ جلسنے اوراسلئے قیمت ثواب بہی زیادہ ہوجاتی اموال غیر مملوکہ کی متعلق جو
تحقیقات تہین اونسے تو فراغت ہوچکی اب بعض اموال کا حال بہی سنئے جو مملوکہ تو ہین
پر خباثت سا تہہ لاحق ہے بیع فاسد اور اجارہ فاسد بعد قبض موجب ملک ہوجاتی ہین

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہاں قبل قبض مثل بیع و اجارہ صحیح استحقاق مطالبہ نہیں تفصیل اسکی تحقیق معنی بیع فاسد و
اجارہ فاسد پر موقوف ہے بیع فاسد اور اجارہ فاسد میں مثل بیع صحیح اور اجارہ صحیحہ طرفین
میں اموال بمعنی مذکور ہوتے ہیں اور طرفین کے مملوک ہوتے ہیں نہ مال مغصوب ہوتا ہے
نہ ایسی چیز ہوتی ہے جسکی طرف میلان طباع سلیمہ نہو ہاں اتنا فرق ہوتا ہے کہ کوئی بیع
باطل یا اجارہ باطلہ ساتھہ لگا ہوا ہوتا ہے غرض ایک بیع تحقیقی یا اجارہ تحقیقی ہوتا ہے
اور اوسکے ساتھہ بیع باطل یا اجارہ باطلہ لگا ہوا ہوتا ہے مثلاً سودی بیع یا قرض ہو تو
اصل کے حساب میں جو کچھ دیا جائیگا وہ تو اصل کے مقابلہ میں سمجھا جائیگا اور اسقدر
کی بیع کو بیع واقعی کہنا پڑیگا کیونکہ ساری ارکان بیع کے موجود پھر بھی بیع نہو اسکے
کیا معنی جیسے گھر کہہ یا مکان یا کہانے یا معجونات کے ساری ارکان یعنی اجزاء ضروری
مادی صوری جب اکٹھی ہو جاتے ہیں تو پھر گھر اور مکان اور کہانے اور معجونات کی
تحقق میں تامل نہیں رہتا ایسے ہی بعد اجتماع ارکان ضروریہ بیع اوسکے تحقق میں تامل کیا ہے
غرض بائع موجود مشتری موجود مبیع موجود قیمت موجود ایجاب موجود قبول موجود مبیع
مال قیمت مال میتہ نہیں خنزیر نہیں دم نہیں شراب انگوری نہیں جو یوں کہئے کہ اوجہ
فقدان منافع مال کہنا نا روا ہے اور مبیع مغصوب یا غیر مملوک نہیں قیمت غیر مملوک
یا مغصوب نہیں پھر کیونکر کہئے کہ بیع نہیں مگر جیسے بعد حصول بیع کا اقرار لازم ہے ایسے ہی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بقدر سود العقا دبیع کی کوئی صورت نہین اوسکو بیع کیا کہئے تو قیمت کیا ہے اور قیمت نہی تو بیع
کہان ہے سود مع اصل کو قرض یا مبیع کے مقابل کہئے تو کیونکر کہئی نہ شریعت سے اجازت
نہ عقل کی طرف سے اباحت شریعت کا اجازت نہونا تو اسی سے ظاہر ہے کہ یہہ دونون ملکر
اگر تنہا قرض یا مبیع کی مقابل ہوسکتے تو معاملات سودی ممنوع ہی کیون ہوتے اور عقل کی
پوچھئی تو وہ کب کہہ سکتی ہے کہ ظلم بھی جائز ہو تفصیل اسکی یہہ ہے کہ مختلف جنسین ہون تو
یون ہی کہہ سکتے ہین کہ کسیکو کوئی چیز بہاتی ہے اور کسیکو کوئی کیا عجب ہے کہ بائع کو جتنی رغبت
قیمت معین کیطرف ہے اوسیقدر مشتری کو مبیع معین کے ساتھہ الفت ہو اور اسوجہ سے
دونون برابر ہین پر اتحاد جنس کی صورت مین تفاوت رغبت کی کوئی صورت نہین زیادہ سے
زیادہ کم سے کم رغبت ہوگی اور اسلئے خواہ مخواہ یہہ کہنا پڑیگا کہ سود لینی والا اچھا رہا اور
دینی والا برا اوسکو نفع ہوا اسکو ٹوٹا غرض مساوات میسر آئی اور جب مساوات میسر آئی تو پھر
عدل و معاوضہ کجا معاوضت بمعنی مساوات ہے اور عدل بمعنی تسویہ اسلئے یہہ معاملہ اگر رضا سے
بھی ہوگا تو واقع مین رضا سے نہوگا کیونکہ بنائی رضا اصل مین وہ رغبت تھی موجبات رغبت
دونون جگہہ برابر مقدار کی کمی زیادتی مین رغبت کی زیادتی کمی نہ رہے پھر رضا صدق کا ہونا
محال باقی رضاء خارجی جو بوجہ ضرورت ہوتی ہے اگر اوسکا بھی اعتبار کیا جاتی تو بزور
شمشیر جو کچھہ لیا جاوی وہ بھی حلال ہوجایا کرے وہان بھی آدمی جان بچانے کے لئے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مال کے دینے پر راضی ہو جاتا ہے مگر جب قدر سود کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں تو پھر اوسکی بیع کا ہونا محال بیع دو طرف سے دو چیزوں کی ہوتی ہے تنہا ایک آدمی یا ایک چیز سے بیع کا تحقق متصور نہیں اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ باطل اوسیکو کہتے ہیں جسکے نے تحقق اور ثبوت نہ ہو اور یہی وجہ ہے کہ باطل کو حق کے مقابلہ میں بولتے ہیں لیکن قدر اصل میں بیع تحقیقی تھی اور قدر سود میں بیع باطل تو وہ بیع تحقیقی اور بیع باطل ملکر ایک بیع فاسد پیدا ہو گئی فاسد اوس شئی کو کہتے ہیں کہ اوسکے تئے وجود تو ہو پھر اوس میں کچھ خرابی اور فساد آ جاتی چنانچہ مواقع فساد و فاسد سے یہ مضمون خود سمجھ میں آ جائیگا اور یہیں سے اجارہ فاسدہ اور اجارہ باطل کی تحقیق سمجھ میں آگئی ہوگی اور یہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا کہ اگر بیع تحقیقی کے ساتھ اجارہ باطل بھی لگا ہوا ہوگا تب بھی بیع میں فساد کا آ جانا ضرور ہے جب یہ سب باتیں معلوم ہو گئیں تو اب یہ گذارش اور سن لیجئے کہ بیع فاسد میں قبل قبض تو فریقین پر واجب ہوگا کہ معاملہ فسخ کر دیں اور یوں نہو ایک ظلم دوسری مخالفت حکم خداوندی ظلم ایسی بات کہ حکم عقل کو نہو جب بھی اسکی قبح اوسکو تجویز کرنی اور حکم خداوندی کا یہ حال کہ ایسی بات سے منع کر دیں اور بری بات کی تاکید فرمائیں تب بھی اوسی چیز پر اڑا ملنا چاہئے اور جب معاملہ مذکورہ واجب الفسخ ٹھیرا تو پھر اوس سے استحقاق کا ثبوت معلوم جو قبل القبض بھی اسباب تفصیل میں سے سمجھی جاتے ہاں اگر قبض تک نوبت پہونچ جائی تو پھر ملک اور

بخرنہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

خبث دونوں کا اقرار ضرور ہے ملک کے اقرار کی تو یہ وجہ ہی کہ بیع متحقق ہو گئی اور اسکے لوازم بھی
ساتھ ہو لیے تھا نہیں بائع کوئی بیع میں نہیں جو یوں کہا جائے کہ جیسے آفتاب کا نور در صورت
حیلولت ابر و غبار جیسی زمین تک نہیں پہونچ سکتا ایسے ہی آثار بیع یعنی ملک مشتری بمبیع
اور ملک بائع بقیمت تک نہیں پہونچ سکتے ہاں قبل القبض بایں لحاظ مخالفت حکم خداوندی موجب
فسخ اور بائع تقاضائے تسلیم تھا جب بحکم تقدیر مخالفت کی نوبت آئی تو اب ملک کا مانع کون ہے
ہاں یوں کہتے کہ یہ ملک بوجہ مذکور قابل اقرار ہے مگر ہم اسی بات کو دوسری طرح سے
خباثت سے تعبیر کرتے ہیں یعنی جب یہ ٹھیری کہ اس ملک کے حصول میں مخالفت حکم خداوندی
لازم آئی ہے تو بیشک ایک برائی اوس ملک کے ساتھ لاحق ہو گئی ایسے ہی ملک خبیث کہلاتی
الغرض بوجہ فسخ تو قبل القبض اور بعد القبض دونوں صورتوں میں مسلم مگر مثل بیع صحیحہ
بعد القبض ملک کا ثبوت بھی واجب التسلیم ہے رہی یہ بات کہ یہ خباثت آگے بھی چلے گی یا
مشتری اور بائع تک ہی رہیگی مشتری اگر کسی اور کے ہاتھ مبیع کو بیچدے یا ہبہ کردے
اور بائع قیمت سے کوئی اور چیز خریدلے تو وہ مبیع اول اور ثمن اول دوسرے بائع اور مشتری کے
پاس جاکر بھی خبیث ہی رہیگا یا اونکے حق میں پاک صاف ہو جائیگا میری خیال میں بہتر یہ
کہ وہ خباثت مذکورہ آگے نہ چلے گی وجہ اسکی یہ ہے کہ سبب ملک تو اصل میں وہ بیع تحقیقی تھی
جسکا ہونا بیع فاسد میں ضروری ٹھیرا وہ بذات خود اچھی علت ہے اور یہ برائی آکر لگی تھی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور ظاہر ہے کہ دوسری بیع کا بنا، فقط بیع اول ہی معصیت مذکورہ نہیں اگر معصیت
مذکورہ کی نوبت آتی تب بھی بیع ثانی کے لئے بیع اول کافی تھی اور اگر بیع اول نہولی اگرچہ
مخالفت حکم خداوندی کسیطرح وقوع میں آجاتی تو پھر بیع ثانی کی کوئی صورت نہ تھی
الغرض بوجہ بیع اگر مشتری مالک مبیع نہولیتا تو دوسرے کی ہاتھ بیع نکر سکتا اس سے
صاف ظاہر ہے کہ بنای بیع ثانی فقط بیع اول ہے وہ بذات خود متحقق ہے مخالفت
خداوندی کی وجہ سے ایک خباثت اوپر سے عارض ہوگئی ہے وہ مخالفت آگے بھی چلتی نہیں
اوسکا اثر کاہیکو چلیگا البتہ کسی چیز کا مملوک نہونا اوس چیز کی نسبت ایسا وصف نہیں
کہ دینے دلانے میں اوس سے جدا ہوجاتی اگر کوئی چیز اپنی ملک نہو اور پھر خدانخواستہ اوسکو
کسی کے ہاتھ بیع کردیں یا کسیکو ہبہ کردیں تو بعد بیع ظاہری اور ہبہ ظاہری بھی یہ بات
کہہ سکتے ہیں کہ یہہ چیز واہب اور بائع کی ملک نہ تھی اوراسوجہ سے مشتری اور
موہوب لہ کی ملک نہیں آتی اسلئے مال مغصوب اور مال رشوت اور قیمت بیع باطل و
اجارہ باطل کسیکو ہبہ کریں یا کسیکی ہاتھ بیع کریں کسیطرح کسی مرتبہ میں حلال وطیب
نہیں ہوسکتا اور کیونکر ہو یہاں بنائے بیع وہبہ کوئی امر موجب ملک نہیں مگر یہ
تو ظاہر ہے یا گناہ۔ مثال سے تسکین مطلوب ہو تو سنئے زرد و سبز آئینہ اور آتشیں شیشہ میں سے
اگر نور منعکس ہوکر کہیں جائے تو بیشک جہاں وہ نور جائیگا وہاں زردی سبزی حرارت بھی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ساتھہ جاتیگی اور اگر اوس نور کی کروٹ پر ایک آئینہ سبز یا زرد یا آتشین شیشہ ایسی طرح رکھا ہو
ہو کہ نور کے ادہر ادہر ایک سطح اور اوس آئینہ یا شیشہ کے ایک سطح ایسی طرح ملی ہوئی ہون
جیسے دو اینٹین یا دو پتھر باہم ملی ہوتے ہوتے ہین غرض نقطہ تلاقی ہو نور اوس آئینہ یا شیشہ
مین منعکس اور نافذ نہو تو پھر رنگ آئینہ یا حرارت شیشہ آتشین نہ آئیگی وجہ اسکی فقط یہی ہے
کہ نفوذ اور عکس کے صورتوں مین بنائے حصول نور وحرارۃ مقام معلوم مین آئینہ اور آتشین
شیشہ پر ہے اگر آئینہ مذکور اور آتشین شیشہ نہوتا تو پھر یہان نور آتا نہ حرارۃ آتی اور دوسری
صورۃ مین حصول نور اوس آئینہ پر اور حصول حرارۃ اوس شیشہ پر موقوف نہین اسیطرح یہان
بھی سمجھئے کسو نے ظلم وجور یعنی اجارہ باطلکی بیع یا اوسکا ہبہ ظلم اور گناہ پر موقوف ہی اور
کسو بیع فاسد کا ہبہ یا اوسکی بیع ظلم اور گناہ پر موقوف نہین واللہ اعلم وعلمہ
اتم واحکم مکرر عرض یہہ ہے کہ اگر سر یا اطراف بدن مین کچھہ شور محسوس ہو تو
اوسمین تخیل اسم ذات رکھا لیجئے اور یون سمجھا کیجئے کہ محل شور کا ہر بُن مو ذکر خدا مین مشغول ہے
قلت فرصت اور کثرت مشاغل کے باعث متصل تحریر کا اتفاق نہوا اوقات مختلفہ مین
لکھہ کر تمام کیا اسلئے روز ابتداء تحریر ارسال نہکرسکا آج روانہ کرتا ہون رسید سے
مطلع فرمائین حافظ رحیم بخش صاحب وغیرہ احباب سے اگر اتفاق ملاقات ہو اور یاد رہے
تو میرا سلام عرض کردینا فقط اس تحریر پریشان کو دیکھکر میں جانتا ہون آپ بہت

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

پریشان ہونگی اور شاید طلبان بھی سمجھ کر دیکھنا ہی دشوار ہو پر آپکے فحوای کلام سے اسقدر
تسکین سوال کے ہر شق میں مفہوم ہوتی تھی یوں سمجھ کر کہ آپکے فہیم کی تسکین اور یکبار تو نیچے
تو معلوم جبتک تہ کی بات نہی جاتے امید نہیں کہ آپکا تردد جائے یہہ چند اوراق سیاہ
کردئے ہیں اور اب پشیمان ہوں کہ کیوں وقت کہویا اور کیوں لئے کاغذ سیاہ کیا آپکا مطلب
اصلی تو فقط اتنی بات سے متعلق تہا کہ مال رشوت غصب اور کسوبہ زنا و دیگر محرمات اصلیہ
ملک میں نہیں آتا اگر مالکان اصلی معلوم ہوں تو پہنچانا واجب ہے ورنہ بغرض دفع عذاب
اوسکے ذمہ تصدق واجب ہے پر لینے والے ایسے ہوں کہ افلاس کے باعث لبوں پر
جان ہو پھر نیکا ربلہ ہو رہا ثواب وہ اگر ہوگا تو مالکان اصلی کو ہوگا پہر اسنے عرض کیا
کہ مالکان اصلی اگر کافر ہونگی تو پھر ثواب کی کوئی صورت نہیں چند روز مرزا کو پیار کیجیگا اوسکے
والدہ کو سلام کہدینا مولوی فخر الحسن صاحب طالب آئیں اور یاد رہے تو سلام کہلا بہیجنا اور
کہدینا کہ تم تفصیل احوال لکھتے ہو نہ یہاں دل بہلتا ہے یہاں آپ اور کام کرتے ہیں ایک
پرچہ ہمارے نام بھی لکھ بھیجتے سولہویں کا لکھا ہوا ہمدرن سے مولوی احمد حسن صاحب کا
خط آیا تھا اسی روز کی روانگی کی خبر لکھی تھی بہرحال معلوم نہیں آپ بھی دعا کریں اور
ملنے والوں سے سلام عرض کردیں تمت بالخیر

دربیتش سمت المکان السامی بسم اللہ الرحمن الرحیم نذر محمدی مہر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کمترین خلائق بیچمدان محمد قاسم مخدوم و مکرم قاضی محمد اسمٰعیل صاحب کی خدمت سراپا برکت
مین بعد سلام مسنون و شوق مکنون کے عرض پرداز ہے کہ آپکا عنایت نامہ باعث افتخار
ہوا پر مجکو تعجب آیا جبکہ ایسے لوگونکی جھگڑی مین جنکو حق و باطل سے کچھ مطلب نہو اپنی بات سے
مطلب ہو اور علم و عقل و فہم تو درکنار الف کی نام بے تکمہ بتاتی ہون مجھہ جیسے وحشی کو جسکو ایسے
نغمہ کبھی خوش نہ آتی ہون کھینچتے ہو ابھی حضرت آپنے سنا نہیں جواب جاہلان باشد خموشی
جب جاہل بر سر پرخاش ہو کر نکلو تم چپ ہو کہ کہ موجود ہو حق کی تلاش نہو ایسی وقت مین علماء کو
لازم ہے کہ اپنی زبانکو مونہہ مین رکھین جیری کہنی کا یقین نہو تو آیہ وَإِذَا خَاطَبَهُمُ
الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا اور سوا اسکے اور آیتین جو اس مضمون کی ہین یہ مضمون
فرما رہی ہین ہان جاہل ہو کر حق طلب ہو تو اوسکی تسکین خاطر لازم ہے سو ایسے لوگون کی
علامت یہہ ہے کہ بحث مباحثہ کو تیار نہیں ہوتی علماء کے مونہہ کو تکتی رہتی ہین جو
اونکی مونہہ سے نکلا اونے پلی باندہ لیا جاہلون کی اور نیم ملاؤنکی بات کو نہین سنتی جیسے
اونکا خطرہ ایمان ہو سو سالکان استغفار مسئلہ کہہ الگ کئی آدمی کہ ہین بعضی نیم ملاؤن کی
تقریرین اور بعضی معراج ناموں کی تحریرین سنکر اور دیکھکر علم کی بات مین باتوں آنے لگی
اور قول مشہور کو غیر مشہور اور غیر مشہور کو مشہور بتانے لگی اس سبب اور نیز اپنی ضعف ہمت
اور والدہ کی بیماری اور بعض احباب کی تشریف آوری اور طلبہ کی خدمت گذاری کی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

باعث جی ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ اس باب میں قلم گھسائی اور ورق سفید کو سیاہ بنائیے علاوہ بریں سنی خواستگار روایات منصوص ہیں اور طالب دلائل تو یہ سو میری پاس اول کتابیں کہاں جو روایتیں نکالوں اور سناؤں اور سنی ایمان تیکے لیے تو یہ لاؤں اور بتاؤں غرض بہر طور جواب لکھنے سے نہ لکھنے کو اچھا سمجھتا تھا مگر چونکہ آپکا ہیچ تھا مجبور ہو گیا یہ ڈر لگا مبادا آپ کچھ کا کچھ سمجھ جائیں اور میری ان مصلحت اندیشیونکو کسی اور بات پر محمول فرمائیں اسلئے مختصر مختصر کچھ عرض کئے دیتا ہوں کیونکہ اگر گفتگو کو طول دیا جائے تو کم سے کم ہر بات کے لیے ایک ایک دو دو جزو تو ہوں مگر یہ تحریر بھی فقط آپ کی اور آپکے اتباع کے لئے کیجاتی ہے ورنہ آپکے مخالفوں سے امید قبول نہیں ہاں جنکو میری بات پر اعتماد ہوگا وہ بھی اس سے منتفع ہو سکتا ہے علی ہذا القیاس جو طالب حق ہوگا اسکے لیے بھی یہ تحریر مفید ہوگی اسلئے حسب درخواست مستفسر میں بھی اسی بات کا پابند ہوتا ہوں کہ حوالہ دوں تو معتبر کتاب کا حوالہ دوں سو اہل ایمان کے نزدیک کلام اللہ سے زیادہ معتبر کوئی کتاب نہیں اور بعد کلام اللہ کے بخاری شریف اور مسلم شریف سے اور صحاح ستہ اور مشکوۃ سے زیادہ کسی کتاب کا اعتبار نہیں کلام اللہ کی آیتیں لیجئے اور کتابوں کی روایتیں لیجئے مگر کسیکو خدا تعالی اور رسول اللہ صلعم اور امام بخاری اور انکی راویوں کی طرف بھی بد نیتی کا گمان ہو تو پھر ہمارے پاس کوئی جواب نہیں حضرت سن تفسیر حسینی معتبر ملا حسین واعظ اسکا مصنف اہل سنت کے نزدیک قابل اعتبار بلکہ جانے والے

غرض،

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

جانتی ہیں کہ ملا حسین واعظ کوئی عالم محقق نہیں بات سے آدمی پہچانا جاتا ہے اونکی باتیں خود دلالت کرتی ہیں کہ یہ شخص نہ عالم محقق ہے نہ مورخ معتبر خبر ملت کی پہچاننے کے لئے تو بڑا حوصلہ چاہئے مگر یہ شخص صحیح یہ ہے کہ محققین کے نزدیک قابل اعتبار نہیں نہ بوجہ علم نہ بوجہ دیانت علم کا حال معروض ہو چکا دیانت کی بات پوچھتی تو اونکی باتوں سے بوئی رفض آتی ہے اور اہل تحقیق کے نزدیک متہم برفض ہے خیر رافضی ہونا بجز علماء متبحرین کے کون سمجھ سکتا ہے مگر اس بات کے لئے کہ یہ قول اسکو مستغنی بحوالہ زید کے معتبر اور مشہور بتلاتا ہے اور جسکو غیر مشہور اور غیر معتبر کہتا ہے مشہور اور معتبر ہے اتنی بات سچ ہے کہ احادیث صحیحہ سے قول ملاقات حضرت جبرئیل ہی صحیح معلوم ہوتا ہے اور مفسرین میں یہی مشہور ہے چنانچہ ماہران تفاسیر معتبرہ اسکی تصدیق کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ فقط باینوجہ کہ زبان فارسی ہے اکثر اطفال مکتب تک واقف ہوتے ہیں اور جاہل کوئی کوری جانتا ہے تفسیر حسینی کے مضامین ذہن نشین اکثر عوام ہو گئے ہیں اور بایں سبب کہ بہر روی معراج نامے اردو وغیرہ میں تصنیف ہو گئے غرض چونکہ تفسیر حسینی فارسی میں تھی وہ بھی سلیس عوام میں مروج ہو گئی مگر اہل کمال تفسیریں ایکطرف دہری رہیں باقی موافق ہونا قول معلوم احادیث صحیحہ کے سوا اوسکی تفصیل یہ ہے کہ بخاری شریف میں صحیح روایات ہیں جس میں اسی سورۃ کی تفسیر میں تین حدیثیں ہیں ایک تو حضرت عائشہؓ سے جسکا یہ مضمون ہے کہ میرے بال کھڑے ہو جاتے ہیں جو یوں کہے کہ رسول اللہ صلعم نے خدا کو دیکھا دو حضرت عبداللہ بن مسعود سے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

جیسا کہ یہ مضمون ہے کہ آیۃ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى
سے مراد حضرت جبرئیل کی ملاقات ہے اور چند نسخوں بانوں کی ساتھ ہونکا دیدار مراد ہے
علی ہذا القیاس مسلم شریف میں صفحہ ۹۸ پر دو حدیثیں موجود ہیں جنمیں سے پہلی حدیث سے صاف
جو الا رسول اللہ صلعم کی یوں معلوم ہوتا ہے کہ آیۃ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى میں
حضرت جبرئیل کا دیکھنا مراد ہے اور دوسری حدیث سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ آیۃ ثُمَّ
دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى سے حضرت جبرئیل کا دیکھنا مراد ہے
اور اسی حدیث میں یہہ بھی مذکور ہے کہ حضرت جبرئیل یوں تو مردوں کی شکل میں آتے تھے
پر اسوقت جیسا اس حدیث میں بیان ہے اور صورت میں آئے جو انکی صورۃ اصلی تھی
پہلا ورقے کے بعد ننانویں صفحہ میں حضرت ابو ذر سے دو روایتیں مذکور ہیں جنمیں سے پہلی حدیث
میں تو یہہ الفاظ ہیں عن ابی ذر قال سألت رسول اللہ صلعم هل رأيت
ربك قال نورٌ اَنّٰى اراه سو شارح نووی جو مشہور و معروف ہیں اور صاحب مشکوۃ
اپنی کتاب مشکوۃ شریف میں انکی حوالہ دیتے ہیں اس صفحہ میں یوں فرماتے ہیں کہ تمام اصول یعنی
سب حدیث کی کتابوں سے ساری جماعت راویوں نے نور کے ری کو پیش اور انکے
الف کو زبر اور نون کو تشدید سے پڑہا ہی اور اس صورۃ میں اسکے معنی یہہ ہونگے کہ خدا خود کیونکر
نور کے پردہ میں مستور ہے میں اسکو کیونکر دیکھ سکوں دوسری ایک روایت اور بھی لکہی ہے

نورٌ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اوس روایت کے موافق ری کو زبر الف ساکن نون کو زیر یا کو تشدید ہے اس صورۃ مین دو احتمال مین ایک تو یہہ کہ وہ نورانی ہے مین اوسکو دیکھتا ہون دوسری یہہ کہ وہ خالق نور ہے نور اوسکا حجاب ہے مین اوسکو کیونکر دیکھہ سکتا ہون چنانچہ امام نووی نے بہی تاویل کی ہے اور اونکے بعد بحوالہ قاضی عیاض مصنف شفا کتاب مشہور حدیث جو بڑی معتبر عالم اور صحیح مسلم کے شارح ہین یون رقم فرماتے ہین کہ یہہ روایت ہمین کہین نہین ملی اور نہ کہین اصول مین ہمنے اس روایت کو دیکھا علاوہ برین اوسی صفحہ ۹۹ مین دوسری حدیث انہین حضرت ابوذر سے موجود ہے جسکا مطلب موافق محاورہ کلام اور موافق تحریر امام نووی کے یہہ ہے کہ مینے نور دیکھا اور کچھہ نہین دیکھا سو جونکہ یہہ دونون حدیثین ایک راوی سے ایک مقدمہ مین ہین تو دونکا ایک ہی مطلب ہوگا اس سے یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ روایت غیر معتبر ہے اور ہے بہی تو اونکی بہی یہی معنی ہین جو مرقوم ہوتے اور اگر بالفرض اس روایت کا مطلوب یہہ اصل کا یہی مطلب ہے کہ مین خدا کو دیکھتا ہون تو اوس سے کیا سوال جواب کے وقت کی رویت ہو وہ دیدار ثابت ہوگا سو علم کو اس سے کیا علاقہ جیسے سورہ نجم مین سوم و صلوۃ و زکوۃ کا ذکر نہین اور یون کہنے سے کہ اس سورۃ مین اور ان آیاتون مین احکام مذکورہ کا ذکر نہین آدمی وہابی نہین بنجاتا یونہی کہنے سے بہی کہ اس صورت مین دیدار خداوندی کا ذکر نہین وہابی نہین بنجاتا پہر جناب شاہ عبدالعزیز صاحب اور صاحبان جلالین اتنی بات سے کیونکر وہابی ہوگئے اور اگر ایسے

بیہ صاحب وہابی ہوگئے تو رسول اللہ صلعم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوذر اور
حضرت عبداللہ بن مسعود اور اونکے پیچھے کے راوی جنکے واسطے سے بخاری اور مسلم مین یہ احادیث
مروی ہیں اور علیٰ ہذا القیاس امام بخاری اور امام مسلم اور امام نووی اور قاضی عیاض اور اونکے
اتباع اول وہابی ہوجائینگے سو اگر یہی وہابیت ہے تو ہم اور ہمارے سات پشت وہابی ہین مگر
اسکو کیا کیجئے کہ وہابیونکی دورکو دو سو برس نہین ہوئے اور یہ صاحب سوای شاہ عبدالعزیز
صاحب کے اس زمانہ سے پہلے ہوگذرے ورنہ تہمت وہابیت کا ان بزرگوارونکی نسبت
خوب موقع تہا اسپر یہ ہے جو شاہ عبدالعزیز صاحب اور صاحبان جلالین کو وہابی کہتا ہے
کوئی پوچھے کہ یہ تو شاہ عبدالعزیز کو وہابی بنایا تو بنایا صاحبان جلالین تو آپکے معنون کے
ڈیڑھ پانسو برس پہلے ہوگذرے ہین مثل مشہور مرنے کو مارین شاہ مدار اونپر یہ طعن کرنا تہا
اونکی حمایت کرنی تہی اب التماس یہ ہے کہ اگر میری ان باتون مین شبہہ ہو تو اگر کہین سے بخاری
و مسلم مطبوع ملین تو بہ نشان صفحات و سطور اگر کوئی صاحب ایسے ملین جنکو ان کتابون کے
دیکھنے اور سمجھنے کا سلیقہ ہو مطابق کرالین بلکہ صحیح مسلم کے صفحہ ۹۰ مین جو احادیث ہے
نیچے شرح نووی مسطور ہے اوسمین بحوالہ واحدی جو امام نووی سے مقدم ہین یہہ مسطور ہے
کہ اکثر علماء تو یہ فرماتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت جبرئیل کو اونکی اصلی
صورت مین دیکہا اور حضرت عبداللہ بن عباس یہ فرماتے ہین کہ خداوند کریم کو دیکہا غرض

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اکثر صحابہ اور تابعین اور راویوں کے بعد کے علماء تو قول اول کی طرف ہیں اور حضرت عبداللہ بن عباس سے اور شاید اور بھی کوئی قول ثانی کی طرف ہیں اسواسطے بیضاوی نے قول اول ہی بیان کیا اور دوسری قول کو بطور تضعیف لفظ قیل سے ذکر کیا ہے اعنی بلفظ قیل سے نقل کیا ہے جس سے موافق اصطلاح علماء یہ مراد ہوتے ہے مگر بیضاوی کو وہاں کہنے سے کون مانع ہے الغرض منہ نے مونہہ میں زبان دی آئی کوئی پہاڑ نہیں پہاڑ نہیں جو روکے کو دتے پھاندتے شوق سے چلے جاؤ اب بعد ان سب ماجرے کے التماس یہ ہے کہ جو مسائل علماء متقدمین میں مختلف فیہ ہوں ایسے مسائل میں ایک جانب لینا اور ایک جانب والوں پر طعن کرنا جاہلوں اور بیدینوں کا کام ہے ورنہ حنفی شافعیوں پر اور شافعی حنفیوں پر طعن کیا کرتے اس زمرہ میں اور ان مسائل کے ایک جانب والوں پر جو صحابہ میں بھی مختلف فیہ ہوں اور ہر دو جانب میں ایسی ہی کہ اکثروں نے ترجیح دی ہو طعن کرنا ان لوگوں کا کام ہے جنکی حق میں مولانا روم علیہ الرحمۃ یہ شعر ارشاد فرماتے ہیں۔ شعر۔ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ۔ میلش اندر طعنہ پاکان برد افسوس جاہلوں اور نیم ملاؤں نے دین کو خراب کر ڈالا ایک صاحب اٹھتے ہیں تو بدعت اصول دین کو وہابیت کہہ جاتے ہیں دوسرے صاحب کھڑے ہوتے ہیں تو بدعت سے اعمال صالحہ کو بدعت کہہ سناتے ہیں اہل حق کو جان بچانی دشوار ہوگئی باقی رہا رسول اللہ صلعم کی ثانی کا ممکن یا محال ہونا اسکا جواب کیا کہوں طرفین سے کہہ دانا اد

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

پھر ایک جانب کے ترجیح کی وجوہ لکھوں تو استغفا۔ کہ دونوں جانب کے صاحبوں میں ایسا کوئی
نظر نہیں آتا کہ اونکو سمجھیں اس صورت میں ایسے مضامین کی تحریر میں اپنی اوقات کا خراب کرنا
اور اپنے دماغ کا چور کر دینا ہے مگر یوں سمجھ کر کہ اور نہ سمجھینگے تو آپ بفضلہ تعالیٰ صاحب وجدان ہیں انشاء اللہ
خوب سمجھ جاوینگے دو لکیک باتیں تماشہ کی سی دیکھیں مخدوم من علماء متقدمین میں تو اس مسئلہ میں
اختلاف دیکھا سنا نہیں تھوڑے دنوں سے یہ بات جھگڑے میں پڑ گئی اکثر بڑے عالم تو اس
جانب ہیں کہ ماسوا خداوند کریم کے سب کا ثانی اور نظیر ممکن ہے اور وحدہ لاشریک ہونا خدا ہی کو
زیبا ہے اسواسطے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہی کے ساتھ یہ جملہ لگایا گیا اَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے ساتھ نہ ٹہرایا گیا اور مولوی فضل حق صاحب مرحوم اور
اونکے متبع اس جانب گئے کہ ممکن نہیں ہے مولوی صاحب مذکور کے دلائل کو دیکھکر یوں معلوم ہوتا
کہ وہ بھی دل سے اسی بات کے قائل ہیں کہ آپکا ثانی ممکن ہے کیونکہ دلائل سے اونکی فقط امتناع
بالغیر ثابت ہوتا ہے اور امتناع بالغیر خود امکان ہی پر دلالت کرتا ہے اسواسطے کہ امتناع بالغیر
کے یہ معنی ہیں کہ اپنی ذات سے تو فلانی چیز ممکن ہے پر کسی غیر کی وجہ سے محال یا ممتنع ہو گئی سو اس
بات کے وہ لوگ بھی قائل ہیں جو ممکن بتلاتے ہیں کہ خداوند کریم کے وعدہ صادق کے سبب آپکا ثانی
ممتنع ہو گیا اور محال بن گیا ممتنع ذاتی اور محال ذاتی نہیں جیسے خدا کا ثانی اور اوسکا نظیر محال اور ممتنع
ذاتی ہے یعنی کسی غیر کے سبب محال اور ممتنع نہیں ہو گیا اپنی ذات سے ہی محال اور ممتنع

ی۲

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مولوی نفس حق صاحب مرحوم کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ خدا نے وعدہ کر لیا ہے کہ رسول اللہ صلعم ثانی پیدا نہ کرونگا سو اسکا جواب ایک تو یہی ہے کہ جو چیز وعدہ کے سبب محال ہو وہ ممتنع بالغیر ہے ممتنع بالذات نہیں کیونکہ وعدہ کے سبب محال ہوتے اپنی ذات میں محال نہیں دوسرا یہ کہ وعدہ کا کرنا خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیدا کرنا قدرت و اختیار خداوندی میں داخل ہے ورنہ وعدہ کی کیا معنی وعدہ تو اسی امر اختیاری میں ہوتا ہے جس بات کا کرنا نہ کرنا اختیار میں ہو اور جو امر وعدہ ممکن نہیں ہاں کبھی اون باتوں میں جو اپنے سے نہو سکیں دہوکا دینے کو اون لوگوں سے جو ناواقف ہوں بطور وعدہ کے کہدیا کرتے ہیں کہ ہم یہ بات نکرینگے سو یہ بات ہم تم سے تو متصور ہے خداوند کریم سے متصور نہیں ہمارا خدا دہوکا باز نہیں جو خداوند صادق القول کو دہوکا باز بھی اوسکے ایمان و اسلام میں حرف ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم کو خداوند کریم نے خاتم النبیین فرماتے ہیں اگر آپ کا ثانی پیدا ہوجائے تو آپ خاتم النبیین نرہیں اور خدا کے کلام میں جھوٹ لازم آئے سو اسکا جواب اول تو اسی تقریر سے نکل آتا ہے کیونکہ یہاں بھی وعدہ پر مدار کار ہے اور دوسرے حضرت آدم باعتبار پیدائش کے اول النبیین ہیں ورنہ آپ کی نبوت موافق حدیث کنت نبیا وآدم بین الماء والطین سب سے اول ہے پھر خاتمیت کہاں ہوگی سو اگر رسول اللہ صلعم کا ثانی محال ہے تو حضرت آدم کا ثانی بھی محال ہے علی ہذا القیاس اوسط الانبیاء اور رسول اللہ اور خاتم الانبیاء اور اول الاولیاء اور خاتم الاولیاء اور اوسط الاولیاء بلکہ اول المخلوقات اور

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور آخر المخلوقات اور اوسط المخلوقات سبکا ثانی محال ہوگا اگر یہی محال کے معنی ہیں تو اس سے کسی کو انکار ہے تیسری دلیل یہ ہے کہ جیسے گل سرسبد یعنی ٹوکری میں ایک ہی پھول ہوتا ہے یعنی ہر مجموعہ میں افضل ایک ہی ہوتا ہے سو اس مجموعہ میں جسکو عالم کہئے افضل جناب محمد الرسول اللہ صلعم ہیں اگر اونکا ثانی موجود ہو تو یہہ بات غلط ہو جاوے بلکہ ایک مجموعہ میں دو افضل ہو جائیں سو اس شبہہ کا جواب اول تو یہہ ہے کہ یہہ امتناع بالغیر ہے امتناع بالذات نہیں امتناع بالذات کی یہہ صورت ہے کہ پھول ٹوکری میں ہو یا علیحدہ اوسکا ثانی ممکن نہو علاوہ بریں دو پھول ٹوکرے میں ایک سے ہوں اور سب پھولوں سے افضل ہوں تو کیا قباحت ہے کوئی عاقل اسمیں متامل نہیں ہو سکتا معہذا اگر دوسرا ٹوکرا بھی ایسا ہو کہ اوسمیں بھی اور پرے نیکر نیچی تک ایک ہی سے پھول ہوں جیسی اسمیں گل سرسبد ہو ایسا ہی اوسمیں جیسی اسمیں اور باقی ہوں ایسا ہی اوسمیں تو کوئی صاحب عقل اسمیں انکار نہیں کر سکتا ایسے ہی اس عالم میں بھی دو افضل ہوں یا کوئی دوسرا عالم بلکہ اسی عالم کے مشابہ ہو یعنی جیسے اس عالم میں رسول اللہ صلعم ہیں اوس عالم میں بھی ایسی ہی رسول اللہ صلعم ہوں اور باقی جیسے اسمیں ہوں ویسے ہی اوسمیں تو اہل عقل تو انکار نہیں کر سکتے کیونکہ خداوند کریم ایسی ایسی عالم ہزاروں پیدا کر سکتا ہے چنانچہ بعض احادیث میں اسکے طرف اشارہ بھی موجود اگر خدا کو منظور ہے تو اون احادیث کا مضمون اور اوراق کا نشان بھی مرقوم ہوگا ماسوا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اسلئے جیسے ایک مجموعہ میں افضل ایک ہی ہوتا ہے ایسے ہی ادون یعنی کمتر بھی ایک ہی ہوتا ہے
اور علیٰ ہذا القیاس اوسط بھی ایک ہی ہوتا ہے سو جیسی رسالت مآب صلعم اس عالم میں افضل
ہیں شیطان شقاوت میں بدتر ہے اسیطرح کوئی اوسط ہے تو خداوند کریم شیطان کا ثانی اور
اوس اوسط کا ثانی بھی پیدا نکر سکیگا علاوہ بریں ہر نوع حیوانی میں گدھا ہو یا گھوڑا علیٰ
ہذا القیاس انواع اشجار وغیرہ میں ایک افضل اور ایک کمتر اور ایک اوسط ہوگا اوسکا
ثانی بھی خدا سے پیدا نہو سکیگا چوتھی دلیل یہہ ہے کہ جیسے دایرہ میں مرکز ایک ہی ہوتا ہے
ایسی ہی رسول اللہ صلعم بھی عالم میں ایک ہی ہیں اس دلیل میں اول تو یہی خرابی ہے نہ
دایرہ کی اور عالم کی تشبیہ کیلئے کچھ مناسبت اور مشابہت چاہیئے جیسے مربع اور مثلث
اور مستطیل اور منحرف اور قوس اور مخمس مسدس وغیرہ کو اس بات میں دایرہ کے ساتھ
تشبیہ نہیں دی سکتے کیونکہ دایرہ اور اقسام مذکورہ میں اسقدر تو اتحاد ہے کہ سب اقسام
سطح میں سے ہیں ایسے ہی عالم کو دایرہ کے ساتھ تشبیہ نہیں دے سکتے علاوہ بریں
مرکز کی حقیقت فقط اتنی ہے کہ وہ بھی ایک نقطہ ہے اور یہہ بات کہ سب کی طرف سے بُعد
برابر ہو محیط کے باعث اوسمیں پیدا ہوگئی ہے اوسکی ذات میں داخل نہیں جب محیط
نہ تھا تو وہ نقطہ تو تھا پر یہہ بات نہ تھی سو جو بات اپنی ذات میں نہو بلکہ کسی
غیر کے باعث حاصل ہوگئی ہو جیسے پانی میں بباعث آگ کی گرمی پیدا ہو جاتی ہے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اوسکو ذاتی نہیں کہتے عارضی اور خارجی کہتے ہیں جیسے پانی کی گرمی کو ذاتی نہیں کہتے عارضی
اور خارجی کہتے ہیں اور جب ذاتی نہوئی عارضی ہوئے تو اوسی کی طرف منسوب ہوگی
اور وہ غیر ہی اوسکا باعث کہلائیگا سو جیسے مرکز کی ثانی کا ممکن نہونا محیط کی جانب سے منسوب ہے
اپنی ذات کیطرف منسوب نہیں ایسے ہی رسول اللہ صلعم کی ثانیکا امتناع باعث مجموعہ عالم ہے
ذاتی نہیں ہاں البتہ اگر ویسا ہی دائرہ اور بنایا جاوے تو جیسے سلسلہ دائرہ دوسرے سارے
دائرہ کے ثانی ہوگا اسکا مرکز اوسکے مرکز کے ثانی ہوگا ایسا ہی اگر دوسرا مجموعہ بنایا جاوے
تو جیسے یہہ مجموعہ عالم اوس مجموعہ عالم کا ثانی اور نظیر ہوگا رسول اللہ صلعم جو بمنزلہ مرکز اس
مجموعہ کے نسبت ہیں دوسرے مجموعہ کے اوس شخص کے مشابہ اور نظیر ہونگے جو نسبت
اوسکے بمنزلہ مرکز ہو اس صورت میں دونوں باہم ایکدوسرے کے نظیر ہونگے ہاں سوا اسکے
جیسے مجموعہ عالم ایک مرکب ہے ہر نوع میں بھی ایک مرکز چاہئے اس صورت میں ہر نوع
میں ایک فرد ایسا ہوگا کہ اوسکا نظیر ممکن نہوگا غرض یہہ دلائل اون لوگونکی ہیں جو
رسول اللہ صلعم کے نظیر کو ممتنع بتاتے ہیں سو ان دلائل کی حقیقت تو معلوم ہوگئی جو مطلب
ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے وہ اور ہے اور جو ان صاحبوں کا دعویٰ ہے وہ کچھ اور ہے
مگر چونکہ مولوی فضل حق صاحب مرحوم کے علم و فضل کا شہرہ ہے تو اونکی بہ نسبت یہہ تصور
میں نہیں آتا کہ اونکی غرض یہہ ہو کہ رسول اللہ صلعم کا ثانی بالذات محال ہے اور ممتنع ہے

اور جو

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

یوں ہو تو عجب نہیں کہ اونہوں نے فقط محال اور ممتنع فرمایا ہو کہ انہوں نے محال بالذات
اور ممتنع بالذات سمجھ لیا ہو اور یہ نہ سمجھا کہ محال اور ممتنع کی دو قسمیں ہیں ایک محال اور
ممتنع بالذات دوسرا محال اور ممتنع بالغیر ہر ایک کے لئے دلائل جدی جدی ہیں یا اون
دلائل سے اہل عقل کو خود معلوم ہو جاتا ہے کہ فلانا مطلب ثابت ہو گا فلانا نہو گا
جیسے چاند سورج کے دیکھنے سے اہل بصر کو خوب معلوم ہو جاتا ہے کہ اس سے ایسا
چاندنا ہو گا اور اوس سے اسقدر چاندنا ہو گا یا جیسے آگ پانی کو دیکھکر تجربہ کاروں کو
واضح ہو جاتا ہے کہ اس سے گرمی اور اس سے سردی ہو گی غرض سب کو تو نہیں
کہہ سکتا کیونکہ اکثر اس قافلہ میں جاہل ہیں اگرچہ نام کے مولوی ہیں پر مولوی فضل حق صاحب کا
تو بیشک یہی مذہب ہو گا کیونکہ ایسی علم و فضل والا ایسا نہیں کہہ سکتا اگر وہ بہی یہی
سمجھے ہیں جو اونکی اتباع سمجھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ علم و فضل کا شہرہ یوں ہی غلط تہا
مگر مجکو یاد آیا کہ مولوی نور الحسن مرحوم کاندہلوی جو مولوی فضل حق صاحب مرحوم کے
ارشد تلامذہ میں سے ہیں یہی عقیدہ رکہتے تہے کہ رسول اللہ صلعم کا ثانی ممکن چنانچہ میرے
سامنے خود اسکا تذکرہ آیا اور مولوی فیض الحسن صاحب کی نسبت ایک طالب علم بیان
کرتے تہے کہ اونکی تقریر سے بہی امتناع بالغیر ہی ثابت ہوتا تہا یہ بہی اونکی بڑی
شاگردوں سے ہیں تو انکا اس بات کا قائل ہونا خود اس بات پر دلالت

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کرتا ہے کہ مولوی فضل حق صاحب کا یہی مذہب ہو یا ان دونوں کو اوستاد کی بات غلط نظر آنے
سو اگر بوجہ غلطی اوستاد انہوں نے مذہب اوستاد کو چھوڑا تو اوروں کو کیا لازم ہے کہ اونکا
اتباع کریں اور بعید کسی سے کیا کام مولوی فضل حق ہوں یا مولوی اسمعیل خدا تعالیٰ اور رسول اللہ
صلعم کی بات سننی چاہیے سو خداوند علیم سورہ یٰسین میں جو دونوں فریق کو یاد ہوگی آخر رکوع
میں فرماتے ہیں اولیس الذی خلق السموات والارض بقادر علی ان
یخلق مثلہم بلی وھو الخلاق العلیم اسکا ترجمہ ملاحظہ فرماویں یہ ہے
کیا وہ ذات جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اس پر قادر نہیں کہ وہ اونکا مثل پیدا کردے
ہاں کیوں نہیں وہ تو خلاق علیم ہے یہاں تک ترجمہ تھا اب غور فرمائے کہ رسول اللہ صلعم
اور غیر رسول اللہ صلعم موافق حکم اس آیت کے اس بات میں شامل ہیں کہ اونکی مثل پر خداوند
علیم قادر ہے کیونکہ یہ بات خداوند کریم نے اون لوگوں کے جواب میں ارشاد فرمائی جو قیامت
کے منکر تھے اور یہ کہتے تھے کہ ہڈیاں جب پرانی ہو جاوینگی تو پھر اونکو کون زندہ کریگا
غرض قیامت کا اثبات اسپر موقوف ہو گیا کہ خداوند کریم اونکی مثل پر بھی قادر ہوگا
تو جو قیامت میں اوٹھیگا کوئی ہو رسول اللہ صلعم ہوں یا غیر اوسکے مثل پر قادر ہوگا بلکہ
شروع سے دیکھیے تو یوں فرماتے ہیں اولم یر الانسان انا خلقناہ من
نطفۃ فاذا ھو خصیم مبین وضرب لنا مثلا ونسی خلقہ قال من

یحیی

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

یحیی العظام وھی رمیم قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ حاصل

مطلب اس آیت کا یہہ ہے کیا انسان دیکھتا نہین کہ ہمنے اوسکو نطفہ سے پیدا کیا پہر اسپر جہگڑالو بنا ہوا ہے ہماری حق مین باتین بناتا ہے اور پیدائش کو بہول گیا کہتا ہے کون زندہ کریگا ہڈیون کو جب وہ سڑکر پورانی ہو جاینگی تو کہدے وہ شخص زندہ کریگا جسنے پہلی دفعہ پیدا کیا تہا جب اس بات کو لحاظ کیجیے کہ وہ اپنی پیدایش کو بہول گیا کہ ہمنے اوسکو نطفہ سے پیدا کیا تو صاف یون سمجہہ مین آتا ہے کہ جنکو نطفہ سے پیدا کیا ہو اونکو زندہ کرنا اور اونکو دوبارہ پیدا کرنا کچہہ مشکل نہین اونکی مثل پر تو خداوند قدیر قادر ہے جب چاہے ویسا پیدا کردے سو چونکہ جناب رسالت مآب صلعم بہی ــــ پیدا ہوتی ہین تو اونکی مثل پر بہی خدا قادر ہوگا علاوہ برین چہاپہ کی بخاری شریف کی صفحہ ۴۰۵ مین حاشیہ پر بحوالہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جو استاد عالم محدث مشہور حافظ ابن حجر عسقلانی کی تصنیف ہے بروایت حاکم اور بیہقی جنکی حوالہ مشکوٰۃ شریف مین اکثر آتے ہین ایک روایت مرقوم ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ ومن الارض مثلھن کی تفسیر مین رقم فرماتے ہین کہ سات زمین ہین اور ہر زمین مین ایک آدم ہین جیسی تمہارے حضرت آدم ہین اور حضرت نوح ہین مثل تمہارے حضرت نوح کی اور حضرت ابراہیم

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مثل تمہاری حضرت ابراہیم کے اور حضرت عیسیٰ ہیں جیسے تمہارے حضرت عیسیٰ اور ایک نبی ہیں مثل تمہارے نبی کے یعنی حضرت رسول اللہ صلعم کے اور یہہ بھی جو الہ فتح الباری مرقوم ہے کہ امام بیہقی نے اسکی سند کو کہا ہے کہ صحیح ہے ہاں اتنی بات ہے کہ شاذ ہے اور اس سے پہلے فتح الباری ہی کے حوالے سے بروایت جریر بن جریر مرقوم ہے کہ ہر زمین میں مثل ابراہیم کے اور سوا اونکی اور خلقت ہے اور اس روایت کی سند کو بھی صحیح کہا ہے ماسوا اسکے حضرات صوفیہ کرام علیہم الرحمۃ کا مذہب یہی ہے کہ ہر آن اور ہر زمان میں ہر شی کی نئی مثل پیدا ہوتی ہے اور وہ شی فنا ہو جاتی ہے چنانچہ یہہ مسئلہ بنام تجدد امثال اونکی طرف منسوب ہے اور یہہ بات ان لوگوں میں مشہور ہے سو اگر کوئی شخص خدا کی نہ مانی اور آج مشکل کیوں مانتا ہے تو حدیث کی روایت اور حضرات صوفیہ کی درایتہ تو بالضرور مانی چاہیے اور اونکو بھی نہ مانی تو نجات کی کیا صورت ہے وہابیوں کیطرف تہمت ہے تو یہہ ہے کہ رسول اللہ صلعم کے سنین سنا دلیا تو کچھ گنتی نہیں سو جو شخص اس بات سے انکار کرے کہ خدا کو رسول اللہ صلعم کے ثانی پر قدرت نہیں وہ وہابیوں سے بھی نکل گیا بلکہ خدا کو تو مانتے ہی نہیں اس سے خدا تعالیٰ کو تو جواب دیا ہے تمہارا ان دونوں سے کبھی و سنت بڑھا سو ایسے وہابی تو اصل وہابی ہونگے جیسے آپ کی گفتگو میں پیدا ہوتی خدا لگتی سے بچاتی اب اس بات میں یہاں ہی تک قلم تھمتا ہوں اگر زیادہ لکھوں اور دلائل

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اصلیہ اور اس مسئلہ کی کلیات کو تحریر کروں تو وقت ضائع جائیگا قلم گھس جائیگا اور
فائدہ کچھ نہوگا نہ کوئی سمجھیگا ہاں اگر سمجھنے والے ہوں ملتے تو لکھتا اور کسی ساتھہ پر لی
لیکھدیتا فقط مگر ہاں یہہ بات کہ رسول اللہ صلعم محتاج خدا ہیں کہ نہیں کچھ بڑی
سو مخدوم من جو شخص یوں کہی کہ رسول اللہ صلعم خدا کے محتاج نہیں تو اس امت کے
نصرانی ہیں جیسے منکران تقدیر کو رسول اللہ صلعم نے مجوس امت فرمایا ہے وجہ نصرانیت کے
یہہ ہے کہ نصرانیوں نے بھی اتنا ہی کیا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کو بندگی سے نکالکر
مرتبہ خداوندی میں پہونچا دیا سو بعینہ وہی بات ان لوگوں نے کی کیونکہ خداوند کریم
نے سورہ فاطر میں انتم الفقراء الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید فرمایا،
یعنی ای لوگو تم ساری خدا کے محتاج ہو اور اللہ ہی غنی حمید ہے جو لوگ محاورہ دان
عربی ہیں اور علم معانی و بیان سے واقف ہیں وہ لوگ واقف ہیں کہ انتم کو مقدم کیا
اور الفقراء فرمایا فقراء نہ فرمایا اسمیں یہی نکتہ ہے کہ تم سارے کے سارے خدا کے
محتاج ہو خدا تمہارا محتاج نہیں اور خدا ہی غنی ہے دوسری واللہ کے بعد ہو کو ذکر
فرمانا اور الغنی الحمید فرمانا غنی حمید نہ کہنا بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ ہی
غنی ہے اور کوئی غنی نہیں علی ہذا القیاس سورہ محمد میں فرماتا ہی واللہ الغنی
وانتم الفقراء اسمیں بھی کسیکی تخصیص نہیں رسول اللہ صلعم ہوں یا کوئی اور

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بعد اس بات کے کہ کلام اللہ میں دو جگہ یون فرمایا ہو پہر یون کہنا کہ رسول اللہ صلعم نے
خدا کے محتاج نہیں ادنی کا کام ہے کہ اس باب میں جاہل نادان ہو اور در پردہ نصرا
او بظاہر مسلمان ہو مگر یہہ بات کہ خدا غنی ہے اور سوا خدا کے سب اوسکے محتاج اہل
اسلام مین ادل سے لیکر اب تک ایسی زبان زد خاص و عام ہے یہہ احتمال ہو ہی
نہیں سکتا کہ کسیکو خبر نہوئی ہو پہر یون کیونکر کہا جای کہ اس بات سے کوئی جاہل ہوا۔
دلائل مندرجہ استفتا جو اس شخص کی طرف سے مرقوم ہین وہ ایسی لچر ہین کہ جنکی جواب
لکہنے سے بہی شرم آتی ہے کوئی بات ہو تو اوسکا جواب بہی لکہئی دلائل مشار الیہا اور
دعوی مدعی مین بعینہ ایسی نسبت ہے جیسے کہا کرتے ہین من چہ میگویم و طنبور من چہ میسراید
جنابمن اگر یہی دلیل ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مدعی مذکور کے نزدیک بعض منافقین بہی
جنکے باب مین سورہ براءۃ مین یہہ مرقوم ہے وما نقموا الا ان اغناهم
الله ورسوله من فضله خدا کے محتاج نہون کیونکہ جب ووجدک
عائلا فاغنی سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ رسول اللہ صلعم کو خدا نے غنی کر دیا پہر
احتیاج کے کیا معنی تو یہان کچہہ زیادہ ہی نکلتا ہے آیہ والضحی مین فقط خدا ہی سے
غنی بنایا تہا یہان خدا نے اپنی مدد کے واسطے رسول اللہ صلعم کو بہی ساتہہ لیا اور
من فضلہ بہی موجود ہے نہ تہا یہان من فضلہ بہی موجود ہے جس سے یہہ احتمال بہی جاتا رہا

(۱۴۲)

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کر رہا ہے اعضا منافقین یا کسی تاکی چوری وغیرہ کی خبر نہیں جو کل کو اسکے مطالبہ
مواخذہ کا اندیشہ ہو بخلاف سورہ والضحیٰ کے کہ وہاں ایسے کم فہموں کے لیے یہ احتمال
بھی باقی ہے کیونکہ جنکے نزدیک خدا ایسا جو تو نعوذ باللہ کہ اوسکی بندے
اوسکے محتاج ہوں اوس خدا سے ایسی باتیں کیا مشکل ہیں بلکہ ہونی چاہئیں
کیونکہ جب رسول اللہ صلعم ایک خزانہ کا خزانہ دبا بیٹھے پھر بوجہ معشوقیت کچھ کمی میں
خدا اونکا ہاتھ نہ پکڑ سکیگا پھر اور کیا ہوگا یہی ہوگا کہ اور کو غنی کیجئے تو کہیں اور سے
لاتی تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا ان باتوں کو دیکھ اور
سن سنکر دنگ رہتا ہے کہ دیکھیے کیا بلا آجاتی اور اس سے زیادہ اور کیا بلا ہوگی کہ
دل سیاہ ہو گئے نیک و بد کا فرق دشوار ہو گیا عقلوں پر پتھر پڑ گئے حق و باطل
کی تمیز شرعی ایسی باتوں میں جو قدیم سے اصول میں داخل تھیں بلکہ دین میں اور
سوا اسکے اور دینوں میں فرق ایسے ہی باتوں سے سمجھا جاتا تھا آج کل کے لوگوں کو
شبہہ پڑنے لگا بلکہ اولٹا صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح سمجھ گئے صدق رسول
اللہ صلعم یقل العلم ویکثر الجهل یعنی علم کم ہو جائیگا اور جہل زیادہ
ہو جائیگا شعر استیلای شب مجروح بزیر بالین طوق زرین ہمہ در گردن
خری بینیم اہل عقل کو کوئی نہیں پوچھتا بے عقلوں اور جاہلوں کی بن آئی ہے

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

پیشوا اور مقتدا بن بیٹھی اور دین و ایمان میں ایک فتور برپا کر دیا غرض بڑی بلا تو یہ ہی کہ
اللہ نے علم اوٹھا لیا اور دلونکو سیاہ بنا دیا اس مقام میں مولانا روم علیہ الرحمۃ کا یہ شعر یاد
آتا ہے شعر آتشی گر نامدہ است این دود چیست   جان سیہ گشتہ روان مردود چیست
مقصود میں سورہ والضحیٰ میں بقرینہ ووجدک عائلا فاغنی کو فاغنی سے
غناء دنیوی مراد ہے کیونکہ عائل عربی زبان میں مفلس کو کہتے ہیں یعنی خداوند
کریم احسان رسول اللہ صلعم پر جتلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ تو ایک زمانہ میں مفلس و محتاج تھا
سوا خورد و نوش کچھ نہ تھا میراث میں سے ایک حبہ تیری پاس نہ پہونچا تھا کیونکہ تیرا باپ
تیری دادی کے سامنے مر گیا تھا سو ہمنی تجھپر احسان کیا تیرا نکاح ایک مالدار عورت
یعنی حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے کرا دیا جو سو جان سے تجھپر عاشق تھی اور مال تو مال جان
فدا کرنیکو تیار تھی بعد ازاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو بڑے سا قریش میں
متمول تھی تیرا جان نثار بنا دیا غرض اس آیت میں غناء دنیوی مراد ہے جسکو عرف
میں مال و دولت کہتے ہیں اور ان لوگونکو جنمیں یہ غنا پایا جاتا ہے عرف میں اغنیا کہتے ہیں
سو اگر اسی غنا کے بہر دسر رسول اللہ صلعم کو خدا کا محتاج نہیں سمجھتی تو منگلورین تو
ایسے بیسیوں نکلینگے کیونکہ جب سے نہر گنگ کا دہانہ لندن ہوا ہے دولت کی نہر دہان کی
اکثر لوگونکی گہر میں بہہ گئی ہے سو اگر یہی استدلال ہے تو ہم جانتے ہیں منگی مذکور کو

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اگر منگلور والوں کی نسبت یہہ خیال خام ہوگا کہ وہ خدا کے محتاج نہیں اور وہ لوگ بھی ایسا کچھ
سمجھے ہوں تو کچھ تعجب نہیں کہ ہم خدا کے محتاج نہیں کیونکہ دہائی لوگوں کی عقائد اکثر ایسی عقیدہ
ہر رنگ کے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون منگلور اور یورپ کے شتی بھی اکثر
نیز نہاتی رافضی اور ایک بادشتی نظر آتی ہیں اور یوں خیال میں آتا تھا کہ الٰہی
ادہر ادہر یہہ بلا کدہر قیامت کو فرقہ کونسی جماعت میں کھڑا ہوگا دونوں قسم کے
لوگ انکو دکھ دینگے یہہ یہہ اصلاح تازہ جو مدعی ملکتے دین محمدی میں دی ہے پہلے تھی
بیہہ تھوڑی سی بھی اصلاح پر دہائی لوگوں نے قناعت کی تھی پر آفریں ہے وہاں کے
آجکل کے محققوں کو کہ روز بروز اصلاح تازہ کے درپے ہیں شاید یہہ بات باتباع
فرقہ پروٹسٹنٹ منجملہ فرقہائے نصاریٰ جو آج کل یہاں حاکم ہیں اختیار کی ہو گی
کیونکہ اونہوں نے چند صدی ہوئی کہ باہم جمع ہوکر اور شورہ کر کر دین میں اصلاح دے
اور قدیم فرقہ سے جسکو رومن کاتہلک کہتے ہیں جدا ہو گئی مخدوم من یہہ بات ظاہر ہے
کہ دنیا کے بادشاہوں کی غلاموں کی غلامی اتنے نہیں جتنے بندوں کو خدا کی غلامی ہے دنیا کی باندی
غلام اور میاں میں فقط اتنا ہی فرق ہے کہ مثلاً میاں نے اوسکو جو مول لے لیا یا تھی
سب باتوں میں یہہ اور وہ برابر ہیں یہہ بھی بنی آدم وہ بھی بنی آدم کھانے پینے کے
موتنے وغیرہ کا وہ بھی محتاج یہہ بھی پھر بایں ہمہ غلام میاں کی برابر نہیں ہو سکتا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہ ظاہراً نہ باطناً ظاہراً تو اسوجہ سے کہ غلام کا مال بحکم رعیت میاں ہی کا مال ہوتا ہے
جیسے جسکے زمین اوسکے درخت اور باطناً اس وجہ سے کہ غلام تابوقتیکہ آزاد نہو
غلام کا غلام ہے سو بڑی تعجب کی بات ہے کہ خدا میں اور بندوں میں باوجودیکہ
کوئی نسبت نہیں یہہ بات نہو جیا کی باندی غلام تو میاں کی ظاہراً اور باطناً محتاج
رہیں خدا کے باندی غلام اوسکے محتاج نرہیں حالانکہ خود خداوند کریم سورۂ فاطر
اور سورۂ محمد میں سبکی نسبت فرما چکا کہ تم میری محتاج ہو اور موافق قیاس مذکور سے
یہہ بات ظاہر ہی ہے کہ جیسے غلام کے پاس جو کچھ ہے وہ میاں ہی کا ہے اور اس وجہ
تصرف بے اوسکی اجازت کے متصور نہیں غرض ہر دم اوسکا محتاج ہے بندوں کے
پاس بھی جو کچھ ہے وہ خدا ہی کا ہے بے اوسکی اجازت کے اوسمیں تصرف کرنا اونکو
روا نہیں اور اس وجہ سے ہر دم اوسکے محتاج ہیں چنانچہ تمام احکامات سے
خاصکر اون حکموں سے جو خاص رسول اللہ صلعم کے نسبت آتے ہیں خوب ظاہر ہے
کہ جسطرح حکم ہوتا ہے وہی کر سکتے ہیں اپنی طرف سے کچھ اختیار نہیں نہ خود
خداوند کریم فرماتا ہے وللہ ما فی السموات والارض جس سے صاف ظاہر ہے
کہ ہم ملائکہ اور بنی آدم اور جو کچھ اونکی پاس ہے خدا کی ملک ہے اس صورت میں
بجز اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ جو کچھ کسیکے پاس ہے خدا کی طرف سے مستعار لیا جا

ئیگا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

پھر جب استعارہ ہوا تو جیسے عاریتیں دینے والے کو اختیار ہوتا ہے جب چاہے چھین لے
اور پیغمبر ہر دم اوسکا محتاج ہے خدا کو بدرجہ اولیٰ اختیار ہوگا چنانچہ قدیمی مذہب
بھی ہے اور کیونکر نہ ہو خداوند کریم فرماتا ہے تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک
ممن تشاء اس سے صاف ظاہر ہے کہ چھین لینے کا اختیار علی العموم خداوند کریم کو
معلوم ہوتا ہے بلکہ خاص رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہیں ولئن شئنا لنذھبن
بالذی اوحینا الیک ثم لا تجد لک بہ علینا وکیلا مفصل ہو تو
سورۂ بنی اسرائیل میں دیکھ لیں یا اس سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلعم کی کمالات کو
خداوند کریم چھین سکتا ہے کیونکہ جب قرآن باوجودیکہ صفت خداوندی میں سے ہے اور اوسکی
برابر کوئی نعمت اس عالم میں نازل نہیں ہوئی چھین لیا تو اور سب کمال تو اوسکے سبب میسر
آئے ہیں کیونکہ جتنے کمالات دینی ہیں داخل ہدایت ہیں اور اسی سبب سے ہادی اور مہدی
بھی انکا نام ہے چنانچہ دلائل الخیرات میں مرقوم ہیں اور سرمایہ ہدایت یہی کلام اللہ ہے
رہا معشوق ہونا رسول اللہ صلعم کا سو وہ مسلم لیکن کلام اللہ کو دیکھیے تو تمام متقی اور سارے
متوکل اور جملہ محسنین اور سوا اونکے وہ لوگ جنکی حق میں خداوند کریم یحبھم ویحبونہ
فرماتا ہے خدا کے محبوب ہیں اور اللہ کے معشوق فرق ہوگا تو زیادتی کمی ہی کا ہوگا
رسول اللہ صلعم سے زیادہ محبت اور آپ بڑے محبوب ہونگے اور یہ سب لوگ اس بات میں کم

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مگر جو کہ علت نہیں ہو سکتی کیونکہ یہی محبت ہے تو خداوند کریم کو ان لوگوں کی نعمت کماوت سے
چھین لینے کی بھی طاقت ہوگی خصوصاً جب یہ خیال کیا جائے کہ رسول اللہ صلعم ان سب
لوگوں کی سب سے بڑا دحامی کار ہیں کیونکہ آپ کی محبوبیت بھی انہیں اوصاف کی باعث سے
بوجہ حسن صورت یا باعث احسان یا بوجہ قرابت نہیں صورۃ کی وجہ سے محبت نیکی ہو
وجہ تنبیہ حدیث مروی ہے ان اللہ لا ینظر الی صورکم واعمالکم جس کا یہ مطلب ہے
کہ خدا تمہاری عملوں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہاری نیتوں اور دلوں کو دیکھتا ہے
سو نیت اور دل کی خوبی یہ ہے کہ دل میں یہ اوصاف ہوں اور یہی اوصاف باعث
اعمال ہوتے ہوں اور باعث اعمال ہی کو نیت کہتے ہیں اور احسان بھی شمہ نہ ہو نکل
وجہ ظاہر ہے کیونکہ خدا سب پر احسان کرتا ہے خدا پر کوئی نہیں کرتا اور کلام اللہ اور
حدیث اس مضمون سے بھری ہوئی ہیں   تمت بالخیر   فقط   بسم اللہ الرحمن الرحیم

مربیا عنایت فرمایا سلامت   السلام علیکم وعلی من لدیکم عنایت نامہ را دیدم ایلچہ
سامی بر سر گرمالی ہا اول بشنوند خو کردہ بگوشہ عافیت و کوچہ سلامت نشستم
از ہیچ خلافیات کہ مایہ خلفشار فیما بین باشد لب نمی جنبانم و دست تعلیمی برم
اگر گاہی باصرار احباب و عنایت فرمایان بستوہ آمدہ ام و این سلسلہ را جنبانیدہ ام
صد ناگفتنیہا از ہر طرف شنیدہ ام اکنون کہ فرمایند کہ مسئلہ تحریر جواب سوالات سامی از کجا

ام

آرے شفیق من فہم نصیب اعدا شد انصاف را گردن زدند باز امید داد و انقیاد از کہ
داریم تا کنون خاطر در مضمون مسائل تعلیم بسیار ریم ہمین بسکہ زبان بدہان کشیم و قلم را تعطیل دہیم
ہیم مگر چون این عنایت اولین عنایت ست اگر جواب باجواب دہیم این ہم جملہ کج ادائیہا
باشد ناچار بقدر ضرورت پیشکش مے نمایم مسئلہ رفع یدین و جہر آمین نہ چندان مہتم بالشان نیست
کہ دینداران بے روی ریا را قلق و اضطراب در تحقیق آن می باید تردد بشان واجبے
فرض ہست حیث یا اتی سو ہم ایجاب و افتراض شنیدہ ایم ارے قرات فاتحہ خلف الامام
اگر موجب پریشانیہا مے للدادگان را مقصا باشد البتہ مے سزد و نظر برین در ہمین مسئلہ
انچہ نوشتنے است می نویسم تنبیه نامکرد فاتحہ را در نماز فرض گویند یا کسانیکہ واجب می خوانند
در یقدر موافقیم کہ فقط در یکے رکعت یکبار فاتحہ باید خواند در ہر رکعت چہ باید خواند
الغرض نہ زیادہ از یکبار در یک رکعت است و نہ کم ازان کہ در ہر رکعت خوانند در
یک نماز است اندرین صورت صلوۃ کہ لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب وغیرہ
احادیث اشارہ بآن فرمودہ اند باعتبار استعداد زمانی ہمین یک رکعت باشد و نہ
مے بایست کہ در نماز ہای پنجگانہ وغیرہا قرات فاتحہ یکبار کافی می شد و میدانی کہ از
زمان نبوت گرفتہ تا این زمانہ پر آشوب ہیچکس ازین حدیث این معنی نفہمیدہ مگر آنکہ
مجتہدان این زمانہ باین نکتہ رسیدہ باشند یا للعجب چنانکہ خلاصہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

آن بود کہ در ہر نماز فاتحہ باید خواند حاصل فہم ہمہ است آنست کہ ہر رکعت نمازی است جداگانہ
این نیست کہ بتوافق اذہان ظاہر پرستان مجموعہ دو رکعت صبح و چہار رکعت ظہر و عصر و عشا
و سہ رکعت مغرب و وتر را یک نماز فہمید ضرورت فاتحہ درین جملہ یکبار دیدہ اند مگر چنانکہ
باعتبار امتداد زمانی برین تقریر مقدار تعداد رکعات نکثر صلوٰۃ لازم است و تا وقتیکہ
نوبت از یک رکعت نگذشتہ وحدت صلوٰۃ ہم بجای خود است ہمین طور باعتبار مصلیان
چنانکہ نماز یک منفرد نماز واحد است و نماز چند منفرد نماز متعدد و نماز جماعت ہم نماز واحد است
چنانکہ بظاہر می نماید نمازہای متعدد نیست ہمین است کہ از اختصاص نماز امام بہ ہمہ مقرر می شود
مقتدیان را مدار کار در نماز اجازت تقدیم و تاخیر نیست متابعت امام ہمہ را کافی است اگر چنانکہ
بظاہر می بینی نماز جماعت بعدد مردم نمازہای متعدد بودی ہمچون منفردان متعدد نماز ہر کس
جدا جدا می بود از فساد یکی فساد دیگر لازم نمی آمد و ادای ارکان ہر کس بطور خود
مختار بودی پابند ادای دیگران نمی شد ہر کس را نماز جداگانہ می بایست القصہ باعتبار
اول ظاہر پرستان نماز صبح و ظہر و غیرہا را یک نماز بینند در حقیقت نمازہای متعددہ را باہم کرد
بیک گرہ کشیدہ اند و باعتبار ثانی ظاہر بینان نماز جماعت را نمازہای متعددہ دانند
در حقیقت نمازی است واحد کہ ہر کس را بان سروکاری است مثال اگر بکار است بہر تفہیم
اشتراک شی واحد فیما بین شرکاء چند اسپ و گاو وغیرہ حیوانات را پیش بسیکم غور فرمایند

دلگیر

مگر اسپ و گاو وغیرہ اگر درمیان کسے مشترک باشد ہمہ از ان ہمہ بود این نتوان گفت کہ سر از ان

است و پا از آن این اسپ و گاو مشترک اگر بمیرد از ان ہمہ میرد و اگر در اطراف و اعضا

نقصان پدید آید در حصہ ہمہ آن نقصان پدید آید القصہ ہیچگونہ تقسیم نتوان کرد ہمین مسئلہ

نماز جماعت را باید فہمید مگر شاید خلشی بدل کسے آید و پس باین تفہیم ہم از جملہ حق ادا

ربلیدان نیست کہ اگر ہمین وحدۃ است این ہمہ فرق ہست کہ انتقاض نماز امام موجب

انتقاض نماز مقتدیان شد فساد نماز مقتدیان چرا باعث فساد نماز امام نمی شود

مقتدیان تابع امام اند نہ امام را اتباع در بارہ ادای ارکان چرا لازم نشد ثمرہ امام

مقتدیان را انعکاس کرد فضیلتش منعکس چون نشد اگر وحدت نماز سرمایہ این احکام

بودی بایستے کہ امام و مقتدیان ہمچو شرکاء اسپ و گاو در جملہ احکام برابر می شدند

لہذا فرق فیمابین نوشتن واجب آمد مشغوف من باین مثال کہ معروض شد فقط تفہیم

اشتراک چیزے واحد فیمابین شرکاء متعدد بود و غرضم این نبود کہ ہر جا کہ اشتراک

باشد ہمین قاعدہ باشد مثال ہمہ عام فہم بہر این تفہیمے بایست اکنون این فرق را ہم

بذہن باید نشانید اشتراک بر دو گونہ باشد یکی اشتراک در ذوات اعیان یعنے

موجودات مستقلہ مثل اسپ و گاو کہ وجود آن تابع وجود دیگران نباشد اشتراک

درین قسم اشیاء بطوری باشد کہ ازین مثال برآید دوم اشتراک در اوصاف

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اعنی در مفہومات اینکہ وجود مصادیق آنہا بالاستقلال نبود بلکہ آن اشیاء در وجود
و تحقق خود محتاج دیگران باشند مثل سیاہی و سفیدی و نور و ظلمت یعنی پیداست کہ سواد
وجود خود و بیاض در تحقق خود ہمین سان نور و ظلمت محتاج وجود ابیض و اسود
و منور و مظلم اند درین قسم اشیاء اشتراک شرکاء رنگی دیگر باشد یعنی ہر یک در
شرکاء سوم ہمسان دگر نباشد بلکہ یکی تابع بود و دیگر متبوع آفتاب و نورش را بنگر
اینطرف زمین و نور او را ببین اگر نظر غایر است اینکہ عرض کردہ ام واضح است القصہ
نور واحد است و منور متعدد یک طرف زمین است و طرف دیگر آفتاب و اگر در بودن
آفتاب بطرف ثانی تامل باشد اینقدر را انکار نتوان کرد کہ مجموعہ شعاعہاء آفتاب است
غرض یک سطح نورانی است کہ بیک اعتبار رو بزمین دارد و بیک اعتبار رخ بان مجموعہ
اگر فرق است ہمین است کہ آن مجموعہ متبوع است و زمین تابع یعنی اگر مجموعہ شعاعہا
مذکورہ با زمین دست درگیر دارد این نور ہم با زمین ربطی معلوم دارد ورنہ ہمراہ آن
مجموعہ میرود دلیلش چنانکہ اینجا این نورانیت مجموعہ شعاع را صفت حقیقی و ذاتی خواہند
و نسبت زمین مجازی و عرضی ہمین طور نماز را پندار کہ بہیئت امام نسبتی دارد کہ نور
با مجموعہ شعاع و با مقتدیان ارتباطی دارد کہ نور مذکور با زمین چنانکہ کسوف آفتاب
موجب تیرگی ہمہ جہات از زمین و سما میگردد و بطلان و فساد نماز امام باعث

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بطلان نماز ہمہ مقتدیان شود چنانکہ طلوع آفتاب و وصول آن مجموعہ اول باین سطح
زمین نباید تقدم نور زمین باز طلوع آفتاب ممکن نیست ہمین سان ادای امام ارکان نماز را
اول فرد حال است تا نور آن نماز در ضمن ارکان مقتدیان باید تقدیم مقتدیان بیکار نخورد
باشد چنانکہ امر اتحاد نور قطعات زمین رامی باید کہ بمواجہ آن مجموعہ آیند و پیش از رسش
اکتساب نور متصور نیست ہمچنین مقتدیان را باید کہ بہر اکتساب مضمون نماز ارکان خود متعلق
ارکان امام دارند پس باز آنکہ امام کار خود کردہ رفت استفاضہ مذکور ممکن نباشد چنانکہ حجاب
انقلاب نقاب بر نور زمین افگند و سایبان زمین خاص برقع رخ آفتاب عالمتاب
تواند افگند با قطعات دیگر ہم از نور آفتاب بہرہ ور شود ہمچنین سترہ امام ہمہ را ساتر شود
و سترہ مقتدی بجز آن دیگران را ساتر تواند شد بالجملہ اشتراک در نماز ہمچو اشتراک
مجموعہ شعلہا و روی زمین در نور است و چون نباشد نماز ہر یکی از اوصاف است
از ذوات و اعیان نیست اشتراک اسپ و گاو را قیاس نتوان کرد پیداست کہ
اشتراک اند وصف واحد بجز آن کیفیتی کہ شنیدی بطوری ممکن نیست این نتوان شد
کہ وصف واحد باشد و موصوفات باد متعدد باز ہر یک باد مستقل باشد کہ دیگران
مستغنی بلکہ یکی را اگر استغنا ست و استقلال است دیگران دران وصف محتاج و تابع
او باشند آنانکہ نظر بر کتب معقول انداختہ اند بلکہ ذہن سلیم بدست آوردہ اند نیز

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مانا بشرح وبسطیکه عرض کرده ام می فهمند اکنون بباید شنید که چون نماز جماعت
یک نماز بر آمد و باز نماز از قسم اوصاف بشناختی دران هم امام را اصل و مقتدیان را تابع
دیدی بحکم لا صلوٰة الا بفاتحة الکتاب اگر لازم است فاتحه ذمه امام لازم است
نه بر هر فرد از نمازیان و درین صورت شمار الیها که انکار شلیپ تا زینکه گفتم بحکم فهمات
با تحصیل توان کرد خیال باطل باشد اکنون ایجاب فاتحه ذمه مقتدیان وقتی شاید که این
وحدت را تبدیل بکثرت کرده اند و تعدد صلوٰة را باثبات رسانند یا لااقل اعتراف بآن کنند
که اطلاق نماز یکی نماز فاتحه در مبارزه ضروریات نماز ذمه دیگران هم لازم آید مگر اگر بدین
لزوم است وقت تحریر همه حالیان مرا موعاد کرد تا قراءت فاتحه وغیر آن ضرور در افتند چه
درین باره همه عالم یکسره تبادل افتاده اند تخصیص بعضی بلندی توان کرد پس را از استماع این گفتگو
دقیقه شناسی امام همام اعظم کوفی رحمة الله علیه را باید دید که بچه حد پایان رسیده است
وکه تفهیم طالعان زمانه را باید فهمید که بکدام مرتبه رسیده است چون از نیقدر فراغت
دست داد دیگر بباید شنید امام همام در حق منفرد و امام قوی نقصان نماز بترک فاتحه
داده اند و مقتدیان را از ین حکم بیک سو نهاده اند ما نکه مخالفان این سخن گفته و مقتدیان
را هم درین مسلک شفقت بمقتضی ذمه امام نهاده است باقی زیاده از ین چه گویم که امثال
ما و شما را تقلید شخص ضرور است هم انداز اندرین بحر امامان دین رسیده چنانکه برخی از حضرت بانی اسلام

زیاده

در بارہ قتل طفل بگذارد و شکستن کشتی اعتراض نتوان کرد چنین با نبرد اوشان باد تمام ای بیچہ

ہمین طور شیوہ ترک تقلید کہ از اکابر منقول است در خود اعتراض نیست الا قرآن و امثال آن را

بجز تقلید چہ در است مذہب او خود بی اختیار تبایند [illegible] بود فقط تمت

در تمیز کم [illegible] بسم اللہ الرحمن الرحیم و ثناءہ الکریم

کمترین خلائق گنہگار شرمسار محمد قاسم عفی اللہ عنہ بسامی خدمت عزیزم مولوی فخر الحسن

جعلہ اللہ سعیدًا و سعیدًا سلام مسنون ادا پیش کردہ گذارش می نماید کہ حال ہیچ عزیزی افضل

الہی است آری حادثہ ارتحال آن عزیز باشد این مفارقت آن عزیز است بندہ کمترین آن عزیز و عزیزم

مولوی احمد حسن را مثل چشم و چراغ خود میدیدیم و ہمچو دست و پای خود می فہمیدیم و

نمی پنداشتم کہ روز مفارقت ہم رسیدنی است اوشان رفتند و عزیزم مولوی احمد حسن

پس از چندی پیوستند باز بہ ہمان سن و گوشہ تنہا آن من و زین اثنا بکدام آن عزیز رسید

آن رنج تنہائی بسر آمد و ملالت تازہ شد برادرم حالم مجبوری است اگر عذر معارض حال

اقارب آن عزیز نبودی دلم می خواست کہ آن عزیز را بدان کشم مگر آنچہ بنا چار علاجش آید نمی

آید بجز صبر چارہ نیست ہر چند مردم مگر اگر جناب لطائب است در حضورم جواب رقیمہ لطف

کہ فرستادم این مکتوبیست کہ بجز تعلیم آن عزیز [illegible] چندان نام بالشان نیست مگر [illegible]

خدا [illegible] رسیدن بود امری جواب طلب [illegible] نبودم کہ جوابش بدہم [illegible] اکنون

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ انتظار جواب در یا نم کاغذ و قلم برداشتم برادر من کلی متکرر النوع آن کلی میباشد کہ
حصہ از ان کلی آن کلی را عارض شود مثالش ہمین مفہوم کلی است چہ مفہوم کلی نیز کلی است
بر نوع و جنس و فصل و عرض عام و خاصہ مفاہیم متعددہ صادق می آید بجملہ کلی متکرر النوع
عدد را اعتبار نہ چہ لما دو چہ عشرات و مآت بر نفسہای خود نیز بعض اوقات صادق می آیند
اگر عشرات را دہ کرت گیرند الوقت عشرت العشرات را عارض خواہد شد و ہمچنین قیاس باید کرد
مگر در حقیقت عروض الشئ لنفسہ بزعم احقر محال است عروض نسبتی است و ہر نسبتی کہ باشد
مستدعی ما بین متغایرین است کہ بذات خود متغایر باشند ازین جہت لیکن امر در انضمامیات
ہرگز صورت نہ بندد مگر در انتزاعیات کہ کلیہ و غیرہ نیز از ان است بظاہر چنان نماید کہ بر نفس خود
عارض میشود اما در حقیقت عروض الشئ لنفسہ نباشد اگر میباشد انطباع شئ واحد در
مرایای کثیرہ میباشد کہ ہر رنگ عروض مے نماید نمی بینی کہ کلیہ درمیان کلی و افراد او نسبتی میباشد
امری قایم بذات کلی نیست ورنہ بہ نسبت مافوق نیز کلی مے بود و میدانی کہ نسبت امری
مغایر منسوبین میباشد چنانچہ منسوب الیہ منسوب را عارض نمیشود ہمچنین نسبت منسوبین را عارض
نمیگردد البتہ منسوبین آئینہ مشاہدہ آن میباشند یا گوئی تمثال انتزاع آن میشوند مطلب
بہرحال واضح است بالجملہ چنانچہ آئینہ را امری منطبع عارض نمیشود بلکہ آئینہ طریق ادراک آن
میباشد چنانچہ برای العین دیدہ باشی کہ صورت مرئی مغایر آئینہ و سیاہی آن میباشد

نہ بجنس

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہمچنین نسبتہای آئینہ و ملاحظ و منشاء انتزاع امور انتزاعیہ می باشند و در حقیقت از ہمدیگر
متباین و متغایر می باشند اکنون معلوم باد کہ مفہوم کلی اگرچہ نسبت ما صدق و افراد خود کلی است
از قبیل عروض حقیقی کہ منقسم بقیام الشی بالشی یا بوقوع الشی علی الشی است لازم نمی آید کہ
امور انتزاعیہ را چنانکہ ذاتی وجود مستقل در خارج نمی باشد اگرچہ باشد در ذہن ہم باشد
پس در ذہن اگر چیزی مستقل بالذات است انرا بار دیگر محکوم علیہ یا محکوم بہ توان ساخت
و آئینہ مشاہدہ نسبتی با منشاء انتزاع صفتی انتزاعیہ توان نمود اندرین صورت اگر
لازم خواہد آمد انقدر لازم خواہد آمد کہ یک فردی از کلی یا چیزی دیگر بہر سہ آئینہ مشاہدہ
و منشاء انتزاع فرد دیگر باشد و این چنان است کہ گاہی یک آئینہ در آئینہ دیگر گاہی دیدہ می شود
و از ینجا دانستہ باشی کہ در خارج این عروض الشی لنفسہ اگرچہ با این کلیات انتزاعیہ باشد
صورۃ نمی بندد چہ در خارج اگر انتزاعیات را وجود است آن وجودی است ضعیف کہ
پرتو انضمام یا دیگر امور مستقلہ توان خواند وجود استقلالی در خارج انتزاعیات را
میسر نیست کہ وجودی دیگر از آن زاید تا بوجود ہمسنگ خود چہ رسد باقیماند نسبت تشابہ
بالتکریر آنرا ہم قبیلہ کلی متکرر النوع باید پنداشت ہر نسبتی را از نسبت عدد یا اگر تنہا گرفتہ
شود نسبت موجودہ می باشد و چون آن نسبت را ہمان نسبت مضاف کنند نسبت
تشابہ بالتکریر میگردد و باز اگر آن نسبت را بسوی مضاف اول مضاف کنند آن نسبت

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مثلثہ بالتکریر خواہد شد و ہمچنین قیاس باید کرد مثلاً نصف من حیث ہو نسبت ہو ہو
است و نصف النصف مثلثہ بالتکریر دو را سوی چہار نسبت نصف ہمچنان است
و سوی ہشت ہمان نسبت نصف است اما مثناۃ بالتکریر باز دو را سوی شانزدہ
ہمان نسبت نصف است لیکن مثلثہ بالتکریر واللہ اعلم بالصواب کتابی پیش نظرم نیست
کہ از ان نقل کردمی آنچہ بدل میرسید نقل نمودہ شد ۔۔۔ در تحقیق واسطہ فی العروض
عزیزم جامع الکمالات مولوی فخر الحسن زادکم اللہ بسطۃ فی العلم از من ننگ انام محمد قاسم
بعد از سلام مسنون مطالعہ فرمایند عنایت نامہ رہین عنایتم گرفت ہرچند حاجت
تحریر نمی بینم کہ جوابات استفسارات خود بخدمت رسیدہ باشند مگر لنظر مزید اطمینان تحریر شد
عرض میدارم قدم و دوام کہ مضاف بذوات و اعیان باشد قدم مطلق و دوام مطلق یا
اعنی قدم را اولیت نبود و دوام را آخریت نباشد و اگر در اوصاف گیرند و علم یا دوام ذات
الموضوع والموصوف مراد باشد و از قدم تعددات الموضوع والموصوف باقی ہرچہ در باب
واسطہ فی العروض نوشتہ ام اگرچہ محتمل خطاست چہ این نامدار از کوچہ کتب را الّا
بر اصطلاحات کما ینبغی میسر نیست یکدو بار اگر بگوشم رسیدہ باشد بنظرم آمدہ اعتبار را
نشاید خصوصاً نظر و گوش من کہ توجہ و التفات نصیب اعدا است مگر ہنوز نمی دانم چہ
خطا کردہ ام بلکہ خیال احقر چنان است کہ حضرات معترضان در فہم حقیقت واسطہ
فی العرو

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

فی العروض خلط کرده‌اند بلکه اگر گوییم زیاده از مثال نتوانند که افرادش بر آرند بجا باشد
فقط واسطه و تعدد فی العروض خود نیز متعدد رشا بداست که چیزی بجانب ذی واسطه نیز
رسیده است و اگر بجمیع الوجوه ذی واسطه الآن کما کان است تمام توسط واسطه هیچ هست
و چرا واسطه را واسطه گویند غرض کسانیکه بعدم موصوفیه ذی واسطه رفته‌اند همین است
که اتصاف ذاتی نیست یا گوییم بالذات نیست بالتبع است و جهتش اینست که در صورت
افاضه و استفاضه حصه و امداد ز معنی ما بین مفیض و مستفیض مشترک باشد باعتبار
مختلفین بجانب مفیض انتسابش حقیقی و اولی باشد و بجانب مستفیض انتسابش بالعرض
و مجازی چون وصف واحد قایم بیک موصوف باشد و هیچ قبیله استعمال فیه [illegible]
ناچار باین سخن اعتراف کردنی لازم آید که واسطه موصوف است نه ذی واسطه یعنی وصف
معلوم قایم بمفیض است نه بمستفیض مگر ملحوظ باید داشت که مراد از مفیض منشا و مصدر
وصف است مثل سیاهی دوات به سیاهی حروف نه آنکه این قسم اوصاف و مناشی
انها را از جای بجای رساند چنانکه کاتب را می‌بینی مگر اوصاف ازانجاکه بدو قسم‌اند یکی فاعلی و
فعلی دوم مفعولی و انفعالی و افاضه نیز استفاضه هر یکی به نهجی دیگر باشد کیفیت اتصاف
نیز در هر یکی به یکی جدا باشد اگر وصف فاعلی است قدم شد ذات الموصوف و دوام یا دوام
ذات الموضوع لازم آید و چون یا چنین است اولیت و بالذات بودن آن وصف خواه از

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

تابع آن باشد و اگر وصف مفعولی و انفعالی ست نہ قدیم است نہ دوام البتہ فرق اولیت
و بالذات و بالعرض ہمانسان باشد کہ در اول بود و ہمین است کہ حرکت سفینہ را با انکہ در
حق او اول و بالذات استلزام و منجملہ اوصاف قدیمہ نگویند چہ حرکت منجملہ اوصاف
مفعولی است و ازینجا است کہ مثل دیگر صفات مفعولی در داشتن صفت فاعلی پیدا توان کرد
یعنی چنانکہ دیگر افعال لازمہ مطاوع افعال متعدیہ باشند ہمین طور تحرک لازم است و مطاوع
حرکت کہ متعدی است اکنون میباید شنید کہ جالس سفینہ و محمول فی الصندوق را اگر باین
اعتبار ساکن میگویند کہ حیز اصلی و مقام سابق خود را از صندوق یا تختہ سفینہ نگذاشتہ و باین
اعتبار توان گفت کہ او کما کان بعینہ بر ہمان کیفیت است کہ بود تغیری باو راہ نیافتہ زمین
منور بنور آفتاب نیز باعتبار کیفیت ذاتی خود ہمانسان است کہ پیشتر ازان بود و اگر اینجا
کیفیتی از طرف آفتاب یا چیزی دیگر عارض حالش گردید جالس سفینہ را نیز کیفیتے تازہ عارض
بالیقین مدت عبور از یک کنارہ بکنارہ دیگر ممکن نبود باز اختیار است از ا حرکت گویند یا
سکون لیکن اگر کیفیت عارضہ بر جالس مسمی بہ جلوس است کیفیت عارضہ بر زمین نیز مسمی
بہ وہوب است اکنون اگر کسی آفتاب را گوید کہ موصوف بان حصہ نیست کہ عارض
بر زمین است از ما تر مداد اختیار است بگوشش با وجہ باہمیشہ دید آخر صنوبر سوم
از تحذیر الناس دفع دخل کردہ ایم لیکن بعد ضرورت یک جملہ از ان مرقوم است آن اینست

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

باایں ہمہ بہر صورت اگر آفتاب کا ذاتی نہیں تو جسکا تم کہو وہی موصوف بالذات ہوگا الیٰ
و آخر این عبارت را بغور بنگرند اندرین صورت آفتاب را واسطہ فی الثبوت گویند شعاعہا
مستطیلہ را اگرچہ حق زمین شعاع اند واسطہ فی العروض تاہم نہیم بفرمایند کہ در سخن ما الغرض از
کدام طرف را خواہد یافت زیادہ ازین نوشتن فضول می بینم آنعزیز بعضے فعل ہا ہم
کمال اند باایں ہمہ اگر غلط کردہ باشم مکرر آگاہ شوند اگر باشارہ آنعزیز بلکہ بتنبیہ دیگران ہم
اگر بر غلطی خود مطلع خواہم شد انشاءاللہ عزم ہمین دارم کہ انشاء اللہ اعتراف خواہم کرد مگر
فہمیدن شرط است لیکن اہل فہم را سروکار بہ مطلب باشد اگر بالعرض حد واسطہ فی العروض
را غلط کردہ باشم تاہم مطلب را خطا گفتن خطا است چہ غرض نیست کہ سلسلہ موصوفات
بالعرض بہ موصوف بالذات اختتام یابد نہ بقصد بایں قدر تخطیہ نتوان کرد چہ حاصل
این اعتراض این خواہد شد کہ وقت اتصاف معروض بموصوف بالذات را واسطہ
فی العروض گفتن خطا است و پیدا است کہ این مزلہ لفظیہ باشد نہ غلطہ معنویہ تا اہل
فہم را گنجائش انگشت نہادن باشد مناقشات لفظیہ کار الفاظ پرستان است نہ منصب
معانی سنجان باقی در بارہ حقیقت زمانہ بوجہ قلت فرصت بحثی جداگانہ نوشتن نتوانستم
باایں ہمہ جوابات استفسارات مولوی محمد حسین بقدر ضرورت نوشتہ ام امیدوارم
کہ آنعزیز را ایمان قدرے بہ مضامین باقیہ اگر باقی ماندہ ہم است ندارا خواہد بود در کمال ہمت

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

این چند سطور رقم زده ام پس از ملاحظه این نامه یا نقل این نامه بدست مولوی احمد حسن صاحب
نیز بیا بیا فرستاد فقط تیسیر مختصر در بیان این حدیث متشابہ بعزیز از جان مولوی سید احمد حسن سلمہ الرحمن
ناکاره پریشان خاطر محمد قاسم سلام مسنون میرساند مقبول باد عزیز من عماء در زبان عرب
ابر سیاه را گویند بزعم احقر در حدیث کان فی عماء اشاره بوجود منبسط است که صادر
اول است و از همه صادرات اقدم و از رب در این کان کنایا اشاره به تجلی است که در وسط
اوست و از همه تجلیات اعظم و مسقط اشاره دعوت انبیاء کرام همانست والله اعلم
چه ذات بحت من حیث هو نه مسمی باسمی است نه مضاف الیه یا مضاف اضافتی چه این قسم
مفهومات را از تعدد ناگزیر است از هر قسم که باشد و آنجا نام وحدتی هم مفقود پس اطلاق
رب یا اضافت فی عماء چگونه راست آید آری اگر تجلی اعظم را رب گویند و وجود منبسط
را عماء دور از حقیقت نباشد والله اعلم بحقیقة الحال صورت این تقریب این باشد که
ذات بحت را احاطه قیود و تعینات و تشخصات برون باست در ماوراء الوراء تقریر بنا
و تصید و لاتناهی از عوارض اولیه آن ذات باشد چون لاتناهی را با استداره بعد
کرویت تناسبی و تجانسی است چه بهر طرف که روی تساوی باست هر جرم تخیل اطراف
در وسط و آنهم بطور محیط و مرکز راست آید مگر چون باشتیه را نسبتی فیما بین لازم است
اگر نسبت تباین باشد و نسبت را توجه اطراف بسوی جهتی ضرور باطراف اقدا او هیچ جا

یعنی تفسیر در بیان حدیث شریف

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

۱۶۲

وسط لازم آید و از انجا کہ صورۂ استدارہ و کرویت مسلم شد ہمہ توجہات ما گرد بر
مرکز ذات باشد اما انجا کہ این نقطہ بوارد و توجہات غیر متناہیہ و نسبتہای غیر متناہیہ با
اطراف غیر متناہیہ از دیگر نقاط مستند آمد شعشانی کہ نقطہ وسط را میسر آید ہیچ نقطہ
را میسر نیاید بلکہ نقاط باقیہ ہمہ بیک توجہ و یک نسبت منحصر شدہ اند نظر برین
اجتماع نسب و توجہات مذکورہ تجلی اول پیدا آمد پس ازین چون حرکات توجہ
و نسبت را ہنوز مجال نفوذ از مرکز بطرف ثانی باقی است انچہ ازین طرف آمدہ بود
ہمہ بطرف ثانی رفت و انچہ از طرف ثانی آمدہ بود باین طرف آمد اندرین صورت
تجلی مرکزی ہمچو شعلہ فتیلہ باشد و نسخ نسب و توجہات بمقابلہ آتش ہمچو فوران شعلہ با
کہ از ہر طرف او را محیط است و بنابرین ہمہ آن شعلہ از ہمہ ممتاز العرض بوجود منبسط
صادر اول و لازم ذات اول است و این تجلی اعظم تجلیات است و اقدم ہمہ
انہا لیکن چنانکہ مرکز بصورت محیط باشد ہمین است کہ اگر اندرون دائرہ دوائر
صغار متوازی با نہا ساختہ بسوی مرکز فرو آیند انجام کار نوبت بر مرکز رسد و یک
دائرہ صغیرہ چنان مرسوم شود کہ در جوف او سوا مرکز دیگر نباشد اگر تجلی مرکزی
ما بشکل اصل ذات گویند بجا است و میدانی کہ در تجلی ہمین ارتسام صورت ناشئہ
و در تکثر انطباعی وحدت منطبع از دست نرود لیکن چون وجود منبسط

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

عنوان اول است

وا قرب نسبت از ذات بحت از دیگر عنوانات نازیبا حیث بالعرض ور از دیگر عنوانات در سلّم ادراک
قریب تر بذات بحت باشد یا بمعنی وجود منبسط اگرچه در رتبه فروتر از مرتبه ذات است لیکن
تاهم وجود است و بدین دلیل که اطلاق وجود از اطلاق بر مطلقها بالاست بلکه اگر حقیقی است
همین اطلاق حقیقی است چه مفهومی حقیقی بالاتر ازین مفهوم نیست اگر هست ذاتی است که با
مفهومات هم سروکاری ندارد و دیگر مفهومات حقیقیه اگرچه بنسبت یکی بالا اند و از بوجه بنسبت
ان مطلق توان خواند بنسبت دیگری فروتر اند و از بوجه باطلاق مطلق مقید اند نه مطلق بس با
اگرچه تجلیات مقیده نوعی مقید از الوان باشد لاجرم بهر این تجلی بیرنگی تجویز کنند مگر چنانکه
در عدم ادراک بجز ظلمت و عدم انکشاف هیچ نباشد و بیرنگی هم همین باشد نظر برین اگر
اطلاق تمام بر وجود منبسط کنند بجا باشد پس اندرین اگر هوا را بمعنی خالی گیرند چنانچه در محاورات
کثیره باین معنی آمده معنی ظاهر است و اگر اینجا هم تدبر را کار فرمایند خیال احقر آن است که
این مفهوم را بجز ذاتی خداوندی که صفت قدیمه اوست و از همان درگاه بندگان ناپاک تشریف
بهم یافته اند فرود آرند چه کارش همین تحریک و تحرک است و جنبش اراده منوط باوست
و بدین دلیل که این مضمون را با هوا خارجی چه قدر تجانس است اگر فرق است همان فرق
روح و جسد و لفظ و معنی اوست و صورت و معنی شاید همین است که بجمله الفاظ مقرره بهر معنے

بر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

حسب یک پہلو ہم راست و با این ہمہ ارتباط علم و حسب ہم آنچنان است کہ انکار نتوان کرد
و انفصال و عدم حیلولت چیزے دیگر فیمابین نیز از آن قسم است کہ درو از آن نتوان یافت
پیدا است کہ کار علم ہمین تمیز و انکشاف است کہ اول بار زہر وقت تحقق تجلی اول و انتیابہ
او از محیط تحقق گشت پس اگر آن مرتبہ را تعین علمی ہم باین اعتبار گویند بجا است این وقت
این ارشاد حضرات صوفیہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کہ تعین اول تعین علمی است ہم راست
خواہد آمد و ارتباط متقین نیز ہم چسپان خواہد شد در صحت اصل تدبیر و تفکر نوشتہ ام زیرا کہ اہل حق
نوشتہ اند و دقت از حد متجاوز شد مگر چہ کنم کہ با ستماع رسانیدہ میکنانند در صحت و عدم صحت
این قسم مضامین چندین چنین اہتمام کہ نصیب با شما است اول تکیہ نباید کرد با اینہمہ اگر غرض کنیم کہ
راست ہمین است بہ تفہیم ہر کس فہماندن جرأت نباید فرمود سراپا عنایت منشی حمید الدین صاحب
سلمہ اللہ تعالی سراپا گناہ محمد قاسم بہ ہزار سلام مسنون میگذارد مباشرت با زن حائضہ ممنوع
است و اگر نفس بد کیش باشارہ شیطان لعنہ اللہ بحالت ناپاک ہوس خود بر آرد حکم پیغمبر صلعم آنست
کہ در حالت غلبہ حمرۃ یک دینار و در حالت صفرۃ نصف دینار بہ فقرا صدقہ دہد چنانچہ روایات
مشکوۃ شریف برین امر دلالت دارند عن ابن عباس قال قال رسول اللہ
صلعم اذا وقع الرجل باھلہ وھی حائض فلیتصدق بنصف دینار
رواہ الترمذی و ابو داود و نسائی و الدارمی و ابن ماجہ و عنہ

[illegible]

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

عن النبی صلعم قال اذا کان دما احمر فدینار و اذا کان دما اصفر
فنصف دینار رواہ الترمذی بالجملہ کفارہ این حرکت واجب باشد یا مستحب اینست
کہ معروض شد و از این تصدق ترجمہ این معصیت میتوان برآورد و اگر ہیچ دیگر مصلحت نبودی
بشہادت حدیث شریف صلوٰۃ با جماعت تکفیر آن میتوان کرد و بحکم تصدق اشارہ بآن فرمودہ اند
کہ این معصیت بنقص نہار و شکستن سوگند کہ جبر نقصان آنہا بتصدق کردہ اند مشابہ میگردد
در بعض روایات درین بارہ آنچنان تشدید فرمودہ اند کہ از جملہ معاصی بزرگ و
معصیت فرمودہ باشند ہم در مشکوٰۃ است عن ابی ھریرۃ قال قال رسول
اللہ صلعم من اتی حائضا او امرأۃ فی دبرھا او کاھنا فقد کفر
بما انزل علی محمد رواہ الترمذی و ابن ماجہ والدارمی مگر ہرچہ
بادا باد نہ این حرکت را زنا توان گفت نہ احکام زنا بران جاری توان کرد زن حائضہ
در حالیکہ بنکاح است از نکاح نمی برآید ورنہ آنوقت نکاح بجواہر و عمرو و غیرہ اش درست
نبود و در حالت حیض کسی از جانشان نکاح خود منع نبودی و ہم درین حالت بردہ و عار
واجب شدی تا بہ تقبیل و معانقہ کہ تصریح اجازت آن در حدیث شریف وارد است
چہ رسد بلکہ بعد اختتام حیض ضرورت تراضی مکرر و تجدید نکاح و مہر نو ہم افتاد
و زنا ہمون مباشرت را گویند کہ با زن غیر منکوحہ اتفاق افتد و معمول در ورد بر

فر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

خواجہ عالم این بیچارہ را خورش نک آخیلوش می پندارم اما نہ چندان اگر دہ منعش ہم خورعامہ عوام
نباشد چہ مضائقہ و دو تر بار ما از قیام لیل است مسلمین اتمام بست رکعت کہ تا عبادت شبی
روز است نزیدہ جوش گرفتہ چون خصوصیت رمضان شریف داعی ادای قیام لیل بجماعت شد
اجماع بہتر بہم مناسبت افتاد انجا لفقط تا کداست کہ نوبت باجتماع رسانید وجوب کہ باعتبار این ست
با این اختصاص سنت بعمل اجتماع چون نشود معمول جماعت بہر حال از امارات تاکد وجوب بہر حضرت
است ہان بعض واجبات را شامل بتر در غیر رمضان شریف بتقاضای مصلحتہای دیگر از مقتضای
وجوب مذکور بیک طرف گذاشتہ اند باجملہ اینکہ ان مصلحتہا چیست بیانش بوجہ تطویل تمام
آری باینقدر میتوان گفت کہ وجوب وتر مقتضای اصل حقیقتش امری حیثیت قیام لیل خود
لحاظ عدد بست رکعت کہ امری است خارجی از ترتیب حقیقت سلمنا این وجوب است و در قیام
لیل رمضان اگرچہ بنظر بحیثیت قیام لیل مطلق داعی عدم تاکد است اما از خصوصیت رمضان
شریف وجہی است قوی بہر تاکد چہ رمضان شہر خاص بہر خداوندی است یازدہ ماہ ہر
خواہش خود میگذاریم چون این ماہ بر سر رسد میباید کہ در کار خداوندی سپردیم روز بہر معیشت
است چنانچہ فرمودہ اند ﴿وجعلنا النہار معاشا﴾ میباید کہ در روز از معیشت دست
برداریم و کمالش ہا نیست کہ از خورد و نوش و مباشرت زنان کہ اصل و مقصود جملہ حرکات
و سکنات ست باز مانیم و شب بہر راحت است چنانچہ میفرمایند ﴿وجعلنا اللیل لباسا﴾

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

میباید کہ در شب کرامت چست بستہ بخدمت بر خیزیم بانوجہ کہ مذکور شد صیام و قیام
رمضان فرض و موکد و فرضیت و تاکید را طلب علانیہ می سزد اجتماع و اہتمام بدان تناسب
دارد تا حال مطیع از عاصی معلوم گردد ھا صد بیرا گنجایش تن آسانی نماند دوم مطلق قیام لیل
می خواست کہ موکد باشد چہ این وقتی است کہ روی عنایت با بندگان می کنند و بتقاضای
رحمت بسوی بایشان می آیند یعنی چنانچہ در احادیث وارد است بآسمان اول نزول می فرمایند
این وقت بندہ محتاج با چندین نیاز ہا کہ دارد گلیم نیاز انداز ان بے نیاز مطلق بدی خود
در چادر و لحاف پیچد و پہلو بہ بستر زند در خور آنست کہ تشریف کرامت ولقد کرمنا
از وبر گیرند و از درگاہ خود برانند و میدانی کہ ہمین است حاصل تا کہ مگر رحمت لطیف آن
دشمن را ببین کہ با چندین دواعی و موجبات سرگرمی چسان ازین تن آسانی و خواب نوشین
چشم می پوشند و چشش چون بایست کہ مداومت این خدمت شدید انسان ضعیف البنیان
کہ خود بر ضعفش گواہی دادہ اند میفرمایند خلق الانسان ضعیفا دشوار خواہد بود
درینقدر مدت طویل کہ دوازدہم حصہ سال است باوجود اقتصار سابق و لاحق دشوار نبود
و قیام مذکور را بزمرہ موکدات کشیدند بالجملہ وجہ تنہا خواندن نفل شب در غیر رمضان
و اجتماع ہمران در رمضان ہمینست کہ عرض کردہ شد واللہ اعلم مگر حال وتر را باید شنید
کہ واجبش ہم گویند و باز بجماعت نخواستند چون در خواندن وتر ہر روزہ بجماعت

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ابہام تساویش بنظر انقص پنجگانہ بود اندیشہ اختلال نظم بیان آمد باوجود وجوب
مذکورہ اشارہ بہ جنبائی رفت تا اہل دانش باز توقیعات وجوب واین فرق بے تفرقی وادنی
و فرض را از واجب و واجب را از فرض جدا شناسند باقی ماند آنکہ نسبت رکعات از چہ رو
حکم عبادت شب و روز دارد تفصیل این اجمال اینست کہ روز جمعہ را بر دوازدہ ساعت
تقسیم فرمودہ اند در نسائی و ابوداؤد از جابر رضی اللہ عنہ روایتی است مرفوع یعنی
از حضرت پیغمبر صلعم منقول ست کہ روز جمعہ دوازدہ ساعت است در ساعت اخیر و ساعت
جمعہ را کہ مظنہ استجابت دعاست میباید طلبید اینست باقی باین مضمون روایت در
پیداست کہ خصوصیت جمعہ باین عدد اتفاقی است ہر روز را ہمین مقدار است و باز
نسبت نیم در اصل بار روز ہم پس بنظر برین مجموعہ ساعات شب و روز بست و چار شد
باز ازین بست و چار چار ساعت یعنی ساعت طلوع و ساعت غروب و ساعت
ششم و ہشتم کہ مابین ان ہر دو وقت استوا است ناقص برآمد باقی ہمان
بست ساعت ماند و این طرف بتوقیف تقسیم بر دوازدہ اشارہ بان فرمودہ اند
کہ بایک ساعت کار معتدبہ توان کرد چون ازین ہم کم کنند گنجایش کار معتدبہ نماند و شرع
بر دوازدہ ہمی استوار شد تقسیم کنان فروتر نرفتند و پیداست کہ در نوع صلوۃ کمتر یکہ در
حساب آید یک رکعت است ہمین را میفزایند و ہمین را میکاہند ازین بالفرائض و اگر ہمہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

دل حقیقت آشنا باین طرف میرود که یک رکعت جامع جمله اجزاء صلوة مظهر تمام صلوة است بلکه اگر
گویند حقیقت صلوة همین یک رکعت است و بس بجا است نظر برین بمقابله یک ساعت یک گوهر گرفتند
زیاده ازین اگر عرض دارم این مکتوب نسخه طولانی شود و هم در مصابیح التراویح ازین تحریر هم خیالات
فارغ شده ام همین به که دم درکشم و قلم را باز دارم بخدمت جمله با اوران بشرط یاد سلام رسانند
و در افتاده محمد قاسم بعزیز از جان کمالات نشان مولوی احمد حسن زاد الله علوه وقدره و
کماله پس از سلام و شوق می نویسد می باید شنید که ملک اضافتی است که تحقق بر مالک و مملوک
موقوف است اگر یکی ازین دو رکن منهدم شود نسبت فیما بین رخت بعدم کشد و هدم اشیاء
مرکبه بانعدام جزو واحد نیز انعدام اصل لازم است چه حقیقت اشیاء مرکبه هیئت اشتراکی
می باشد که آنرا بهیأت کل تعبیر میکنم و هیأت کل ازان قسم است که کون و فساد آن دفعی است تدریجی نیست
که ربع ثلث نصف وغیره اجزاء و ابعاض علی سبیل التعاقب زائل شده و نوبت زوال
کل برسد نی بلکه پس از اجتماع جمله ارکان در مجموعه ماده دفعتاً حادث میشود و پس از انعدام
یک دو سه هم ازان مجموعه و ازان ارکان هم دفعتاً زائل میگردد و تخیل صائب بهر شهادت
این دعوی کافیست دلیل دیگر بکار نیست پس اگر تخم گندم را بآسیا سایده جمله حقیقت
گندم که یعنی امتزاجی بود که باجتماع اجزاء آرد و قشر به تناسب و تقارن خاص پیدا
شده بود باطل شد و بدینوجه ملک مالک که بان تعلق داشت رو بعدم کشید آری حقیقتی دیگر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

رو بظہور آورد کہ آنرا آرد گویند مگر حدوث آن بفعل این کس دیگر است و سیلانی کہ جنبد
ملک اول ہمین احداث مملوک است کہ بوجہ کمال منحصر در ذات آن ذو الجلال است و ثانیاً
قبض کہ از تفریعات احداث است مگر چون غرض از ملک تصرف و انتفاع است کہ
علت قریبہ آن ہم قبض مالکست و در بنی آدم مدار کار مالکیت بر قبض نہادند اگرچہ قبض آن
قابض مطلق کہ والارض قبضتہ یوم القیمۃ والسموات مطویات بیمینہ
اشعاری از ان است نرسد لیکن اگر بر ہمین قیاس احداث ناتمام بنی آدم را نیز موجبات
ملک قرار دہند بدرجہ اولی از قبض ناتمام اوشان زیبا است بالجملہ مگر مناسب بدین مطلب است
کہ این احداث باین کیفیت کہ ہنوز در دست خویشتن است لاجرم از موجبات ملک باشد مگر
چون این احداث مستلزم افنا ہیئت اول است کہ مملوک کس دیگر بود قیاس این است کہ
تاوان آن ہمچو املاک مغصوبہ بذمہ غاصب افتد بگردن این سارق خواہد ماند یا قیاس این کہ
اول مصداق سرقہ متحقق شد پس از ان املاک مذکور این ہمہ پیش آمد کہ بقطع ید از ان حسابی
نگرفتند و آنکہ امر ثانوی بود آثار او نیز برقرار شمردند جوابش این است کہ اول سرقہ و غصب و غیرہ
امور اگر مطلوب است بغرض تصرف مطلوب است قبل تصرف اگر حکمی بران داد ملتجا
دریدہ غرض نکردہ و دخلی دران داشتہ باشند و ہمین است کہ بر سرقہ اشیاء غیر منتفعہ
دست نبرند لیکن اگر ہمین است غرض متحقق بہ نسبت غرض موہوم و مظنون بدرجہ اولی قابل

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

تفریع آنکہ باشد پس این الملک مذکور کہ بحق شما زان تصرف موہوم کرد وقت سرقہ متوہم بود بجز اقوی و احری بالملاحظ باشد لیکن ازانجا کہ غصب و سرقہ از اضداد است اگرچہ غرض اینجا ہم ہان باشد کہ در سرقہ بود یعنی تصرف مذکور دو بالفعل صورت غصب بر روی کار است نظر برین احکام غصب بہ نسبت احکام سرقہ واجب الرعایت باشند بلکہ واجب است کہ احکام سرقہ را رعایت نکنند ورنہ در پردہ اعتراف و اقرار اجتماع الضدین لازم خواہد آمد بالجملہ مصداق سرقہ بالکلیہ از ساحت وجود برخاست احکامش کہ بدست آن گرو بودند ہیچگونہ بر روی کار باشند غرض زوال علت موجب زوال معلول شد این قاعدہ نہ تنہا عقلی است احکام نقل نیز برعایت ان شاہد اند اول ہمین کہ بہلاک مال زکوۃ ساقط شود و باز ماندنی شود در بلغار وغیرہ ممالک شمالیہ کہ پیش از غروب شفق طلوع صبح صادق میشود علماء بسقوط نماز عشا فتوا دادند علی ہذا القیاس الغرض چنانکہ قبل تحقق علت معلول بوجود نمی آید بعد انعدام ان بعدم میگراید نیست انچہ در جواب شبہ اول بعلم پیختہ اند اکنون جواب شبہ ثانی بشنوند شہادۃ شہود را انکار مدعا علیہ ضروری است لہذا تاثیر شہادت شہود تا ہما نوقت باید کہ انکار باقی است چون انکار از میان برخاست شہود بہیچ کار آید مباید کہ عمل لغو گردد اکنون انکار سابق از اقرار لاحق متعارض شد دفع دخل لیس باولی من ذالک چہ تقدم و تاخر زمانہ درین

بلکہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بارہ قابل لحاظ نیست آخر ہر دو قول خبر است و ہر خبر محتمل صدق است و کذب چنانکہ کذب
اول و صدق ثانی محتمل است ہمچنین عکس آں و قصہ تضاد در نسخ را در ینجا کشیدہ آوردن
بیہودہ سری است سرقہ و غصب لاجرم باہم تضاد دارند و ہرکہ آخر است ہمان موجود
تواں گفت و دیگر را معدوم نہ بر عکس و سوائی آں در قول اول و آخر تضاد نیست نہ اقوال ذکرہ
منجملہ اوصاف نہ آنرا موصوف متحد و اگر باعتبار تلفظ اجتماع ممکن نیست گو نباشد لیکن
مدود از حکم الفاظ نیست منجملہ آثار خبر جملہ است کہ تقدم و تأخر یکی بر دیگری ہنوز معلوم نیست
باایں ہمہ اندر اسعد و کہ شبہات مجلہ مسلمات واللہ اعلم ہر چہ نوشتہ ام باعتماد تحریر آں عزیز نوشتہ ام
اگر بالفرض سند دیگر ایں است ایں ہمہ کاوی زبون بر ریش نہادہ بد باایں ہمہ اگر سند صحیح است
و ہر چہ نوشتہ ام تقریبش نتوان شد و حیثیش آنست کہ ہیچ کم و پریشان والسلام ذو
دوماہ فقیر محمد قاسم سلام مسنون بتقدیم رسانیدہ بر سانند کہ رقیمہ آں عزیز باسمی حاجی محمد عابد
صاحب دیدیم و بطفیل دیگران مسرور گردیدیم بمطالعہ اعتراض شیعہ و ہیچ مذہب
ایشان بحث تحریر در گرفت ایں قصہ نہ آنچنین است کہ فہمیدی و آنہم آں عزیز حقیق در
پیچ و تاب آیند عزیز من استاد من بل مولی الانام مولانا مملوک علی بروایت استاد
خویش یعنی مولانا رشید الدین خاں صاحب رحمہ اللہ تعالی و قدس اسرارہم کہ ایشان را
باشیعیاں معاملہ افتادہ و مباحثہا رو دادہ می فرمودند کہ نقل شیعی یا کتب در محبث مباحثہ

[illegible]

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

فیما بین ہرگز مطابق اصل نمی باشد با تجربہ و استقرا دریافتہ ایم کہ دریں بارہ با تبلیغ یہود
و نصاری کہ از بسیار حال و فحوائے اقوال شان پیروی اوشان با وشان ہویداست
تحریف را بکار می برند بحذف لاحق و سابق یا بتغیر و تبدیل در مغالطہ می اندازند لہذا نقل
شان دریں بحث ہرگز قابل اعتبار نیست مرد مقابل را لازم است کہ نقل را با اصل
مطابق کند و ایں روایت نہ تنہا روایت است با درایت نیز درست و گر بایں ہمہ د
چون نباشد تو میگوید بیں اوشان تقیہ و عمدہ ہائے اسلام اوشان باشد انکار اگر کنند
چہ کنند خصوصاً دریں افسانہ یعنی معاملہ حضرت عمرؓ مگر دیگر نقلیات اہل سنت و معتقدات اہل بیت
اوشان کمال ایمان حضرت عمرؓ بمنزلہ بدیہیات از عقلیات است چگونہ تواند شد کہ
عینی شارح بخاری ایں کلمہ بوجہ حسب اصل ما بر زبان آرد کیست از اہل سنت کہ از کمالات
حضرت عمرؓ خبر ندارد و بر اخلاص اوشان از اول مطلع نیست آری شیعیان مثل دیگر
خرافات اوشان دریں قصہ یعنی در معاملہ شیخین رضی اللہ عنہما اقوال متہافتہ دارند بعضی بایں
طرف ہم رفتہ اند کہ اوشان از مولفۃ القلوب بودند و شاید علامہ عینی حسب مثل مشہور
نقل کفر کفر نباشد ایں قول اوشان را در معرض تردید ذکر کردہ باشند یا آنکہ بطور تنزل بود
کاش از ان شیعی کہ در مقابل ماست نشان باب و کتاب دریافتہ می نوشتند تا بر طبق
ان نشان با دل و حواشی بخاری شریف تجسس کردہ می شد اگر از ان کار برنمی آمد نزد

ما

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مولوی عبدالرحمن صاحب بسیجه نوشته می فرستادم در کتب خانه مولوی احمد علی صاحب
نصف اول عینی بیشتر موجود بود در غدر گم گشته بعض پارهایش باز بهم رسیده بودند اگر
آن کتاب و آن باب در آن پارها می بود امید که تعلیقات آن باب را از مقام مقصود
نقل کرده می فرستادند مگر اکنون چه تواند کرد که نه عینی در اینجا موجود که او را تفتیش کرده
تعلیق مذکور برآورده شود نه بخاری چنین کتابی که مقید بضابطه باشد تا بیننده اش
از پیش گرفته بمقصود خود تواند رسید آن عزیز خود میدانند که امام بخاری رحمة الله علیه
یک حدیث را به کرات و مرات در ابواب مختلفه می آرند و انهم در بعض ابواب بمناسبات
خفیه که در بادی النظر هرگز هویدا نمی شود بلکه قبل از ایراد اوشان باین معنی پی نتوان برد
و مناسبت مکنونه اوشان منتزع نمیتوان شد زیر چه اینهم ممکن نیست که قبل اطلاع
نشان دیگران ابتدا ایت کرده شود تا اوشان مطلق باشعار ما انکار توانند کرد یا نمایند
اینکه سلمنا علامه عینی از جنینیه نوشته باشند تاهم از نفس انکار نتوان کرد که حضرت
عمر رضی در صلح حدیبیه بانکار برخاستند احادیث صحیحه شاهد این انکار اگر ناشی از انکار
رسالت سید ابرار علیه وعلی آله افضل الصلوات والتسلیمات نیست باز چیست و
همچنین تکفیر حضرت عمر رضی احنی بلقائه این گفته می شنود و پرداختن با وشان مسلم این امر
منفرع بر اشتباه در نبوة حضرت صلعم اگر نبود درباره چه بود هر چه جوابش هرچند نظر بر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

خوش فہمی آن عزیز سخن را طائل می بینیم اما بخیال آنکہ گاہی اذکیا در امور جلیلہ حیران می مانند تنبیہ
کردن ضرور افتاد عزیز من بعد ملاحظہ احوال سابقہ و لاحقہ حضرت عمرؓ این امر از کمالات
او شان معلوم میشود این دو مقدمہ معلوم عزیز خواہد بود یکی آنکہ جز انتظامات دینی و معاملات
نبوی مسبوق بوحی نمی بود ورنہ امر شاورہم فی الامر چہ معنی داشتی بلکہ احکام انتظامیہ کہ حضر
انرا اکثر بنام ہدی تعبیر کردہ برای حضرت صلعم منوط بودند و ہمدرین احکام حضرت سید
انام علیہ و آلہ افضل الصلوات والسلام مامور بمشورہ بودند گو پس از ملاحظہ تقریر خداوندی
ملحق باحکام وحی میشوند دویم آنکہ خدمتگار جان نثار کہ در ہنگامہ ہای نازک قبا ریختہ
و براہ مخدوم بجان آمیختہ باشد — در نظر مخدومان ذوی الاقتدار کہ از عقل و فراست
و دیانت و مروت بہرہ وافر داشتہ باشند چنان مورد التفات میشوند کہ در بعض مصالح
وقت را دیدہ منازعت ہا میکنند خصوصا در امریکہ منشاء منازعت در ان خیرخواہی مخدوم
خود باشد شاہد این مدعا از آیات سورہ ہود فلما ذھب عن ابراہیم الروع
وجاءتہ البشری یجادلنا فی قوم لوط و از احادیث ہم درین قصہ
حدیبیہ باید جوید امر نبوی محو کردن حضرت علیؑ لفظ رسول اللہ را ابا است پس از ینہم اگر شیعیان
باستناد این حدیث حکم بنفاق یا ضعف ایمان حضرت عمرؓ یا شند لاجرم حضرت ابراہیم
علیہ السلام و حضرت علیؓ را بدتر از ایشان خواہند شمرد آخر حضرت عمرؓ کفر ہا کردند و
حضرت

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیچ نکردند عمر رضی اللہ عنہ با حضرت علیہما السلام خلاف
و منازعت بلکہ مجادلہ او شان از خیر خواہی حضرت خداوندی با تائید دین الٰہی ہیچ تفاوتی نداشت
و حضرت عمر رضی اللہ عنہ اگر در معاملہ مذکور چیزی عرض کردند نظر بحقوق جاں نثاران حضرت سید الابرار
صلعم و در دین محمدی عرض کردند اگر فہم باشد علیہ فلم نعطی الدنیۃ فی دیننا بر ہمین معنی گواہ است
و حضرت علی رضی اللہ عنہ ہرچند سرچہ کردند بپاس عظمت حضرت سید رسالت صلعم کردند اما مخالفت
امر کردند و حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہرچہ اتفاقاً بجوش حمیت حضرت نبوی علیہ و علی آلہ
افضل الصلوات والتسلیمات افتاد مخالفت امری رو نداد و شان شیخین ہمچنین
اگر اشتباہ ہمین است کہ حضرت عمر را پیش آمد و باین وجہ او شان از ضعیف ایمان
بودند میدانم کہ شیعیان حضرات رسل علیہم السلام را ضعیف الایمان بلکہ بے ایمان ہم خواہند
کرد باشند و آیہ سورۂ یوسف حتی اذا استیأس الرسل وظنوا انہم
قد کذبوا بر قرأت تخفیف ذالک کہ قرأت مشہور و متواتر است مستند ایشان
باشد شرح ہیچ معلوم نیست کہ در ہمین سورۂ یوسف می فرمایند لا ییأس من روح اللہ
الا القوم الکافرون یا ظن کذب خداوندی از شک کہ مرادف اشتباہ
است بالا تر است و ایمان را اگر حقیقت ہمین یقین و صدق خاص است علاوہ بریں
واقعہ سورۂ بقرہ رکوع دوم پارہ سوم و اذ قال ابراہیم رب ارنی کیف

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

تحی الموتی قال اولم تومن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی در این امر شیعان را
مستند کامل است چہ خود حضرت خداوندی را بر طبق فہم شیعان در ایمان حضرت
ابراہیم تردد افتاد و حضرت رسالت پناہی صلعم موافق فہم شیعان این را بشک تعبیر فرمودند
نحن احق بالشک من ابراہیم او کما قال و ازین جملہ نہ تنہا در شک بودن
حضرت ابراہیم علیہ السلام می برآید بلکہ حضرت سید الانبیا علیہ وعلی آلہ افضل الصلوٰۃ
والتسلیمات گرفتار شک حسب فہم شیعان معلوم میشوند و اگر بطرف داری حضرت ابراہیم
علیہ السلام ایمان طلب اطمینان را جدا قرار دہند حضرت عمر بعینہٖ خطا کردند کہ این
جواب آنہا از دستان نمی شنوند باز اگر متعصبی بسخن بیہودہ خود برخلاف دیانت و امانت
عرض حضرت عمر رض گستاخانہ قرار دہد و با باب الفاروق این قصص و این فصل این امر انتہد
میگویم کہ آیہ سورہ ہود بگذشت شیعان ملاحظہ فرمایند و انصاف فرمایند کہ در مجادلہ
چہ گلی بہت اگر انصاف باشد بالیقین خواہند فرمود کہ مجادلہ اگر گستاخی ہم در گذشتہ شود
اگر برین یک آیہ قناعت نباشد آیہ سورہ اعراف کہ متضمن مقالہ حضرت موسیٰ است
علیہ السلام یعنی آیہ أفتهلكنا بما فعل السفهاء منا ان هي الا فتنتك
تضل بها من تشاء وتهدي من تشاء را شیعان مطالعہ فرمایند
دامان سب وشتم دراز خواہد شد و بر زبان گستاخی در حق انبیاء و رسل ہم گستاخ و نرم

پُر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بہم خواہد رسید مگر اندرین صورت حضرت عمرؓ و طرفداران اوشان از نیز شکایت نخواہد ماند اقتدار انبیا سوی پیروی سنت اوشان شعار اہل سنت است اگر انبیا نیز نعوذ باللہ بن ہذہ الخرافات تا بد عجایبان نرسیدہ بودند وہمین بہ ایمانی سر مایہ کمال اوشان بود فنعم الخلاق ہمچنین قصہ حضرت یونس علیہ السلام در سورہ انبیا در بارہ افضل مناس مرقوم است شیعان خود ملاحظہ فرمایند خود خداوند کریم در حق اوشان چہ میفرمایند وذا النون اذ ذھب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیہ فنادی فی الظلمات ان لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین لفظ مغاضبا و ہم لفظ فظن ان لن نقدر علیہ بالغور مطالعہ فرمایند باز در جواز سب داشتن حضرت یونس ہیچ اشتباہی باقی نخواہد ماند معہذا چنانچہ کفارہ دادن حضرت عمرؓ اعتراف بتقصیر خویشتن است دلالت جملہ انی کنت من الظالمین در اخبار این اعتراف بیشتر ازین است از اشارہ تا عبارت فرقی کہ ہست ہویدا است باقی کفارہ ندادن حضرت عمرؓ در قصہ نماز جنازہ ابن سلول کہ مستبہ بودن انکار حدیبیہ را مشیر است مبنی بران است کہ آنجا ہم خداوندی تائید رای عمری کرد و موافقت وحی باعث اطمینان شد کہ ہرچہ کردم حق کردم وہرچہ گفتم حق گفتم اما دینجا چون وحی بموافقت نیامد این منازعت

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

خویشتن را بوجه کمال ورع و غایت احتیاط و نهایت سوء ظن به نفس خود که شیمه
انبیا سوا آید میباشد چنانچه ادعیه ماثوره قرآنی که از زبان انبیا منقول اند و نیز ادعیه
صحیفه کامله که نزد شیعه بمنزله صحیفه آسمانی است و ادعیه مدعوه حضرت امام همام
امام زین العابدین در آن مرقوم اند بران دلالت دارند گمان کردند که از من
خطا واقع شد که در پیش حضرت رسالت پناهی صلعم اینچنین جرأت کردم شاید این امر
از عرق عصبیت و تعصب قوم و پاس عزت خود در مقابلم خاسته باشد شواهد این
واقعه در کلام الله بسیار اند از تطویل میترسم زین جهت بریک آیه قناعت میکنم متعلق
حضرت موسی علیه السلام در واقعه قتل قبطی در سوره قصص پاره بستم مرقوم است
هذا من عمل الشیطان انه عدو مضل مبین فقط والسلام

مشفق من مولوی منصور علیخان صاحب سلمکم الله تعالی السلام علیکم و علی من لدیکم
عنایت نامه رسید جواب آن اینست که اول بهر اینچنین اقوال که بظاهر سراسر مخالف نصوص [illegible]
قطعیه و هم برامور عقلیه باشد سندی میباید پس اگر بشهادت سند به ثبوت پیوست
که این سخن گفته فلان بزرگ است و انیطرف حسب تعیین ربانی علامات ایمانی از سر
قول و فعل ایشان بیشتر ازین سخن هویدا شده باشد آن وقت البته در اول وهله
تکذیب و تغلیط آن سخن نباید کرد ورنه دلیل نادلیل آن شد که محض بیهوده سری است

ہر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

و درین چنین رخنہ گری چہ اندرین صورت ہر کس و ناکس را جرأت این چنین خیالات
بدست خواہد آمد و رونق بازار اسلام خواہد شکست مگر بایں ہمہ پاس خاطر آن مشفق ہم میگفتند
اگر کسے این ہم از ما بگوید میگوئیم کہ مصدر ہمہ کائنات چنانکہ ذات رفیع الدرجات حضرت
خالق ارضین و سموات است ہمچنین مصدر صفات واجبی ہم ہمان مخزن برکات است آنقدر ہست کہ
آنجا حدوث است و اینجا قدم آنجا خلق است و اینجا لزوم آنجا تباین است و اینجا تلازم یا
اینہمہ تلازم ہم ملازم ذات کبریائی لوازم ذات اند کہ ملزوم آن ہمان ذات رفیع الدرجات است
مثالی اگر بہر فہم این مراتب و فرق باہمی بکار است آفتاب و اشعہ خارجہ و تعلیمات نور
ارض را کہ آنرا بہ دھوپ تعبیر میکنیم پیش نظر کن جسم آفتاب منبع آن نور را کہ در ہر کہ پیوستہ یافتہ
سیر کردہ شکل کرویت بدر گرفتہ ملزوم میدارد و این اشعہ خارجہ را کہ برنگ خطوط مستقیم
از ذات نور اول گرفتہ تا زمین مستطیل آمدہ اند لازم ذات آن بدان و تعلیمات نیکو
را از مصنوعات آن خیال کن چون این مثال بذہن نشست اکنون بشنو کہ ہر چند در صفات تقدم و
تاخر زمانی نیست کہ زمانہ خود درانجا وجودی و نمودی ندارد مگر از تقدم و تاخر ذاتی ناگزیر
است چنانکہ ما حیات خود را مقدم بالذات از علم و علم را مقدم بالذات از ارادہ وغیرہ
صفات و افعال می پنداریم ہمچنین در صفات خداوندی اعتقاد تقدم و تاخر ذاتی
بشہادت بداہت عقل لازم است مگر اہل حقائق ہم گواہ اند بر آن حق قائل ہم درین بارہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بصیغہ کہ صادر اول وجود است و ہر چہ جز این صدور یافتہ پس از این صدور یافتہ وجملہ احکام وجودیہ وصفات وکمالات وجودیہ از حیوة وعلم وقدرت وافعال ہمہ بدو منسوب ودیگران موقوف اگر وجود نیست زید را نہ عالم خوانند نہ قادر وہمچنین قیاس باید کرد چون کلام برگی ازان ہست ہر سخن کہ باشد مرجع او ہمان وجود مذکور باشد والله اعلم وچون حال صفات واجبی با وجود واجبی اینست حال وجود وکمالات وجود ما چون نباشد کہ اینہمہ مثل تقطیعات نور زمین کہ یکی از پرتوہای نور آفتاب وآن اشعہ خارجہ ہست اینجا نیز کمالات ممکنات از ظلال وجود واجبی است والله اعلم پس کلام وپیام وگفت وشنود ما نیز آخر الامر بان وجود چنان باین ارتباط رسد کہ احکام این تقطیعات بنور آفتاب واشعہ آن برشد یعنی اینہمہ تنویر کہ می بینی آخر الامر بآفتاب نسبت میکنی مگر چنانکہ باعتبار اتصاف ارض بدان ولحوق دیگر کیفیات ممکنہ از تربیع وتثلیث وتسدیس وتخمیس وغیرہ کہ حسب تقطیعات صحن خانہا بر نور عارض میشوند تباین است اینجا نیز ہمان تباین ملحوظ باید نباید گفت کہ قاسم ومنصور علیہمان نعوذ بالله عین ذات پاک خداوندی است بالجملہ چنانکہ ہر دو جاہل وعاقل ونادان درین قدر متفق اند کہ آفتاب چیزی دیگر است وبالای آسمان و این دھوپ چیز دگر است وبر روی زمین اگرچہ از ہمان آفتاب ولیکن نور برآمدہ باشد ہمچنین ممکنات وذات رفیع الدرجات را بدان نسبت کہ آن برادج رفعت است واین در حضیض

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

هبوط آنجا وجوب اینجا امکان آن ذاتی دگر است این چیزی دگر چون تعقد کوش
کردی دیگر بشنو که حقیقت سجود نه این وضع جبهہ است بر زمین حاشا وکلا بلکہ حقیقتش
تذلل است که هر جا بر نگی دگر ظهور دارد در بنی آدم مظهرش همین است و در آفتاب و قمر و نجوم و جبال
و شجر و دواب که بنص الم تر ان الله یسجد له من فی السموات ومن
فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب
وکثیر من الناس وکثیر حق علیه العذاب ثبوت آن قطعی است
و انکارش نتوان کرد مظاهرش دیگر مگر مقصود بالذات ظاهر باشد نه مظهر آئینه اگر
مطلوب است بهر معاینه روی خود که دران ظهور کند مطلوب است نه بذات خود همچنین تذلل
مذکور اصل مقصود است و مظهرش بالعرض چنانکه معاینه عکس روی خود بی آئینه
صورت نه بندد ملاحظه تذلل مذکور بی مظهرش هرچه باشد امید نباید داشت بلکه کیفیات
قلبی قناعت کرده ازین سجده جسمانی بیکار شوند مگر دانی که مابین مصدر و صادر
هرچه باشد و مابین ملزوم و لازم هرکدام که بود علاقه ناز و نیاز و استغنا و حاجت است
و بدین وجه یکطرف رنگ عزت و طرف ثانی رنگ تذلل بر گرفته لازم و صادر پیش
مصدر و ملزوم ذلیل است گو به نسبت پرتوهای لاحقه و حادثه عزیز باشد چنانکه
پیداست شعاع خارج چنانکه پیش نور کرده که مندمج در جرم آفتاب است ذلیل است

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

وآن عزیز ہمچنین تعلیقات مشار الیہا پیش شعاع خارج ذلیل اند وآن بمقابلۂ آفتاب حیران آرین.
ہم فارغ شدیم سخن دیگر اینست کہ باین اجزاء زمانہ تقدم و تاخر زمانی است و ما با اشتغال من
حال الی حال چہ آن اول تنہا میشود آن دوم آن لاحق بوجود می آید پس اگر باین نظر بہمہ استحالات
و تحرکات و تحولات صفت کہ ہم تقدم و تاخر ذاتی در ان ہست و ہم ہر یا بعد نیز نسبت
تا قبل اشتغال من حال الی حال وقت و زمانہ مراد خواہد گرفت انرا باستعارہ گیرند از قلوب کلمات
و اسلوب کلام بلغاء دور نباشد پس ازین مقدمات شرح شعر مشار الیہا مینویسم اگر تامل این
شعر مخالف نصوص در باب این معنی من التوقیت کردم خدا را بجود کہ ذات صفات خدا ہم جز
شخصی کامل است دالا علم معنیش اینست کہ این سخن را اول بوجہ غلبۂ شوق راجع بوجود
منبسط یعنی وجود واجبی دانستہ اند بدلیل آنکہ وجود مذکور را بوجہ صدور یا صعود خود
یعنی ذات پاک خداوندی دارد بجود انگارند مگر چون تنہا ان تحول و تنزل کہ بوجہ صدور
وجود مذکور بہر روی کار آمدہ باعتبار تقدم ذاتی تمامی و نشانہ از صفات دیگر بود
میتوان گفت کہ آن وقت این فرق ذات و صفات نبود ہمہ بر یک رنگ واحد بودند این ہم مقصد
دان بہ اتحاد این را ملزوم و آنرا لازم این را ذات و آنرا صفات گفتن زیبا نبود کہ این
اسماء متضائفہ ہمچو فوق و تحت و یمین و یسار و فاعل و مفعول و ضارب و مضروب و خادم
و مولی و دیگر اضافیات اگر متحقق میشوند با یکدیگر متحقق میشوند الغرض برین تقدیر مفہوم

تعدد ذ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

نه ذات باعتبار تقابل تضایف از متقابلات مفهوم نفس صفت است چون مفهوم صفت
نسبت مفهوم ذات نیز نباشد و نفی برود بجا باشد پس بر او گفتن که ذات و صفات خدا باهم چه
اگر بر دکامل در واصل است نظرش بر مفهوم است نه مصداق انتزاع مصداق اصل که هستی
بحت است از ازل تا ابد برابر موجود و همچنان باعتبار تقدم و تاخر ذاتی از جملۂ اول مقدم مگر
مفهومات مذکوره باعتبار تقدم و تاخر مذکور از مرتبۂ صادر اول فروتر اند والله اعلم.

تکفیة الاشارة بالمعیۃ چنانکه حسن و تسبیح بر سر روی یا بر زمین بی آینه خود ساختن
اولاً بنظر نمی گیرد و کار خود را از ان میگیرد همچنین حق تجلیات وجودی بر ممکنات مشتمل
و اعضاء ممکنات خود را بکار خود گرفته عجائب و غرائب پیدا می کند ظاهر از ین زیاده مخفی تر
در حقیقت منبع ان همان مرتبۂ مذکوره می باشد والسلام فقط خبر تحریر نامه عنایت نامه

عبارات چند متعلق تفسیر آیۂ حتی اذا استیئس الرسل بر بعد گرفتن بذریعۂ خط
رسیل است بغور دیدند از ین عبارات هویدا است که دیگران هم با این طرف رفته اند بلکه تاج
المفسرین حضرت عبدالله ابن عباس بر همین راه رفته اند آری مفسرین دیگر معانی ظاهر که
در بادی النظر پیش می آید این را هم اگذاشته اند بلکه بعضی از مفسرین مستبعد شمرده اند و
من حیرانم که با این جلالت قدر امام فخرالدین رازی را چه شد معنی چنین بنظرم که هرچه
ممکن است هم محتمل است و وعدۂ خود دلیل قدرت بر خلاف موعودات است پس اگر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

کا ملان وقت ظہور بے نیازی مثل غضب و حلم و استبطاء و دعوت سوئے شان باحتمال
دیگر روند عین ایمانست نہ سلب ایمان و خلع آن ورنہ تقیید خلاف وعدہ جاری
آن لازم می آید بالجملہ اینقدر ثابت است کہ حضرت عبداللہ ابن عباس ہم چنین گفتہ اند
کہ ما نمیگوییم بلکہ ما را باید از آن چہ ما را شرب بے دگر بود قول ما آن بود کہ رسل علیہم
السلام را بحکم الحزم سوء الظن احتمال دروسہ بطلان نیز پیش آمدہ باشد گو احتمال بے بنیاد
در امثال این مقامات از چیزے مشرب ما است آری درین بارہ گفتگو کنند شاید در ثبوت
این روایت کنند مگر این چنین گفتار در ہمہ تفاسیر جاری است و اینکہ این محال است
و آن ممکن ہنوز محل نزاع است بلکہ در نظر اہل نظر امکان امثال این افعال ہیچ آفتاب روشن
دیگر اینکہ این ہمہ آن را آیۂ حتی یقول الرسول والذین آمنوا معہ متی نصر
اللہ یا آیۂ حتی اذا استیأس الرسل درین بارہ متشابہ معلوم میشود با ہم یکدیگر
متعارض بنظر می آیند مگر الحمد للہ کہ حضرت عبداللہ ابن عباس مصدق این خیال شدند
باقی احتمال بود کہ شاگرد رشید مولوی محمد حسن صاحب در بارہ ظن گفتگو کنند و گویند کہ
اگر سلمنا ضمیر ظنوا بجانب رسل عائد است و این ظن ہم بجانب کبریائی است لیکن این را
چہ جواب کہ بقول شما اگر ثابت شود امکان احتمال این قسم خیالات شود نہ ظن کہ خواہ
مخواہ قوت احتمال بہ بدگمانی از آن می تراود در کفر این قسم ظنون تامل نتوان کرد

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

درجواب این اعتراض تہیہ کردہ بودم کہ حدیث المحرم سوء الظن پاپیش کردہ خواہم گفت
کہ ما در اول نامہ جواب این اعتراض پیشکے فرستادہ ایم وعلاوہ برین آیہ یا ایہا
الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم۔ راہم نیز
درخیال داشتم آری در ین آیہ گنجایش با تسلیم نظری آید در حدیث مذکور این قسم
حجت را اساغ نیست چنانچہ ہویداست مگر از تفاسیر شما ایہا معلوم شد کہ اوشما
در گرفتن ظن بمعنے مجرد احتمال باک ندارند چون چنین کسان را نقل اقوال بلیدہ حاجت
عرض حدیث مذکور ہم نماند مگر اول عرض حدیث وباز عرض با قوال مستحسن است
ودر مباحثہ زبانی یا گر اتفاق افتد چنان مستحسن است کہ اول آیہ ان اللہ علی
کل شئی قدیر را پیش کردہ شود بجوابش یا گر فرق معدوم ابدی بودن نظیر نبوی
صلعم را پیش کنند باید گفت کہ نظیر صورت جناب ہم معدوم ابدی است
اگر گویند چہ معلوم کہ اینجا وعدہ ختم نبوت است در بارہ صورت ما چہ وعدہ رفتہ باید گفت
معدوم ابدی را چہ ضرور است کہ معلوم ہم باشد با انیہمہ این فرق موجب امتناع
نتوان شد تا احتمال امتناع موجہ شود بلکہ خود دلیل امکان است با انیہمہ خاتمیت
موعودہ عین ذات نبوی صلعم نیست پس اگر ہمین بنا بر امتناع است لازم آمد
کہ نظیر ذات محمدی قطع نظر ازین وصف عارض ممکن آید و مردی از غیر ضرور ہے

بودن قضیہ محمد خاتم النبیین ہم باین بحث تعلق دارد باقی در تحقیق معانی نظیر و مثل
ہم خیال احقر باید شنید نزد احقر صدق جزئی علی کثیرین ممتنع است اما نظیر ان ممکن غرض مثل
قسم شی دگر است آن مداخل تحت الشی ہمی باشد و نظیر شی دگر از داخل تحت الشی ہم توان گفت
دو وجہ نظیر جزئی بطرز احقر از نیرنگیہای تکثر انطباعی است نہ تکثر انقسامی تا یکی را قسم
دیگر را قسیم توان گفت علاوہ برین این را قسم او را قسیم گر خوانند تحکمی است بلا مرجح ہم
امری شرک برابر بودن لازم خواہد آمد مگر این اشتراک در نظیر بجز اشتراکی بیش نیست
در تشخص مباینہ پیدا شدنی چنانچہ قسمے از اقسام ناگزیر است ظاہر است کہ در مثلث
و غیرہ ہیاکل نتوان گفت کہ اگر خطوط را تقسیم کنند بہ شش خط توان بر آمد تا تکثر انقسامی ہم بیست
آید بالجملہ حقائق ممکنہ ہمہ از قسم ہیاکل اند و تکثر انطباعی در ہمہ جاری گرینی تکثر انقسامی باز
خواص بوجود نیز لازمت انست رسمی بکلیات طبعی و موجودات خارجی است موذن بہ نیز کہ وقت
حصول اشیاء بانفسہا ہم حدوث ان در باطن قوت علمیہ ضرور است نزد احقر از نظایر ست
بلکہ ہمہ کس را بعد تمہید یک دو مقدمہ تسلیم آن لازم ست بلکہ بطور حکما تنظیر گفتن ضروری است ورنہ
کلیت جزئیات یا عدم تطابق صور با معلومات لازم خواہد آمد + نظایر اضافیات بعد تحقیق
نظایر مضاف و مضاف الیہ ممکن است نظیر اضافیات را تناظر اطراف لازم ست + چنانکہ
ہیاکل خطوط تشابہ اطراف نظیر یکدیگر اند خصوص وجود ہم نظیر یکدیگر اند + ہیاکل ہمہ تنہا ہی وجود

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بسیط غیر متناهی نظیر برین ممکن نیست که تکثر انطباعی آن در وجود ذهنیه ممکن نباشد، و وجود
ذهنی که از قوت علمیه هم میگوییم بعض امور نظیر وجود خارجی است مثلاً انطباع هیکل جای خاص
آن، و وصف خاتمیت مفهوم اضافی است متناظر این مفهوم را متناظر اطراف این مضاف
لازم است و قبل ملاحظه اطراف اطلاق نظیر بجاست و بعد تحقق اطراف و مفهوم مضافیت
در تحقق نظیر صریح خود شریک نمی‌توان شد، الف لام النبیین در خاتم النبیین ظاهر آن است که بهر عهد
خارج است و اگر بهر استغراق است استغراق افراد خارجیه است نه مقدره، حیثیت انبیاء
کرام همیشه بهر عهد می‌باشد و معنی حقیقی الف لام همین است استغراق نوعی از انواع
عهد است نظائر دیگر انبیاء کرام علیهم السلام را اول باید پرسید که ممکن اند یا
ممتنع اند و حیثیت اگر همین خاتمیت حضرت رسول اکرم است صلعم و در لازم می‌آید
که خاتمیت لذاتی خود موقوف بر امتناع نظائر انبیاء کرام علیهم السلام است و اگر
وجهی دیگر است دیده باید، آیه ان یشاء یذهبکم ایها الناس و یأت
بآخرین و کان الله علی ذلک قدیراً بر دو امر دلالت دارد یکی آنکه
مشیت را وجود خارجی در احد الازمنة الثلثه ضرور نیست دوم آنکه معدوم ابدی بودن
چیزی محال الفعال امکان و مقدوریت نیست وجه ثبوت هر دو ظاهر است مراد از آخرین
اینست که بوجه توالد و تناسل یکی بعد دیگری می‌آید که مقدوریت و امکان این خود بر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ظاهر است با اینهمه این امر را هر کس ضروری الوقوع می پندارد و آیات مشعر موت
کسیکه این وعید شده اند تعلیق آن به مشیته اگر ذوق فهم باشد خبر از غیر معتاد بودن
آن میدهد تا آن هول را از دل میرباید + و آیه کل نفس ذائقة الموت درین باره
حکم علم رسانیده باشد تعلیق آن به مشیته بجای وعید کار وعده میکند نه کار وعید از
خداوند علیم چنین کلام بیهوده کی تواند که سختی بعرض وعید گذارند و گفتگوی تسهیل
کنند بجز اینکه قطع نظر از توالد و تناسل آوردن تبدل موجودین مراد باشد دیگر چه
گفته شود ظاهر است که با مخاطبین اینچنین نکرده شد ممتنع بالغیر بذات خود ممکن است
و لیکن چونکه آن غیر مانع است ممتنع گم آن مانع اگر خارج از ذات و صفات باری با
لازم آید که اراده خداوندی پیش آن غیر کار خود نتوان کرد و ارشاد فعال لما یرید
نعوذ بالله غلط گردد و اگر آن غیر صفتی دیگر باشد از اراده است و همین حق است پس خلف
هم همین طور ممتنع است + از معلومات خدا ممکن نیست که قابل تعلق اراده خداوندی
باشد که نوبت تعلق نرسد چنانچه مبصرات آنانکه قابل تعلق ابصار باشند اگرچه
نوبت فعلیه تعلق نرسد + فاعل حقیقی یعنی مصدر فعل فقط اراده است باقی صفات
حاکم آن اند خواه باعث تعلق باشند یا مانع آن در یک صورت واجب بالغیر است
و در یک صورت ممتنع همان اینقدر دیگر باید شنید که اگر بفحوای و لکنه نعمته علیه

۱۰۶

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

دست زنند بہر مراضعتش اینکار تمام نعمت شخصی کردہ اتمام نوعی را پیش کنند بہر نظیر
از مرکبات عنصریہ دو مثال پیش کنند یکی مرکبی کہ از ہمہ عناصر اربعہ قدری در آن تعبیہ
نہادہ باشند و دیگر مرکبی کہ در وی عنصر فقط سرمایہ ترکیبش بود پس چنانکہ مرکب اول
مجموعہ ہمہ عناصر است و در ایجاد آن اتمام انواع عناصر کردہ اند نہ اشخاص آن
ہمچنان از بہر کمالی از کمالات خداوندی کہ ہر یکی ازان غیر متناہی است بلکہ ہمہ
در وجود باوجود آن سرور موجودات علیہ وعلی آلہ افضل التسلیمات والتحیات سپردہ اند
نہ آنکہ اتمام شخصی تمام کمالات کردہ اند و اگر کردہ اند دلیلی بلید آورد و این ہمہ را جواب
باید داد کہ اندرین صورت اول تساوی جناب باری عز مجدہ و حضرت عبد کامل
صلعم لازم خواہد آمد یعنی ہر چہ قدرت خداوندی میکند قدرت مصطفوی ہم ازان
عاجز نیست علی ہذا القیاس کمالات دیگر را باید فہمید چہ در صورت اتمام نعمت شخصی
و منظوریت تامہ بطور مذکور اگر چہ فرق بالعرض و بالذات ہم باشد تاہم حسب زعم
ایشان محذور مذکور لازم آمدنی است چہ اگر بالعرض ہم ہست از دو حال خالی نیست آنچہ
آنجا ہست ہمہ اینجا ہست یا قدری ہست و قدری نیست صورۃ ثانیہ خلاف مفروض
است و صورت اولی بعد تسلیم محذور مذکور لست علاوہ برین موجودات دیگر را ہم کہ
مستفیض از مبدأ فیاض اند لازم آید کہ ہمہ کمالات بطور مذکور کرامت فرمودہ اند

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

واگر بواسطہ مصطفوی صلعم بکمالات مشرف شدہ اند نقصان اضافت ساگر تنگی و کمی حوصلہ
قابلیت است این خود بخیال نمی آید چہ ماہیات دیگر را از ماہیت محمدی صلعم چندان
تفاوت کلی و بیشی و خوردی و کلانی نیست کہ مابین ماہیت نبوی صلعم و ذات خداوندی جل
مجدہ است چنانچہ ظاہر است اندرین صورت لازم است کہ بہر مصطفی صلعم نوبت افاضہ کامل
نرسیدہ باشد یا احاطہ عام کہ مخصوص بحضرت ملک علام است بہر رسول اللہ صلعم ثابت باید کرد
و بہ کل شیء محیط قائل شدہ قائل نظیر خداوندی باید شد باقیماند اینکہ اضافت نعمت سوی جمعیت
می کشد جوابش اول اینست کہ کلیات ہمہ بہ نسبت افراد خود کلی باشند چنانچہ از یای نسبت ہم
بشہادت مفہوم ہویدا است و بذات خود در مرتبہ خود آنہا نیز جزئی اند یعنی متشخص و متعین اند
پس ہمین تشخص و تعین مراد است و زیادہ ازین نہ درین اضافت بکار است نہ در اضافت
دیگر چہ تعریف و تنکیر ہمین تعین و عدم تعین را گویند و نیز اگر ہمین جزئیت است لازم آید
کہ در اتممت علیکم نعمتی نیز ہمین طور اتمام مراد باشد و در سرور انبیاء
علیہم السلام و امتیان فرقی نماند و از خطاب علیکم کلیت مجموعی گرفتن تحکم بیجاست چہ بشہادت
سیاق و سباق مراد ازین نعمت خود این دین است و ظاہر است کہ مجموعہ دین بہر
ہرکس راست نہ اینکہ پارہ ازان بہر این کس راست و پارہ بہر آن و از تخصیص احکام اگر تکلیف کردہ
جوابی بر آوردہ شود مانع را اقدام مانع است بتوانگفت کہ حضرت سرور کائنات علیہ الصلوات

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

والتسلیمات ہم مخاطب جملہ احکام نیند چنانچہ از خصائص نبوی صلعم ظاہر است
علاوہ بریں تحدد وجود نبوی صلعم کہ از ضروریات امکان است چنانکہ در فلی دلیلی دیگر
است بر امکان نظیرش چہ امثال موجود متناہی یا غیر متناہی کہ انجا وجود بنسبت افراد ممکنہ است
غیر متناہی قطع توان کرد الغرض تقریر با کمال معلوم کہ بکمال نبوی صلعم نیز ازین سنت کلام املائی
انشاء اللہ این مضامین چند بکمال عجلت بطور پریشان نوشتہ ام اگرچہ ہم گوش خورد کہ تغیر
اند مگر با ہم منکر انہا خالی از فائدہ نخواہد شد انشاء اللہ مضمون پس آں ہیں گوش چہ گفتنہ کہ سخنی دیگر نیکو
جزی کہ بجزی مجرد است مغموش بد تحقیق خود اگرچہ ہمچو جارحی مجازی نیز محتاج دو کس است
یکی فاعل دوم مفعول مگر فرق میان مجرد و غیر مجرد نیز مرعی باید داشت باالتعدد مجاورات فاعلیہ
باشا تبعاً علیت بجانب بعد گر ہم باشد دو جزء مجرد فاعلیت بجز یک طرف نبود چون برین نوع
نظر کنداریم در اختصاص مجازات بکافران مجمل تامل نمیماند تفصیل این اجمال انکہ برین را
عبودیت و عبدیت ضروری است و در مقام عبدیت و عبودیت تقرب بفرائض رو نماید
یعنی ہچکد ثمرات قرب نوافل کہ ہمچو بی یبصر و بی یسمع از ان تعبیر فرمودہ اند ثمرات دیگر
بحصول انجامد کہ اگر تعبیر کنند یبصر اللہ بالعبد و یسمع اللہ بالعبد
توان گفت الغرض در مقام عبودیت بندہ را بذات خود رضائی در غیبی نبود رضا
او ہمہ رضائے مولی بود ہمچو تن و دست و پا و چشم و گوش ہمکاری از کار ایشان بہر جود نبود

[illegible]

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بہر خدا تعالی بود اندرین صورت جزا بمعنی عوض کہ محصل مجازات است
چگونہ صورت بندد کہ این معنی خواستگار کاری است کہ شما از اعضا خود بظہور آید بلکہ
کسی دیگر کردہ باشد آری اگر جزی بجزی را بمعنی کفی تلفی گیرند بجای خود باشد چہ
پاس ضروریات تن و اعضا خود بدل ہر کس ودیعت نہادہ اند این پاس و
لحاظ میدانی کہ بدرجہ غایت است از پاس و لحاظ ضروریات دیگران بمراتب
فزون غذا و دوا و جامہ و مکان ہر قدر کہ بہر تن خود مطلوب است آن قدر
بہر دیگران نیست مگر چنانکہ مومنان از رضا و رغبت خود بر خیزند بلکہ رضا و رغبت
خود را در رضا و رغبت خداوندی فنا کنند ہمچنان کفار رضای مستقل و رغبتی
جداگانہ دارند کہ نظر بران ہمہ کارہای ایشان بہر خود بود نہ بہر خداوند کریم و لہذا
کہ جان و تن ما ہمہ از ان خدای ذو الجلال است و موافق وما خلقت الجن و
الانس الا لیعبدون ما ہمہ را بہر عبودیت آفریدہ اند کہ مستلزم
فنا رضا و رغبت است این رضا و رغبت مستقل اصل ہمہ معصیت باد
بیخ جملہ ذنوب و سیئات بود لاجرم مجازات ایشان منحصر در عذاب بود احتمال
ثواب نبود چون مجازات خود منحصر در ایشان بود بالفرد و نفس مجازات ہم
قطع نظر از اضافت کلی منحصر فی فرد واحد بود بالجملہ اگر بنظر دقیق بنگریم حصر مجازات
دگر

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

در کما رہ بلکہ در عذاب بجای خود است ورنہ بنظر ظاہر بدلالت قرائن مقام الحاق قید
بالسویہ صحیح این چنین میتوان شد انچہ از صحت و ختم تحریر خود برسیدہ اند کہ بجواب
مولوی اکبر نمبر نوشتہ اند جوابش بجز آفرین و تحسین چہ گویم مگر بغرض شرح و تفسیر
سخن تا نعزز نیم عرض سم سخنی میگویم شدت کیفیات اگرچہ بوجہ تضاعف و اجتماع
کیفیات باشد چنانچہ از روشن کردن یا آوردن چراغی دیگر بعد روشنی چراغی
در مکانی ہویدا است لیکن این اجتماع صحیح اطلاق تمثیل نتوان شد البتہ تصحیح مفہوم تضاعف
ضرور نیست ہر چہ این دعوی ما نیست کہ مماثلہ آن از اوصاف ہیاکل است و صفات
اشکال ہیولی ذوی شکل قطع نظر از ہیاکل و اشکال این اوصاف را امکان نیست
البتہ مراتب اشکال و ہیاکل را پایانی نیست مختصر این است کہ بحیثیت اطلاق ممکن نیست
البتہ بحیثیت تقیید و تقطیع کہ ہمان شکل باشد امکان تماثل است و چون نباشد
در تماثل بتجانس ضرور نیست و این امر بعد تقطیع البتہ متصور است میتوان گفت کہ این تقطیع
مماثل آن قطعہ دیگر است و مبادا آنکہ در مرتبہ اطلاق این امر متصور است ضرور نبود
نباشد پس اگر دو مادہ ہم تماثل باشد بالضرورت نظر بتقطیعی و تقییدی بود و در
مرتبہ اشتداد اگرچہ اجتماع و تضاعف است لیکن اشکال مرتبہ ضعف کہ موصوف
بہ تثلیث بودند فنا شدند و شکلی ثالثہ کہ مصداق شدت است پیدا آمد بالجملہ

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

اکنون تعدد لازم مثلیت برخاست وحدت صرفہ ماند کہ محل مثلیت نتوان شد البتہ
این حرف در مضعف مرتبۂ اول باید گفت فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدوم و مکرم نیازمندان سلامت — بندہ کمترین محمد قاسم سلام مسنون عرض مینماید افنامہ
رسید بمطالعہ اش معلوم شد کہ آنمخدوم را این بار از مناظرہ انکار است خدام جناب یا
مبارکباد بمقتضای دانش دور اندیش ہمین بود اگر این قصہ بپایان نمیرسید تماشائیان را
معلوم نمیشد کہ کدام بر سر باطل و کدام بر سر حق است الا بعضی غیر شاید کسیت و وجود اوہم
اشارہ بہ بیت تشابہ لما تحکم کہ سیدانند در تحقیق این تشبیہ مقرر آرکہ میماند مگر از انجا کہ
احباب باشر بی داز نکہ دین بیت اشارہ بان رفتہ — اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ
وگر جنگ جوئی نداریم ننگ — احباب را گنجایش دست و گریبان شدن بجناب نماند
اکنون سخنی دارم قابل التفات امیدوارم کہ ضرورۃ تامل خواہند دید و مثل آن نامہ کہ
بجوابش سر افراز فرمودہ اند بلطف مرحمت نخواہند گذاشت ان ما هیت کہ پس از مشاہدہ قالب در تماشای
خویش بکنا ماندن گوناگون و استماع غلغلہ حسنات جناب نہ یارای اقرار طی مراحل
نرفتہ بہ نسبت خویشتن است نہ گنجایش انکار بہ نسبت جناب مگر چون مفہوم سلوک
بان مشیر است کہ این کار کار قوۃ عملیہ است نہ کار قوۃ علمیہ اگر فہم غلط کردہ باشد

اینہمہ از ان قبیل باشد کہ گفتہ اند ــــ این بد کہ تو میروی بترکستان است
ناگوار خاطر سامی اگر ازان شده دم در فہم خود نگاہ غور خواہند فرمود و انچہ دیگران نشناسان
خواہند پرسید معلوم خواہد شد کہ فہم مرد در بلیت این راہ و اشارات بزرگان کار جناب نہمت
کار گران است و دیگر این اگر اہل فہم اند ہر چند سراپا گناہ باشند بہمین فہم سلیم مزیت
کہ این نسبت با فراز و دوری ایشان ہمہ مقابلہ ہمچو قرب بیدان ماند کہ گفتہ اند و دران
با خبر در حضور و نزدیکان بے بصر دور اکنون تہذیب او شان دیگران را باہر ملتان میگیا
خویش ہمچو معالجہ طبیبان حاذق باشد کہ خود مبتلای ہر گونہ امراض مہلکہ بوده جاہز از لب
آورده باشد مگر از امراض دیگران را چہ عذر و از صحت جاہلان توانا چہ سود تا عشق
چنانکہ موجب حیات است اتباع جاہلان توانا سامان ممات این ہمہ مضامین را
بغور دیده مہر سکوت بر لب بنہند و بار دگر دم تشنیع تر نہند سلسلہ جنبانی خصومت
رسم جاہلان است خود را از علماء شمردن و باز این کار کردن نمی زیبد باری
تہذیبان اگر اینکار کنیم بجاست این بار بگذاشتہ ایم ورنہ مکتوبات خود را العبیر
نفع وغیره کشیده بہ ضمن نظم و نثر تند جناب میتوانیم کرد امید چنین ہا باید بود ولیکن باید شود
و این اشعار را بتامل ملاحظہ باید فرمود

فلا دل الخصوم اللہ لیعت لعیب شی ۔ یردعونی بالعیب ومی سلاہم
ولا زبعہم نفعاً اذا انا معتدی

[illegible]

عصا المرء یکفیہ وان لم یکن بہ من السنم شی کل افعی واسود

نایاک ایاک والمرء فانہ سنے کما قال الحسان لتہدید معتدی

لسانی وسیفی صارمان کلاهما ویبلغ ما لا یبلغ السیف مذودی

مخدوم ومکرم من جناب مولوی عبد العزیز صاحب دام مجدکم کمترین خلائق محمد قاسم

تسلیمات مسنونہ عرض می نماید عنایت نامہ سامی ناگاہ رسید یارب این چہ ماجرا

کہ آن مخدوم ذکر ارتفاع اختلاف دارند خیر هرچه باشد درین زمانہ بندہ را فرصت

این کار نیست اگر اجازت باشد بہ مولوی فخر الحسن یا کسی دیگر از احباب خود بنویسم

از انجا کہ حق طلبان را در استفسار از ہمسران عار نباشد میدانم کہ این گذارش بعز

قبول خواهد رسید اگر چنانکہ پندارم ہمین است فبہا ورنہ تا بخیر شما بسلامت عافیت

طرفین بخیر باد باقی ماند اینکہ وقت مکاتبہ سابقہ بحث از وحدت وجود خارج از بحث بود

در جواب آن گفتہ باشید دانستم کہ مبادی مقدمات مباحث پیش آمدہ خارج از بحث نیستند

مخدوم من خارج از بحث اگر بود ذکر امتناع نظیر و اثبات آن در امکان نظیر مقابلہ

تحذیر بود در نامہ اول من بیاد خدام هم دادم مگر از ان محل ناشنیده گذشتند و

بوجہ نوبت تا دورہ رسانیدند چون اینقدر مباحثہ در روز دراز باد بی بیجان و

کثرت تحریک زیر قلم آمدند مارا دماغ ان کجا کہ قدم باز پس نهم در رد میدان سو کنم احباب

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

دیگر این مبحث را بانجام خواهند رسانید انشاء الله اکنون سخنی بطور نصیحت که حق بر مسلم است.
عرض میکنم ناگوار مباد ظاهر شرع را اصل باید داشت و متشابهات را بر خدا و
رسول صلی الله علیه وسلم و راسخان فی العلم باید گذاشت بنسبت متشابهات امثال
ما و شما ایمان بحقیقت آن کافی است اما در پی تفسیر کنه حقیقت نباید شد که تا کنه
آن هیچ آدمیان ناقصه نتوان رسید بسا است که مردمان ایمان خود در پی تحقیق در بازند
علی هذا عابد و معبود و خالق را از مخلوق جدا باید داشت آری عین این نتوان شد و کلمات بزرگان دین
را اگر موهم خلاف این مضمون بر آید اول تاویل باید کرد و اگر نتوانند بلیک گذاشت و اعتقاد
باید فهمید که آنچه فهمیده باشند بجا باشد مگر آنچه بفهم ما می آید غلط است بالجمله کلمات
بزرگان دین بار آنها ظاهر قرآن و حدیث را بسوی آنها نباید کشید بلکه کلمات بزرگان را
بسوی آنها باید برد چون با متشابهات خداوندی و نبوی صلی الله علیه وسلم چنین
میکنیم با متشابهات بزرگان چرا نکنیم ما نابکاران همچنین میکنیم وحدت وجود و لا موجود
الا الله همه را حق میدانیم و ظاهر محکمات شرع را از آن هم برتر با اینهمه حسب سلیقهٔ فهم ما
ناقصه دیدیم که اینها همه متعانق و متوافق اند اصلا تعارضی نیست آری بعضی
بزرگان یا در غلبهٔ حال سخنی گفته اند که موهم چنین است یا مسقط اشاره شان
چیزی دگر است و بیرایش الفاظ چنانکه باید مطابق بر معانی نیامد از مسامحت

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

نظر سرسری لفظی بجای لفظی برآمد زیادہ فرصت ندارم بغرض تخفیف محصول نقل

عرائض بلفافہ خط مولوی منشی محی الدین خاں صاحب روانہ میکنم

فقط تمام شد

نکات خیر بسم اللہ الرحمن الرحیم از علوم قاسمیہ

لا یسئلون الناس الحافا بدانکہ سائل بد سوال بر دیگری یا بجہد یعنی بر دیگری تا بجیدہ چیزی یا
می طلبد و آنکہ برای دیگر سوال میکند در حقیقت آنرا سوال نباید گفت تا باین سفارش
و شفاعت ست سوال آنست کہ برای خود از کسی چیزی طلب نماید و بس و حرف الف در لفظ
سوال ہم چنین سائل بر دیگری وردی یا او افتادن خبر می دہد ہست در سوال کہ برای غیر باشد گو
بظاہر ہم چنین ردی یا او افتادن بر تو رح آید اما نظر بحقیقت سوال تو آنگفت آری بصورت
سوال است و فی الحقیقت سفارش است کہ سفارش ممنوع نیست بلکہ مشروع و محبوب
و مستحسن است نظر بر این لفظ الحافا فوائد بعضی بجہد نیست بیان حقیقت سوال است
نہ قید چیر اگانہ و حاصل اینست کہ آنان از مردمان سوال [illegible]
آنہا میاشہ نمیکنند بلکہ اینچنین اندشان بطور سفارش بر بزرگان منصورۃ نفی سوال تحقیقی
نہ نفی الحاف خیال کہ ناظر معلوم شود + ان تبدوا الصدقات فنعما ہی و ان تخفوہا الخ بدانکہ
در صدقہ فرض و دیگر فرائض شان شرح و اعلان بر زیر زبر است و در صدقہ نافلہ و عبادات نافلہ
اخفا بہتر است سرش اینکہ عبادت در اصل ہمین تذلل است کہ در فرائض مطلوب از بطرف خداوند
رسیدہ و در تذلل بہتر ہمین است کہ در مجمع باشد تا نفس کافر کیش را در موت ... باشد و بر کبر
و کبر انکسار اگر در و در خلوت ظاہر است کہ انیمہ بجدہ بتند و چہ پیش مجمع مدی بیاز بہ خاک الیل

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

دشوارتر ست از آنکه این سجده ریزی از خلوت و تنهائی بکار آید و در مساوات ناظر چه میکنند
از مروت خود میکنند و این زیاده بر سلام و سست چنانچه لفظ نفل خود شاهد آن است و درین اخفاء
و تفصیل ترجیع بسوی پوشیدن است نظر برین اخفا آن مناسب آمد تا از مناسبت کبر که منافی سجود است
محفوظ مانند ﴿ واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی ﴾ یعنی پیش مقام ابراهیم مصلی سازید و مقام را
قسم دار بردید بر نبرم مصلی نشست که مصلی امام از همه مقدم میباشد و مقتدیان از پس او و چنانکه
بزرگان بنا مزار استاد معمر بجای بزرگان نباید نشست ﴿ ویقتلون النبیین بغیر الحق ﴾
یعنی انبیاء را ناحق قتل نمودند و در لفظ بغیر الحق اشاره است بآن معنی که این قتل انبیاء علیهم السلام
نزد شان مهم و روا داشته بودند در عالم بیخبری چه اگر بجای بغیر الحق لفظ ظلما می آوردند این
اشاره بکار نمی آمد چرا که ظلم شیء ظلمت است چنانچه الظلم ظلمات یوم القیامة بر وی این معنی است
بسبب مسوده اختیار این لفظ مفهوم میشد که قاتلان بر چه بردند در ظلمات جهل و نادانی کردند
و ظاهر است که این امر چندان قابل مواخذه نیست به عذر نادانی در هر وارد و دیدن این
اسلوب کلام را گذاشته به لفظ بغیر الحق تعبیر نمود ز که یاد استاد نیز این معنی محرم است آمد که این
قتل را بریان نزد شان مسماگر زده و در خود برای شدید گردید ﴿ خالدین فیها ﴾ درین آیه
بعض جاهلان را اعتراضی پیدا آید رفع آن بشنو از هم بباید دانست که مومنان را خلود جنت
و کفار را خلود نار به عوض اعمال محدوده که بهمین دنیا بجا آورد نزد شان ترجیح آمد تعجب دور از انصاف

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

ست مناسبست که هر دو فریق را بقدر زمانه سرور و ملال که هانا زحیات ایشان است
در هر او سزا هم در ترجیح و نسبت می باشد و هر تا تقابل زمانه محدود با غیر محدود لازم می آید هم بهم
نمی شود هر الشی هست که در صورت فهمی با اطلاعی نیست اگر هم در انقضا باشد جای اعتراض است
بر هر کس هانا کسی نبود مرا است که ایمان و اعمال نیک باشند با هر یک مقدار زمانی و مکانی و فاعل و محل
و آمر و مامور را تناسب متفاوت می باشد جامع البعد که با این زبان از زمان را مشتغل نگر که از این اجنبی هم نگاه است
الا از آن آثار بیشتر اند و خواهر و همه دختر بقدر زمان نسبت در به بی فراوانی بر هر و شدی باهم
دارد و علی هذا القیاس زنا جاهل و عالم ———— بقدر تفاوت العلم و همچنین فرق
خلوت و جلوت ملحوظ باید داشت و تفاوت مکانی را از نظر باید انداخت کسی که هر لنگر کرده
در خانه کعبه این هم سر شیخ بقدر سماوی باید فرق دارد با نجوم که میل قبیح است که با عتبار نسب
بشمار الیه مانسبه تفاوت است همچنین باید از هر لنیر و بقدر مراتب شدت و ضعف برای تعیینه معیان
از دو میان ترد و کار میان آمیز چون ان تعیین تشبیه نشود که در هر امور تنظیر حقیقه شناس تنظر جزئی و
تمامات متقابله نزیر در است و چون حقوق منزلوند را مد نیست و اسامات بکر انفس باید بایه
نی مرگویند باشد که هر کس یک اصطلاح در وجود سرایه جلیه بنظر آمده و همگی کمالات در وجوه نیه در یکی باید بصیر نمو
و منیه را زیر قدر بالی نام و گوشیه منزلگه بنظر از آن بانظر با کن انتقامات نیز تناسبیه به باید ز نشستی بقدر دست
باشد و همچنان النقیه برای و مقیه بر تر است بی پایانه از همراه خود دادر وبه باشد لیس خود بر من بحسب گمار

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بنا بر بین حکمت و صواب آید یا گوئیم که مزین مؤمن ایمان بود و تسلیم جمله احکام کرده و کافر کفر ورزیده
و از انقیاد سر پیچیده اکنون بار کشیدن آن مستحق لعنات ابدی و این مستوجب جزای سوزی گردیده چون
نباشد که احکام خداوندی را شمار ند تا آن کردن لا تعد و لا تحصی متوان گشت منظور بین اکنون مومن را به تشبیه
شبان آمد ابد الآباد نوشته دارت نسیم منعم گردانند و کفار را بجزا لا بی الی آنکه تا بهتر بیا بیانی عذاب
موزی بسیار نه خیلی زمان بود و تصویر را بسنیز بی عنوان اگر مناسبت که چو بی عوض سرمایه سعادت
در دست تو ده و جبار را به تسلیم زیر احکام ... بسر فرود آورد و دیگر نیاید تخم ایمان بی عوض در بقیش اصل
مستحکم گرفت و برد این حال بهر بیخ بهیچ تار گردید که مثل هر الله دید و با کلامش اقرار همین سامان نیز فرمان
و اسباب ایمان ... نامی العلم را بجا آورد و همچنین تفصیل اعمالت کفر از ایشان نیز ندیده گرفته
که اگر مباینت والکن باید بدانم که کفر بود همیشه تنها شود جنبت برای مومنان و دوام نار بکفار
ثمره همین کیفیت را بشمرد باشد که هر ابد بهر قدر بود شان است یا تحمید بیر طور که جزای نیکو این چه بوده جزا
دائمی باشد مومنان نیز دو زار د کفار قرار بس مناسب بمعنی حکمت با بهم ... نامکافات حکیم و مصالح
بسبب شود تا تعالی آن حکیم علی الاطلاق لند قانون حکمت بود نفتیش ... از کلمات الله و گرفته لیمیم
این بود مختار ک ... بسنک علی ... مقیده مسلمه است که نزد ان ... کیسا نیا
بجز بیله بر مجرم گردی نه بوده بیا ند زان موجود ... از زمان آن ... نبیه بر ایشان بفهم ... در کار
مریم ... بسلام و ... آید نظر برین ... بزرگ ... نماید ثابت شود ... است و بود ...

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

مریم علیہا السلام مسلم نیست کہ این منصب خاصہ مردان است جواب درین باب دو قسم است یکی وحی
الاحکام کہ وابستہ بتبلیغ است و آن مخصوص بانبیاء علیہم السلام است دوم غیر احکام مثل مبشرات و بشارات
و این از خصوصیات نبوت نیست چنانکہ ہمین قسم ثانی را وارد است در قرآن تخصیص نسبت تکلم زن ہدایہ
شریف موجود است مگر فہم گشتہ نتیجہ معنی آمدہ تا آن بشارات خیر و نام قدر آنکہ این معنی بیگر ہم شنید
از جملہ اہل کمال ست ہا ہمین و ہم افضلیت حضرت مریم علیہا السلام بر تمامی زنان عالم ظاہر
و این خود مصنف اہل اسلام است کہ بنزد ایشان حضرت فاطمہ زہرا بیحکمی آمدہ بعضی
و بعضی حضرت عائشہ بود کہ ازین حضرت مریم نیز ہم فضل و ہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بالیقین حضرت مریم افضل بودہ
از آن این خیال نیست کہ ہر فضل را از نبوت و تتمات و تفقات نبوت گرفتہ است کہ ذکر نبود
اما از مرد و معدود خیال کہ ہرچہ از زبان ایشان بکار آید ہمہ کرامت و ہم مراتب جلیلہ ثابت
و بیان تمامی ہمہ حال است اما این تقریر ہمہ وابستہ بدان است کہ این فضیلت بر کسی شود
کہ ہمچنین فضل مسلم و بعضی چنین برگزیدہ نیز ہمی بودہ است بعضی فضیلت ہمہ کس مشہور است
گر ہمین حضرت مریم را باوجود فضیلت لازم آید از قدر و شان انبیا جاری نبود نظر بمقدمہ کردہ
علت مسئلہ را تحقیق کردیم ہمین قدر مسیر نیستیم مگر ظاہر است کہ از قدر مسیری برباز خاص است
زانکہ بمگی زنان را نظر گرفتہ بتقریر مضمون کہ از احقا ہمہ مشہور حضرت مریم را بہ نسبت زنان
جہان زمان نیز باشد نہ بہ نسبت زنان ہر زمانہ و جملہ عالم پس کریم کہ جواب ہمہ فضیلت دیگر را ملحق

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

محمود است خلاصه آنکه این ازان همین زمانه حال باشد [illegible] ماضی یا در استقبال [illegible] ناگزیر
نیست نهایت آنکه [illegible] اصطفا [illegible] بنسبت تمام [illegible] باشد [illegible] جمیع [illegible]
[illegible] ریب نکره است در سیاق نفی افتاده و نکره [illegible] استغراق مراد [illegible] مقتضای [illegible]
[illegible] بنسبت کلام ربانی [illegible] قرآن مجید [illegible] ریب [illegible]
[illegible] قرآن [illegible] ریب [illegible] باشد [illegible] شعر [illegible]
[illegible] باشد [illegible] ازین نفی ریب [illegible] شود [illegible]
[illegible] ریب [illegible] علم [illegible] آیا [illegible]
[illegible] نظر [illegible] نقصان [illegible] قرآن [illegible] همچنین [illegible]
[illegible] نظر [illegible] است [illegible] نظر
همین [illegible] علم [illegible] باشی که [illegible] نظر [illegible]
[illegible] غلط [illegible] ریب از نقصان علم [illegible]
[illegible] ریب [illegible] فرموده [illegible]
[illegible] همین [illegible] است [illegible]
[illegible] نظر [illegible]
[illegible] است [illegible]

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

النفوس ہمہا اشارہ بایں صفتیہ و اثر شرحش ہمین نکر و تنبیہی حوالعذاکبر است کہ ہو الہ مل را
بخیر او ارزاں کار نیز بیاں امر و اجتنابش از نواہی امر و ہم برآں صفت بیانی را ہم شرح ہاشت دیگر
دو مرتبہ است یکی بالقوہ و دوم بالفعل مرتبہ بالقوہ را قوتی نام نہند و مرتبہ بالفعل را عین حکم نیز فرمایند
بدین ہر دو مرتبہ علم و حکم را است ہمین قوہ رضی است اکنوں تصدیق سخن را درباب کیفیت حکم و باز مرتبہ حکم عین صفت
شنا گنہ سمیع و بصیر و غضب و رحم کہ مر انسان را ودیعت نہادہ اند مرتبہ خلق و ظہور است کہ مر انسان را نیز
لبعیہ تعبیر کردہ شد و ہم چنیں ایں ملکات را تحریک نمودن خود بدیدہ آید چوں اگر بہ متعلق پیدا شود تحریر
ہم شرح ملکہ را حال کہ ممیز و بیش از انکہ آں کیفیت ظاہر گردد و طلب مطلوب را ارادہ اش نام نہند چنانچہ
اشتقاق آں از لفظ ارادہ بمعنی طلب بمعنی لفظ کسب از ہمہ جا است سپس ازاں تعلق مراد است تا ہر چیز کہ باشد
بجز آں نشود تحقق شد و شبہ کہ بعد از ترتیب متعین بالقوہ بالفعل آمدنی بلکہ بروز از نزول تقاضا می یابد مرتبہ
بروز آں بالفعل تعبیر می برابر آں حالی شان قدیر نہادہ و آن شرح طلب جائے کہ نیز نشان پیدا است و بست
خود بالفعل ہم نظر برین منطبق کرد ہم چنیں کسانی را ایں ملکات ہستی طلب بر ہر پایہ بہر طرف است و تحریک ہم چنیں
ستہ آں ہر گروہ شرح شان نزد انبیا و قال ترتیب و تعلق آں صفت نیکو نہ خود پیدا است پس اگر کہ گہ
ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون سو ایں ہمہ حالت مستتر و اگر نیز کہ نزول
تا از نزول ایشاں بعد دوام انکار و عدم قبول ختم اللہ علی قلوبہم بر اصل معنی تکرار است کہ استعداد ہم
و ماعین صفت کہ کفار ہر جا کہ ظاہر شود مستتر بود و ایں حالت بالفعل از ایشاں ہر کہ ہر فرق ناظر در آیا

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

از اشیا نزا آمد لیکن کرده باشی کرا یان [illegible] آینه [illegible] و ہمیں خود ارشاد می فرمایند که ختم الله علی قلوبہم

و علی سمعہم و علی ابصارہم غشاوۃ ہر اگرچہ حال قلوب [illegible] نیست [illegible] یا [illegible] در آنکه [illegible] است دیگری

[illegible] است [illegible] سمع و ابصار [illegible] ہمچنین حال ابصار [illegible] غشاوت [illegible]

[illegible] که [illegible] ہم راجع [illegible] سمع [illegible] قلب [illegible]

[illegible] قلب [illegible] و [illegible] ہمچنین [illegible]

[illegible] قلب [illegible] صورت [illegible]

[illegible] سمع [illegible] و [illegible] قلب [illegible] سمع [illegible]

[illegible] سمع [illegible] و ہمچنین [illegible] قلب [illegible]

[illegible] قلب [illegible]

[illegible] سمع [illegible] قلب [illegible] سمع [illegible]

[illegible] است [illegible] سمع [illegible] است [illegible]

و [illegible] علی ابصارہم غشاوۃ [illegible] است [illegible]

[illegible] است [illegible]

[illegible] قلب [illegible] سمع [illegible]

[illegible]

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ جواب استفسارات نموده آید شنیده باشید پیر شخص العوذ نفس امارہ باشد یا شیطان باشد محبت فی نفسه

محبت خدا اتباع بدعت بنیاد و مصدر ظلمه آن چنان یک نفس با نفس اماره و نفس مطمئنه مختلف که

گویند و این بیان باز کرده نفس را بسوی اعتبارات مختلفه بسیر و پدید برابر تر آن گفت و حاکم

را بمقامات مخصوصه که کشف و کرامات بر تر آن باشد از تفصیل این اجمال اینکه محبت با لالہ بے یافتن است

کم از کم خواهش چرا آن بد عمل باشد گر چنان حقیقت امر نفس همین است بحیثیت نسبت نفس با انانیت

تر آن گفت اگر مصدر جنس آن است عند الله لا اله با این چه لا اله با تمیز د لا اله بطالت باشد اگر

محو لیکن همیشه همین است که اماره باشد و لا اله با معصیت بود گر از انجا که ایمان از محبت خدا اقوم

است چنانچه می فرمایند والذین آمنوا اشد حبا لله و همچنین بر سد حیث است که آن اتباع

النفس ... و اصلی ... منع ... مقدار اشکال ایمانه و ... نسبت آب و نان و غیره ...

TELEGRAM CHANNEL >>> https://t.me/pasbanehaq1

نفسانی بخواهش آن‌ها در نهاد هرکس نهاده اند و لاجرم آنکه در وقت تعارض اشارات هر دو محبت
نفس را میلانی بکمیلات باشد مگر بعد این میلان دو احتمال هست یکی آنکه محبت جانب مخالفت هوی
جانب موافقت محمود و سلامتی منظور باشد بلکه محبت جانب مخالف را اثری از خواهش و شتاب جانبی
باقی باشد در صورت اول بحساب آنکه محبت خداوندی غالب است نفس را مطمئنه گویند و اگر غلبه محبت
جنابت نفس کافره باشد در صورت ثانی یعنی آنکه میلان بکلیه جانب [illegible] اما محبت جانب مخالفت را
اثری باقیست آن میلان جانب طاعت نفس را لوامه باید گفت و اگر میلان بجانب معصیت
نفس را اماره باید گویند وجه تسمیه اماره حال [illegible] گذاشته شده و وجه تسمیه لوامه آن باشد که
بر موجودی تفریع و ملامت [illegible] نفس [illegible] از تعری آمیخته خواهش‌های معصیت کشیده [illegible]
و وجه اطلاق مطمئنه این باشد که محبت خداوندی محبت جنابها را احباب گشته [illegible] گرفته که تا [illegible] حرکت [illegible] میل
اضطراب [illegible] مثل کنجشک [illegible] که از حرکت [illegible] باشد و [illegible] بازدن [illegible]
امتیاز [illegible] بود دیگر مرتبه که استعمال این الفاظ مبنی بر اصطلاح است و در اصطلاح بیشتر تحلیل [illegible]
[illegible] که بعض بزرگان معانی این الفاظ را بطور دیگر [illegible] باشند مگر [illegible]
[illegible] محبت خداوندی و محبت [illegible] بود و [illegible]
[illegible] است در همین حالت اطمینان [illegible] است که نفس لوامه هم [illegible]
[illegible]

نتوان گفت که ریزه نمک ... که یک بعض شئی نیکه بلکه ستر خورد مردود متلاشی گردیده چنان جنت
سوائی آنکه گفته اند انتسابی از داشت ثبت بجز آنکه صحبت منافاتی رسیدنی باشد مگر اتش محسوس
نبوده اند معبرته نظر بر حقیقت چنانکه یک سبب آنکه بگرم را ابد بالیلج گردیده بلی آتی للنه اند چنین آید مگر
حقیقت شناسان نفوس طیبه را الله باشد مگر نیز و این الحق بطالبیه نو باشد بجهت تبیین
تقریر معنی این بیان این که یعنی ان النفس للقاء جاود و انسان باشد و نیز تا گفته و نیز که این ظاهرا
نظر بر ظاهر باشد و اما حقیقت امر حقیقت آن ظاهر را مستبد المشاق سبب نفس گفته اند که سیر
منافی آن نیست که این حقیقت بتقدیر حقیقت نفس للّه گفته اند با جماع ما انبیاء علیہم السلام
قبل بعثت معصوم باشند نفس شان للّه باشد با آنکه بالفعل معصوم باشد نیست که قبل بعثت تعمد
لوث شان بطریق بشر معصیت شان قبل بعثت از صغائر و کبائر که در بعض شرائط نبود که عدم
للمنافاة حقیقة نبود اگر کسی ملاطفت باشد عالم الغیوم بالذات مطلع بمجتبائی بی انتساب سوا گر
معصوم و از صغائر و کبائر قبل بعثت بلکه بعد بعثت اتصال دیگران مبادا بعد آن نبوت که بی تحقیق
معصیت که در دیگر گرفته لم و شهید بطور دیگر است بس این بمخالفت نقلی نیز آن تو نیست گر
واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب جواب سوال سوم کم کرده این تحریر نیز همچون مقبول گشتم
بشهادت احادیث صحیحه ثابت است اگر مکرر از ثابت شود منافات صلوٰۃ ایمان این امر بر وقوع گناه کبیره
و ظاهر است کفر و دین تو صدی تو دیگر این فعل چنان فعلش گردیده و نیز ظاهر است که اگر همه به گناه کبیره

از قرائت قرآن باز ماند و باید نماید که پس از این لفظ شد که در ایشان غلط است میتوان گفت که مفرده است
و مفردات جمیع المفردات همچنین اگر کسی با یک آیه یا دو جا بشمرد بعد از آن شام بعضا سبب قراءة
بکرات و مرات همان یک آیت را بخواند آن وقت هم توان گفت که مزید تعلق نماز می‌شد اگر
تکرار نمیکند و نمیکند مگر آنکه از احادیث او خود معلوم باشد که در تقسیم مفردات متعلقه بنماز وجه
تکریر بجای آن علیه و سلم آیه مذکوره شود اگر بود پابند است بود که بطور احتمال این قول میسر برای اتمام
و نماز خود پیش برادرشان بکرات و مرات تلاوة فرموده و ظاهر است که این لحاظ نه بر مزید یابت
صلوة است و نه از متعلقات آن اگر بجا ماند که صلوة وقت بجزو نماز است این جزو نماز خارج
بآن تناسب یکه بر سید معدود نظم سلسله اش گردیده اند نمی بینیم که در او بجز مراعاة نظم و نسق
قرآنی و محافظت لحن عرب متعلق به نماز است چیزی اعظم این عبادات است و این بجز مذکوره
از محسنات آن نظر بر این اگر کسی را در ماه رمضان صلاة قبل از سلام یک رکعت در توسط بلکه تا آخر انجام حاصل
میدهد او را کرید که بعد که نماز بلاد دیگر ایجاز است که وقف از فرض و سنن بعضی مرتفع فصل
در نظم قرآنی این همچنان محتمل است که کسی با زیادتی اتحاد فصل آن بود کسی ندیده اند که در فصل سورات
آخر تفسیر بعضی بعد بود و همچنین نه وصل مفصولات فصل امر دیگر پیش آمده و این تکریر اگرچه بظاهر از قسم ترتیل
است مگر چون بای سوال بعضی علیه و سلم ... اینجا باشد که بر امداد اشنیده اند اگر اتباع
شان کار ما است چون نماز خود وهم چون این تکریر هم فهم از امر قرآنی متلو نیست هر که بجا نیست تلاوه بعضیها

شده به امر ترجیح تکرر روا شده مدد امیر امرأة نه بحسبان مرتبی منیم که به نسبت غیر خود سوی صلعم مستحق
السعی مقتدران شاید سبیل آید با مجبور اگر هم به بی اختیاری شکست به وجود نیکر را در نقرض کو نقصان
بنظر نمی آید بلکه به ستمرس تمام نماز مرد رسید بقیة تو کس نکردی الا دیده به نسبت آنحضرت صلعم جواب کامل مرحوم
بنا نمودن مرشد اما معلوم است که روزی رسول الله صلعم بهاندی تشریف برده بودند وقت عصر آمد مؤذن
حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنه را امام کرد و نماز نهند تا آخر رسیده بود که رسول الله صلعم حاضر شدند صف تشریف
آوردند بعد از اطلاع ابوبکر صدیق رض دانستند که حضرت رسول الله صلعم تشریف آوردند باز پس شدند حضرت
رسول الله صلعم اشاره فرمودند که بجای خود باش حضرت ابوبکر صدیق دستها را بلند کرده شکر گفتند بعد
رسیده خود را حضرت رسول الله صلعم تقدیم کرده فرمودند آنچه صلاح به چه ما ندیدیم بعد از انکه بعد حضرت
رسول الله صلعم در نماز رسیدند در میان ایشان مخرجشان حضرت ابوبکر صدیق رض متوانزه شده هیچ نقصانی
بجز این نبود که حضرت رسول الله صلعم امام شدند الحمد لله بعد از این نماز هیچ کلامی تقدیر آن کرده و زیاده
ازین چه باشد که خود حضرت رسول الله صلعم اجازت داده اند و ارشاد فرموده که بجای خود باش و هم اگر
شستر نمایند ابراهیم را سلامی کرد پیش تنگی شبهه اهل خود نرسد است آری اینقدر است که به تسبیح کما مختصر
نماز پیچ تمیز آنچه هست که از نمود شعر برای شاهد هست مگر ممکن نیست اما لشکری لالام خود بعد بعدی
جائز باشد تفصیل این اجمال آنکه هرچه هست نقصان نمازی که امامش خود رسول الله صلعم باشند مستثنی
البیان بنظر ما عمرا نگفت که هیچ و هم راه شما رسول الله صلعم به خود فرمیده نماز نیست آنکس نیز نکرد

ودر امامت از فرائض نماز نیست باز امامت حضرت رسول الله صلعم انچنان نیست که برکسی با
میسر قران آمد گنجائش تعیین ما نظر آید آری قران شریف را چنان خود دیدیم و دانستیم که همه
قران را این آنست که در هر رکعت فرض کرده شود به قرارة قران بعد فاتحه ما جواب
همه با بعد اهدنا الصراط المستقیم حسب آنکه گفته اند همه اهل علم بشارت ذلک الکتاب لا ریب فیه هدی للمتقین خلاف
و نمود لیکن ما دانسته که مقصود ما برآمد غرض الحمد خوانی به نیابت مقتدیان بود و پس از این قرأة قران
بخلاف مقصود بعدی که همه را بهدی ناز کرده اند نه اجزاء آن را تقریر بی قرأة ما به قران قائل لما فرض
بود باز که جز علم الهی آن مقصود فتاب علیکم فاقرؤا ما تیسر را دیدیم آن شهادة وجدانی با شهادت
قرآنی هم شد اند سوره بقیه تخفیف ما از حق خود ساقط معلوم باشد نه اینکه حق خود کم کرده پس با
هر قدر که خوانده شود همه فرض باشد نه اینکه فقط یک آیت فرض باشد بلکه معنی فرضیت یک آیه
این است که کم از آن مسامحت مقبول باشد نه آنکه استحقاق زیاده بر آن ندهد چنانکه فقها هم قرأة را
هر قدر که اتفاق افتد بحساب فرض شمارند و بنا بر فرض یکی از فرض قیام و قرأة و سجده و سجود و غیره
هم آن فهمیده اند تقریر این بیان قرأة در مقتدی نیز گشته است پس زیاده ازین بیان تقریر نیز در است بود
و الله اعلم به حقیقة که بعد شستن با دو سوال ثالث که بیکبار بنظر بالا دیده مشغول بود نوشته شد
باز که بغرض تطبیق جواب سوال یکم در سوال منظور اند افتم بنظر سوال از آسمان و جود زمین بنظر سیاه
بر آمد بنظر بر این حذف شد به اگر رقم نمیزنیم که بعض دلیل امامت انعقیم به نیابت هم قران برآمد

مگر آنکہ باشد ہمچنین حرکات از طرف مقتدیان خالی از کراہت نیست بہ بعض جہت
کرام مطلع باشند نہ مقتدیان اگرچہ این مصلحت اصلاح نماز فلانی این کار ہم نمیکردند تعذر میسر
لہذا مقصود مقتدیان ساکت باشند براہت ا نوزنہ از قسم لمات حمزہ صدیقی اکبر ہم
حمزہ نشوند کہ این اول بار اتفاق افتادہ بایکہ مدتہا بود از حمزہ در سر آن معصوم بر اتیج حیلہ
باشند مسلمانان ہمہ کاری کردند آری در حدیث چون مخالفت مذکور نیست مگر بنظر تدبر
مفہوم میشود تواتر از داده میشود این قسم احتمال احتمال مخالفت مناسبہ در ہم مکروہ شد لان
احتیاط لازم است درہم مخالفت صنعت امامت و اقتدا و نیز اشکار سکوت بین نیست کہ اثر مانی
نیست کہ از مان فساد مزید نیست کتبہ [illegible]
سنہ ۱۳۱۳

بسم الله الرحمن الرحيم

سوالات از طرف بعض علمای مذهب امامیه اثنا عشریه مرحومه منتشر از بلاد بخدمت مولانا محمد قاسم صاحب

بخدمت با برکت جناب مولوی محمد قاسم صاحب سلمه الله تحیت کثیره مقرون بکرامه در حدیث ثقلین علیه و آله

از حدیث کریم کتاب الله و اهل بیتی آنها را ارشاد فرمایند. بعد تمنای آنکه شبهه است از جناب رسول الله صلعم که منجمله

فرموده که بعد از من بطور خلیفه خواهند شد آیا این اثر نزد جناب شما ثابت است یا نه. سوم اینکه انتشار

اهل سنت فرقه صدیه الف که در حق اینها گفته که کدام وجه مناسبت است بحکم اینکه نزد فرقه

آنچه دیگر آنکه صفات ازلی امور ذات باری تعالی شانه بیرون دیگر صفات کمالیه اعتقاد کردن نزد

جناب شما ثابت است یا نه بینوا توجروا. جواب بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله رب العالمین والرحمن الرحیم

والسلام علی خیر خلقه محمد و آله الطیبین و اصحابه اجمعین اما بعد پس بنده هیچمدان نام محمد قاسم

عرض میکند که بجواب سوال اوّل مرقوم است که حدیث ثقلین در نسخه بمعنی تعارض یکدیگر

در منع یکی از تعارض خصوصیتی دارد بنظر این تخصیص آن میکند که آن ... به جانب دیگر کلام

کسانی است که با اهل بیت نبوی صلی الله علیه و سلم در کلام یا ... بر این ... یعنی عترت

خصوصیت تمامه کسانی ... مراد است تا سوال تخصیص جملة الاولی یا ثانی نظر باید ... این مسئله تعلیم

رسیده قرابت نبوی صلی الله علیه و سلم که همراه اقارب عترت صلی الله علیه و سلم را فرا گرفته و در تعبیر لفظ عترت

... بلا عترت بود که جناب نبی ... تفسیر ... بیان کلام شریف فرموده ... آمده میفهمانم

آن کسان که پیامبر حکمت اند می‌شناختند که افتخار ارشاد می‌یابند از فروغ خرد و فتوحات یعنی حکیم کامل کی حکمت

نه سبب بلا بینش مردم شده است تفصیل این که کامل یعنی تکمیل نفس است به تدریج که نفوس ناقصه را به کمال رسانند

و بهشت نسیم رسول الله هم توسط علیهم تکمیل ایشان است و بکشند یا کارهای نیکو کنند و فرمایند که آیات بینات را بیان نمایند

همه لازمه آیات است تکمیل نفوس که با سیاست ارشاد و تربیت و تعلیم بنیاد نهد که ایشان را به تدریج به

بیان یک بیان این شکوه است که منزه کنند یعنی یک گروه است از نفوس که تعلیم یابند به تدریج کامل کی

تجربه علمیه ماست یک آنکه کمال منظور برین شکوه یعنی یک مرز بین هم از این تجربه علمیه تفصیل این که حقیقت

که تجربه علمیه باشد یا تجربه علمیه است و تعلیم او نزد آنهاست در بین نفس است که تجربه هر دو هم سری

در بین شناسنده که رهنما که در سیر بینش خوش و سعادت از بهر نفوس است که منفعل گردید و ایشان به بیان آن هنر و حقیقی را

منزل است حیات عالم بهشتی است که کمال که رهبر آنها تجربه علمیه باشد که حکم حقیقت است و آن کامل حقیقی را که حکم او است

سوی منفعل است که ایشان را سلیم است و همین تجربه بزرگ است که ما سیر تحصیل کامل نفوس که رهنمای ایشان است بیان کنیم بعد از وجود

و بعدم حدوث مقامات مشارالیه نیز یکی از این مرتبه باشد و بس که بیان کنند که نفوس در قدرت است و مراتب است

سنت این است که ایشان را به تربیت نفوس ما هر که دارد و ما اینجا بیان از هر کس دیگران است که رهبر بنام حکمت است

توانگر نفس بیگانه و رستگار بیاید و دیگران تا هم تشنه بیابند از آنها و آنها که دیگران هم بیابند که نام او کامل یعنی حکیم

این نعمت است که ما را است بیان که تجربه علمیه که سبب آنها است طبیعیه و واقع است که حکیم کامل یعنی

خاص این شهر را بیابد که به رهبر ما از آنها که مطلع و مطالع باشند به تجربه منظور داده امان و قسم هر که کامل حکیم است

وجہ این ہم ظاہر ہمین است کہ چون عالم بسبب اسلام شمول تمہ بہر طبیعہ واحدہ بر آید تا ملش امی عالم
تیر لیستہ در صو غرام بود این تغایرہ و تباین شبہ و مدراتب فرق در ترانہ چہ اتخاذ نشہ خود آن
متباین از قسم تباین نوعی بود یا شخصی وجہ این اتحاد طبیعۃ فاعل یا جہۃ اتحاد فعل است کہ ہمینا کو نقا.
و قمر مشاہد مصدر نور ہمین با بہ اتحاد تنویر است کہ فعل ہمینہا بہ شمس ہم روا است ہمینا بر مصدر افعال
ہمین با بہ اوضاع تا ہمین کن التفت بحیثیت فاعلیۃ از مصدریۃ متأخر است اگرچہ بحیثیت منفعلیۃ متولیہ
مثل صدور افعال ہمینہا بہ اوضاع شمس ہم چنانکہ در ماہ می بینیم کہ بحیثیت منفعلیۃ از شمس اگرچہ ماہ مصدر روشنی
نور است الا مستمد تنویر از شمس لاجرم ماہ مصدر انوار است چنانچہ ہویدا است وجہ این فاعلیۃ و مصدریۃ
لزوم اتحاد و تفہیم آنکہ فاعل طبیعۃ واحدہ ہم طبیعۃ واحدہ باشد ورنہ انتساب نمودہ کہ اتحاد و اختلاف
لزوم و اثبات دلیل اتحاد و اختلاف طبیعات است و موثرات مختلفہ باشند ہم فعل مختلف و تغیر امور مصدر
او می بود کہ چنین نظر مناسب ہمچو آفتاب روشن است کہ کذب بود اختلاف متعلق از و صفۃ
مصدر نیز نبود یا آنست ورنہ تعدد مصدر بدیہی بود اما چنین یعنی اگر منشار جسمیۃ فرق طبیعۃ جوہریۃ عالم
مثل بود بعید کہ از اجزاء عالم کہ فرقہ کائنات ہمہ از قسم جسم کہ شمس باشند چنانکہ با وجود فرق
امکان وجوب ہمگی نیز از آن گذشت کہ علم و عمل ہمین طبیعہ ابعاد علم ما بہ العمل مرد و جب ہمکن لیستہ و وجہ
باشد جوابش این است کہ چنانکہ نور قمر و کواکب از ذات ما مہ و آئینہا می آید خشستہ ہمہ ملتہبات
است ہمچنین وجود و کمالات وجود کائنات ہمہ از منبع آن ہمین یعنی از مرکز وجود است و تعینات

که علما عبارا اصطلاح هم همان باشد که بود کسی بسیار کرده‌اند فرد کامل که هم نهایت عشق [illegible]
نیز گرد آمده اکثری بی فرق با بودن [illegible] حقیقتیه و طبعیه فرد آمده کلی را که بعضی خانه‌زاد بود [illegible]
مستعار است دوم اگر بعضی شکی که منشأ آن [illegible] است و [illegible] آن [illegible]
و منشأ آن گرد اصل بود و تا بالغ نرسد سرایه فرق و جرب [illegible] امکان و قدم و حدوث [illegible]
که در اصطلاح قوم [illegible] نهایت ذاتی [illegible] کنند و [illegible] و منشأ [illegible]
است [illegible] فرق و جرب امکان و قدم و حدوث [illegible]
این [illegible] که منشأ [illegible] و [illegible] علما [illegible]
نیز درست که [illegible] گرد این [illegible] که در [illegible]
[illegible] که [illegible] است [illegible]
[illegible] که [illegible] است [illegible]
[illegible] که [illegible] که [illegible]
[illegible] این [illegible] است [illegible]
و [illegible] که [illegible] این [illegible] است [illegible]
[illegible] صلی الله علیه و سلم [illegible]
[illegible] که [illegible]

خوش فهمی آن عزیز سخن را تأمل می‌بینم اما بخیال آنکه گاهی انبیا در امور جلیله حیران می‌باشند تنبیه
کردن ضرور دانستا د عزیزمن بعد ملاحظه احوال سابقه و لاحقه حضرت عمرؓ این امر از کمالات
او شان معلوم میشود این دو مقدمه معلوم عزیز خواهد بود یکی آنکه جملهٔ انتظامات دینی و معاشی
نبوی مسبوق بوحی نمی‌بود ورنه امر شاورهم فی الامر چه معنی داشته بلکه احکام انتظامیه که اکثر
انرا اکثر بنام هدی تعبیر کرده برای حضرت صلعم منوط بودند و همدرین احکام حضرت سید
انام علیه و آله افضل الصلوات والسلام مامور بشوره بودند گوپس از ملاحظه تقریر خداوندی
ملحق باحکام وحی میشوند دویم آنکه خدمتگار جان نثار که در بیگاه بر پای بادعو قهار ریخته
و براه مخدوم خود بخاک آمیخته باشد — در نظر مخدوم ملاذ ذوی الاقتدار که از عقل و فراست
و دیانت و مروت بهره وافر داشته باشد چنان مورد الطاف میشوند که در بعض مصالح
وقت با وی منازعتها میکنند خصوصا در امر که منشاء منازعت در ان خیر خواهی مخدوم
خود باشد شاهد این مدعا از آیات سوره هود فلما ذهب عن ابراهیم الروع
وجاءته البشری یجادلنا فی قوم لوط و از احادیث هم در باب قصه
حدیبیه با وجود امر نبوی محو نکردن حضرت علیؓ لفظ رسول الله را البته است پس از ینهم اگر شیعان
باستناد این حدیث مدعی نفاق یا ضعف ایمان حضرت عمرؓ باشند لاجرم حضرت ابراهیم
علیه السلام و حضرت علی را بدتر از وشان خواهند شمرد آخر حضرت عمرؓ که قدرها کرده‌اند

حضرت

اہل ادراک را در استمر و ستلی بود معیت و سلب را اشتراک لسبعیۃ با ثمرۂ معنی مربوط بود آب و ہمچنین تجارب
تحریر را بحکم قرابت قرب ہمسایہ لازم از فزونیِ شکلی کہ از تعادہ مواد مبداء تبہ نزد حکیم متصور
نشاید ، باہمہ نظر بریں حکمت بایستی سلسلہ بقائے ہر کہ بہر کار زر کیہ تیر مردان ہمتہ نزد علما ام الی نیکی بگذار
گذاشتہ آمد، یکی آنکہ مرضے نفس ریاست ملکی از ثمرہ بود تا کمر در افزاد چہ کردہ آمد و رجواب
ثمرہ مسائل نامہ ہوشیاری تمام آنکہ نتیجہ کمیت متواتر است کہ مستعد است و احکام طبیعیہ
من حیث ہی ہی باشد ، مثلا در تقسیم اگر در بارہ علم الوان باشکال متصرات در طبیعیہ است
و ز ایں مگر در رسالہ اسناد اثیر ما متصور است ، و در تقسیم اصل نظارۂ دقیق بطلب استزاجات ایں بہ بلاد ترتیب
اقتداء کے و متصور ابی انعقد نہایی نشوونما بہ مرتبہ من حیث ہی کہ برابر اصل نظارہ است متمسک بہ اسباب
باشد و در وقت فساد طبائع آنہا بر سببات ادام از نسبت متصور ابی فرق وقت ہا است حجاب
اجمالی سوال تحریر کیہ سیلی ہی نتیجہ اساس بہ بر دار و اکنون جواب سیل زبانی ہم بلند شنید مگر
اول تشانی گوش بہ بنیاد و تکرر جہانی بہ سر و سلطانی نجات فرمودہ آمد اکرام بود تنہا با سلام بسلام جہت است
کجا مدرسہ با مثال بحکم اکرام ز سیر بازان است پس اگر از ہمہ اول بیش از دو دست از زبانی نکشند حاضر
بر و نشستند و ہمہ بالفروہ ہو جاسد کہ میزبان نہ کرانہا را دیگر شدہ و ہر او در نشستن مردم کہ بدہ نہاد زہر
لیکن اگر میزبان از شکم سیر شدہ باشد بشارہ ہو و قدر میزبان برابر دیوانان آن ہمان خوانچہ تنگ کرد را
مہر تفقد کہ بی نیست کہ از عدد بود بلکہ کہ قلیل و کثیر قسمی را داشتہ باشد معنی بالکلوم ہمچنین امر بندد کہ

نان دیگر ضرور نیست زانکه کلمات درجای خود رفته و بیان بسیار یابی ومکان همه از زبان برآمد همین بود گفتند
همه بیان را باید شنید است سرور من ارشاد کرد که بہر آیه جستجو کتاب است سر زمه بحر نبه الکتاب کم کتابا
برین محل فرود باید آمد که حاجت کتاب دیگر نیست کتاب است که بحکم آیه ونزلنا علیک الکتاب
تبیانا لکل شیء جامع علوم است کافی است بدین حالت شده مرض نباید گرچه باین خلل ما عفو نمود
کتاب صلی الله علیه وسلم سحر بیان گشته القصه خیلی یک سا در تر تبیان بمرزان دیگر تبیانا شفقت
بہمان بود بجنانی نه بہر تمام نزول قرآن مجید بود زانکه جامع جمیع علوم است شاید اهتمام خوبی به سبب
شفقت بود زیرا که بہر بندہ شرع و رہ از ارشادات قرآن مثل ونزلنا علیک تبیانا لکل شیء ودیگر
الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی همه انعام مبینی باشند نموده ما بر اتمام بلکه اگر قرآن نشو
هادی جمله علوم بود اهتمام خوبی علم بر تقریر کتابی اگر بود به شفقت باشد شبه معنی ندارد و اگر بلکه
جمله علوم مجید تبیانا لکل شیء وغیره چه معنی دارد جواب این شبه این است که علوم قرآن در سه قسم اند
احکام ثابت که همانا احکام دینی باشند و عبارات که از قسم عقائد و قصص هستند مگر هیچ معنی است
که علوم ضروریه بین الحلال والحرام و عقائد اند وقصص بہر تائید وتہیج احکام باشند و بس بس کتابی که تقریر
جناب ختمی مآب بہر او هستند پس اگر قرآن را تبیانا لکل شیء اعتقاد کنیم خلل نیز نیست که
یا بغرض تفصیل احکام باشد که با اجمال وکلیه در سورتی بیان آمده اند یا بغرض ایضاح تشابه عقائد
وشق ثالث اگر هست این است که معتقد باین عقائد و متوسل باین احکام گردد که لم یکن کسانی که اصحاب

و اتباع و غیرهم تفصیل احکام را اگر ضروری نبود ابهام معنی آن این باشد که بهر فرد از افعال حکم مسئله غیر
متناهی است نظیر اجناس عالیه فرمرتبه وجوب و مستحب و حرمت و کراهت ...
جواز متساوی الطرفین گشته کسی نیست که این حال است اگر این امر فهمی بعدی باب اجتهاد مجتهدان
تکلیف کی ... نصوص خاص ... الی الابواب تشقیق ... نعیین و مسئله ... مستنبط بهر ...
کرد و ... ضروری ... اجتهاد ... از ... که مرادیان سابقه هم ...
اجمال ... و همچنین تحقیقات متکلمین و محققین ... که ذوات صفات الهیه ...
مرتبه ... صفات ... عامه ...
است ... تحقیقات ... بیان ...
جلال ... تسبیح و تحمید ...
که ... شود ...
... ملاحظه ... است ...
... این مسلم ...
و تشخیص ...
او ...
شود ...

که مانند متکلمین رسوخی نیز در قرآن است و وستادی نیز مجتهدین نیز این تبیان اهل بیت با هم
انکار نگماشته اند در نزاع انی تارک فیکم الثقلین منظور بود انی تارک فیکم الثقلین منظور چه
قطع نظر از آنکه اینچنین ممانعت میان آنکسی نیست اگر علوم اهل بیت را درین باره دخل بودی
علوم نبوی صلعم که اصل علوم اهل بیت اند چه کمی داشتند که از پایه اعتبار ساقط می بودند آری اگر بطور سینه
که بعادت تفسیر قرآن است و تبادر تیسرا آیة ... این فهم منقبة نه اند دیگر چون این است علوم
اهل بیت هم موضح علوم قرآن باشند چیز دیگر تا علوم نبویه را اگذاشته این علوم را در جنب
علوم قرآنی نهادند و بعینه مثنیه نمودند انی تارک فیکم الثقلین را بعد و چون این است منحصر است آنچه در مباحث قسمتیه
قرآنی درباره علوم باطل نمیشود و کجا یا مانند عقاید مرد احکام نظیر کشد که قرآن است با اینهمه تکمیل موجود
این عقاید اعمال بچیز نه مدار ایمان است و مدار نیست و هنگامی که هم بیان کل غرض اصلی نیست مرکز آید
میدانشته اند در هر آیات همه قرآن که مشتمل نظیر بر کلیات قرآنی در هر جزئی که داخل کرده اند در تحت شمول
مصدق آن بجز اهم نمیرسد و حکمت ملحوظه درینجا نیز اینکه این جزئی یا تحت کدام کلی مندرج بود آورده
مرزمن خود دریکی کلی و تأکید دلیل این را است با همه مراتب جزئیه که بها آیات قرآن تحت کلیات
کلیات متنوعه که بسا بسا به سبب غیر دلالت بر وجود کلیات غیر آن اندراج بلکه وجود کلیات
ملازمه آنست که این محل خاص که مورد بحث مراتب جزئیه کلیات مذکوره شده معلق
آن بخطا معلوم است که مقصود خدا و رسول صلی الله علیه وسلم است مگر در مراتب جزئیه غلط

کار بہا خبر از ہمہ جا ج طبعیہ نبوت علیہ بصیرۃ بکنند از معلم علوم نبوت تفسیر یا بقی کہ مثال گوئیم کہ
کہ آفتاب منبت است کہ عالم را نور بر بر می گشند با ہمہ اگر کور چشمی نہ بیند بہ چہ کشد کار او و ملہ نور خورشید
تنویر عالم است و بس آری بقصہ تکلیم وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا توضیح معلوم شد خفیہ نبوت اعتقاد
نور بصیرۃ و نشر و دست است ہمچنین بحکم یزکیہم کہ در فرمانی قوله علیہ فرکیان نبوت خلق نبوت و عدم شمس
نیست عدم علم مثلا در ہمہ جا و کم و فسق از جہان بر خاستی و این استمالی معہود کہ بیسو کم
اکمل احسن مثلا از آن خبر بصیرہ ہمہ جا بر نیم ہم این استمالی خیالیست کہ بانع حقیقت شناس نبوت
نترہ را کہ بر المصنیان شعر یا بر بعید مبرز تمکیل ثبت بالجملہ انچہ نور بصیرہ نشد او نبی آبہ برو قرین
کردہ انکہ شمائل سلیمہ دارند بعد اشیہ قرآنی ہمہ را بشناختند او شان را دیدہ علوم حاصہ بعض
کتاب نیاز کہ با ندیشہ مثلاً یکی طعان نبوت نبوی یا ان علیہ وسلم بعزیمت شفقت تحریر نیم کہ ستند
آری یکی کہ تحریر ش ما سید حضرات شیعہ اند تبیین طالعہ مستقیم یا جمال ہم زدیم نیلیز کہ کتب بار
تسیم یعنی شان نبوت مردہ ختم حجت می برد و شفقت کار و دستبرد مگر نبوت شفقت را احسان تصور اند
از تکلم مرتبہ و شفقت ما تبیین کہ طعان شیعہ در بارہ نبوت محمدی علیہ ہم جیتہا و شفقتہا است کہ بالاجمال بعد
و ابعد اہل سنت تحقیقی کمال اینکہ میگوئیم بقدر فہم تست مردم انچہ نبوت نہم درست زیادہ تحقیق
می گوئیم کہ ایشیم اگر فہم است بس است ورنہ وفا ترک انکار ہم بکار است جواب سوال دوم
خبر بعد از دوازدہ ائمہ لا ریب در کتب اہل سنت موجود است گو نہ انان خبر بقصان نیاید یکی گری

معلوم میشود نه راشدیت خلافت ایشان هویدا است اگر از لفظ خلفا سابق ائمه کرده اند حدیث
ست خلفاء راشدین و ائمه مهدی مراد گیرند چنانکه مقتضاء معنای مضاف الیه اصلی لفظ خلفا در
و اقتضاء عرف سابق در لفظ امام است آن وقت نمودار این وعده تفاوت ازمنه بر وجه
باوجود حضرت امام موعود نسبت اهتمام خواهد یافت و دیگر بلحاظ آنکه لفظ خلیفه و امام دلالت
بر حکومت دارند از خلفاء و ائمه مطلق حاکم مراد گیرند نیز قدر اتصال ازمنه ایشان معروض حضرت علم گردد نیز
صورت وجود ایشان را مقتضاء این خبر در تعداد دین حضرت آن مرتضی تمام شد بود و ملکیه نیز بران
بعید نشناخت که منقول شده که تا فلان سال دین را قوه و عزت خواهد ماند مگر متخلف به ایشان باشد
عزت دین مع وجود بعضی خلفا هم مثل خلفاء راشدین احتمال صحابه با ایشان باشد و جواب سوال سوم
معتزله منکر خالقیت خداوندی نیستند بلکه نسبت افعال اختیاریه مخلوقات کرده اند بیان این است بعلم و قدرت
خود از منظر بعض بر این مسئله قاطعیه بجز ایشان کسی نباشد که خود از اصحاب این عقیده و سپرد لفظ معروف یعنی
تشبیه بالمجوس که در حدیث وارد است خود شاهد این است که مجوس که بمنظور تعدد خالق می شدند
که خالق خیر یزدان را میدانستند و خالق شر اهرمن را انگاشتند و معتزله هم که در بیان ایشان
بمنظور تعدد خالق را اقرار کرده اند که خالق افعال اضطراریه که قسم اول است خدا را میشناختند و
خالق افعال اختیاریه که قسم ثانی است خود را انگاشتند باقی نبوده بسیار می اند و انکار بتصریح آمد
گر فرقه منکران قدر را مجوس این امت گفته اند که بین اعتقاد تقسیم خلق افعال در خالق و مخلوق که مثل آن

بر هر جنس و نهم لیکن ما سنت عمل خود را در فروش [illegible] موجب انکار تعبیر شد نظر بر تعیین شبکه مطلق
این تعقیب همین فرقه و اتباع ایشان است جواب سؤال چهارم الحمد لله سبیل عمل از صنعت کامله
خود او فروختن است اگر کار و عمل خود او فروختن است که حقوق دیگران را با آنکه حقوق آنچه هیچ مگر
با ایشان رسانده نه آن که از خواهد بود نخواهد بود چه این امر خود مرتکب بر حقوق ایشان که حقوق ایشان
ایشان است اگر هر کس منع شد که اثر آنکه حقیقی همان نهان است چنین ملکیت او تعالی ملکیت
مالکان نیز را ملکیت مستمر است چنین مالکانه مسلک ایشان است [illegible] مسلمانان [illegible]
هر ایشان صورتی دلیلی است روشن با تعیین آنکه حقوق ایشان چیست هر کدام قرآن هست که [illegible]
کسی نیاورده آمد ابرو دست و با بیع و مشتری را دوست کشتن مگر [illegible] چون [illegible] الحکم
لا تدرون ایهم اقرب لکم نفعا با نفع رسانی مربوط ساخته [illegible] ملکیت شاید هست [illegible]
بسیار باشد تعیین حقوق را از حقوق ایشان به حقوق و هیچ با ایشان شناخت و هیچ قسم حقوق [illegible]
که هست کشتن یکی دیگر را آنان بر حکم حرام است مگر آن که دست دیگر [illegible]
می باشد مقابله تقسیم حقوق قسمی دیگر است که ترک انتقال اگر تعبیر با هم کرده شود [illegible]
مراد هم از استحقاق نظر از آن فهمیده است که اگر هر چه رفته است [illegible] شکسته شود [illegible]
دیگر در این جهت [illegible] نظر به حقیقت ایشان کار خود [illegible] ایشان هم اگر چه [illegible] استحقاق [illegible]
مگر این استحقاق نه آنجاست که [illegible] و با اعتماد آن [illegible] چون [illegible]

دیگر میباید شنید که خداوند عالم را نه بائع و مشتری میتوان گفت نه اجیر و مستاجر زیرا که این همه از لوازم حدوث
و صورت توان شناخت که مقتضائے ہمین مفہومات احتیاج است که منزہ بود تعالی شانہ
ازان و ہمچنین معلوم است که می‌دانند که بائع بشود تا ثمن بدست او آید مشتری شود تا متاع میسر آید و مستاجر را
احتیاج بمنفعت بود علی الاطلاق نه زر نقد چنین اجیر و مستاجر بر متاع مگیر که بنده و مالک شدن متاع
مال اگر احتیاج مال را نه بود بر بائع حالا چه میتواند نبود پس جز اینکه این علم الٰہی بکار ندارد
پیر فرستد که صورت تحقق ایمان از متعلقان به ہم کردن کار خود و شان باشد تا بیان
تمرہ تحقق نفسانی را ان بود که بخشید بالبداہت که اعتقاد معتقد به بر فرزند بر نیکس آن
آنانی را بتجاوز ایشان شمرد که صرف این نسبت است ملک و مال آن با نیز که ہر کرا اسباب این ملک و مال بود
اند باقی را بخود بر کرد آنچه خود امانت نیست چه عادات ایشان آنرا که حقیقت شان
نفس و حال ادراک ہر دو در است که بعد تجدید تقویٰ نہ تصدیق ہا نیز اگر واقع نگردد که ایشان را بشناسید
حقیقت شان این بود دلیل بر آنچه رسیدند ازین نظر ان بودند و ہمین است معنی بعضی کلمات
حق ایں الامین میخواہم ان است که سب این فکر نمی تواند شد که بر آید بانحصار بدان بالا بود
گفتن نه معلوم است نه اعتقاد بر حسب که بر خورد تمام آن بود جواب سوال خشم
مز جواب سوال صحیح اتفاق اعتراض شما بنا بر که خود تعالی مقتضای وجود بیشتر ایجاد
از جبلت تعالی است ذرہ کبر اگر درین این نسبت تحقیق نفسانی خود در خود آن بوجوب

خبر بدرستی او و فرمانبردار اگر مانع نبود باقتضای آنکه بسبب نفسه مقتضی است لزوم اتیان و وجوب تشریع نیز
همچنین در ثبت کمال خوبی اش همین است حسن آن عقلی و وجوب شرعی و اگر در تحقق آن سببی بلحاظ وجهی
دارای بر وجوب علیه مرجح است مقتضی آن مسئله و منشأ تعیین است که نظر انداخته از وجه تقدیم
کرده که تخصیص خواهد کرد و دیگر حاصل آنکه بیان کنیم که از تنقیح مقدمه و میزان مسئله تخصیص
رجحان بر اراده ثواب و مقتضی سببیت بحکم عقل مستلزم تعیین ثواب بود اگر وجوب بایستی هر دو
واجب می باید و شک نیست که دو عالم منفرد و فعل منفرد عقلی لازم بنابر اقتضای سبب کمال و تمام
از جمله صفات کمالیه او تعالی است همچنانکه بعضی یاد نموده بر این مطلب که تحقق تکلیف یا
اگر فرض او تعالی است این کلام تمام است که تکلیف او تعالی تمام شد و اگر خود او تعالی مستند نباشد
مقتضی آن امر کرده اند اراده اینست تا آخر مرتبه و جزء سبب بر مقصود و وجوب همین است مسطور
بصورت مخالفت به مرور زمان بیش از آن است جواب اول آنکه اشتباه بر مرجع اگر فرض کنیم مشکل است
ببر زمانه هیچ کس نه دیده اگر در اثنای آن زمانه خاص کرده از این تخصیص و تعیین سر رشته اختیار
از دست آن مختار مطلق بیرون نمی رود اگر مراد به تعیین بیان اختیار مطلق است که از اعلی
است پس از صفات کمالیه و قدرت او تعالی است تعلق منفی شده به مصلحت یا حکم
تحقق او است نه علامت عدم و زوال آن سبب است که ممکن است که او تعالی آن چیز را
بعد از قصد تعیین فرماید آن را تعیین علم فعلی جانب ترجیح ترجیح داده نه از عدم وقوع را

[illegible]

از مسئله اختیار بیرون کشیده معاد است من ذلک الفقیه معاد تبیین علمی در علم این تقریر تمام است

که چون چیزی در فلان وقت بظهور آید و فلان چیز در فلان وقت نه ضرورت ذاتی و تحقق آن حکم

ضرورت ذاتی وجود را که ما وجوب ذاتی است ضرور است که ذات موجود تحقق خود خیلی

خواهد که موصوفات او صفات ذاتیه خود را لخواهند مثل اربع زوجیت را و ثلثه فردیت را

مگر این امر منحصر بر ذات و لوازم ذات او تعالی است زیرا که وجود هم مثل دیگر صفات اند و حال

خالی نتوان شد که مثل حرارت و نور و غیره او صاف محسوسه را از ذات موصوف بر آتش و خنا هم

با دنی النظر در آفتاب و آتش می بینیم بالا از خارج مرتب است جنانکه در آب گرم و زمین شاید

می یابیم انحصار اوصاف درین اقسام معقول نیست چون وجود نیز بمعنی است الموجود بتیکلی بالوجود

است و در نه اشتقاق موجود بماهیه بمعنی بود را لازم بود نیز منقسم بهمین اقسام بود مگر از غیرت تو حریم کرد

وجود ممکنات از خارج آمده و در نه انفکاک از ذوات ممکنات می بایست اگر حقیقه وجود خود ذات ممکنات

بودی و از نجا که معلول لوحه منتفی نشد در لازم بود که عدم را آنجا ممکنات سائی نبودی با هم

از سلب وجود هر یکی بر هم بعد از عدم از ذوات آنها همان ها به اتمیز است که یکی را از دیگری متمایز کنیم

و ظاهر است که مصداق این تمیز جهت منیت که آن جهت عام است و جمله موجودات را اگر فرق

تمیز کار خاص با جهت عام با اتحادش را است که چون چیزی هم چیزی نی بود مستحق تقابل حاشیتین

است و از آنجا که بعون نسبت ایجابی است می باید که حاشیتین این نسبت قبل تحقق نسبت

بطور بی نسبت از تحقق زابسته باشند امر مصورة وجود قبل الوجود لازم خواهد بود چو هیچ امکان نیست

که این حکم با تعلق اینها مشتمل بر ملزوم وجود از محالات است آری هر دو با وجود باشند مقدم وجودها

نمی توان مرو در تحقق الشی قبل نفسه قدم آید دویم آنکه ماهیات ممکنه انتزاعیات حقیقیه

نه آنکه در وجود از انتزاعیات ماهیات مذکوره ورنه مرکوز آنکه وجود انتزاعیات مستفاد از منشای

انتزاع باشد کلمه شش حرکت جالسان سفینه که خود حرکت سفینه باشد فرق گر هست فرق

انتسابست که تحکیم از ذات انتساب را و دیگر ازت با عرض بوجود انتزاعیات منشا وجود

وجود منشای انتزاع بود فرق اگر باشد همان باشد که گفته شد نعم بود که وجود در تحقق خود محتاج

دیگران نه موجود شود دیگر این محتاج بود و ظاهر است که انتقیه هیچ نبود بخلاف اطلاق جوهر بر معقولات

خود بر جنس که محمول بر جوهر است و انیز دلیل است کامل بر وجود ذهنی که در تحقق ماهیات ممکنه اند

احتیاج بر ثبات منشاء انتزاعیات حجت همتی ما بر الموجود نه شود و این چنان باشد که تغلبات نور

از شمس و بیع که بر اوق امر فکر کرده بسته اینها باشند انتزاعیات نور همچنین باشند تحقق

آنها قبل وجود خود از ممتنعات است چنانکه تحقق تعلیات نور قبل از نور محال است و امتناع تجدید

وامتناع شده باشند که ممدوه تحقق حادثه تبن قبل از انتقاد در ماهیات آری انتزاعیات منشا تنرع

و اخر ماهیات با وجود ذوات ممکنه مصدر وجود موجود بنیاد الموجود نیستند ملکه وجود اینها از جمیع

که نسبت بشان بسان شباهه بتغذیه تعلق نسبت به نسبت تغلبات نور

است یعنی از وجود مطلق حضرت کبریای او مثل آنکه بدریای و این وحدت بر آمدن جال الا شان نیکر در بر

گر ازینجا که هر وصف خارجی بالضرور است که در خارج بالذات باشد اعنی بالذات او ناشی
شده باشد نه تسلسل لازم آید که او هم ذاتی یا چنین هم باشد که مقتضای او بی تسلسل غیر متناهی
وجود باشد و اطلاق اضداد او خالی نباشیم مگر اینهم ضرور است که مقتضیات ذاتیه نیز همچنانکه معلوم
ذات باشد در معلول از علت جدا نشود از ذات هر صرف تخلف نکنند و چون عقل نیز بسلیم تحقیق
مخفی نیست مقتضی معلومات ذات الهیه هر جا که هر صرف لیست در وقع نه شوند از
بیان حال خبر دهد اگر ایهام در واقع ارتباط و توقف بیکی بر دیگری باشد کلام در آن جا باشد
که یکی را در دیگری چه انکشاف التقدم اگر در واقع ارتباط و توقف است به تقدم هم ارتباط
و توقف باشد چنانکه در اربع و عدد و جبت می‌دانیم مگر اینقدر هست که ارتباط وجود با وجود باید است
در وقائع زمانیه منظور است این قدر اگر گفت که فلان مع التقدم بعضه است تقدم معنی هم خود
ست مگر آنکه کسی با عقل سر شود نظر برین اعتقاد در وجوب وجود مفقوده و وجود مفقوده خالق
کائنات چنان مرد هی غلط باشد که میر بین و چون این نیست تحقق بمقتضای تثنین علمی با
مفقوده ذاتی وجود مقران شد اگر باشد یا نه و دوام باشد در وجود قصه ضرور نیست تفصیل آن
متعلقه عدم آن متعلقم باشد تا امکان فنا است بلکه به اعتقاد تمامی محض تفصیل اعتقاد یعنی
آن لازم آید که مجرد ازین واهم هم وقوف بوجوب بالغیر است بعض لعقات سلسل فرض نقیصه را بوجوب
بالغیر و اجب بگوید و اهل ظاهر بغلط افتند و همچنان گاهی تحقیق ابن احمد ابن بالغیر متبع حرام کنند

و اینہا ہمہ از موجب اختلاط احکام ایں یکی بدیگری گردد اینجا مرایہ در وجوب خود ذات قاطع بحکومت
اکثر نسبت ہا ان تعیین علمی است پس اگر اعداد و حیثیات ہم خواہیم درجہ قاطع شدہ
بر سر آن تعیین کہ سہ بود و ما بنہ در اقرار وجوب یا بغیر لازم خواہد آمد زانکہ بشہادت ہم بسیر تر روشن جلوہ گر
ہست ہمہ کہ وجوب یا بغیر در ہم امتناع یا بغیر معارض امکان ذاتی در وجوب ممتنع تر اتفاق شمردہ
معنی یا بغیر بہ یا بشرط یا بذات گفتن بمعنی بود علاوہ برین تعیین علمی چنانکہ بنت خود معروضی ہست
اکثر خلاف تعیین کردہ خود حالش آن باشد کہ نقشہ عالم را تبدیل کردہ خود بسبب تبدیل معید
معنی در پیرا آنچہ نہ بہ نقشہ انکہ مخبر بہ بیشتر مرسائے تحقیق بود و مخالفان آن نقشہ عالم بود و دیگر گشتہ
مر گشتہ تفصیل این اجمال آنکہ علم دو قسم است یکی آنکہ مخبر بہ بیشتر از علم در علم تحقق بود
در پیش ہر دو سر مطابقہ بود ذہن تابع شدہ گردد این را علم انفعالی نام بنہیم دوم آنکہ مخبر بہ
از ہر بیشتر موجود نبود خود علم نقشہ بصورتی بیرا شد و مطابق آن چیزی در خارج پیدا کردہ آید
و باز آن وجود خارجی مخبر بہ و مطابق علم دیگران شود این را علم فعلی نام بنہیم مثال اول
ظاہر است ہمہ کائنات بہر یا مخبر بہ است در ذہن ما بشناسند و آن مطابقہ بر ترسیم می‌یابد و
در ہمین مطابقت معیار صدق است و مقابل آن لا مطابقت معیار کذب است و مثال ثانی نقشہ عمارات
را نیز اگر بیشتر از وجود خارجی آنہا اول در ذہن بود خبر بہ خود میسر آمد شیم و مطابق آن
بنیاد عمارات نہادہ و تعمیر مکانات شد قبل از وجود خارجی آنہا تطابق [illegible] برادرین علم ہست

مگر پس از وجود خارجی معلوم است آن که جهات خارجیه مطابق علم و راه مطابق آنی نخواهیم
چنانکه در مسلم اول علم را مطابق و انطباق موجودات می‌خوانیم و چون تعین بعید تطابق
و لا انطباق را راه نیست زیرا که تنها مطابق را راهی هست نه نشانی پس اگر در آن نقش که
به علم فعلی است تغیری راه یابد لا محاله نسبت تر آن گفت تا احتمال کذب باشد و محل تردد بود
و نوبت سوال انتقاد آری این یک گفتنی و شنیدنی است که این تعین علمی به انطباق
ضروری است تسلیم نیست مگر وجهی اگر هم سرمایه ضروری است یا نی نظر برین بنقد ضروری
کردنی است اگر بپذیرد تسلیم نقدشناسان چه سود علاوه برین وقت را وسعت تکلم
را فرصت و سمع را فهم باید و با این همه در اینجا ضرورت ضروری است چون این همه سامان مفقود است
بر بعید ترجمه لازم نقصان در بعضی علیهم الخیر را بسبب ادعا و الصلوة و السلام علی حبیبه و آله و اتباعه اجمعین
و صحبه الاتقیاء [illegible] امکان شیء چیزی دیگر است و وقوع آن چیز دیگر و انقلاب علم ممکن است یعنی علم
خلاف چیزی دیگر است تبدل نقش چیزی دیگر تبدل نقشه بذات خود ممکن است و در صورت وقوع آن کذب لازم بسیط
لازم آید همین مرکب اگر چون این ممکن واقع نخواهد شد این محذور هم لازم نخواهد آمد مگر ممتنع بالذات
بودن این محذور اگر باشد موجب امتناع بالغیر عدم وقوع خواهد بود نه مستلزم امتناع بالذات آن
امکان نه مثبت امتناع شود زیرا که امتناع مطلقا ممتنع بالذات مذکور خواهد بود نه محذور اخیر
تا ما بالذات نگفتیم و بالغیر نگفتیم آری هرچه ممتنع باشد بالغیر باشد پیداست که امتناع بالغیر مطلق

اسناد آن نسبت وار از عدم و ترجیح جبر و اضطرار آن قوت قدرت آنکہ بر اسناد عدم و ترجیح متعذر بہ نسبت

بار بے شئ انسان تیسیر علمی نبود بلکہ امر بے مانع از ذات سرایت آن گرفتہ خود حق تعالی با وجود اختیار نمی باشد

کہ آنچہ بہ ضبط او متنع خود و التزام خیر بہ تن خود لازم می گیرد اسم موجب بہ ضبط مختار است بلکہ خود ہم

اختیار است این التزام خود بوجہ تعلق اختیار و ارادہ باین وضع بوجود آمدہ تعلق شئ یا شئ دیگر

تعلق آن شی یا شئ دیگر ملاحظہ عدم آن فقط ہمچنانکہ گفتہ شود والسلام علی من اتبع الہدی

سوال بستم چہ می فرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ شاہ عبد العزیز صاحب کہ در کتاب تحفہ اثنا عشری

منسوب بہ مطبع مصوری مسطور است کہ این کلمات کہ در کسی از جناب مرتضوی برای آنہا ہم چنین

کلمات می فرمودند تعریض بما این زمان ہمہ والدیث بحوالہ کتاب نہج البلاغہ فرمودہ شود و عبارت

تحفہ اثنا عشریہ این است تسلیم آنکہ جناب مرتضوی و سائر ائمہ اطہار در حق اصحاب ایشان بلا ضبط

شکوہ و بیزاری و خباثت و بدطینتی آنہا و تنفر بعض ایشان می کردہ کلمات طعن آمیز در حق ایشان می فرمود

ما بہ شئ منصب وظیفہ مسلم بعض اہل بیت و تغییر سنت رسول و احداث بدعات و انہدام احکام

مخالفت شرع و امثال این صفات می فرمودند و در آن غلطی فی الحقیقت لکن گویا بعضی

مجلسہ پیشہ آن ہمہ کلمات را در حق صحابہ کرام و انتزاع خلافت غیر امام فرمودہ اند و آن

را مطابق عقیدہ فاسدہ خود منطبق بر آنہا نمایند و اگر مراد با مخرج ظلم آن گردید ہمین مسئلہ

دین و تعلیق فرمودند دانستن ہدایت سائل امید وار است کہ جواب آن تفصیل کلام فرمودہ شود

اول اسماء آن کسان کہ منسوب بہ تفویض اند آنها سیزده اند و آنچہ در صلہ داده است تقدم تفصیل
اشیاء معصومہ کہ از حضرت ہر یک منصب شده کہ برای ناصبان چنین کلمات منسوب در
اسماء ناصبان سوم تفصیل مرجات از کرام در جماعت بوقوع آمده کہ بر سر بعضیان ایشان کلمات
صادر شده در صفحہ ۸۰۴ کتاب تحفہ مرقوم است کہ از فرق امت ہیچ فرقہ کسی بعلم حضرت
جواب سوال ہشتم در اصطلاح سنیان نوع ہست بعبارات اہل بیت کہ مفید ما علمای اہل بیت نزد
سنیان مردان بی ایمان و کفر بوده اند و حضرت بسیاری از عباسیان ہستند چنانچہ عبارت
تحفہ ہم در صفحہ شش شانزدہ نشان داده مسائل بوده اند بر بعضی گواه است اگر حضرت مسائل چند سطر
بیشتر تکرار می کنند بہ نوعیکہ سوال از ما نمیرسد با بی تفصیل شما ارشاد نکرده اید غرض ہست
کہ حقیقت بحث نکرده خارج از حضرت بر تفویض علیہ السلام اشاره کردید ہم کسانی بوده اند در حد قائم کرده
نسبت بہ حضرت بر تفویض حضرت ائمہ اطہار ہم کسانی بودند کہ بسیار گذرانیده اند تا تفصیل ایشان
در کتب مذہب شان مرقوم می شده و اگر منظور کلمات است کہ موصوف بانصاف شمار کلام کسان
از مردمان و عباسیان بوده اند ہم خیلی زیاده تر سوال کرده است یعنی این لعل ہم قابل سوال ہست
اگر قابل سوال است این ہست کہ کدام کرام کسان موصوف بانصاف بوده ازین کہ کفر خود نهان
در عباسیان ظالم و مبدین بوده اند طریقہ خلافت رسیده از آنان گشتند و بر جبر بر سر تنہا حرفی نمودند
بلکہ طریق ظلم و جور را اختیار کرده اند با ائمہ چنانچہ آن کہ ظلم جبر است کہ از حضرت بر تفویض تعصب بملاحظہ این

دهی است. هشتم آنکه متوسلان صحابه تمسک بالقرآن نموده جانموده اند حالانکه ذکر ملعن شیخین
ملعون در تفسیر منیست تا جائیکه این کلان باشم در حق شان نامه از جانب باشم که نمونه بدگوی
منافقین و دشمنان مرتکب کبایر یا جنایت بود یا اهل بیت را تنها هیچ نموده بودند که مشرکین از جنون
مشام سر کشک هائی پروا نی زبان از دهان تیره و تبرکونی اهل بیت رو نمی نمود وسیله
می کردند و اشتهار حسب ... سبب اصحاب ... اهل کفر ... خلفا ثلثه و دیگر
اصحاب کبار را از راه مطهرات ... پدران ... می کردند جز و توبیخ تفسیری ... نیست
انبیاء ... کلام گر شعر ... تشدید اصحاب کبار بعد حق ... انبیاء ... تفسیر ... تعلق
و مردم جز از آن بایدشنید ... علم ... علی ... بین ... علمین
با تباع سنت ... بر راست ... تخصیص ... اهل ... آیات ... منظر
استفسار ... نسبت ... در تحفه ... صفحه ... فرموده
با ... فرموده ... سوال ... السلام ... انگار
... سست بر ... علم ... اشارت ... شده و در ... صیغه ... اجمالاً ...
و العاقل ... الاشاره سوال هشتم ... اهل ... المراد ...
فرق ... حقیقت ... بجای ... نرگیانه ... کردن ... است ... شعر ... بود
... است جواب سوال هشتم ... ... تحقیق ... بگیر

اہلسنت کے نزدیک اماموں اور انبیاء میں فرق ہے انبیاء منتہا ہوتے ہیں اور وہ بھی ایمان کی باتوں
اور دین کی سمجھ میں معصوم ہوتے ہیں اور امام معصوم نہیں ہوتے اگر امام بھی معصوم ہوا کریں
تو انبیاء میں اور اماموں میں کیا فرق رہ جائے مگر انبیاء اور اماموں کے فرق مراتب کی مثال
ایسے سمجھئے جیسے طبیب اور اس کے معالجہ کرنے والوں میں فرق ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بمنزلہ
تو مصنف قرابادین طبیب سمجھئے اور اماموں کو بمنزلہ اطباء حاذق خیال فرمائیے اور قرآن و حدیث
کو بمنزلہ کتب طب چنانچہ اس تقریر سے بہ نفس یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جیسے جسم میں بیماریاں
ہوتی ہیں ایسے ہی دلوں میں بھی بیماریاں ہوتی ہیں اور آیہ للذین امنوا ہدی و شفاء سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ قرآن نسبت معالجہ روحانی کی کتاب ہے لیکن جیسے جسم کی نسبت روح اور دل کی
ظاہر ہے ایسے ہی بدن کی بیماریاں بہ نسبت دل کی بیماریوں کی ظاہر ہیں اگر بدن کی بیماریوں کے سمجھنے
میں عقلاء اور اطباء میں اختلاف واقع ہو گیا تو دل کی بیماریوں کے سمجھنے میں ضرور اختلاف واقع ہوگا اور
بدن کی بیماریوں کی علاج میں بھی ضرور ان کا اختلاف اور پرہیز میں بھی اطباء میں خلاف ہو سکے گا تو دل کی
بیماریوں اور پرہیز میں بالضرور علماء روحانی میں اختلاف اور خلاف واقع ہو سکے گا اب
دیکھیے سوائے بعض مسائل کے ان کی قواعد اور قرابادین یک کتاب میں سب اطباء میں ایک جس جس کتاب اور
جس جس کا نسخہ مطب میں سلامت کرتا ہے اور سب ما سوا اس اور ادھر قرابادین اور کتب کو وہ صحیح کرتا ہے
اور پرہیز دیکھئے کہ بعض مستند طبیب بھی مختلف ہوتے ہیں کوئی کچھ دوا تجویز کرتا ہے اور کوئی کچھ تجویز کرتا ہے

کسی کی مہر کیا یہ نظر آتا ہے یہ کہ کوئی کسی چیز میں جب آتا ہے تو جزو بن جاتا ہے اور یہاں یہ خیال باطل شعر و نثر دونوں
اور سیمین تنہا اصل لازم ہے تب وہ ماں یا ہر ایک کی ہمجائی میں کیونکر اعتراف نہ ہو کہ ماہیت کی
نزدیک ایک بات کسی میں پائی جاتی ہے اور دوسری بات نزدیک دوسرے کے پائی جاتی ہے جیسے یہاں نثر سب
المبادیہ سیمانی سا تطور اور اعتبار میں ہو جاتی ایسی ہی ہے کہ ان خصوصیت سے یا نظر کرو تو اس امر
ہو جاتا ہے شکل ہو جو دانہ تو اور نہ اگر غیب ہے یا غیب ہی ہے یا شنی ہیں تو امام یہ ہی ہے کہ
بعد امام ہو جو ہیں شعرا ہی سے گی یا طبیب اور جاہل ہمسر برابر ہیں یہ بھی تو امام ہو جو مرتبہ سے یا ہیں کہ جس سکی یا ہو
نہ امام انبیاء ہی برابر ہو جاتی ہیں نہ مرتبہ ان کا یہ ہے ہو جاتی ہیں لو لکھ جب وہ ذکر کی یا رہ بن کہ جو جگی
تمر شعر کی رائی کی پرائی ساری بحر تشبیہ سب کی ہے مراتب ہو جاتی ہے پہلی آتی نہیں
بعد ہو سنین کیا فرق یہ ہے ہمارا کیونکر اتفاق ہے کہ الا کسی کی تصور ہیں کہ بہ نسبت انبیاء کی جسمانی یا ہے
تمکنت امام کی ہیں ہمائی یا یا مصر میں بھی ہوتا ہے جیسا فرمایا گیا آج کل کی یا ایک اللہ یہ دو رنگ سایہ ہیں
جیسا یہ بھی نزہت و بزرگی برابر ہو جاتی ہیں سکتی یا امام انبیاء کی برابر کیونکر ہو جاتا ہے انتہا ہے شعر
ہر وجہ بلند سے یا امام بعد ان کا اور انبیاء میں فرق ہی ہو سکتی ہے پہلا یا دوسرا یا کہ جو ہے متصل نہیں
سی بیگانہ ہیں شعر بیگانہ ہر نیز کردن نہ دست کہ دشمن ترا ان دو دو دست پیوست
سو الات نصرت کے اللہ ملک و قاسم صحابہ بہ دستہ عالم شیعہ ۔۔ جیسے کہ بعض نیز شیعیان
ہندستان دو کس اور ایران دستی فرات آمدہ کہ زعم شان ہم چو اولاد فرقہ بنی اسرائیل

تمامی مسلمانان را نسبت از طرز اسلام بیگانه نماید یکی آنکه زیرا که جزئی تردیدی حلال است و زن دیگر
حرام دلیل این اختلاف روایتیه نوادر است که موجود آن در کلینی موجود اصل الشیعه منقول امام محمد باقر
علیه السلام است و ثانی از فرزندان امجد شان امام جعفر علیه السلام و مثل الشیعه اکثر روایات
روایتیه به نسبت حضرات پنجتن پاک ساخته اند تحلیل میشنیدند و تحریم ملکشان تحریم این ها که
امت به حرمت متعه [illegible] حلال [illegible] و بر حرمت آنها حرام کرده اند همه روایتیه موجوده این اختیار [illegible]
باینکه با تعیین ائمه اثنا عشر رسانیده چنانچه نبی فرمایند ما نحن فیه اسد تعالی الی رسول الله صلی الله علیه
وسلم قصه مومنه النساء اما اینکه از بعض روایات نسخ حضرة الکلام [illegible] علیه السلام بعض احکام میراث
مادر کتب بعضشان مصرح است پس ناخن اختلاف معلوم شد که ایشان اندرین مسئله بیگانه اند
بیجا که بود البته بر مقدار کمال کی دانند و اعتقاد اختلاف ارکان نبی دانسته اند نزد ما مسلم شد که بیگانه
انچه بحث ائمه تحقیق اعتبار نمود کرده و الکم شد پی تحقیقت نبود باقی [illegible] بعد [illegible]
بر [illegible] بر آن [illegible] [illegible]
[illegible] رسول الله صلی الله علیه وسلم بلکه [illegible] شیعه [illegible] احتمال [illegible]
همین است که [illegible] اکنون [illegible]
حلال است و آن [illegible] این [illegible] است [illegible]
امام [illegible] باشد [illegible] اختلاف است

کسانیکہ انکار کنند و انکار کنند چون انکار باوشان منوط شد جملہ بشنود و رسید و تمامیت حضرت خاتم پیغمبر ابرار اسلم نکو تہیت عملاً گرد انیند نعوذ باللہ منہا بہجو یکملا قریرا ایمان شبیہ پی یا بحیثیت بیرون نمایند چرا کہ بیگانہ ہمگانہ فرق زمین و آسمان است و در بیگانہ عند اب و در حب شعر بیگانہ بیزبر گردن انکو است کہ دشمن ترا از بعد دوست

سوال دوم فعل خدا پر واجب ہی تو اسکی مثل نہیں یا ہم بسکون کی کیا معنی ہیں

سوال سوم تو وہ لا اله یہ مثل یکتر پر اور جیسا مفہوم بشر ہیں مفہوم نفی بشر ہی اس صورت میں اگر افعال لا دیہ مفہومات بشر ہی تو یہ معنی ہیں کہ بسلسلہ خلق افعال جو سبحانہ کا ہے افعال مخلوق بشر میں مخلوق جانا چاہیں مگر یہ بات تو ہمیں لغو اسی طرح کیا فرق ہی کہ ہندو نیا نہ راستہ اور حکم لغو مسلمان نہ راستہ اور مرشد راستہ تو نہ ہو کا ہر اور خوف ہند اسی مستقل آیات سورۃ حکیم و ما تشاؤن الا ان یشاء اللہ سے معلوم ہوتا ہے کہ افعال بشر جو باراده و اختیار ہوا میں بعد ارادہ و اختیار بشر ہی افعال اختیاری بشر میں مشترک اختیار کی یہ معنی ہیں یا نہیں جیسی کہ افعال اختیاری بشر ہی یا ارادہ بشر کی کیا معنی اسمعو ہیں جلوق افعال اختیاری بندہ کو کہتا ہو تو اگر یہ کہنا ہے وار فرق ہے یا سوال پنجم واللہ خلقکم وما تعملون میں ما موصولہ ہے اور موصولہ ہے کہ کنایہ مثل سے یہی یا اور ضمیر مفعول اسکی طرف راجع ہے یا اور حاصل مطلب ہی یا مثلاً خلقکم و معمولکم تو اسکی حاصل اعمالکم امنی یا مصدریہ ہے تو مطلب یہی تخلیق ہی علی

سو تو یہ معنی ہوں کہ جو اجسام تمہاری عمل فعال میں ان کو بھی ہم ہی نے پیدا کیا ہے

اور ظاہر ہے کہ یہ بات اول تو سیاق سے بعید دوسرے اونہیں اجسام کی کیا تخصیص تھی

تیسرے خلق اصنام اور نیز ما ینحتون میں یہ معنی بالطبع منطبق کی ساتھ آچکا تھا اس

بیرئیلی کیا حاجت تھی بیان مکرر کیوں ذکر فرمایا سوال ششم مانع وجود ہے وجہ حاجت

موجودات کا وجود ممتنع ہو جائیگا اور حاجت عدم مانع ہے تو ضد اس کی معنی موجود ہے تو عدم کی

ہر شئی کیا معنی اور اگر مطلق کیفیت اقتران وجود و عدم ہے یا خصوصیت کیفیت اقتران

وجود و عدم ہے تو یہ بات جب متصور ہو کہ خالق کو مثل ممکنات حاصل اقتران وجود و عدم کبھی ہوا

مصداق مطلق وجود کبھی گر حاصل اقتران ہو اور خود مصداق وجود مطلق ہو تو وجوب کی کیا کمی

سو وہ نہیں لیکن زوال وصف ذات عدم ارتفاع ہی ہوگا کیونکہ صفت ممکن ہے یا حاصل اقتران ہے یا

جو یہ منہو تو یا صرف وجود ہو یا صرف عدم یا کچھ نہ ہو پہلی صورتیں وجوب ذاتی ضروری ہی آئیگا

وجہ یہ کہ جب وجود ضروری ہی ہوا تو مقتضائے ذات ہی ہوا عدم صرف ہو تو امتناع ذاتی لازم ہوا

کیونکہ جس وجود عدم ہر دو بر ابر ہوں تو لوہا بستہ اور ہر واسطہ ممتنع ہی لگا تو واسطہ میں کیا [illegible]

لازم آئیگا ان بعض ممکنات کی کیفیت اقتران ہے تو کیا مانع الصبار ہو تو کچھ مضائقہ نہیں

اور سکی یہ معنی ہیں کہ مثل ممکنہ اکثر ہے مثلاً لو الذوات وغیرہ پر منطبق نہیں ہو سکتی یا صد جہ

اور سکی یہ ہے کہ جیسے حاصل اقتران سے علوم نہیں ملتا عدم دوام سے ظلمت لیکن [illegible]

حاصل اقتران سطح و اضلاع دائرہ و خارج دائرہ پر منطبق نہیں ہو سکتی یعنی یہ ممکن ہی نہیں ہاں یہ حاصل
اقتران کا وجود جسم پر آئینہ میں ہی ہے اور حاصل اقتران کا وجود جسم پر اجزاء مفروضہ پر
باہم منطبق نہیں مگر یہ بات جیسے یہاں سطح کی نسبت دائرہ اور مثلث میں متصور نہیں ایسے ہی گر بر
متغیر میں یہاں مزدور ہے ایسا ہی یہاں بوجہ اور کیفیت حاصلہ اقتران کا وجود جسم بشری میں
ہے یہ بات متصور نہیں۔ سوال ہفتم: ملائکہ اور ارواح خبیثہ جو خلاف ہیں وہی مخلوقات
قلیل و قصور کے کہ وجہ قدر یہ باتیں تو ہر طرح ممکن ہیں مگر یہ کہ وہ بات اعمال خبیث
و متعلق میں ایسے دہر و جسم متفاوت ہیں اور اگر ملائکہ وغیرہ کو کوئی امر غیر اختیاری ہی ہے تو
خارج امتثال سے کیا مطلب؟ سوال ہشتم: تفاوت اسباب حقیقت انسانی اور حقیقت خود
اگر ذاتی ہے اور یہی صحیح ہے تو یہ تفاوت ذاتی انسان سے خارج ہے اور اگر تفاوت
ارسال بھی ہے تو خارق اعمال نبی کی جاتی ہے اور اگر اختیاری ہی ہے تو فرمائیے آدمی کیونکر
وغیرہ کیوں نہیں ہو سکتا اور کرتا وغیرہ لوگ کیوں نہیں بن سکتا۔ فقط تمت بالخیر

استدراک

متن کتابت میں مندرجہ ذیل الفاظ مشکوک ہیں یا سہو کتابت سے غلط لکھے گئے ہیں۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ ان کی تصحیح فرمالیں۔

صفحہ نمبر	سطر	غلط	صحیح
۱۵	۲	فتنہ	فتنے
۲۷	۶	وجعلنا النور سقفا	وجعلنا السماء سقفا
۳۲	۹	لا یستل النز	[illegible]
۳۴	۱۴	ملنے	نہ ملنے
۳۵	۱	مجبورنکر	مجبور کر
۳۹	۳	سی الشہید	الا الشہید
۵۰	۸	پھٹ پھٹ	ہٹ بٹ
۵۱	۹	لدری الشرکی	لداری الترکی
۹۱	۱۴	تسلط الفاع	تستروازفاع
۱۰۰	۱۹	نکاح	نکلے سے رفت
۱۰۲	۵	جب تک	اس وقت
۱۰۳	۷	مال اسباب	مال واسباب
۱۰۸	۲	اس صورت	اس صورت میں
۲۲	۱۵	زکاۃ	زکوٰۃ
۶۲	۳	ما	ماں
۶۳	۱۵	پہلے سے کنن	پہلے کنزن
۶۹	۱۳	ذات باکمال	علم ذات باکمال
۷۷	۱۱	سالکات موہوم	[illegible]
۸۰	۵	عالم کو	عالم کو لعین [illegible]
۱۲۳	۵	متہم بالحق ہے	متہم بالحق ہیں
۸۹	۳	عالم ہو	[illegible]
۱۴۹	۳	یا انسان	یا انسان
۱۸۴	۵	تکلفۃ الاخلاق	تکلفۃ الاشارۃ
۱۷۰	۵	والارض تبقشۃ	والارض جمیعا قبضتہ
۱۶۵	۱۵	کمالہ اکرعند	کمالہ اکرعند
۱۷۷	۱	مسلطن الیٰ	لیطمئن قلبی
۲۰۲	۸	ربروبالا	زیروبالا
۱۶۹	۳	ثم تطول ادنیہ	[illegible]

قاسم العلوم
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ
کی ایک اہم تحریر یا فتویٰ

جس میں حضرت مولانا نے دینی خدمات اور تعلیم پر اجرت لینے اور دینی تعلیم گاہوں میں معقولات کی تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر بحث فرمائی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم کی ایسی متعدد اہم تحریریں ہیں جو حضرت مولانا کے افادات کے مجموعوں یا مکتوبات میں شامل ہیں مگر ان کو وہ شہرت اور مرتبہ حاصل نہیں ہوا جس کی وہ مستحق تھیں۔ ایسی ہی تحریروں میں سے ایک اہم وہ تحریر ہے جو حضرت مولانا نے مراد آباد کے ایک صاحب کے سوال کے جواب میں لکھی تھی۔ اس فتوی یا تحریر میں دینی مدارس میں تعلیم دینے کی اجرت، اسلامی مدرسوں میں معقولات اور ایسے علوم پڑھانے کی تحقیق ہے جو بنیادی طور پر دینی شرعی علوم نہیں ہیں۔

یہ تحریر یا جواب حضرت مولانا کے افادات کے ایک کم شہرت یافتہ متعارف مجموعے "فرائد قاسمیہ" (مرتبہ مولانا عبدالغنی پھلاودی۔ مولفہ ۱۳۱۳ھ) میں شامل ہے۔ فرائد قاسمیہ جو کم نام تھی، پہلی مرتبہ ۱۴۰۰ھ میں دہلی سے شائع ہوئی تھی اور یہ اشاعت بھی قلمی نسخہ کا فوٹو ہے، شاید اسی وجہ سے مجموعہ کی کچھ زیادہ شہرت نہیں ہوئی۔ بہر حال

یہ تحریر فرائد قاسمیہ کی اسی نسخہ یا اشاعت میں ص ۲۲ سے ص ۴۱ تک درج ہے اور پوری کی پوری پڑھنے کے لائق ہے۔ اس تحریر سے خاص طور سے علوم عقلیہ (جس میں جدید سائنسی علوم بھی شامل کیے جا سکتے ہیں) کی تعلیم کے حوالہ سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ نیز اس تحریر میں شعر و شاعری سے دلچسپی اور اس کے مفید اور غیر مفید ہونے جامع مگر مختصر وضاحت فرمائی گئی ہے افادیت کے اور بھی کئی پہلو اس میں نظر آتے ہیں اس لئے یہ تحریر بطور خاص یہاں پیش کی جارہی ہے۔

یہ تحریر یا فتویٰ فرائد قاسمیہ کی اشاعت سے بہت پہلے ماہنامہ القاسم دیوبند کی رجب ۱۳۴۹ھ ۱۹۳۰ء کی اشاعت میں چھپا تھا۔ مگر فرائد قاسمیہ میں وہ سوال درج نہیں جس کے جواب میں یہ تحریر لکھی گئی تھی، القاسم میں وہ سوال بھی چھپا ہے۔ لیکن ایک مشکل اور ہے جس کا کوئی حل نہیں کہ دونوں اشاعتوں یا نسخوں میں کثیر اختلافات ہیں۔ الفاظ کی کمی زیادتی، یا کتابت کی اغلاط عام ہیں، مگر ان سے بڑھ کر وہ اضافے یا ترمیمات ہیں جس میں دونوں نسخے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ یہاں القاسم میں درج متن پیش کیا جارہا ہے جس میں فرائد قاسمیہ میں شامل نسخہ کی مدد سے کہیں کہیں معمولی تصحیح یا ترمیم کی گئی ہے اور القاسم کی اشاعت میں نسخہ فرائد قاسمیہ میں جو اضافے ہوگئے ہیں ان کی ( ) کے ذریعہ نشاندہی اور حاشیہ میں اس کی صراحت کردی ہے۔

اس تازہ اشاعت کے وقت ضرورت تھی کہ اس پر ذیلی عنوانات لگائے جاتے اور اس فتویٰ میں جو احادیث و عبارتیں درج ہیں ان کی تخریج کی جاتی، مگر وقت میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے اس خدمت کا موقع نہیں ہوا تاہم امید ہے کہ اس اضافی خدمت کے بغیر بھی یہ تحریر دلچسپی اور توجہ سے پڑھی جائے گی۔

وما علینا الا البلاغ (نور)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مدرسہ عربی جس سے ترویج علم دین مقصود ہے قائم ہوا ہے، مگر ایک مدرس نے بہ لحاظ اس کے کہ تعلیم دینیات پر اجرت لینا موافق احادیث صحیحہ جائز نہیں، تو رعایۃً یہ شرط کرلی ہو کہ میں چار گھنٹے مثلاً پڑھاؤں گا اور صرف کتب معقولات و صرف نحو و علم معانی اور ادب وغیرہ کے پڑھانے کی تنخواہ لوں گا اور دینیات حسبۃً للہ پڑھاؤں گا، اس کی تنخواہ نہ لوں گا۔ چنانچہ مدرس موصوف ابتدائے مدرسہ سے تین چار سبق معقول وغیرہ کے تعلیم فرماتے ہیں، باقی صبح سے شام تک مصروف تعلیم دینیات رہتے ہیں۔

پس ایسے مدرسہ میں چندہ دینے اور شرکت کرنے سے ثواب ملے گا یا نہیں؟ اور جو چندہ از قسم زکوٰۃ آتا ہے وہ صرف طلبہ مدرسہ کیا جاتا ہے، اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ اور جو شخص اس میں سعی و کوشش کرے کچھ اس کو ثواب ملے گا یا نہیں، اور جو کوئی اس کے درپے تخریب و بربادی ہو اس کا کیا حکم ہے؟

بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

OOO

جواب مولانا محمد قاسم صاحبؒ

بسم اللہ الرحمان الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین خاتم النبین والہ وصحبہ اجمعین۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے یہ گزارش ہے کہ وجہ استفتاء کچھ سمجھ میں نہیں آتی، استفسار اس امر کا کیا کرتے ہیں جس میں کچھ خفاد اشتباہ ہو کسی وجہ سے مخفی و مستتر ہو، جو بات ہر پہلو سے ظاہر و باہر ہو اس کا استفسار کیا کیجئے۔ بانیان مدرسہ کی نیت اچھی، مدرس کی نیت اچھی، معقود الیہ یعنی درس صرف و نحو و ادب و علم معانی واکثر انواع معقولات، مثل حساب وہندسہ و منطق جن میں نہ مخالفت عقائد

سلام ہے، نہ ضروریات دین اسلام کا بیان، بالیقین مباح وقت، کار محدود و معلوم، پھر نہ معلوم باعث اشتباہ کیا چیز ہوئی، جو استفسار کی نوبت آئی۔

ہاں وقت کار اگر غیر محدود یا غیر معلوم ہوتا تو بوجہ استلزام جہالت معقود علیہ البتہ خیال بطلان اجارہ کا موقع تھا۔ معقود علیہ اگر کوئی امر حرام ہوتا تو مثل صدر الصدوری و منصفی وڈپٹی کلکٹری وغیرہ مناصب حکومت جن میں خلاف ماانزل اللہ حکم کرنے کی شرط ہے، یا مثل تحصیل مسکرات و شراب فروشی و زناکاری وغیرہ جن میں خود کوئی گناہ یا وسائل گناہ پر اجارہ منعقد ہوتا ہے، نوکری مدرسی بھی حرام ہو جاتی اور ایسے مدرسہ میں پڑھنا بھی جائز نہ ہوتا اور اس وجہ سے یوں کہہ سکتے ہیں کہ چندہ دینا اور اس کے وصول میں کوشش کرنی گناہ کی تائید ہے، پھر جائز ہو تو کیوں کر اور ایسے مدرسہ کے طالب علموں کو زکوٰۃ دیجئے تو یوں کہو ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دی جن سے شیوع امور محرمہ ہی متصور ہے، تائید دین یا اطاعت رب العالمین کی امید نہیں۔ جو اصل غرض عبادت مالی ہے کیونکہ جب اموال بشہادۃ خلق لکم مافی الارض جمیعا ہمارے لیے مخلوق ہوئی اور ہم بشہادت وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون عبادت کے لیے پیدا ہوئے تو یہ سلسلہ قصہ ہو گیا جیسے یوں کہئے گھاس دانہ گھوڑے کے لیے اور گھوڑا سواری کے لیے، سو جیسے ہر عاقل اس ارتباط سے یہ سمجھتا ہے کہ گھاس دانہ ہی سواری ہی کے لیے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو گھوڑا سواری نہ دے اس کو گھاس دانہ نہیں دیتے، بلکہ گولی کے حوالہ کرتے ہیں۔ ایسے ہی ہر عاقل دونوں آیتوں کے ارتباط سے یہ سمجھتا ہے کہ اموال بھی اصل میں عبادت ہی کے لیے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں یہ غرض بالیقین مفقود ہو جاتی ہے، وہاں سلب اموال کی ادیان سابقہ سے لے کر اس دین تک اجازت رہی اور زکوٰۃ جو بحکم خداوند خالق اموال دی جاتی ہے کفار کو اس سے محروم رکھا، ہاں صدقات نافلہ جن میں خدا کے حکم کا واسطہ نہیں، اگر کفار کو دے دیئے جائیں، یا حیوانات کے کام میں صرف کئے جائیں تو بایں وجہ جائز

ہوئی کہ خدا کے حکم سے ہوئی تو خدا کی طرف سے سمجھی جائے اور چونکہ احکام شرع صفت حکومت و معبودیت سے متعلق ہیں تو اگر زکوٰۃ کفار کو دی جاتی یا حیوانات کے کام میں آتی تو یہ معنی ہوتے کہ اطوار کفر داخل عبادت ہیں، جو معبود حقیقی اور حاکم تحقیقی کی طرف سے بطور تقاوی ان کی یہ اعانت ہوئی، ہاں وجود عالم صفت خالقیت و ربوبیت سے مربوط ہے اور ظاہر ہے کہ وجود حیوانات و بنی آدم غذا پر موقوف۔ اس لیے مقتضائے صفت خالقیت یہ ہوا کہ مومن ہو یا کافر حیوان ہو یا بنی آدم، غذا سے اس کی امداد لازم ہے، غرض ربوبیت عام ہے اسی لیے رب العالمین ہونا خدا کا ضرور ہوا، اور معبودیت بالفعل خاص ہے اس لیے معبود المسلمین کہلائے گا معبود المومنین والکافرین نہ کہہ سکیں گے۔ بالجملہ صدقات نافلہ کا کارخانہ محکمہ ربوبیت کی پیشکاری ہے اس لیے کفار و حیوانات بھی اس سے متمتع ہوں تو چنداں بیجا نہیں، گو اولیٰ یہی ہو کہ مومنین ہی کو ملیں۔

اور زکوٰۃ و صدقات واجبہ محکمہ حکومت کی کارگزاری اور خدمت گاری ہے، اس لیے بندگان عبادت شعار یعنی مومنان زار و نزار ہی اُن کے مستحق رہے۔

غرض تعلیم و تعلم علم مذکورہ اگر منجملہ محرمات ہوتے تو یوں کہہ سکتے تھے کہ گو ہر مومن کو مطیع ہو یا عاصی بوجہ ایمان جو اصل عبادت ہے زکوٰۃ دینی جائز ہے۔ پر لحاظ غرض اصلی اس طرف مشیر ہے کہ جو لوگ امور محرمہ میں منہمک ہوں ان کا محروم رہنا ہی اولیٰ ہے، چنانچہ حدیث لا یاکل طعامك الا تقی اس پر شاہد ہے اور اس لیے زکوٰۃ کے لیے بھی وہی لوگ اولیٰ ہیں جو متقی پرہیزگار ہوں، علیٰ ہذا القیاس اگر معقود علیہ درس منقولات و علوم دین ہوتا تب بھی یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ جیسے ملازمان سرکاری کو کار سرکار پر اور کسی سے کچھ لینا ممنوع ہے، ایسے ہی مومنوں کو جو ملازمان خاص اور بندگان بااختصاص رب الناس ہیں، تعلیم علوم دینی پر جو بالیقین کار خداوندی ہے اجرت کا لینا جائز کیونکر ہو سکتا ہے۔

جو متاخرین نے اس پر اجرت لینے کا فتوٰی دیا اور ابنائے روزگار اس کے

بُردے سے اپنی اجرت کو جائز سمجھیں اور چندہ دینے والے اور وصول کرنے والے باوجود حرمت عقد مذکور امید وار ثواب تائید ہوں۔[1] (مع ہٰذا فتویٰ متاخرین کی یہ علت ہے کہ جب انہوں نے اپنے زمانے کے لوگوں کی یہ کیفیت مشاہدہ کی کہ ادھر علماء دین کی خدمت کرنی لوگوں پر دشوار ہو گئی، ادھر علماء کی یہ کیفیت کہ اپنی اپنی فکر معیشت میں تعلیم علم حسبۃ للہ کرنی ان پر گراں ہو پڑی ناچار یہ سمجھ کر کہ اگر طرفین کی یہی تاتی وتکاسل ہے تو ایسا نہ ہو کہ علم جس کا بقا اہم مقاصد شارع ہے عالم سے اٹھ جائے، بحکم ضرورت: والضرورۃ تبیح المحظورات یہ اجازت دے دی کہ خیر اجرت لو اور تعلیم کرو۔ سو اگر تھوڑا سا فکر کیا جاوے خود اس فتویٰ سے ثابت ہوتا ہے کہ متاخرین کے نزدیک اجرت تعلیم دینیات کا ناجائز ہونا مسلم، مگر بجبوری فتویٰ بہ اباحت دیتے ہیں۔) الحاصل یا عبادات پر اجرت کا لینا ممنوع ہے۔

یہی وجہ ہوئی کہ اجرت صوم وصلوٰۃ وذکر وشغل وغیرہ حرام ہوئی یا معاصی پر اجرت کا لینا حرام ہے، یہی وجہ ہوئی کہ اجرت زنا وکہانت وغیرہ کی ممانعت ہوئی اور وجہ وہی ہے کہ محکوم کو نہ حاکم کی مخالفت پر کچھ لینا روا ہے کیونکہ خود مخالفت ہی روا نہیں اور نہ حاکم کی تعمیل حکم پر کسی سے لینا درست ہے، کیونکہ وہ حق حاکم ہے۔

تیسرے حرمت عقد اجارہ، یعنی نوکری مزدوری کی ایک یہ صورت ہے کہ کار معقود علیہ گو امر مباح ہو پر کسی امر حرام وممنوع کا ذریعہ ہو، مثلاً تعمیر گو کار مباح ہے پر تعمیر مندر وشوالہ وگرجا وغیرہ معابد مخالفان دین اسلام بایں وجہ ناجائز ہے کہ وہ ذریعہ عبادت غیر اللہ ہے، یا یوں کہیے کہ تعلیم ریاضی یعنی حساب وہندسہ وصرف ونحو وادب وغیرہ علوم مباحہ اگرچہ امر مباح ہے پر بدارس اسلامی کے سوا اور مدارس میں بطمع نوکری جا کر علوم مذکورہ کا تعلیم کرنا اس لیے ناجائز ہے کہ اجارات میں نیت مستاجر کا اعتبار ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ تعمیر معابد غیر

---

[1] قوسین کی عبارت فرائد قاسمیہ میں درج نسخے میں موجود نہیں ملاحظہ ہو فرائد قاسمیہ ص ۵ ہے (عکس نسخہ پھلاودہ دہلی: ۱۴۰۰ھ)

اسلام ناجائز ہوئی اور ظاہر ہے کہ بحساب نیت بانیان مدارس مشارالیہا توسل عبادات وحسنات تو معلوم البتہ یہ احتمال قوی ہے کہ ارتفاع علوم شرعیہ مقصود ہو، چنانچہ تنزل علوم شرعیہ بوجہ ترقی مدارس جو سب کو معلوم ہے بعد لحاظ مخالفت دینی بانیان مدارس مذکورہ اس پر شاہد ہے اور اگر یہ نیت نہ ہو تب بھی تنزل مذکورہ بوجہ ترقی مسطور احتراز کے لیے کافی ہے اور اسے بھی جانے دیجئے۔

اگر نیت مدرس ہی تعلیم علوم مذکور سے تائید مذاہب باطلہ یا ترویج عقائد فاسدہ ہوتی تب بھی احتمال حرمت عطائے چندہ وسعی چندہ بجائے خود تھا مگر جب مستفتی خود یہ کہتا ہے کہ وجہ تخصیص علوم مذکورہ مدرس کی طرف سے فقط احتیاط ہے تو موافق ارشاد: المتقی من یتقی الشبہات ایسا مدرس تو اس قابل ہے کہ قدم لیجئے اور جانے نہ دیجئے (بلکہ بلحاظ ارشاد: المتقی من یتقی الشبہات مدرس کو اس شرط کا پیش کرنا مناسب اور موافق قول باری عز اسمہ: تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونو علی الاثم والعدوان اہل مدرسہ اور شرکاء چندہ کو قبول کرنا اس شرط کا جس کی بنا محض تقویٰ پر ہے ضرور) پھر ایسے مدرس سے یہ کب ہو سکتا ہے کہ اس کے دل میں خیال ابطال عقائد دین ذوالجلال آئے بایں ہمہ وقت معین کار محدود پھر خدا جانے وہ کون سی بات ہے جس پر مستفتی خواہاں تضیع اوقات مجیب ہوا ایسے ہی سوالات لائق ترش روئی ہوتے ہیں چنانچہ حدیث لقطہ میں جو سائل نے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے شتر گمشدہ کی نسبت پوچھا کہ اس کو پکڑلیں یا یوں ہی چھوڑ دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] ہو کر فرمایا! مالك ومعها خداٴها وسقاٴها او کما قال۔

ہاں یہ [illegible] البتہ قابل استفسار تھی کہ لفظ معقولات ایک لفظ عام ہے فقط ریاضی و منطق ہی اس کے تلے داخل نہیں، طبعیات اور فلکیات اور الٰہیات حکمت بھی اس میں داخل ہیں اور ظاہر ہے اکثر مسائل علوم مذکورہ مخالف عقائد

لے یکٹ ( ) کی عبارت فوائد قاسمیہ میں موجود نہیں ص: ۲۷

اسلام نہیں، پھر ان کا تعلم و تعلیم جائز ہو، تو کیونکر ہو، جو کچھ عقد مذکور کیجئے اور چندہ کے دینے میں تامل نہ کیجئے اور اگر فرض کرو لفظ مذکور عقد میں عام نہیں یا تعلیم و تعلم علوم مذکورہ حرام نہیں، تو بیش بریں نیست مباح ہو مضمون تعبد پھر بھی دور ہے۔ ثواب کی امید کی گنجائش پھر بھی نہیں ہاں کسی طرح تعلیم و تعلم مذکور کا عبادت ہونا ثابت ہو تو کیوں نہیں، سو مستفتی نے تو نہ پوچھا، ہم خود بغرض مصلحت عرض کرتے ہیں۔

اس لیے اگر کوئی باورچی یہ شرط کر لے کہ میں گوشت وغیرہ سالن پکا دیا کروں گا روٹی نہ پکایا کروں گا، تو کوئی دیوانہ بھی بخیال عموم لفظ گوشت یوں نہ کہے گا کہ اس میں سگ و خوک کا گوشت آگیا اور اس کا کھانا پکانا حرام ہے۔ اس لیے باورچی مذکور کی نوکری ناجائز ہوگی، ایسے ہی عموم لفظ معقولات بخیال بطلان علوم مذکورہ عقد درس مدرس مذکور کی حلت میں متامل ہونا کودنوں اور وہمیوں کا کام ہے، عقلاء سے اگرچہ جاہل ہی کیوں نہ ہو، اس قسم کی تین پانچ متوقع نہیں۔

البتہ یہ صحیح کہ امور مباحہ بذات خود نہ مستوجب ثواب ہوتے ہیں نہ موجب عذاب، مگر جب امور مباحہ وسیلۂ حسنات یا ذریعہ سیئات ہو جاتے ہیں تو اسی طرح حسنات سیئات کی ذیل میں محسوب ہو جاتے ہیں۔ جیسے اوپلا لکڑی کھانے کے حساب میں، یعنی جیسے مہینے پر مثلاً کھانے کا حساب کرتے ہیں تو اوپلے لکڑی وغیرہ کے دام لگا کر یوں کہا کرتے ہیں کہ کھانا اتنے میں پڑا اور کھانے میں اتنا صرف ہوا، جس کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ اشیاء مذکورہ بایں وجہ کہ وہ ذریعہ حصول طعام ہوتے ہیں طعام ہی کے مد میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی امور مباحہ بعد توسل حسنات تو حسنات کی مد میں داخل ہو جاتے ہیں اور بعد تسبب سیئات ان سیئات کے حساب میں محسوب ہوں گے۔ چنانچہ مسجد کی طرف رفتار اور نماز کے لیے انتظار پر جو ثواب نماز ملتا ہے۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ امور مذکورہ ذریعہ حصول نماز یعنی صلوٰۃ جماعت ہیں، ورنہ کون نہیں جانتا کہ نہ رفتار کسی قسم کی ...

ہے اور نہ انتظار کسی طرح نماز یا نیاز ہے۔

علیٰ ہذا القیاس لینا دینا پڑھنا لکھنا گواہی شہادت جو بالیقین اصل سے مباح ہیں، ورنہ امور مذکورہ کسی طرح کسی موقع میں جائز نہ ہوتے۔ اگر ذریعہ ربٰو و سود خواری ہو جائیں تو اسی لعنت کے مستحق ہو جائیں جو اصل میں شلیاں سود خوران ہے۔ اسی طرح بوس و کنار جس کی اباحت پر جواز بلکہ استحباب بوسہ اولاد شاہد ہے، اگر ذریعہ زنا ہو جائیں تو موافق ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم زنا ہی کے حساب میں داخل ہو جائیں گے اور شرع کی طرف سے اطلاق زنا ان پر کیا جائے گا، حالانکہ بالبداہت وہ غیر زنا ہیں۔ تعمیر مکان مسجد جو بالجملہ عبادات سمجھی جاتی ہیں، تو کیوں سمجھی جاتی ہیں، فقط اس لیے کہ وہ عبادت خانہ ہے۔ جس کا حاصل وہی نکلا کہ وہ سامان عبادت اور ذریعہ اطاعت ہے، تعمیر معابد ادیان باطلہ جو منجملہ معاصی شمار کیا گیا تو کیوں شمار کیا گیا، فقط اس لیے کہ وہ ذریعہ معصیت اور سامان شرک و کفر وغیرہ ہے۔

غرض کہاں تک گنائیں، ہزاروں نظیریں قرآن و حدیث میں موجود، کتب فقہ و اصول و عقائد و تصوف میں مذکور، ایک ہو تو کہیے، کہاں تک کہیے۔ پھر تعلیم صرف و نحو و معانی و بیان و ادب ریاضی و منطق ہی نے کیا قصور کیا ہے جو یہ ذریعہ علوم دین ہو کر بھی داخل حساب علوم دین اور مستوجب ثواب کار دین نہ ہوں۔

صرف و نحو تو اوضاع صیغہائے مختلفہ اور مدلولات اضافات متعددہ مثل فاعلیت و مفعولیت میں محتاج الیہ، علم ادب اطلاع لغات و صلات و محاورات میں مفید اور علوم معانی و بیان قدر شناسی فصاحت و بلاغت یعنی حسن عبارت قرآن و حدیث میں کار آمد، علم منطق کمال استدلال و دلائل خداوندی و نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نافع۔

اور ظاہر ہے کہ جو نسبت عبارت و معانی میں ہے وہی نسبت حسن عبارت اور خوبی استدلال میں ہوگی، کیونکہ وہ عبارت سے متعلق ہے تو یہ معانی سے مربوط،

پھر کیونکر کہہ دیجئے کہ علم معانی وبیان تو جائز ہو اور منطق ناجائز ہو۔ صرف ونحو وادب ومعانی وبیان میں اگر مخالفت دین اسلام نہیں تو منطق بھی اس عیب سے پاک ہے۔

اور اگر اشتغال منطق گاہ وبیگاہ بعض افراد کے حق میں موجب محرومی علوم دینیہ ہو جاتا ہے، تو یہ بات صرف ونحو وغیرہ علوم مسلمۃ الاباحۃ میں بھی بالبداہت موجود ہے۔ غرض اگر تحصیل صرف ونحو ومعانی ومنطق سے توسل علوم دینی ہے تو بیشک علوم مذکورہ مستوجب ثواب ہوں گے، نہیں تو نہیں۔

سو یہ بات نیت بانیان مدرسہ ونیت معلم ومتعلمین پر موقوف، باقی جس کسی نے بزرگان دین میں سے منطق کو برا کہا ہے بایں نظر کہا ہے کم فہموں اور کم ہمتوں کے حق میں اس کا مشغلہ تحصیل علوم دین میں خارج ہوا، سو اس وقت وہ ذریعہ خیر نہ رہا وسیلۂ شر ہو گیا، اور یا یہ وجہ ہوئی کہ خود بوجہ کمال فہم ومنطق کی ضرورت نہ ہوئی، جو مطالعہ کی نوبت آتی اور بعدم مخالفت معلوم ہو جاتی۔ یہ سمجھے کہ یہ علم منجملہ علوم ایجاد کردہ حکمائے یونان ہے اور ان کے ایجاد کئے ہوئے علوم کی مخالفت کسی قدر یقینی تھی، اس لیے یہی خیال میں جم گیا یہ علم بھی مخالفت دین اسلام ہی ہوگا، ورنہ اس علم کی حقیقت سے آگاہ ہوتے اور اس زمانہ کے نیم ملاؤں کے افہام کو دیکھتے جو چھوٹتے ہی قرآن وحدیث کو لے بیٹھتے ہیں اور باوجودیکہ قرآن کتاب مبین اور اس کی آیات واقعی بینات ہیں فہم مطالب واحکام میں ایسی طرح دھکے کھاتے ہیں، جیسے آفتاب نیمروز کے ہوتے اندھے دھکے کھاتے ہیں۔ پھر ان خرابیوں کو دیکھتے جو ایسے لوگوں کے ہاتھوں دین میں واقع ہوئیں ہیں، ہرگز یوں نہ فرماتے بلکہ علمائے جامعین کی برکات اور فیوض کو دیکھ کر تو عجب نہیں بشرط حسن نیت بوجہ توسل مذکور ترغیب ہی فرماتے اور کیوں نہ فرماتے، وجہ حرمت علوم فلسفہ اگر ہے تو مخالفت دین اسلام ہے، چنانچہ تصریحات فقہا اس پر شاہد ہیں۔

سو فرمائیے تو سہی منطق کا وہ کون مسئلہ ہے جس کو یوں کہیے مخالف عقائد دین واسلام اور احکام دین وایمان ہے مگر جب مخالفت نہیں اور وجہ ممانعت مخالفت تھی، تو پھر اور کیا کہیے کہ بوجہ ناواقفیت حقیقت علم مذکور فقط انتساب فلاسفہ سے ان فقہا کو دھوکا ہوا جو اس کو بھی ہم سنگ علوم مخالفہ سمجھ گئے۔

رہا فتویٰ بجوز الاستنجاء باوراقہ اس سے حرمت منطق پر استدلال کرنا ایسا ہی ہے، جیسے یوں کہیے کہ ڈھیلوں سے استنجا کرنا جائز ہے۔ اس لیے ڈھیلوں کا اکٹھا کرنا جائز نہیں اور اگر بالفرض والتقدیر تحصیل منطق بھی ہم سنگ تحصیل علوم مخالف دین اسلام ہے، یا لفظ معقولات ایسا عام ہے کہ ہر جگہ علوم مخالفہ کا مراد ہونا تو ضرور ہے، تو پھر کیا حرمت عقد پھر بھی لازم نہیں آئی؟ کیونکہ بعض امور بجمیع الوجوہ غیر مشروع ہوتے ہیں جیسے زنا اور قتل ناحق اور بعض امور ایک وجہ سے اگر غیر مشروع ہوتے ہیں تو ایک وجہ سے مشروع بھی ہوتے ہیں، مثلاً شعر کی ممانعت کی طرف آیۃ:

والشعراء یتبعھم الغاوون الم تر انھم فی کل وادٍ یھیمون وانھم یقولون مالا یفعلون۔

اور نیز آیت: وما علمناہ الشعر وماینبغی لہ اور سوا ان کے اور آیات میں تصریحات اور اشارات موجود ہیں ادھر حدیث لان یمتلی جوف احد کم قیحا یریہ خیرلہ من ان یمتلی شعرا۔

اور نیز اور احادیث جو اس کے قریب المعنی ہیں اس پر شاہد ہیں، مگر بایں ہمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء کے زمانہ میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھ چڑھ کر اشعار پڑھا کرتے تھے اور سوا ان کے، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اور حضرت زہیرؓ صاحب قصیدہ بانت سعاد وغیرہ اصحاب کا آپ کے سامنے اشعار کا پڑھنا اور آپ کا خوش ہونا کتب احادیث میں منقول ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بعد دفن حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اشعار کا پڑھنا

اکثر طالب علموں کو معلوم ہوگا۔

علاوہ بریں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد: علیکم بدیوان العرب مشہور ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ان لوگوں کو جن کی طرف بوجہ استماع وعظ ونصائح احتمال ملال ہوتا تھا یہ فرمانا کہ حمضوا مجالسکم اکثروں کو معلوم۔ کتب احادیث میں مثل بخاری شریف اور صحیح مسلم اشعار مذکور ہیں۔ کتب تفاسیر میں مثل بیضاوی شریف ومدارک وتفسیر کبیر اشعار مسطور، ہزاروں اصحاب اور اولیاء اور علماء سے شعر گوئی اور شعر خوانی کا ثبوت مسلم۔

وجہ اس کی کیا ہے وہی ہے کہ شعر وشاعری بجمیع الوجوہ ممنوع نہیں، ورنہ بعد ارشاد والشعراء یتبعھم الغاوون جو علی العموم ہر قسم کے اشعار کی مذمت پر دلالت کرتا ہے اور بعد ہدایت لان یمتلی الیٰ آخرہ جو علی الاطلاق ہر قسم کے اشعار کی ممانعت پر شاہد ہے۔ ایسی مخالفت صریح اول سے آخر تک تمام امت میں شائع وذائع نہ ہوجاتے اور اپنے ایسے ارکان دین یوں مخالفت ظاہرہ پر کمر نہ باندھتے۔ یہ ہے تو پھر کلام فقہا سے بہ نسبت علوم فلسفہ ایسی مخالفت عامہ مطلقہ سمجھ لینا انہیں کا کام ہے جن کو فہم ثاقب خداوند عالم نے عطا نہیں کیا۔

صاحبو اس زمانہ سے لے کر آغاز سلطنت عباسیہ تک جس میں علوم فلسفہ یونانی سے عربی میں ترجمے ہوئے، لاکھوں علماء اور اولیاء ایسے ہیں اور گزرے جن کو علوم مذکورہ میں مہارت کاملہ تھی اور ہے۔ مولوی ارشاد حسین صاحب رامپور میں اور مولوی عبدالحئی صاحب لکھنؤ میں اور مولوی شکر اللہ[1] صاحب مراد آباد میں باوجود تقویٰ دینداری علوم مذکورہ میں کمال رکھتے ہیں۔ دہلی میں مولوی نذیر حسین صاحب بھی جن کو صلاح وتقویٰ میں اکثروں کے نزدیک ضرب المثل کہیے تو بجا ہے، ان علوم سے خالی نہیں۔ علمائے ضلع سہارنپور کی جامعیت خود مشہور ہے۔

---

1 آپ نے فتوائیں بجوز الاستنجاء بلوداقہ کے صادر فرمانے کا فخر حاصل کیا تھا۔

پہلے زمانہ کی سنئے مولوی بشیر الدین صاحب مرحوم، مولوی عالم علی صاحب مرحوم، مولوی احمد حسن صاحب مرحوم انکولوی قطب عالم صاحب مرحوم مدتوں تک مراد آباد میں درس معقولات میں مشغول رہے۔ مولانا عبدالحیٔ صاحب، مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید، مولانا شاہ عبدالقادر صاحب، مولانا شاہ رفیع الدین صاحب، مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب، مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہم کا کمال علوم مذکورہ میں شہرہ آفاق ہے۔ حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہما کا کمال علوم مذکورہ میں ان کی تصانیف سے ظاہر و باہر ہے۔

حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی اور علامہ سید شریف۔ مصنفان شرح مقاصد و شرح مواقف اور علامہ جلال الدین دوانی مصنف شرح عقائد، ملا جلال جو تینوں کے تینوں امام علم عقائد ہیں، علوم مذکورہ میں ایسے کامل ہیں کہ کاہے کو کوئی ہوگا۔ حضرت امام فخر الدین رازی، حضرت امام غزالی، حضرت شیخ محی الدین عربی یعنی شیخ حضرت اکبر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا علوم مذکورہ میں کمال ایسا نہیں جو ادنیٰ سے اعلیٰ تک کسی پر مخفی ہو۔

جب ایسے علماء ربانی اور اولیاء کرام اور سوا ان کے اور اکابر دین علوم مذکورہ کی طرف ملتفت رہے تو یا تو یوں کہئے کہ یہ سب کے سب عمداً ایسے امر قبیح و حرام کے باصرار مرتکب ہو کر مستوجب غضب الٰہی رہے۔ یا یوں کہئے کہ مثل اشعار اگرچہ علوم مذکورہ ممنوع اور اصل سے مکروہ اور حرام ہیں۔ پر جیسے شعر میں انہماک اور اس کے پیچھے پڑ جانا اور اسی کو مقصود اصلی اور مطلوب اہم بنالینا ممنوع ہے، مطلقاً مشغلہ شعر ممنوع نہیں۔ چنانچہ حدیث میں لفظ یمتلی اس کی طرف مشیر ہے اور آیت میں استثناء الا الذین امنوا الخ اس پر شاہد ہے۔ ایسے ہی علوم مذکورہ کو قبلہ ہمت اور کعبہ مطلب بنالینا تو بیشک ممنوع پر بغرض تشحیذ اذہان یا بخیال رد عقائد باطلہ، یا ظہور بطلان علوم مذکورہ کا حاصل کرنا، یا بہ نیت ظہور

بطلان علوم مذکورہ کو ایسے استاد کامل سے حاصل کرنا، جو بوقت درس اس کا بطلان ثابت کرتا جاتا ہو ہرگز ممنوع نہیں بلکہ بشرط لیاقت و حسن نیت اگر مستحب ہو تو بجا ہے جیسے بغرض انتصار یا تحصیص مجلس یا تائید علم تفسیر مشغلہ مستحب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اہل فہم پر ارشاد عمری اور ہدایت عبد اللہ بن مسعود سے ظاہر و باہر ہے۔

مگر جب شعر میں جس کی ممانعت قرآن و حدیث میں منصوص ہو بوجہ مذکور یہ استحباب آجاتا ہے تو وہ ممنوعات جن کی ممانعت قرآن و حدیث میں مصرح نہ ہو فقط قیاس فقہا شعر وغیرہ ممنوعات پر اس کی ممانعت کا مظہر ہو کیونکر بوجہ مذکور بشرط لیاقت و حسن نیت مثل تشحیذ ذہنی، یعنی ذہن کو باریک فہمی کی عادت ڈالنی، جس سے حقائق غامضہ عقائد و احکام کو سمجھ سکے مستحب نہ ہو جائے گی۔

ہاں! اگر کسی میں لیاقت علمی نہ ہو، جیسے آج کل کے وہ صاحب علم جو بے سوچے سمجھے شعر اور علوم مذکورہ کو علی الاطلاق حرام بتلاتے ہیں، یا نیت درست نہ ہو مثلاً قبلہ طلب انہیں علوم کو بنالے، بطور مذکور ذریعہ نہ بنائے یا ذریعہ بنائے تو علوم باطلہ کی تائید کا بنائے، جیسے فرض کرو اور مذہب والے بغرض تائید مذہب یا مقابلہ اسلام حاصل کریں، اسلام سیکھیں تو ان کے حق میں اگر مشغلہ علوم مذکورہ مکروہ حرام مطلق ہو تو بیجا نہیں اور اس وجہ سے ان کے حق میں درس علوم مذکورہ پر اجرت لینا جائز نہ ہوگا، وہ آمدنی اگر بجمیع الوجوہ مکروہ یا حرام رہی تو دور از عقل نہیں۔ اور ان کے حامی و موید تائید امر حرام کے مصداق ہوں تو لائق قبول ہے۔ خاص کر اس صورت میں کہ مستاجر مسلمان نہ ہو کسی اور مذہب کا آدمی ہو، کیونکہ فعل اجیر تابع نیت مستاجر ہو جاتا ہے، مثال درکار ہے تو لیجئے، کار معماری فی حد ذاتہ جائز ہے مگر کوئی شخص شوالہ مندر چنوائے تو کار تعمیر حرام ہو جائے گا اور مکان و مسجد تعمیر کرائے تو اور حکم ہو جائے گا۔

ہاں اگر نیت اچھی ہے اور لیاقت کما ینبغی خداداد موجود ہو یعنی معلم و متعلم

بغرض تشحیذ ذہن یا رد عقائد باطلہ یا اظہار و ظہور بطلان مسائل، مخالفہ عقائد اسلام یہ مشغلہ اختیار کریں اور پھر دونوں میں یہ لیاقت بھی ہو معلم اظہار بطلان پر قادر ہو اور متعلم دلائل ابطال کے سمجھنے کی لیاقت رکھتا ہو، تو بیشک تحصیل علوم مذکورہ داخل مثوبات و حسنات ہوگی، چنانچہ تقریر گزشتہ اس بات پر کافی ہے، مگر جب یہ ہے تو بیشک چندہ دینے والے اور سعی کر کے وصول کرنے والے اس وجہ سے مصیب ثواب ہوں گے اور پھر اس کے ساتھ یہ وجہ جدی رہی کہ جیسے ہندیوں کا مکہ معظمہ میں پہنچنا مثلاً بے ذریعہ جہاز و ریل ممکن نہیں، ایسے ہی درس علوم دینیہ مراد آباد میں بے قیام عالم علوم دین ممکن نہیں، پھر جیسے کوئی شخص ریل کا کرایہ یا جہاز کا نول دے کر کسی عازم بیت اللہ کو ریل یا جہاز پر سوار کرا دے، تو کوئی نادان بھی اس میں متامل نہ ہوگا کہ کرایہ دینے والے کو امداد حج کا ثواب نہیں ملتا، اور یہ کوئی نہ کہے گا کہ بذریعہ جہاز عرب میں پہنچ جانے کو یہ تو لازم نہیں کہ سوار ہونے والا حج بھی کر ہی لے اور پھر اس پر جہاز والا ریل والا بغرض تمول و حصول دنیا سوار کرتے ہیں اور پھر ریل اور جہاز میں چڑھ کر کہیں جانا کوئی عبادت نہیں۔ اس صورت میں کرایہ دینے والے کو ثواب ملے تو کیونکر ملے۔ ایسے ہی کوئی عاقل اگرچہ جاہل ہی کیوں نہ ہو اس میں متامل نہیں ہو سکتا کہ درس فنون دانشمندی یعنی صرف و نحو وغیرہ پر در صورتے کہ وجہ قیام عالم مشار الیہ ہو اجرت کے دینے والے کو ثواب امداد دین اور ترویج منقولات نہ ملے گا۔

اور یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ بغرض درس فنون دانشمندی اگر کہیں قیام ہو تو اس کو لازم نہیں کہ علوم دین کی درس کا بھی اتفاق ہوا کرے اور پھر اس پر درس علوم دانشمندی کوئی عبادت نہیں، مع ہذا مدرس بغرض وصول تنخواہ درس میں مشغول رہتا ہے اس صورت میں تنخواہ دینے والوں کو ثواب ملے تو کیونکر ملے، مگر یہ ہے تو پھر سعی کرنے والوں اور در بدر پھر کر وصول کرنے والوں کو بشرط حسن نیت ثواب نہ ملنے کے کیا معنی۔

اگر یہ امر ہے کہ سوال حرام ہے تو اپنے لئے بے ضرورت حرام ہے۔ دوسروں کے لئے سوال کرنا اور سعی اور ترغیب کر کے دلانا حرام نہیں مگر یہ بھی حرام ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیبات خاص کر وہ جو آپ نے اپنے زمانے کے محتاجوں اور مفلسوں کے لئے فرمائیں ہیں، سب نعوذ باللہ داخل سوال حرام ہو جائیں۔ سو اس بات کے کہنے کی اہل اسلام میں سے کسی کو جرأت ہے اور دینے والوں اور دلانے والوں اور سعی کرنے والوں اور وصول کر کے لانے والوں کو بوجوہ مذکورہ بالا ثواب ملا تو بیشک یہ کار ایک کار خیر ہوگا اور کیوں نہ ہو اشاعت علوم ربانی اور تائید عقائد احکام حقانی منجملہ سبیل اللہ ہے۔ بلکہ سبیل اللہ میں بھی اول درجہ کا، اس لئے کہ قوام و قیام دین بے علوم دین اور تائید علوم دین و رد عقائد مخالفہ عقائد دین متصور نہیں۔ اگر تمام عالم مسلمان ہو جائے تو اعلائے کلمۃ اللہ کی حاجت نہیں، پر علوم دین کی حاجت جوں کی توں رہے۔ غرض دین کے حق میں اصل اور محتاج الیہ اور ضروری علم دین سے بڑھکر کوئی چیز نہیں اس لئے تائید اور ترویج میں صرف کرنا اعلیٰ درجہ کا فی سبیل اللہ ہے۔

اور اگر فرض کرو تائید علوم اور ترویج عقائد یقینی کو فی سبیل اللہ نہیں کہہ سکتے یہ اطلاق اعلائے کلمۃ اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہے، تو اس کارخانہ کو اعلائے کلمۃ اللہ سے بھی بڑھ کر کہنا پڑے گا اور اس لئے اس کی بربادی کے درپے ہونے والوں کو منجملہ یصدون عن سبیل اللہ جن کی مذمت سے قرآن وحدیث پُر ہیں سمجھنا لازم ہوگا، یا ان سے بھی بڑھ کر ان کو سمجھا جائے گا۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے مدرسہ کو کون برا کہتا ہوگا اور کون اس کے درپے تخریب ہوگا جس میں اکثر سبق منقولات کے پڑھائے جاتے ہوں اور دو تین سبق معقولات کے بھی پڑھائے جاتے ہوں، اور ان میں کہیں کسی موقع میں اگر کوئی مسئلہ مخالف عقائد اسلام بلکہ مخالف رائے اکابر اہل اسلام آگیا تو مخالف اسلام نہ ہو تو اس کی تردید کما ینبغی کی جائے، ہاں کوئی کینہ خواہ مدرسین یا بد خواہ دین

اپنی آنکھوں میں خاک ڈال کر ایسے کہنے لگے، تو کہنے لگے۔

ہائے افسوس! جہاں دین کی ترقی اور علوم دین کی ترویج کا کوئی سامان کہیں خدا کی عنایت سے برپا ہو تو شیطان یہ شعبدہ بازیاں کھڑی کر دیتا ہے۔ جن کو مال جان سے بھی زیادہ عزیز ہے، ان کے نہ دینے کے لئے ایک بہانہ ہو جاتا ہے۔ اہل ایمان کو لازم ہے کہ کچھ تو عقل کو لڑائیں اور آنکھیں ذرا تو کھولیں، اور دیکھیں کون حق کہتا ہے، اور کون تزویر و مکر کی باتیں کر کے دین میں رخنہ انداز ہوتا ہے۔

کیا قیامت ہے کہ طلب دنیا میں تو ہم کو یہ سرگرمی کہ امید موہوم پر بھی سعی کئے جائیں اور دین میں یہ سستی کہ چلیں یا نہ چلیں، باوجود فراہمی سامان ترقی ناحق کی حجتیں نکالی جائیں، اگر ایسے لوگ اپنے دل کو ٹٹولیں تو یہی نکلے جو میں کہتا ہوں یعنی ایسے کارخانے کو کارخانہ خیر ہی سمجھیں، درپے تخریب نہ ہوں، مگر کینہ اور عداوت بھی مثل حجرت سامان یعمی ویصیم ہے اور کیوں نہ ہو کسی سے عداوت بھی کسی محبت ہی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ وہ مال کی محبت ہو یا عزت کی محبت ہو یا کسی اور چیز کی محبت ہو۔

جب یہ سب باتیں ذہن نشین ہو چکیں تو اب اس کی کیا حاجت ہے کہ ایسے مدرسہ کے طالب علموں کو زکوٰۃ دیجئے یا نہ دیجئے، ہر شخص اس پر سمجھ گیا ہوگا کہ ان کا دینا فی سبیل اللہ ہے اور ظاہر ہے کہ قرآن میں مصارف زکوٰۃ کے بیان میں ذوی الارحام کا ذکر نہیں، ان کے دینے کی فضیلت اگر ہے تو احادیث میں ہے اور فی سبیل اللہ خود قرآن میں بیان مصارف میں موجود ہے، اس لئے بایں وجہ کہ قرآن شریف حدیث شریف پر مقدم ہے۔ فی سبیل اللہ والوں پر جیسے وہ طالب علم مثلاً جو علوم دین پڑھتے ہوں یا بطور مذکور الصدر منقولات کو تحصیل کرتے ہوں، ذوی الارحام پر مقدم ہوں گے۔ علاوہ بریں عقل بھی اگر سلیم ہو تو اس پر شاہد ہے کہ اپنی عزیزداری سے خدا کی واسطہ داری مقدم ہے، اپنوں سے اللہ والے اولیٰ رہیں تو بہتر ہے اور بیشک وہ لوگ جو ذوق ایمان رکھتے ہیں خدا کے

واسطے داروں کو اپنے عزیزوں سے عزیز سمجھتے ہیں۔ انصاریوں نے مہاجرین کے ساتھ جو کچھ سلوک کیا وہ اپنوں کے ساتھ کبھی نہ کیا ہوگا۔ سب مہاجرین وہ بھی اپنوں کو مقدم رکھتے تھے تو ان کے اپنے بھی فی سبیل اللہ ہی تھے۔

غرض ایسے مدرسوں کے طالب علموں کو دینا اپنوں کے دینے سے زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے سو دینے والے زیادہ نہ سمجھیں، برابر ہی سمجھیں برابر نہ سمجھیں کمتر سمجھیں، پر کہیں کچھ دیں تو سہی جو خدا سے بھی سرخرو ہوں۔ ورنہ ایسا نہ ہو بروز حساب جیسے حدیثوں میں آیا ہے، خدا فرمانے لگے کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا، یا حدیث شریف میں آیا ہے جن بندوں سے یہ خطاب ہوگا وہ کچھ ایسا عرض کریں گے الٰہی تو بھوک پیاس سے پاک، کھانے پینے سے منزہ ہے اس پر خدا تعالیٰ شانہ فرمائے گا فلانا میرا بندہ بھوکا تھا تو اگر اس کو کھلاتا تو وہ میرے ہی حساب میں ہوتا انتہی۔

اب اہل فہم سے یہ عرض ہے کہ ایسے لوگ جن کا کھلانا خدا کے حساب میں سوب ہو سوا ان کے اور کون ہو سکتے ہیں جو خدا کے کام میں لگے ہوئے ہیں یعنی وہ کام کرتے ہوں جس میں نیابت کی گنجائش ہو یعنی خدا سے ہی وہ کام سرزد ہو سکے، سو ایسی باتیں یہی تعلیم وہدایت وقہر اعدا وغیرہ ہیں عبادت نہیں، کیونکہ خدا سے عبادت متصور نہیں، البتہ ہدایت اور تعلیم اور قہر اعدا اور نصرت اُن کا کام ہے کون نہیں جانتا ہے کہ موافق ارشاد وعلم آدم الاسما معلم اصلی خدا ہی ہے اور موافق ہدایت واللہ یہدی من یشاء الخ ہادی اصلی خدا ہی ہے اور موافق فرمان واجب الاذعان آیۃ تلک الایام نداولہا بین الناس اور آیت ان تنصروا اللہ ینصرکم ولقد نصرکم اللہ ببدر الخ وغیرہ آیات نصرت بھی جس کا حاصل وہی مقابلہ اعدا کے بعد قہر اعدا ہے۔ اصل میں خدا ہی کا کام ہے۔ (غرض ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دینا جو بطور نیابت خدا کا کام کرتے ہوں۔ خدا ہی کا کام ہے[1])

---

[1] یہ سطر فرائد قاسمیہ میں شامل نسخہ میں شامل نہیں۔ دیکھئے فرائد قاسمیہ ص ۴۴

باقی رہا یہ شبہ کہ طالب علم علم سیکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ بات خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب اس غرض سے کوئی پڑھے کہ پڑھ کر پڑھاؤں گا اوروں کو ہدایت کروں گا اور بھی نہیں اپنے آپ کو ہدایت کروں گا تو یہ پڑھنا پڑھانے اور ہدایت کے حساب میں ہو جائے گا اور جیسے سامان اعلائے کلمۃ اللہ کا صرف وہ کلمۃ اللہ ہی کے حساب میں محسوب ہوتا ہے۔ ایسے ہی یہاں بھی ہوگا، مگر ہر چہ بادا تملیک شرط ہے، اس لئے چندہ تنخواہ مدرسین میں زکوۃ اگر دی جائے گی تو زکوۃ ادا نہ ہوگی۔ ہاں مدرس کو کوئی دے یا طالب علم کو بشرطیکہ وہ مصرف زکوۃ ہوں بعد تملیک ادا ہو جائے گی اس سے زیادہ اور کیا عرض کروں۔

فضائل طلبہ علم اکثر اہل اسلام کے گوش خوردہ ہیں۔ اس لئے یہیں ختم لازم ہے۔ والحمد للہ رب العالمین

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو دل میں اُجاگر کرنے کیلئے ایک اہم مقبول
عبادت "دُرود شریف" کے دینی و دنیاوی فوائد و برکات پر ایک انمول کتاب

برکاتِ دُرود شریف
کے حیرت انگیز واقعات

قرآن وحدیث میں دُرود شریف کی فضیلت
دُرود شریف کی تاثیر کے حیرت انگیز واقعات
دینی و دُنیاوی مصائب کیلئے چہل دُرود شریف

دُرود شریف کے دینی و دُنیاوی خیر و برکات
روضہ رسول پر اکابر کی وجد آفریں حاضریاں
زیارت نبوی سے مشرف ہونے والے خوش نصیب

از افادات

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ
شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ
و دیگر اکابر حضرات

مرتب

محمد اسحٰق ملتانی
(مدیر ماہنامہ "محاسن اسلام" ملتان)

ادارہ تالیفات اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان